"فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ "......(التوبة)

"قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ "......(الحديث)

ارشاد المفتین

(جلد سوم)

(کتاب الصلوٰۃ)

فقیہ العصر، مفتی اعظم، شیخ الحدیث والتفسیر، ولی کامل

حضرت اقدس مفتی **حمید اللہ جان** صاحب نور اللہ مرقدہ

بانی جامعۃ الحمید لاہور

ناشر

مکتبہ الحسن

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

نام کتاب: ارشاد المفتین (جلد سوم)

مجموعہ فتاویٰ جات: حضرت اقدس مفتی حمید اللہ جان صاحب نور اللہ مرقدہ

باہتمام: مفتی عارف اللہ خان صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

تصحیح وتخریج: مفتیان و متخصصین جامعۃ الحمید لاہور

کمپوزنگ ترتیب وتبویب: مفتی محمد حامد علی نفیسی

اشاعت اول: مارچ 2017ء

قیمت:

ناشر: مکتبۃ الحسن، اردو بازار لاہور

ملنے کے پتے:

جامعۃ الحمید عظیم آباد رائیونڈ روڈ لاہور 042.35971895

دار العلوم الاسلامیہ لکی مروت

جامع مسجد محمد ﷺ گلشن معمار کراچی

ضروری وضاحت:

اگرچہ انسانی وسعت کے مطابق کوشش کی گئی ہے کہ فتاوی ارشاد المفتین کی تصحیح وتخریج وکمپوزنگ میں کسی قسم کی لفظی غلطی نہ رہے، لیکن کبھی سہواً کوئی غلطی رہ جاتی ہے اگر کسی صاحب کو ایسی کسی غلطی کا علم ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو سکے، ادارہ آپ کے تعاون کا شکر گزار ہوگا۔ شکریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

ارشاد المفتین (جلد سوم)

اجمالی فہرست

کتاب الصلوٰۃ

تفصیلی فہرست فتاویٰ ارشاد المفتین (جلد سوم)

کتاب الصلوٰۃ

الباب الاول فی اوقات الصلوۃ

الباب الثانی فی الاذان والاقامۃ

الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ

الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ

الباب الخامس فی الامامۃ

مسئلہ نمبر (۶۲۳)	مسبوق آدمی امام کو جس حالت میں بھی پائے اس کے ساتھ شریک ہو جائے:	670

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

صدائے دل مضطر!

سب جام پرائے لگتے ہیں ساقی ہی نہیں میخانے میں
نہ کیف و مستی جھومنے میں نہ لذت پینے پلانے میں

یہ دنیا فانی ہے اور اس کی ہر چیز کو فناء ہے، یہاں جو بھی آیا ہے وہ جانے کے لیے آیا ہے، بقاء اگر ہے تو وہ صرف خدائے وحدہ لاشریک کی ذات کو ہے، اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے جس کے سامنے دنیا کے ہر طبقے، ہر مذہب، ہر رنگ و نسل اور ہر علاقے کے لوگوں نے اپنے گھٹنے ٹیک دیے ہیں، قرآن کریم واشگاف الفاظ میں اس حقیقت کا اعلان کرتے ہوئے گویا ہے "کل نفس ذائقة الموت" اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس نفس کے لیے جتنا اس دنیا میں ٹھہرنا مقدر کر دیا ہے وہ نہ اس سے ایک لحہ زیادہ ٹھہر سکتا ہے اور نہ ہی ایک لحہ کم "فاذا جاء اجلھم لایستاخرون ساعة ولا یستقدمون"

لیکن بعض ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جو خود تو چلی جاتی ہیں لیکن ان کا فیضان جاری رہتا ہے اور ان کا لگایا ہوا باغ ثمر آور ہوتا ہے اور اس کے لیے صدقہ جاریہ ثابت ہوتا ہے، ان کی نیک اولاد ان کے لیے صدقہ جاریہ ہے، ان کے روحانی فرزندان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں، خیر کے سلسلے جن کو وہ اپنی زندگی میں چلا رہے تھے وہ ان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں، آسمان بھی ان کی موت پر نوحہ کناں ہوتا ہے اور زمین کی وہ متبرک جگہیں جہاں وہ عبادت کیا کرتے تھے وہ بھی آنسو بہاتی ہیں، گویا وہ دنیا سے جاتے ہوئے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں۔

رضینا قسمة الجبار فینا لنا علم وللجهال مال
فان المال یفنی عن قریب وان العلم باق لایزال

انہیں ہستیوں میں سے ایک برگزیدہ ہستی حضرت اقدس مفتی حمید اللہ جان صاحب نور اللہ مرقدہ کی ہے جو کہ علم و عمل کے جامع تھے، تقویٰ اور عزیمت کے کوہ گراں تھے، بیک وقت وہ معلم و مدرس بھی تھے اور محدث و مفسر بھی، تصوف اور تزکیہ سے دلوں کی اصلاح کرنے والے مصلح بھی تھے اور میدان کارزار کے صف شکن مجاہد بھی، دینی تحریکوں کے سرپرست بھی تھے اور افتاء کے میدان کے بلند پایہ مفتی اعظم بھی، لیکن اب وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے "انا للہ وانا الیہ راجعون"

آج مفتیوں کا مرجع چلا گیا، تخصص اور دورہ حدیث کے طلباء خصوصاً اور حضرت کے تمام متعلقین یتیم ہوگئے، وہ مجلسیں جو حضرت انور شاہ کشمیری اور حضرت بنوری رحمہما اللہ کے تذکرہ سے معطر ہوتی تھیں ناپید ہوگئیں، لیکن وہ دنیا کی زندگی میں رہتے ہوئے وہ کام کرکے جارہے ہیں کہ قیامت کی صبح تک ان کا نام زندہ وجاوید رہے گا، ان کا کام روشن اور تابندہ رہے گا، ان کی علمی مباحث کو پڑھ اور سن کر قلوب منور ہوتے رہیں گے۔

بقول شاعر!

میں جاچکا ہوں پھر بھی تیری محفلوں میں ہوں

اللہ تعالیٰ استاذ جی کی مرقد پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور استاذ جی کو کروٹ کروٹ راحتیں نعمتیں اور بلند درجات عطا فرمائے، آمین۔

استاذ جی نور اللہ مرقدہ کے فیضان کے سلسلے کی ایک اہم کڑی اور حضرت کی زندگی کا نچوڑ حضرت کے ان فتاویٰ کا مجموعہ ہے جن کی تحقیق میں آپ کی ساری زندگی وقف تھی، اور وہ مجموعہ ''ارشاد المفتین'' کے نام سے موسوم ہے، جس کی پہلی دو جلدیں الحمد للہ چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں، پہلی جلد تو حضرت کی حیات مبارکہ میں زیور طبع سے آراستہ ہوچکی تھی اور دوسری جلد اس وقت تیار ہوئی جب کہ حضرت علالت میں تھے، لیکن اس کا پہلا پروف ۱۵ رمضان المبارک کو چیک کرنے کے لیے حضرت نے لیا اور بعض چیدہ چیدہ مقامات کو دیکھا اور ۱۵ شوال کو جب کہ حضرت علیل ہوچکے تھے وہ واپس دیا اور کہا کہ اس پر کام تیز کردو، حضرت کی علالت، مہمانوں کی آمدورفت، شروع سال اور قربانی کے موقع کی گوناگوں مصروفیات اور اس کے بعد وفات حسرت آیات اور حزن وملال اور رنج والم کی کیفیات کی وجہ سے اس میں کچھ تاخیر ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت کے صاحبزادہ وجانشین اور جامعۃ الحمید کے مہتمم وشیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عارف اللہ خان صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کو جنہوں نے باقی تمام شعبوں کے کام تیز کرنے کے ساتھ ساتھ اس فتاویٰ کے کام میں خصوصی دلچسپی لی، اور تمام وسائل اور سہولیات کو بروئے کار لاتے ہوئے اس کام کو تیز اور وسیع بنیادوں پر کرنے کا عزم مصمم کیا اور بندہ کو حکم صادر فرمایا، کہ رات دن ایک ہوجائے لیکن حضرت رحمہ اللہ کا یہ سلسلہ جلد از جلد تکمیل کو پہنچ جائے، کیونکہ اس کام کی تکمیل حضرت رحمہ اللہ کی زندگی کی ایک دیرینہ خواہش تھی، الحمد للہ انہی کی محنتوں اور کاوشوں کا ثمرہ ہے کہ اپنی تمام خصوصیات اور حسن ترتیب کو سموئے ہوئے یہ تیسری جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس جلد میں کتاب الصلوٰۃ شروع ہورہی ہے اور اس کے ابواب کو فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب پر مرتب

کیا گیا ہے، موجودہ جلد میں کتاب الصلوۃ کے شروع والے پانچ ابواب کے مسائل ہیں، ہزاروں مسائل کی چھان بین، حذف تکرار، اصل کی طرف رجوع کرنے کے بعد یہ مجموعہ تیار ہے۔

آخر میں مشکور ہوں ان تمام حضرات کا جنہوں نے اس کام کی تصحیح اور تخریج میں تعاون فرمایا، خصوصاً جامعۃ الحمید کے اساتذہ کرام مفتی دین محمد صاحب اور مفتی محمد نعمان صاحب اور متخصصین نعمان احمد نعمانی، محمد توقیر اور محمد امیر معاویہ جنہوں نے بڑی جانفشانی سے اور بڑی محنت سے اغلاط کی تصحیح اور حوالہ جات کو اصل مراجع سے چیک کیا، اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو اپنی شایان شان اجر جزیل عطا فرمائے، اور استاذ جی کے اس فیض سے ہم سب کو حظ وافر نصیب فرمائے، اور استاذ جی کے لگائے ہوئے گلشن کی آبیاری فرمائے اور اس کو دن دگنی اور رات چگنی ترقی نصیب فرما کر چہار دانگ عالم میں اس کا فیض پھیلائے، اور اس جامعہ کو پورے عالم کے لیے رشد وہدایت کا عظیم مرکز بنائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین.

والسلام

دعاؤں کا طلب گار

محمد حامد علی نفیسی

یکے از تلامذہ وخادمین حضرت مفتی صاحب نوراللہ مرقدہ

خادم ومدرس جامعۃ الحمید عظیم آباد رائیونڈ روڈ لاہور

۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۸ھ

﴿الباب الاول فی اوقات الصلوۃ﴾

(فجر)

فجر کا وقت کب تک ہے؟

مسئلہ(۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فجر کا وقت کب تک ہوتا ہے؟ اور کب تک ہم فجر کی نماز ادا کر سکتے ہیں مثال کے طور پر سورج سات بج کر دس منٹ 7:10 پر طلوع ہوتا ہے اور میں نے نماز سات بج کر چھ منٹ 7:06 پر ختم کر لی کیا میری نماز ہوگئی یا دوبارہ ادا کرنی پڑے گی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

فجر کی نماز کا وقت طلوع شمس تک ہوتا ہے اور فجر کی نماز وقت ختم ہونے سے پہلے پڑھ سکتے ہیں، بنابریں مذکورہ صورت میں آپ کی نماز ہوگئی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، البتہ اتنی زیادہ تاخیر مناسب نہیں۔

"وقت الفجر من الصبح الصادق وھو البیاض المنتشر فی الافق الی طلوع الشمس الخ"......(الھندیۃ: ۱/ ۵۱)

"یستحب تاخیر الفجر ولایؤخرھا بحیث یقع الشک فی طلوع الشمس الخ"......(الھندیۃ : ۱/ ۵۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھے؟

مسئلہ(۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں یہ مسئلہ باعث نزاع بنا ہوا ہے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جب فجر کی سنتیں قضا ہو جائیں تو قبل طلوع الشمس پڑھ سکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے، جب کہ باقی حضرات کہتے ہیں کہ قبل طلوع الشمس نہیں پڑھ سکتے، اب پوچھنا یہ ہے کہ اس میں احناف رحمہم اللہ کا کیا مذہب ہے؟ اور بعد طلوع الشمس قضاء کرنا سنت ہے یا مستحب؟ کیا قبل طلوع الشمس قضاء کرنے والا گناہ گار ہوگا یا نہیں؟ مکمل وضاحت اور تحقیق کے ساتھ مسئلہ کی وضاحت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورۃ مسئولہ میں اگر فجر کی سنتیں رہ جائیں تو قبل طلوع الشمس قضاء کرنا باتفاق حنفیہ مکروہ ہے، لہذا صبح کی فرض نماز کے بعد طلوع الشمس سے پہلے قضاء کرنے والا گناہ گار ہوگا، اور بعد طلوع الشمس حضرات شیخین کے نزدیک قضاء نہیں کریں گے، جب کہ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قضاء کرنا میرے نزدیک محبوب ہے، بہر حال بعد طلوع الشمس قضاء کرنا امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مستحب ہے، اور نہ کرنے والے کو برا بھلا کہنا بھی درست نہیں ہے۔

"قال فی الدر ولا یقضیھا الا بطریق التبعیة" (الدر علی ھامش الرد: ۱/۵۳۰)

"قال ابن عابدین رحمه الله تعالی واما اذافاتت وحدھا فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع لکراھة النفل بعدالصبح واما بعد طلوع الشمس فکذلک عندھما وقال محمد احب الی ان یقضیھا الی الزوال کما فی الدرر قیل ھذا قریب من الاتفاق لا ن قوله احب الی دلیل علی انه لو لم یفعل لا لوم علیه وقالا لایقضی وان قضیٰ فلا بأس به کذافی الخبازیه ومنھم من حقق الخلاف وقال الخلاف فی انه لو قضیٰ کان نفلا مبتدأ او سنة کذا فی العنایه یعنی نفلا عندھما سنة عنده کما ذکره فی الکافی "(ردالمحتار : ۱/۵۳۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

فجر کی سنتوں کو فرضوں کے بعد پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۳): طلوع فجر اور نماز فجر کے بعد قضاء نماز پڑھنا درست ہے؟ اور یہ کہ کچھ لوگ فجر کی سنتوں کو نماز فجر کے بعد قضاء کرتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

طلوع فجر سے طلوع شمس تک وقت کی نماز کے علاوہ قضاء نمازیں پڑھنا بھی درست ہے البتہ اس وقت میں نفل پڑھنا جائز نہیں اگر کسی نے نفل وغیرہ اس وقت میں شروع کیے ہیں، تو انہیں توڑ کے صحیح وقت میں پڑھنا لازم ہے فجر کی سنتوں کو نماز فجر کے بعد قضاء نہیں کر سکتے، قضاء کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

"واعلم ان الاوقات المكروهة نوعان الاول الشروق والاستواء والغروب والثانى مابين الفجر والشمس ومابين صلاة العصر الى الاصفرار. فالنوع الاول لاينعقدفيه شئ من الصلوات التى ذكرناها اذاشرع بهافيه وتبطل ان طرأعليها الاصلاة جنازة حضرت فيهاوسجدة تليت آيتهافيهاوعصريومه والنفل والنذرالمقيدبهاوقضاء ماشرع به فيهاثم أفسده فتنعقدهذه الستة بلاكراهة اصلافى الاولى منهاومع الكراهة التنزيهية فى الثانية والتحريمة فى الثالثة وكذافى البواقى...... والنوع الثانى ينعقدفيه جميع الصلوات التى ذكرناهامن غيركراهة الا النفل والواجب لغيره فانه ينعقدمع الكراهة، فيجب القطع والقضاء فى وقت غير مكروه اه"......(ردالمحتار: ۱/۲۷۵)

"(وكره نفل) قصداً ولوتحية مسجد(وكل ماكان واجبا) لالعينه بل(لغيره) وهومايتوقف وجوبه على فعله(كمنذورركعتى طواف) وسجدتى سهو(والذى شرع فيه) فى وقت مستحب اومكروه(ثم أفسده)ولوسنة الفجر(بعدصلاة فجرو) صلاة (عصر) ولوالمجموعة بعرفة (لا) يكره(قضاء فائتة) ولووترا أو(سجدة تلاوة وصلاة جنازة وكذا) الحكم من كراهة نفل وواجب لغيره لافرض وواجب لعينه(بعدطلوع فجرسوى سنته) لشغل الوقت به تقديراحتى لونوى تطوعاكان سنة الفجربلاتعيين (وقبل صلاة مغرب)وقال ابن عابدين فى حاشيته، قوله(ولوسنة الفجر) اى ولوكان الذى شرع فيه ثم أفسده سنة الفجرفانه لايجوزعلى الاصح وماقيل من الحيل مردودكماسيأتى ......(وتحت قوله بعدصلاة فجروعصر) متعلق بقوله"وكره" اى وكره نفل ...... الخ بعدصلاة فجروعصراى الى ماقبيل الطلوع والتغيربقرينة قوله السابق لاينعقدالفرض الخ ولذاقال الزيلعى هنا المرادبمابعدالعصرقبل تغيرالشمس وامابعدفلايجوزفيه القضاء ايضاوان كان قبل ان يصلى العصراه ...... وقال ايضاتحت قوله(لشغل الوقت به) اى بالفجراى

بصلاتہ ففی العبارۃ استخدام أی لأن المرادبالفجر الزمن لا الصلاۃ"......(الدرمع الرد: ۱/ ۲۷٦،۲۷۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فجر وعصر کے بعد قضا نماز پڑھنا:

مسئلہ(۴): فجراور عصر کی نماز کے بعد قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے، آپ شرعی مسئلہ بتائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

فجراور عصر کی نماز کے بعد قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں (یہاں تک کہ اصفرار شمس نہ ہو) مکروہ نہیں ہے، البتہ طلوع فجر کے بعد سے طلوع شمس تک نفل پڑھنا مکروہ ہے خواہ فجر کی نماز سے پہلے پڑھے جائیں یا بعد میں، اسی طرح عصر کی نماز کے بعد بھی نفل پڑھنا مکروہ ہے۔

"(أما الاوقات التی تکرہ فیہابالصلوۃ فخمسۃ)...... ثلثۃ ای ثلثۃ اوقات من تلک الخمسۃ یکرہ فیہا الفرض والتطوع ذلک عندطلوع الشمس وعندغروبہا الاعصریومہ ووقت الزوال...... واما الوقتان الآخران من الخمسۃ فانہ یکرہ فیہما التطوع فقط ولایکرہ فیہما الفرض ای اللازم عملافیشمل الواجب ایضاولذاقال یعنی الفوائت وصلوۃ الجنازۃ (الی قولہ) وهما ای الوقتان المذکوران مابعدطلوع الفجر الی ان ترتفع الشمس الاسنۃ الفجرومابعدصلوۃ العصر الی غروب الشمس"......(حلبی کبیری: ۲۰٦تا ۲۰۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز فجر، عصر کے بعد نوافل پڑھنا:

مسئلہ(۵): نماز فجر اور عصر کے بعد تحیۃ الوضو کی نیت سے نوافل پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور نماز عصر کے بعد مغرب تک نوافل پڑھنا مکروہ ہے، چونکہ تحیۃ الوضو بھی نوافل میں سے ہے، لہٰذا اس کا پڑھنا بھی مکروہ ہے۔

"ووقتان آخران یکرہ فیھما التطوع وھمابعدطلوع الفجرالی طلوع الشمس الارکعتی الفجر ومابعدصلاۃ العصرالی وقت غروب الشمس ولایکرہ فیھما الفرائض ولاصلاۃ الجنازۃ"......(المحیط البرھانی: ۲/ ۱۰، ادارۃ القرآن بیروت، التتارخانیۃ: ۱/ ۳۰۱)

"(قولہ بعدصلوۃ فجروعصر) متعلق بقولہ وکرہ ای وکرہ نفل الخ بعدصلوۃ فجروعصر"...... (ردالمحتار: ۱/ ۲۷۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

طلوع آفتاب اور صبح صادق کے درمیان کتنا وقت ہے:

مسئلہ(۲): طلوع آفتاب سے صبح صادق کتنی دیر یا گھنٹے یا منٹ پہلے ہوتی ہے اس کے لیے ایسا نقشہ اوقات نماز جو مستند ہو بذریعہ ڈاک ارسال فرمادیں تا کہ اپنی عوام کی نمازوں کی حفاظت ہو سکے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صبح صادق آفتاب سے ۱۸/درجہ پہلے ہوتی ہے جس کی مقدار ہر موسم میں تبدیل ہوتی رہتی ہے اور صبح صادق اور کاذب میں تین درجے کا تفاوت ہوتا ہے۔ جو موسم کے حساب سے تبدیل ہوتا رہتا ہے اس لیے اس کی کوئی خاص مقدار ایسی مقرر کرنا کہ وقت ایک رہے ناممکن ہے۔

"ان التفاوت بین الفجرین وکذابین الشفقین الأحمروالأبیض انماھوبثلاث درج ۱۵"......(ردالمحتار: ۱/ ۲۶۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

صبح صادق سے پہلے نماز فجر پڑھنا:

مسئلہ(۷): فجر کی نماز صبح صادق سے ۴ یا ۵ منٹ پہلے اور نماز عشاء وقت عشاء سے ۴ یا ۵ منٹ پہلے پڑھ لی جائے ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

فجر کی نماز صبح صادق اور نماز عشاء وقت عشاء سے چار پانچ منٹ پہلے پڑھ لی تو ادا نہیں ہوئی۔

"ومنها: الوقت لان الوقت کماھو سبب لوجوب الصلوۃ فھو شرط لأدائھا قال الله تعالیٰ (ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا) أی فرضا مؤقتا حتی لایجوز أداء الفرض قبل وقته"......(البدائع: ۳۱۵/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

طلوع آفتاب کے کتنی دیر بعد نماز پڑھ سکتے ہیں؟:

مسئلہ(۸): جب طلوع آفتاب ہو جائے تو کتنی دیر تک نماز پڑھنا منع ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد افق سے ایک رمح (نیزہ) کی مقدار بلند ہو جائے جس کی مقدار عام طور پر ۱۰ سے ۱۵ منٹ ہوتی ہے تو اس کے بعد نماز پڑھنا درست ہے۔

"اقول ینبغی تصحیح مانقلوہ عن الاصل للامام محمد من انه مالم ترتفع الشمس قدر رمح فھی فی حکم الطلوع لان أصحاب المتون مشوا علیه فی صلوۃ العید حیث جعلوا أول وقتھا من الارتفاع ولذا جزم به ھنا فی الفیض ونور الایضاح"

......(ردالمحتار: ۲۷۳/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فجر کی سنتیں فرضوں کے بعد قضاء کرنے کا حکم:

مسئلہ(۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی فجر کی نماز میں بغیر سنتیں پڑھے جماعت میں شریک ہوتا ہے، تو کیا فرض پڑھنے کے بعد وہ سنتیں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ صورت میں فجر کی نماز کے بعد طلوع شمس تک سنتیں قضاء کرنا باتفاق حنفیہ مکروہ ہے اور شیخین کے نزدیک قضاء نہیں ہے نہ طلوع شمس سے پہلے اور نہ طلوع شمس کے بعد، البتہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اسی دن کے طلوع شمس کے بعد زوال تک صبح کی سنتیں قضاء کرنا مستحب ہے۔

"ورکعتاالفجر اذا فاتتا وحدهما بان جاء رجل ووجدالامام فی صلوة الفجرفدخل مع الامام فی صلوته ولم یشتغل برکعتی الفجر انها لاتقضی قبل طلوع الشمس ولابعده قیاسا وهوقول ابی حنیفة وابی یوسف رحمهماالله تعالٰی وتقضی بعدطلوع الشمس استحسانا الی وقت الزوال وهوقول محمد"......(تاتارخانیه : ۱/۴۶۸)

"لایقضی سنة الفجر الااذافاتت مع الفجر فیقضیها تبعا لقضائه لوقبل الزوال واماانافاتت وحدها فلاتقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع لکراهة النفل بعدالصبح واما بعدطلوع الشمس فکذلک عندهما وقال محمداحب الی ان یقضیها الی الزوال کمافی الدرر قیل هذا قریب من الاتفاق لان قوله احب الی دلیل علی انه لولم یفعل لالوم علیه وقالا لایقضی وان قضی فلابأس به کذا فی الخبازیة ومنهم من حقق الخلاف وقال الخلاف فی انه لوقضی کان نفلا مبتدئا اوسنة کذا فی العنایة یعنی نفلا عندهما سنة عنده کماذکره فی الکافی اسمعیل"......(فتاویٰ شامی: ۱/۵۳۰)

واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز فجر کا مستحب وقت:

مسئلہ(۱۰): کیا فرماتے ہیں علماء کرام فجر کی نماز کا مستحب وقت کیا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

فجر کی نماز کا مستحب وقت اسفار میں یعنی روشنی میں پڑھنا ہے جب کہ طلوع آفتاب کا خطرہ نہ ہو اور نماز کے اندر اگر غلطی ہو یا فاسد ہو جائے تو مسنون طریقہ سے دوبارہ نماز پڑھی جا سکے۔

"ویستحب تاخیر الفجر ولا یؤخرھا بحیث یقع الشک فی طلوع الشمس بل یسفر بھا بحیث لو ظھر فساد صلاتہ یمکنہ ان یعیدھا فی الوقت بقراءۃ مستحبۃ کذا فی التبیین"......(فتاوی الھندیۃ: ۱/۵۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

طلوع فجر اور نماز فجر کے بعد قضاء کرنے کا حکم:

مسئلہ(۱۱): طلوع فجر اور نماز فجر کے بعد قضاء نماز پڑھنی درست ہے اور یہ کہ کچھ لوگ فجر کی سنتوں کو نماز فجر کے بعد قضاء کرتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

طلوع فجر اور نماز فجر کے بعد قضاء نمازوں کا پڑھنا جائز ہے اور نماز فجر کے فوراً بعد فجر کی سنتوں کی قضاء جائز نہیں ہے، بلکہ طلوع شمس کے بعد قضاء پڑھنی چاہیے۔

"لان قضاء الفائتۃ بعد طلوع الفجر لیس بمکروہ لان النھی عن التنفل فیہ لحق رکعتی الفجر حتی یکون کالمشغول بھا لان الوقت متعین لھا"

......(البحر الرائق: ۱/۴۳۹)

"ویکرہ ان یتنفل بعد الفجر حتی تطلع الشمس وبعد العصر حتی تغرب لما روی انہ علیہ السلام نھی عن ذلک ولا باس بان یصلی فی ھذین الوقتین الفوائت ویسجد للتلاوۃ ویصلی علی الجنازۃ"......(ھدایہ: ۱/۸۳)

"اتفق اصحابنا رحمهم الله تعالى على ركعتي الفجر اذافاتتا وحدها بان جاء رجل ووجد الامام في صلوة الفجر ودخل مع الامام في صلاته ولم يشغل بركعتي الفجر انها لاتقضى قبل طلوع الشمس واذاارتفعت الشمس لاتقضى استحسانا الى وقت الزوال وهوقول محمد رحمة الله عليه"

......(المحيط البرهانی: ۲/۲۳۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نمازِ فجر سورج نکلنے سے کتنی دیر پہلے پڑھی جائے؟

مسئلہ(۱۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ صبح کی نماز قرآن وحدیث کی روشنی میں سورج نکلنے سے کتنی دیر پہلے ہونی چاہیے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مردوں کے لیے فجر کی نماز کو سورج نکلنے سے اتنی دیر پہلے پڑھنا مستحب ہے کہ اگر نماز میں کسی وجہ سے فساد آ جائے تو نماز کو دوبارہ مستحب طریقہ سے لوٹایا جاسکے۔

"يستحب تاخير الفجر ولايؤخرها بحيث يقع الشک في طلوع الشمس بل يسفر بهابحيث لوظهر فسادصلاته يمكنه ان يعيدها في الوقت بقراءة مستحبة كذافي التبيين"......(فتاوىٰ عالمگیری: ۱/۵۱،۵۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(ظہر)

ظہر کا اول وقت اور قبل الاذان سنت ونوافل پڑھنا:

مسئلہ(۱۳): ظہر کی اذان سے پہلے سنت ونوافل کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کے ثواب کے بارے میں بھی لکھ دیں، نیز جناب مفتی صاحب اگر نفلوں کا پڑھنا بھی جائز ہے تو اس کے بارے میں بھی لکھ دیں کہ اس کا ٹائم زوال کے بعد کس وقت شروع ہوتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

ظہر کی اذان سے پہلے اور زوال کے بعد سنتوں کا پڑھنا جائز ہے اور اس سے ثواب میں بھی کمی نہیں آئیگی اور نفل پڑھنا بھی جائز ہے اس لیے کہ اذان فرضوں کے لیے سنت ہے نہ کہ سنن ونوافل کے لیے اور ان کا وقت زوال کے بعد فوراً شروع ہوجاتا ہے۔

"ولیس لغیر الصلوات الخمس والجمعة نحو السنن والوتر والتطوعات والتراویح والعیدین أذان ولا اقامة اما السنن والتطوعات،فلان الاذان والاقامةمن سنة الصلاة بالجماعة والسنن والتطوعات لاتؤدی بجماعة فلایشرع فیها اذان ولا اقامة اه"

......(المحیط البرهانی: ۲: ۹٦)

"(الاوقات المکروهة) اولها(عندطلوع الشمس الی ان ترتفع) والثانی عنداستوائهافی بطن السماء الی ان تزول (ای تمیل الی جهة المغرب) والثالث عنداصفرارها "......(مراقی الفلاح علی الطحطاوی:۱۸٦)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

گرمی اور سردی میں نماز ظہر اور جمعہ کا مستحب وقت:

مسئلہ(۱۴): ہمارے شہر کی بعض مساجد میں نماز ظہر سوا ایک بجے پرانے وقت کے مطابق ادا کی جاتی ہے اور نماز جمعہ ایک بجے ادا کیا جاتا ہے جبکہ مساجد کی انتظامیہ کا تعلق حنفی مسلک سے ہے گرمی ہو یا سردی ایک ہی وقت مقرر ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ وقت میں ظہر کی ادائیگی درست ہے لیکن احناف کے نزدیک مستحب وقت یہ ہے کہ گرمیوں میں ابراد تک تاخیر کی جائے اور سردیوں میں تعجیل کی جائے اور جمعہ کا بھی یہی وقت ہے۔

"والمستحب......و تأخیر ظهر الصیف...... وجمعة كظهر اصل او استحبابًا"

......(الدر المختار علی هامش رد المحتار: ۲۹۹/۱)

"والمستحب تعجیل ظهر شتاء"......(الدر المختار: ۲۷۲/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

12:45 پر ظہر کی نماز ادا کرنے کا حکم:

مسئلہ(۱۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ موجودہ وقت کے مطابق نماز ظہر 1:45 پر ادا کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ جب کہ پاکستان کے سابق وقت کے مطابق 12:45 بنتا ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

موجودہ وقت کے مطابق نماز ظہر 1:45 (پونے دو بجے) ادا کی جا سکتی ہے۔

نوٹ: ظہر کا وقت زوال شمس سے شروع ہو کر فئی زوال کے علاوہ مثلین تک رہتا ہے ان کے درمیان جو بھی وقت ہو اس میں ظہر کی نماز ادا کرنا درست ہے۔

"ووقت الظهر من الزوال الى بلوغ الظل مثليه سوى الفئ كذا في الكافي وهو الصحيح هكذا في محيط السرخسي"......(هنديه: ۵۱/۱)

"واول وقت الظهر اذا زالت الشمس لامامة جبريل عليه السلام في اليوم الاول حين زالت الشمس وآخر وقتها عند ابى حنيفة اذا صار ظل كل شيء مثليه سوى فيء الزوال"......(هدايه اولين: ۷۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز ظہر احناف کے نزدیک مؤخر کیوں ہے؟

مسئلہ(۱۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ظہر کی نماز کا وقت تو زوال کے وقت شروع ہو جاتا ہے لیکن احناف نماز ظہر کو تاخیر سے ادا کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ نماز ظہر کا وقت زوال سے شروع ہو جاتا ہے البتہ احناف کے نزدیک گرمیوں میں ظہر کی نماز کو تاخیر کے ساتھ ادا کرنا مستحب ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کی تپش اور حرارت سے ہے لہذا نماز کو ٹھنڈا کرو مراد تاخیر سے ادا کرو۔

”(والمستحب) للرجل ......(وتاخیر ظهر الصيف) بحيث يمشي في الظل مطلقا كذافي المجمع وغيره اي بلااشتراط شدة حرو حرارة بلد(وقال الشامي قوله اي بلااشتراط الخ)تفسير للاطلاق وعبارة ابن مالك في شرح المجمع اي سواء كان يصلي الظهر وحده اوبجماعة اه اي لرواية البخاري كان ﷺ اذا اشتد البرد بكربالصلوة واذااشتد الحر ابرد بالصلاة والمراد الظهر وقوله ﷺ ان شدة الحرمن فيح جهنم فاذااشتد فابردوا بالصلوة متفق عليه وليس فيه تفصيل“......(فتاویٰ شامی: ۲۷۰،۲۶۹/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
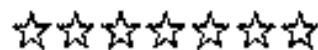
(عصر)

عصر کی نماز کے بعد قضاء نماز کا حکم:

مسئلہ(۱۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک کوئی فرض نماز قضاء پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

عصر کی نماز کے بعد سورج کے زرد ہونے سے پہلے قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں البتہ سورج کے زرد ہونے کے بعد نہیں پڑھ سکتے۔

”تسعة اوقات يكره فيها النوافل ومافي معناها لا الفرائض هكذا في النهاية والكفاية فيجوز فيها قضاء الفائتة وصلاة الجنازة وسجدة التلاوة كذافي فتاوى قاضيخان ،منها مابعد طلوع الفجر ....ومنها مابعد صلاة العصر قبل التغير هكذا في النهاية والكفاية“......(الهندية : ۱/ ۵۲،۵۳)

”وفي الخانية تسعة اوقات يجوز فيهاقضاء الفائتة وصلاة الجنازة وسجدة التلاوة ولايجوزفيهانفل لها سبب كالمنذورة وركعتي الفجر والطواف وتحية المسجدو في الهداية والذى شرع فيه ثم افسده اولم يكن لهاسبب بعدطلوع الفجر قبل صلاة الفجر لايجوز الاسنة الفجر وبعدالفريضة قبل طلوع الشمس وبعدصلاة العصر قبل التغير “......(الفتاوى التاتارخانية : ۱/ ۳۰۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بوجہ مجبوری عصر کی نماز وقت سے پہلے پڑھنا:

مسئلہ(۱۸): ہم لوگ پاک آرمی میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں، ہمارے یونٹ کی مسجد کی اذان ۳:۳۰ پر ہوتی ہے اور نماز عصر ۳:۴۵ پر پڑھی جاتی ہے یہ حکم ہمارے کرنل صاحب کا ہے، کیونکہ ہماری گیم چار بجے

شروع ہوتی ہے، کرنل صاحب کہتے ہیں کہ گیم سے پہلے آدمی عصر کی نماز پڑھ کر فارغ ہو جائے تا کہ گیم شروع کی جائے ہم نے کرنل صاحب کو بتایا کہ باقی یونٹوں میں بھی گیم ہوتی ہے، لیکن نماز عصر اپنے ٹائم پر پڑھائی جاتی ہے، نماز کا ٹائم تبدیل نہ کریں، بلکہ گیم کا ٹائم تبدیل کریں، کیونکہ ۳:۴۵ پر کسی جگہ بھی نماز عصر نہیں ہوتی، لیکن کرنل صاحب نہیں مانتے اور امام صاحب بھی فوجی ہیں وہ بھی کرنل صاحب کی نہیں مانتا وہ بھی کہتا ہے کہ جب سایہ دو مثل ہو جائے اس وقت نماز عصر پڑھی جاتی ہے، آیا وقت داخل ہونے سے پہلے کرنل کے حکم کے مطابق ۳:۴۵ پر نماز پڑھی جائے یا کہ امام صاحب کے کہنے کے مطابق کہ ہر چیز کا سایہ اس کے دو مثل ہو جائے اس کے مطابق نماز پڑھی جائے؟

(نوٹ: ہماری مسجد میں نقشہ کے مطابق عصر کی نماز کا وقت ۴:۱۷ پر شروع ہوتا ہے)

الجواب باسم الملک الوهاب

احناف کے نزدیک عصر کا ابتدائی وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب سایہ دو مثل ہو جائے اصلی سایہ کے علاوہ، اس وقت سے پہلے نماز عصر جائز نہیں اگر پڑھ لی تو اپنے وقت پر لوٹانا ضروری ہے حتی الامکان کرنل صاحب کو مجبور کیا جائے کہ نماز کا وقت تبدیل کریں اور اگر نہیں مانتے تو ہر ایک کو انفرادی طور پر اپنے وقت پر نماز عصر پڑھنا ضروری ہے۔

”ویمتد الی وقت العصر وفیه روایتان عن الامام فی روایة (الی) قبیل (ان یصیر ظل کل شیٔ مثلیه) سوی فیٔ الزوال لتعارض الاثار وهو الصحیح وعلیه اجمع المشایخ والمتون والروایة الثانیة اشار الیهابقوله (او مثله) مرة واحدة (سوی ظل الاستواء) فانه مستثنی علی الروایتین والفیٔ بالهمزة بوزن الشیٔ مانسخ الشمس بالعشی والظل مانسخته الشمس بالغداة (واختار الثانی الطحاوی وهو قول الصاحبین) ابی یوسف ومحمد لامامة جبریل العصر فیه ولکن علمت ان اکثر المشائخ علی اشتراط بلوغ الظل مثلیه والاخذبه احوط لبرأة الذمة بیقین اذتقدیم الصلاة عن وقتها لایصح وتصح اذا خرج وقتها فکیف والوقت باق اتفاقا وفی روایة اسد اذا خرج وقت الظهر بصیرورة الظل مثله لایدخل وقت العصر حتی یصیر ظل کل شیٔ مثلیه فبینهما وقت مهمل فالاحتیاط ان یصلی الظهر قبل ان یصیر الظل مثله والعصر بعد مثلیه لیکون مؤدیا بالاتفاق کذافی المبسوط“......(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح: ۱/ ۴۱)

" واول وقت العصر اذا صار ظل كل شئ مثليه وهو المختار"......(فتاوى التتارخانية : ۱/ ۲۹۷)

" ووقت العصر من صيرورة الظل مثليه غير فئ الزوال الى غروب الشمس هكذا فى شرح المجمع"......(الهندية : ۱/ ۵۱)

"(قوله الى بلوغ الظل مثليه) هذا ظاهر الرواية عن الامام نهاية وهو الصحيح بدائع ومحيط وينابيع وهو المختار......(قوله وعليه عمل الناس اليوم) اى فى كثير من البلاد والاحسن مافى السراج عن شيخ الاسلام ان الاحتياط ان لايؤخر الظهر الى المثل وان لايصلى العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤديا للصلاتين فى وقتهما بالاجماع وانظر هل اذا لزم من تاخيره العصر الى المثلين فوت الجماعة يكون الاولى التاخير ام لا والظاهر الاول بل يلزم لمن اعتقد رجحان قول الامام تأمل "......(ردالمحتار : ۱/ ۳۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عصر کے وقت کے بارے میں احناف کا مذہب:

مسئلہ(۱۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ چند آدمی ۲۸/اپریل ۲۰۰۷ کو کسی فوتگی کے موقع پر قلعہ دیدار سنگھ کے مقام میں ایک گھر میں جمع ہوئے اس گھر کے قریب غیر مقلدین کی ایک مسجد واقع ہے اس مسجد میں ایک غیر مقلد نے ۳ بجے عصر کی نماز کے لیے اذان کہی جبکہ عصر کی نماز ٹھیک ۴ بجے ادا ہوتی تھی جنازہ کی نماز کے بارے میں بحث چھڑ گئی ایک مولوی صاحب نے کہا کہ ہم حنفی المسلک ہیں، لہٰذا ابھی ہمارے نزدیک عصر کا وقت داخل نہیں ہوا اور ہماری نماز ادا نہیں ہوگی لیکن چونکہ ہم مسجد میں آچکے ہیں تو ویسے بیٹھنے سے بہتر ہے کہ ہم ان کے پیچھے نفل کی نیت کرلیں لیکن دوسرے حنفی المسلک نے کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں بلکہ ہمارے نزدیک بھی نماز ہوجائیگی، تو ٹھیک تین بجے اس حنفی المسلک مولوی نے خود ہی عصر کی جماعت کرادی حالانکہ اس کو معلوم تھا کہ فقہ حنفی میں عصر کا وقت ۴ بجے شروع ہوتا ہے اور اس کی اقتدا میں چند غیر مقلدین اور چند حنفی المسلک افراد نے نماز ادا کی، اب جواب طلب امور یہ ہیں کہ، (۱) عصر کی نماز ادا ہوئی یا نہیں؟ (۲) جس حنفی المسلک امام نے جان

بوجہ کروقت سے پہلے یعنی تین بجے عصر کی نماز پڑھائی اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی شریعت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مندرجہ ذیل عبارات سے یہ پتہ چلتاہے کہ فقہ حنفی کا مختار مذہب یہ ہے کہ جب تک سایہ اصلی کے علاوہ ہر چیز کا سایہ دومثل نہ ہوجائے ظہر کا وقت باقی رہتاہے اور جب سایۂ اصلی کے علاوہ ہر چیز کا سایہ دومثل ہوجائے۔اس وقت عصر کا وقت داخل ہوگا اور یہی ظاہر الروایت بھی ہے اور شیخ الاسلامؒ کے نزدیک احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ عصر کی نماز دومثل سے پہلے نہ پڑھی جائے حتی کہ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ اگر دومثل تک عصر کی نماز مؤخر کرنے سے جماعت کے فوت ہونے کا خوف ہوتو جو شخص امام ابوحنیفہؒ کے قول کے راجح ہونے کا اعتقاد رکھتاہے اس کے لیے لازم ہے کہ عصر کی نماز دومثل کے بعد پڑھے۔

"عن عبدالله بن رافع مولى ام سلمة زوج النبي ﷺ انه سأل اباهريرة ؓ عن وقت الصلاة فقال ابوهريرة انا اخبرك صل الظهر اذاكان ظلك مثلك والعصر اذاكان ظلك مثليك اه"

"(ووقت الظهرمن زواله الى بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله وهوقولهماوزفروالائمة الثلاثة قال الامام الطحاوى وبه نأخذوفي غرر الاذكاروهوالمأخوذبه وفي البرهان وهوالاظهرقال العلامة الشامي تحت(قوله الى بلوغ الظل مثليه) هذاظاهر الرواية عن الامام نهاية وهوالصحيح بدائع ومحيط وينابيع وهوالمختارغياثية واختاره الامام المحبوبي وعول عليه النسفي وصدرالشريعة تصحيح قاسم واختاره اصحاب المتون وارتضاه الشارحون فقول الطحاوى وبقولهمانأخذ لايدل على انه المذهب(وقدقال في البحرلايعدل عن قول الامام الى قولهما)"......(درمع الرد: ۱/۲۶۳)

"والاحسن مافي السراج عن شيخ الاسلام ان الاحتياط ان لايؤخرالظهرالى المثل وان لايصلي العصرحتى يبلغ المثلين ليكون مؤدياللصلاتين في وقتهمابالاجماع وانظرهل اذالزم من تأخيره العصرالى المثلين فوت الجماعة يكون الاولى

التاخیر ام لا والظاهر الاول بل یلزم لمن اعتقد رجحان قول الامام تأمل ثم رأیت فی آخر شرح المنیة ناقلاعن بعض الفتاوی انه لو کان امام محلته یصلی العشاء قبل غیاب الشفق الابیض فالافضل ان یصلیها وحده بعدالبیاض"......(ردالمحتار: ۱/ ۲۶۴)

پس صورت مذکورہ میں حنفی امام نے دومثل سے پہلے عصر کی نماز پڑھائی ہے اس وجہ سے نماز نہیں ہوئی اس کو چاہیے کہ توبہ واستغفار کرے اور خود بھی عصر کی نماز کی قضاء کرے اوران لوگوں کو بتلانا بھی اس کے ذمہ ہے جن لوگوں نے اس امام کے پیچھے عصر کی نماز وقت سے پہلے پڑھی ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عصر کی نماز عصر حنفی سے پہلے پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۴۰): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ایسی مسجد جہاں نماز عصر دیگر حنفی مسلک کی مساجد سے قبل ہوتی ہو آیا وہاں باجماعت نماز عصر ادا کرنا درست ہے(۱) ہمیں جماعت کا ثواب مل جائے گا یا نہیں؟(۲) نماز لوٹانا ضروری ہے یا نہیں؟(۳) قصداً ایسی مسجد میں نماز عصر پڑھنا جائز ہے؟ (۴) کیا اس جماعت کے ختم ہونے پر انفراداً پڑھ لینی چاہیے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

صورت مرقومہ میں ائمہ احناف کے درمیان اختلاف ہے،صاحبینؒ کے نزدیک مثل اول کے بعد عصر کی نماز کا وقت داخل ہو جاتا ہے جبکہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مثل ثانی (یعنی جب ہر چیز کا سایہ سایہ اصلی کے علاوہ دو مثل ہو جائے) اس وقت داخل ہوتا ہے اس سے پہلے پڑھنا درست نہیں دونوں قولوں کی تصحیح کی گئی ہے البتہ محققین حضرات نے امام صاحبؒ کے قول کو راجح قرار دیا ہے اور جمہور مشائخ کا عمل بھی اسی پر ہے،لہٰذا سایہ دو مثل ہو جانے سے پہلے عصر کی نماز پڑھنا درست نہیں۔

۴۔ علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ اگر مثلین تک عصر مؤخر کرنے سے جماعت فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو تب بھی مثلین تک مؤخر کرنا لازم ہے اور بعد میں تنہا پڑھے۔

"(وقت الظهر من زواله الی بلوغ الظل مثليه) هذا ظاهر الرواية عن الامام نهاية هو الصحيح بدائع و محيط وينابيع وهو المختار غيائية واختاره الامام المحبوبي وعول عليه النسفي وصدر الشريعة تصحيح قاسم واختاره اصحاب المتون وارتضاه الشارحون فقول الطحاوی وبقولهما نأخذ لا يدل على انه المذهب الخ (وعنه مثله وهو قولهما وزفرؒ والائمة الثلاثة قال الامام الطحاویؒ وبه نأخذ وفي غرر الاذكار وهو المأخوذ به وفي البرهان وهو الأظهر لبيان جبريلؑ وهو نص في الباب وفي الفيض وعليه عمل اليوم وبه يفتى) أی فی كثير من البلاد والأحسن ما في السراج عن شيخ الاسلام ان الاحتياط ان لا يؤخر الظهر الى المثل وان لا يصلي العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤديا للصلوتين في وقتهما بالاجماع وانظر هل اذا لزم من تأخيره العصر الى المثلين فوت الجماعة يكون الأولى التأخير أم لا والظاهر الأول بل يلزم لمن اعتقد رجحان قول الامام تأمل"......(الدر مع الرد: ۱/۳۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نمازِ عصر کے بعد قضا نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۴۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز عصر کے بعد قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

قضا نمازیں عصر کی نماز کے بعد پڑھ سکتے ہیں، البتہ تین اوقات میں قضاء نمازیں بھی پڑھنا مکروہ ہے اس کے علاوہ جس وقت ادا کرنا چاہیں کر سکتے ہیں، جن تین اوقات میں نماز قضا کرنا درست نہیں وہ یہ ہیں: (۱) طلوع شمس کے وقت یہاں تک کہ صاف روشن ہو جائے (۲) استوائے شمس کے وقت یہاں تک کہ زوال ہو جائے (۳) سورج کے زرد ہونے کے وقت سے غروب ہونے تک، ان تینوں اوقات میں کوئی فرض نماز کی قضا نہیں ہو سکتی اور نہ نوافل پڑھنا درست ہیں، البتہ عصر کی نماز کے بعد جب تک سورج زرد نہ ہو جائے، قضاء نمازیں پڑھنا درست ہے، البتہ

سورج کے زرد ہونے کے بعد سے غروب آفتاب تک(اس دن کے عصر کی نماز کے علاوہ دوسری) قضاء نمازیں پڑھنا جائز نہیں ہے۔

"وجمیع أوقات العمروقت للقضاء الا الثلثة المنهية" ...... (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار: ۱/۵۳۷)

"وكره صلوة ولو على جنازة وسجدة تلاوة وسهو مع شروق واستواء وغروب الاعصر يومه)"......(در مختار علی ردالمحتار: ۱/۲۸۲)

" ثلاثة أوقات لايصح فيها شئ من الفرائض والواجبات التی لزمت فی الذمة (الی ان قال) أی الاوقات المكروهة أولها(عند طلوع الشمس) والثانی (عند استوائها)الثالث (عند اصفرارها الی ان تغرب)"......(حاشية الطحطاوی مع مراقی الفلاح:۱۸۶ تا۱۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حنفی کے لیے مثلین سے پہلے نماز عصر پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۲۲): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ایسی مسجد جہاں نماز عصر دیگر حنفی مسلک کی مساجد سے قبل ہوتی ہے،آیا وہاں باجماعت نماز عصر ادا کرنا درست ہے؟

(۱) ہمیں جماعت کا ثواب مل جائے گا یا نہیں؟

(۲) نماز لوٹانا ضروری ہے یا نہیں؟

(۳) قصداً ایسی مسجد میں نماز عصر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) علیحدہ جماعت کے ختم ہونے پر نماز انفرادی طور پر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۵) حرمین شریفین میں بھی نماز عصر جماعت کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

عندالاحناف راجح اور مفتی بہ یہی ہے کہ نماز عصر دو مثل کے بعد پڑھی جائے بنابریں جہاں ہمیشہ مثلین سے پہلے نماز ہوتی ہے جیسا کہ غیر مقلدین کی مساجد میں ہو رہا ہے،تو حنفی کو اپنے مسلک پر عمل کرتے ہوئے دو مثل کے

بعد پڑھنے کا اہتمام کرنا لازم ہے، لیکن اگر کسی نے مثل اول کے بعد لاعلمی میں پڑھ لی تو چونکہ صاحبین رحمہما اللہ کا قول جواز کا ہے اس لیے نماز ہو جائے گی، دفعاً للحرج، اور اسی وجہ سے حرمین شریفین میں حنفی علماء بھی پڑھتے ہیں، لیکن اپنے ملک میں تو امام صاحب ہی کے قول پر عمل کرنا ہوگا، کیونکہ یہاں جماعت کا وقت مقرر کرنا اپنے اختیار میں ہے اور حرمین شریفین میں ہمارا مذہب نہیں ہے، لہٰذا وہاں تو انہی کے ساتھ پڑھیں اور پھر مثل ثانی کے بعد اعادہ کریں۔

"ووقت العصر من صيرورة الظل مثليه غير فيء الزوال الى غروب الشمس"

......(فتاوىٰ هندية: ١/٥١)

"ووقت العصر من بلوغ الظل مثليه سوى الفيء الى غروب الشمس"

......(البحر الرائق: ١/٤٢٦)

"واخر وقتها عند ابي حنيفة اذا صار ظل كل شيء مثليه سوى فيء الزوال وقالا اذا صار الظل مثله وهو رواية عن ابي حنيفة ....لهما امامة جبريل في اليوم الاول للعصر في هذا الوقت"......(هدايه اولين: ٧٧)

"واول وقت العصر اذا صار ظل كل شيء مثليه وهو المختار"......(التاتارخانية: ١/٢٩٧)

"وقوله الى بلوغ الظل مثليه هذا ظاهر الرواية عن الامام نهاية وهو الصحيح بدائع ومحيط وينابيع وهو المختار"......(الدر مع الرد: ١/٢٦٣)

"ان الامام اذا اخرها اول وقتها يستحب للماموم ان يصليها في اول الوقت منفردا ثم يصليها مع الامام فيجمع فضيلتي اول الوقت والجماعة فلو اراد الاقتصار على احداهما فهل الافضل الاقتصار على فعلها منفردا في اول الوقت ام الاقتصار على فعلها جماعة في آخر الوقت ....؟ والمختار استحباب الانتظار ان لم يفحش التاخير، قاله النووي في شرح مسلم (١/٢٣٠) وقواعدنا توافقه الجماعة واجبة وفعل الصلاة في الوقت المختار مستحب ورعاية الواجب آكد من المستحب كما لا يخفى وهذا هو الحكم فيما اذا قدمها الامام عن وقتها عند ابي حنيفة في العصر والعشاء فيصليها قبل المثلين في الاولى وقبل غياب البياض في الثانية مثلا فيستحب للماموم ان

یصلیها مع الامام لادراک فضیلة الجماعة ثم یعیدها منفردا ولو اراد الاقتصار فالاولی ان یقتصر علی ادائها منفردا فی الوقت المجمع علیه کما قدمناه فی الجز والثانی عن ردالمحتار ونصه وانظر هل اذالزم من تاخیره العصر الی المثلین فوت الجماعة یکون الاولی التاخیر ام لا؟والظاهر الاول بل یلزم لمن اعتقد رجحان قول الامام تامل ثم رأیت فی آخر شرح المنیة ناقلا عن بعض الفتاویٰ انه لو کان امام محلة یصلی العشاء قبل غیاب الشفق الابیض فالافضل ان یصلیها وحده بعدالبیاض اه (۱/۳۷۲)والاولی ماقلنا انه یصلی مع الامام ثم یعیدها ولا تکره اعادة العصر فی هذه الصورة لان الاولی لم تصح عندالامام فیکون الفرض هی الثانیة ،لم اره صریحا ولکنه مقتضی القواعد "......(اعلاء السنن :۲/۳۸۷)

"عن ابی ذرقال لی قال رسول الله ﷺ کیف انت اذاکانت علیک امراء یؤخرون الصلاة عن وقتها اویمیتون الصلاة عن وقتها؟قال قلت فماتامرنی؟ قال صل الصلوة لوقتها فان ادرکتها معهم فصل فانها لک نافلة"

......(صحیح مسلم : ۱/۲۳۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عصر حنفی سے قبل نماز عصر پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۲۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں ایک سڑک بنانے والی کمپنی میں کام کرتا ہوں کمپنی والوں نے ایک کوارٹر رہائش کے لیے دیا ہوا ہے جس میں ہم چار پانچ افراد رہتے ہیں قریب کوئی مسجد نہیں ہے اس لیے ہم کوارٹر میں ہی جماعت کے ساتھ نماز ادا کر لیتے ہیں میرے علاوہ باقی تمام افراد کا تعلق جماعت اہل حدیث (غیر مقلد) سے ہے تمام نمازوں میں جماعت میں ہی کرواتا ہوں سوائے عصر کے، وہ عصر اس وقت پڑھنے کا اصرار کرتے ہیں جس وقت مذہب حنفی کے مطابق وقت داخل بھی نہیں ہوتا مثلاً آج کل وہ چار بجے نماز پڑھتے ہیں اور ہمارے نزدیک اس وقت آج کل وقت بھی داخل نہیں ہوتا اس لیے وہ علیحدہ کروا لیتے ہیں اور میں وقت

داخل ہونے کے بعد تنہا نماز پڑھتا ہوں کیا میرا تنہا نماز پڑھنا جائز ہے یا ان کے ساتھ جماعت میں شریک ہوکر نماز پڑھوں حالانکہ اس وقت عصر کا وقت داخل نہیں ہوتا وہ کسی طرح بھی اس وقت سے آگے پیچھے نہیں ہوتے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں کیونکہ وقت سے پہلے نماز جائز نہیں ہے، اس لیے آپ جماعت میں شریک نہ ہوں اور وقت کے داخل ہونے کے بعد اپنی نماز پڑھ لیں۔

"(ووقت العصر منه الى) قبيل (الغروب)"......(الدرعلى الشامي: ۲۶۵/۱)

"قوله منه اى من بلوغ الظل مثليه على رواية المتن"......(فتاوى شامي: ۱/۲۶۵)

"قوله والعصر منه الى الغروب اى وقت العصر من بلوغ الظل مثليه سوى الفيء الى غروب الشمس والخلاف فى آخروقت الظهر جازفى اول وقت العصر"......(البحرالرائق : ۱/۴۲۶)

"والاحسن مافى السراج عن شيخ الاسلام ان الاحتياط ان لايؤخر الظهر الى المثل وان لايصلى العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤديا للصلاتين فى وقتهما بالاجماع وانظر هل اذالزم من تاخيره العصر الى المثلين فوت الجماعة يكون الاولىٰ التاخير ام لا والظاهر الاول بل يلزم لمن اعتقد رجحان قول الامام تامل ثم رأيت فى آخر شرح المنية نافلا عن بعض الفتاوىٰ انه لوكان امام محلته يصلى العشاء قبل غياب الشفق الابيض فالافضل ان يصليها وحده بعدالبياض"......(فتاوىٰ شامى : ۱/۲۶۴)

"تتمة ،يشترط لصحة الصلاة دخول الوقت واعتماد دخوله كمافى نورالايضاح وغيره فلوشک فى دخول وقت العبادة فاتى بها فبان انه فعلها فى الوقت لم يجزه كمافى الاشباه فى بحث النية"......(فتاوىٰ شامى : ۱/۲۷۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(مغرب)

مغرب کی اذان کے بعد وقفہ کا شرعی حکم:

مسئلہ(۲۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مغرب کی اذان کے بعد دو تین منٹ کا وقفہ بعض مساجد میں کیا جاتا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مغرب کی اذان کے بعد اقامت سے پہلے دو یا تین منٹ کا وقفہ آپ ﷺ وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم وائمہ اربعہ رحمہم اللہ میں سے کسی سے ثابت نہیں ہے لہذا یہ وقفہ کرنا بدعت ہے۔

"عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث في امرنا هذا ماليس منه فهو رد،متفق عليه " ...... (مشكوة: ١ /٢٧)

"قال القاضي المعنى من احدث في الاسلام رايا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهرا وخفي ملفوظ اومستنبط فهو مردود عليه"......(مرقاة المفاتيح: ١ /٣٣٦)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

نماز مغرب میں تعجیل افضل ہے:

مسئلہ(۲۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام کہ مغرب کی اذان اور نماز کے درمیان چند منٹ کا وقفہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئلہ میں حکم یہ ہے کہ مغرب کی نماز میں تعجیل افضل ہے، بلاضرورت تاخیر خلاف سنت ہے البتہ تین چھوٹی آیات کی تلاوت کے بقدر یا اذان کی جگہ سے اقامت کی جگہ تک آنے کے بقدر تاخیر کی گنجائش ہے۔

"واما المغرب فالمستحب فيها التعجيل في الشتاء والصيف جميعا"......(بدائع الصنائع: ١ /٣٢٥)

"فیسکت قائما قدر ثلاث آیات قصار ویکرہ الوصل اجماعا ویستحب التحول للاقامۃ الی غیر موضع الاذان وھو متفق علیہ وتمامہ فی البحر"......(الدر مع الرد/: ۱/ ۳۸۷)

"وفی فتح القدیر تعجیلھا ھو ان لایفصل بین الاذان والاقامۃ الا بجلسۃ خفیفۃ اوسکتۃ"......(البحر الرائق: ۱/ ۳۳۲)

"اتفق العلماء من سائر المذاھب علی ان یتوقف بین الاذان والاقامۃ ماعدا المغرب......(ثم قال) واما فی المغرب فلایسن الجلوس بل السکوت مقدار ثلاث آیات قصار او آیۃ طویلۃ او مقدار ثلاث خطوات عند ابی حنیفۃ"......(معارف السنن: ۲/ ۱۹۲، ۱۹۵، ایچ ایم سعید کراچی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان مغرب کے بعد جماعت کتنی تاخیر سے شروع کرنی چاہیے؟:

مسئلہ(۲۶): آج کل لاہور بلکہ بہت سے علاقوں میں چند مساجد میں بلکہ اکثر مساجد میں یہ رواج عام ہوتا جا رہا ہے کہ مغرب کی اذان کے بعد دو سے پانچ منٹ تک وقفہ کیا جاتا ہے تاکہ زیادہ نمازی جماعت میں شریک ہوسکیں اس سلسلہ میں قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں رہنمائی فرمائی جائے کہ کیا یہ طریقہ درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز مغرب میں مطلق تعجیل مستحب ہے اور مروجہ تاخیر کا اہتمام خلاف سنت ہے اگر بغیر اہتمام کے کبھی اتفاقاً مقدار مذکور کی تاخیر ہوجائے تو کوئی حرج نہیں اور ظہور نجوم تک تاخیر مکروہ تحریمی ہے۔

"(والمستحب تعجیل مغرب مطلقا) وتاخیرہ قدر رکعتین یکرہ تنزیھا)(قولہ یکرہ تنزیھا) أفاد أن المراد بالتعجیل أن لایفصل بین الاذان والاقامۃ بغیر جلسۃ اوسکتۃ علی الخلاف وان مافی القنیۃ من استثناء التاخیر القلیل محمول علی مادون الرکعتین وان الزائد علی القلیل الی اشتباک النجوم مکروہ تنزیھا ومابعدہ تحریما الابعذر"......(درمع ردالمحتار: ۱/ ۳۶۷)

" ویکرہ تاخیرھا الی اشتباک النجوم لروایۃ احمد لاتزال امتی بخیر مالم یؤخروا المغرب حتی تشتبک النجوم"......(البحر : ۱/ ۴۳۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان مغرب میں غروب کے بعد تاخیر کرنا:

مسئلہ(۱۷): کیا مغرب کی اذان نقشہ میں دیئے گئے وقت سے ایک دو منٹ تاخیر سے دینا مناسب ہے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ جب سورج غروب ہوجانے کا یقین حاصل ہوجائے تو بغیر تاخیر کے اذان دے کر مغرب کی نماز پڑھنی چاہیے، سورج غروب ہونے کا یقین چاہے ظاہری آنکھ سے حاصل ہو یا نقشے سے تجربہ کی بنیاد پر حاصل ہو کہ جو وقت غروب آفتاب کا نقشہ میں دیا گیا ہے واقعۃً اسی وقت غروب بھی یقینی ہوتا ہے تو اس صورت میں مزید انتظار کرنا مناسب نہیں البتہ جس دن بادل یا گرد وغبار ہو یا نقشے میں غروب کا وقت مشکوک ہو تو اس صورت میں سورج غروب ہوجانے کا یقین حاصل کرنے کیلئے تاخیر کر سکتے ہیں۔

"ویعجل المغرب فی الصیف والشتاء جمیعاً"......(قاضیخان علی ھامش الھندیۃ : ۱/ ۷۴)(ھکذافی الھندیۃ : ۱/ ۵۲)

"واما المغرب فیکرہ تاخیرھا اذاغربت الشمس وفی السراجیہ الابعذرالسفراو بان کان علی المائدۃ........ وفی یوم الغیم یؤخرالفجروالظھروالمغرب ویعجل العصروالعشاء فی الازمنۃ کلھا"......(التتارخانیۃ : ۱/ ۳۰۰)

"(قولہ مطلقاً) ای شتاءً وصیفاً ولیس المرادمن الاطلاق یوم غیم ام لاوان او ھمتہ عبارتہ لانہ غیرالمنصوص علیہ...(قولہ وتاخیرغیرھمافیہ) ای فی یوم غیم.....ویؤخرالظھروالمغرب بحیث یتیقن وقوعھمابعدالوقت قبل مجئ الوقت المکروہ کمافی الامداد"......(ردالمحتار : ۱/ ۲۷۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان مغرب اور نماز میں مطلقاً یا بوجہ افطار تاخیر کرنا:

مسئلہ(۲۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے محلے کی مسجد میں نماز مغرب میں اذان اور جماعت کے دوران پانچ منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے مسجد کی انتظامیہ یہ اس لیے کرتی ہے کہ نمازی حضرات پاکی اور وضو سے فارغ ہوکر جماعت میں آسانی سے شامل ہوسکیں نیز مشاہدہ کے مطابق اکثر نمازی تکبیر اولی میں بھی شریک ہوجاتے ہیں نیز رمضان المبارک میں بعض مساجد میں روزہ کھلنے کے ساتھ ہی پانچ یا دس منٹ کی تاخیر کے بعد اذان دی جاتی ہے پھر اذان کے فوراً جماعت کھڑی کردی جاتی ہے ہر سہ صورتوں کی قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز مغرب میں مطلق تعجیل مستحب ہے اور دو رکعت کے بقدر تاخیر خلاف سنت ہے اور ظہور نجوم تک تاخیر مکروہ تحریمی ہے اور اذان کا حکم بھی یہی ہے۔

"(والمستحب تعجیل)(مغرب مطلقا) وتأخیره قدر رکعتین یکره تنزیها......وحکم الاذان کالصلوۃ تعجیلا وتأخیرا"......(الدرمع الرد: ۲۴۷/۱)

اس وقت میں رمضان اور غیر رمضان کی کوئی قید نہیں، لہذا رمضان میں بھی اکثر اس وقت کو نماز مغرب میں ملحوظ رکھا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

رمضان المبارک میں مغرب کی اذان اور نماز میں تاخیر کرنے کا حکم:

مسئلہ(۲۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے یہاں چند مساجد میں رمضان کے مہینہ میں مغرب کی اذان افطاری کے وقت دی جاتی ہے اور اذان کے دس منٹ کے بعد نماز کھڑی ہوتی ہے اور بعض مساجد میں اذان افطاری کے دس منٹ بعد دے کر نماز فورا کھڑی کرلی جاتی ہے، ان میں سے کون سی صورت صحیح ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں نماز کو وقت مستحب سے مؤخر ادا کرنے کا دوام (ماہ رمضان میں) کیا جارہا ہے، جب کہ آپ ﷺ کی سنت مستمرہ مغرب میں تعجیل ہی کی تھی، خواہ رمضان ہو یا غیر رمضان۔

"واحادیث التعجیل المذکورۃ فی ھذا الباب ای کراھیۃ تاخیر المغرب وغیرہ اخبار عن عادۃ رسول اللہ ﷺ المتکررۃ التی واظب علیھا ای التعجیل الا لعذر فالاعتماد علیھا"......(اعلاء السنن: ۲/۴۸)

"حدثنا ھناد نا ابومعاویۃ الی قولہ قالت عائشۃ ایھما یعجل الافطار ویعجل الصلوۃ قلناعبداللہ بن مسعود قالت ھکذا صنع رسول اللہ ﷺ"......(معارف السنن: ۵/۳۶۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان میں بھی تعجیل ہی مسنون ہے، افطاری میں بھی اور نماز میں بھی۔

اور افطاری سے مراد یہ نہیں ہے کہ جو کہ ہمارے زمانہ میں رائج ہے کہ بہت ساری اشیاء جمع کرلی جائیں، بلکہ ایک کھجور یا پانی کے گھونٹ سے افطاری کرلی جائے۔

"عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ من وجدتمرا فلیفطر علیہ ومن لا فلیفطر علی ماء فان الماء طھور"......(معارف السنن: ۵/۳۵۴)

البتہ اگر کسی شخص کی بھوک اتنی زیادہ ہو کہ خشوع میں مخل ہو تو اس کے لیے گنجائش ہے کہ وہ کچھ تاخیر کرسکتا ہے۔

"لایکرہ للسفر وللمائدۃ او کان یوم غیم"......(البحر الرائق: ۱/۴۳۲)

البتہ سارے نمازی بھی ضروری نہیں کہ ایسے ہی ہوں کہ جن کو اتنی سخت بھوک لگی ہو اور ساری جماعت کو موخر کرنے پر پورا رمضان دوام کیا جائے۔

لہذا امام کو چاہیئے کہ وہ نمازیوں کا بھی خیال رکھے، اگر وقت مستحب میں نماز ادا کرنے سے تقلیل جماعت لازم نہ آئے، تو وقت مکروہ کے دخول سے قبل تک انتظار کرنے کی گنجائش ہے۔

"وعندالبیھقی ان النبی ﷺ کان یقوم للصلوۃ فاذا رآھم لم یجتمعوا قعد"......(فیض الباری: ۲/۱۲۸)

خلاصہ یہ کہ رمضان میں بھی نماز وقت مستحب میں ہی ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیئے ،نا کہ پورا رمضان نماز کو مؤخر کرنے پر دوام کرنا،الا یہ کہ جب تقلیل جماعت کا اندیشہ غالب ہو تو وقت مکروہ سے قبل تک انتظار کرسکتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مغرب کی اذان اور نماز میں وقفہ کرنے کا حکم:

مسئلہ(۳۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مغرب کی اذان اور نماز میں چند منٹ کا وقفہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اذان مغرب اور نماز مغرب کے درمیان تین مختصر آیتوں کے بقدر وقفہ کرنا جائز ہے اور اس سے زیادہ وقفہ کرنا مکروہ ہے۔

"ولم یعتبر الفصل فی المغرب بالصلوۃ..... وتاخیر المغرب مکروہ قال النبی ﷺ لایزال امتی بخیر مالم یوخرالمغرب الی اشتباک النجوم .....واذالم یفصل فی المغرب بماذایفصل ؟قال ابویوسف ومحمدیفصل بجلسۃ خفیفۃ .....قال ابوحنیفۃ یفصل بالسکوت..... ثم ان عندابی حنیفۃ مقدارالسکتۃ مایقرأفیہ ثلاث آیات قصار اوآیۃ طویلۃ "......(المحیط البرھانی :۹۶/۱)

"ویجلس بینھما الافی المغرب ای ویجلس المؤذن بین الاذان والاقامۃ علی وجہ السنیۃ الافی المغرب فلایسن الجلوس بل السکوت مقدارثلاث آیات قصاراوآیۃ طویلۃ اومقدارثلاث خطوات " ......(البحر الرائق:۴۵۴/۱)

"قولہ ویستحب تعجیل المغرب ھوبان لایفصل بین الاذان والاقامۃ الابجلسۃ خفیفۃ اوسکتۃ"......(فتح القدیر :۲۰۰/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تکثیر جماعت کے لیے مغرب میں تاخیر کرنے کا حکم:

مسئلہ(۴۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد مرکزی مسجد ہے اور نمازی اذان کے بعد مسجد میں آتے ہیں تو باقی نمازوں میں سوائے مغرب کے نمازی کثرت سے جماعت کو پہنچ جاتے ہیں، تو اب دریافت یہ کرنا ہے کہ ہم مغرب کی اقامت اور اذان میں کتنا ٹائم رک سکتے ہیں جب کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ کثرت تعداد کی بناء پر تین یا پانچ منٹ رکنا چاہیے۔

دلائل سے مزین فتویٰ تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں نماز مغرب میں خیر القرون میں کسی بھی خلیفہ سے کسی مقتدی یا عام مقتدیوں کے لیے انتظار ثابت نہیں ہے، کتب فقہ وحدیث میں مغرب کی اذان واقامت کے درمیان صرف اتنا وقفہ کرنا مستحب ہے، جس میں تین چھوٹی آیتیں پڑھی جاسکیں، مزید تاخیر کرنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے، اور تین چھوٹی آیتوں کی مقدار کا جب عملاً اندازہ لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ کم از کم پانچ سیکنڈ اور زیادہ سے زیادہ دس سیکنڈ میں مذکورہ مقدار پوری ہوجاتی ہے، لہذا دس سیکنڈ سے زیادہ قصداً تاخیر کرنا مکروہ ہے، مذکورہ تاخیر میں امام صاحب کے قول کے مطابق تو جلسہ بھی نہیں ہے بلکہ اذان کے بعد جب مذکورہ وقفہ ہوجائے تو اقامت شروع کرنا مسنون ہے، جب کہ صاحبین کے ہاں اتنی مقدار میں جلسہ کرنا ثابت ہے اور متون سے معلوم ہوا ہے کہ فتویٰ بھی امام صاحب کے قول پر ہے، لہذا کثرت جماعت کا انتظار نہ کیا جائے کیونکہ جو لوگ سستی کے عادی ہوتے ہیں ان کے لیے تاخیر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، البتہ اگر کبھی کوئی شرعی عذر لاحق ہو تو اس کے لیے فقہاء نے گنجائش دی ہے۔

”ذکر فی اعلاء السنن فی باب کراھۃ التاخیر فی المغرب عدۃ احادیث ثم قال فی آخرہ واحادیث التعجیل المذکورۃ فی ھذا لباب وغیرہ اخبار عن عادۃ رسول اللہ ﷺ المتکررۃ التی واظب علیھا الالعذر فالاعتماد علیھا“......(اعلاء السنن : ۲/۴۷)

”قولہ ویجلس بینھما الافی المغرب ای ویجلس المؤذن بین الاذان والاقامۃ علی وجہ السنیۃ الافی المغرب فلایسن الجلوس بل السکوت مقدار ثلاث آیات قصار او آیۃ طویلۃ اومقدار ثلاث خطوات وھذا عندابی حنیفۃ وقالا

یفصل ایضا فی المغرب بجلسة خفیفة قدر جلوس الخطیب بین الخطبتین وهی مقدار ان تتمکن مقعدته من الارض بحیث یستقر کل عضو فی موضعه "......(البحر الرائق : ۱/۴۵۴)

"واما اذا کان فی المغرب فالمستحب ان یفصل بینهما بسکتة یسکت قائما مقدار مایتمکن من قراءة ثلاث آیات قصار هکذا فی النهایة فقد اتفقوا علی ان الفصل لابد منه فیه ایضا کذا فی العتابیة واختلفوا فی مقدار الفصل فعندابی حنیفة المستحب ان یفصل بینهما بسکتة یسکت قائما ساعة ثم یقیم ومقدار السکتة عنده قدرمایتمکن فیه من قراءة ثلاث آیات قصار او آیة طویلة وعندهما یفصل بینهما بجسلة خفیفة مقدار الجلسة بین الخطبتین وذکر الامام الحلوانی الخلاف فی الافضلیة حتی ان عندابی حنیفة ان جلس جازوالافضل ان لایجلس وعندهما علی العکس کذا فی النهایة "......(فتاوی الهندیة: ۱/۵۷)

(هکذافی التتارخانیة: ۱/۳۸۱ ،وهکذافی ردالمحتار: ۱/۳۸۷ ،وهکذافی خلاصة الفتاوی : ۱/۴۹ ،وهکذافی معارف السنن: ۵/۳۶۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

رمضان المبارک میں مغرب کی نماز میں تاخیر کرنے کا حکم:

مسئلہ(۳۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے محلے کی مسجد میں نماز مغرب میں اذان اور جماعت کے دوران پانچ منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے، مسجد کی انتظامیہ یہ اس لیے کرتی ہے کہ نمازی حضرات پاکی اور وضو سے فارغ ہو کر جماعت میں آسانی سے شامل ہو سکیں، نیز مشاہدہ کے مطابق اکثر نمازی تکبیر اولیٰ میں بھی شریک ہو جاتے ہیں، نیز رمضان المبارک میں بعض مساجد میں روزہ کھلنے کے ساتھ ہی اذان دے دی جاتی ہے اور جماعت پانچ یا دس منٹ کے بعد کھڑی کی جاتی ہے ،اور بعض مساجد میں پانچ منٹ یا دس منٹ تاخیر سے اذان دے کر فوراً جماعت کھڑی کر دی جاتی ہے، تمام صورتوں کی قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مغرب کی نماز میں تعجیل مستحب ہے اور دو رکعت کی مقدار تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

"وتاخیرہ (ای المغرب) قدر رکعتین یکرہ تنزیھا"......(الدرعلی ردالمحتار ۱/۲۷۲)

"والمغرب ای و ندب تعجیلھا لحدیث الصحیحین کان یصلی المغرب اذاغربت الشمس وتوارت بالحجاب"......(البحر الرائق : ۱/۴۳۱)

"قال فی الجامع الصغیر ویجلس بین الاذان والاقامۃ فی سائر الصلوات الافی المغرب "......(المحیط البرھانی:۲/۹۵)

آخری دونوں صورتوں میں نماز کو وقت مستحب سے مؤخر ادا کرنے کا دوام (ماہ رمضان میں) کیا جارہا ہے جب کہ آپ ﷺ کی سنت مستمرہ مغرب کی تعجیل ہی کی تھی، خواہ رمضان ہو یا غیر رمضان میں۔

"واحادیث التعجیل المذکورۃ فی ھذاالباب وغیرہ اخبارعن عادۃ رسول اللہ المتکررۃ التی واظب علیھا الالعذر فالاعتماد علیھا"......(اعلاء السنن : ۲/۴۸)

"حدثناھناد نا ابومعاویۃ الی قولہ قالت عائشۃ ایھما یعجل الافطار ویعجل الصلوۃ قلناعبداللہ بن مسعود قالت ھکذا صنع رسول اللہ ﷺ" ......(معارف السنن : ۵/۳۲۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان میں بھی تعجیل ہی مسنون ہے، افطاری میں بھی اور نماز میں بھی، اور افطاری سے مراد یہ نہیں ہے جو کہ ہمارے زمانے میں رائج ہے کہ بہت ساری اشیاء جمع کرلی جائیں بلکہ ایک کھجور یا پانی کے گھونٹ سے افطاری کرلی جائے، کما ثبت فی الحدیث

"عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ من وجدتمرا فلیفطر علیہ ومن لا فلیفطر علی ماء فان الماء طھور"......(معارف السنن : ۵/۳۵۴)

البتہ اگر کسی شخص کی بھوک اتنی زیادہ ہو کہ خشوع میں مخل ہو تو اس کے لیے گنجائش ہے کہ وہ کچھ تاخیر کرسکتا ہے۔

"لایکرہ للسفر وللمائدۃ او کان یوم غیم"......(البحر الرائق: ۱/۴۳۲)

البتہ سارے نمازی بھی ضروری نہیں کہ ایسے ہی ہوں کہ جن کو اتنی سخت بھوک لگی ہو، اور ساری جماعت کو مؤخر کرنے پر پورا رمضان دوام کیا جائے، لہذا امام کو چاہیئے کہ وہ نمازیوں کا بھی خیال رکھے اگر وقت مستحب میں نماز ادا کرنے سے تقلیل جماعت لازم آئے تو وقت مکروہ کے دخول سے قبل تک انتظار کرنے کی گنجائش ہے۔

"وعند البیھقی ان النبی ﷺ کان یقوم للصلوۃ فاذا رآھم لم یجتمعوا قعدا"

......(فیض الباری: ۲/۱۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مغرب کی اذان کے بعد جماعت میں پانچ منٹ کی تاخیر کرنے کا حکم:

مسئلہ(۳۳): محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ کے کہ آج کل مختلف مساجد بلکہ اکثر مساجد میں یہ طریقہ عام ہوتا جا رہا ہے کہ مغرب کی اذان کے بعد پانچ سے دس منٹ تک وقفہ کر کے نماز کی جماعت کھڑی کی جاتی ہے جب کہ اس سے پہلے یہ رواج بہت کم تھا، براہ مہربانی قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں اس سلسلہ میں رہنمائی فرمائیں کہ آیا یہ طریقہ درست ہے یا نہیں؟

وقفہ کا یہ جواز بتایا جاتا ہے کہ زیادہ نمازی جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ مقدار سے اس وقفے کا اہتمام خلاف سنت ہے، یہ غیر مقلدین کا پراپیگنڈہ ہے کہ یہ تکثیر جماعت کا ذریعہ ہے، شریعت میں صرف اتنا وقفہ کافی ہے کہ مؤذن اذان خانہ سے تکبیر کی جگہ تک پہنچ جائے اور اس میں تین مختصر آیتوں کی تلاوت ہو سکے، جس کا تخمینہ ہم نے عملاً لگایا جو کہ زیادہ سے زیادہ پانچ سیکنڈ بنتے ہیں آدھا منٹ بھی پورا نہیں ہوتا۔

"ویستحب تعجیل صلاۃ المغرب صیفا وشتاء ولا یفصل بین الاذان والاقامۃ فیہ الا بقدر ثلاث آیات او جلسۃ خفیفۃ لصلاۃ جبریل علیہ السلام بالنبی ﷺ صلعم باول الوقت فی الیومین وقال علیہ السلام ان امتی لن یزالوا بخیر مالم

یؤخروا المغرب الی اشتباک النجوم مضاهاة للیهود فکان تاخیرها مکروهاالافی یوم غیم والامن عذر سفر اومرض اوحضور مائدة والتاخیر قلیلا لایکره "......(مراقی الفلاح :۴۳)

"قوله ویجلس بینهما الافی المغرب ای ویجلس المؤذن بین الاذان والاقامة علی وجه السنیة الافی المغرب فلایسن الجلوس بل السکوت مقدار ثلاث آیات قصار اوآیة طویلة اومقدار ثلاث خطوات وهذاعند ابی حنیفة رحمه الله وقالا یفصل ایضا فی المغرب بجلسة خفیفة قدرجلوس الخطیب بین الخطبتین وهی مقدار ان تتمکن مقعدته من الارض بحیث یستقر کل عضومنه فی موضعه "......(البحرالرائق :۱/۴۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نمازیوں کے انتظار میں نماز کو موخر کرنے کا حکم:

مسئلہ(۴۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین درج ذیل مسئلہ کے متعلق

یہاں تھرمل پاور سٹیشن کی مکی مسجد میں مغرب کی اذان کے بعد تقریباً پانچ اور سات منٹ تک بیٹھے رہتے ہیں، اکثر امام صاحب اذان ہونے کے بعد آکر بیٹھ جاتے ہیں اور جواز پیش کرتے ہیں کہ سب نمازی آجائیں، حالانکہ اس وقت سینکڑوں نمازی مسجد میں موجود ہوتے ہیں، رمضان شریف میں تو وقفہ برائے افطاری کچھ موزوں تھا مگر اب اذان کے بعد بیٹھے رہنا کچھ غیر موزوں سا معلوم ہوتا ہے، دریافت یہ کرنا ہے کہ اس طرح مغرب کی اذان کے بعد پانچ سات منٹ تک بیٹھے رہنا ازروئے شریعت کیسا عمل ہے؟ مزید برآں اس سے پہلے اسی مسجد میں کبھی ایسا نہیں ہوتا تھا، امید کرتا ہوں شرعی مسئلہ سے مستفید فرمائیں گے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

مغرب کا وقت غروب آفتاب سے لے کر غروب شفق تک رہتا ہے اس دوران میں کسی بھی وقت نماز ادا کی جائے تو وہ نماز صحیح ہوگی، البتہ مغرب کی نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے کیونکہ دوسری نمازوں کے اوقات کی بہ نسبت مغرب کا وقت مختصر ہوتا ہے، شریعت میں صرف اتنا وقفہ کافی ہے کہ جس میں تین مختصر آیتوں کی تلاوت ہوسکے جس کا

تخمینہ ہم نے عملاً لگایا جوکہ زیادہ سے زیادہ پانچ سیکنڈ بنتے ہیں، یعنی آدھا منٹ بھی پورا نہیں ہوتا، لہذا منٹوں کا وقفہ خلاف سنت اور مذہب کے خلاف ہے، یہ غیر مقلدین کی سازش ہے جس سے آرام پسند لوگ متاثر ہوتے ہیں شریعت کے پابند لوگ اس سے متاثر نہیں ہوتے، حضور ﷺ اور خلفاء راشدین سے مغرب کی نماز کے لیے اذان کے بعد مخصوص وقفے اور انتظار کا صحیح صریح حدیث سے ثبوت نہیں ملتا، بعض صحابہ کرام اگر اپنے طور پر دو رکعت نفل پڑھتے ان کے لیے کبھی بھی ائمہ سلف وخلف سے انتظار کا ثبوت صحیح روایت میں نہیں ہے، لہذا مروجہ منٹوں کا انتظار خلاف سنت اور مکروہ ہے۔

"وقت المغرب من غروب الشمس الى غروب الشفق ......الشفق هو البياض عند الامام وهو مذهب ابى بكر الصديق وعمر ومعاذ وعائشة رضى الله عنهم وعندهما وهو رواية عنه هو الحمرة وهو قول ابن عباس وابن عمر وصرح فى المجمع بان عليها الفتوىٰ ورده المحقق فى فتح القدير بانه لايساعده رواية ولا دراية...... ورجحه ايضا تلميذه قاسم فى تصحيح القدورى وقال فى آخره فثبت ان قول الامام هو الاصح اه وبهذا ظهر انه لايفتى ويعمل الابقول الامام الاعظم ولايعدل عنه الى قولهما اوقول احدهما اوغيرهما الالضرورة من ضعف دليل اوتعامل "......(البحر الرائق : ۴۲۶،۴۲۷/۱)

"قوله والمغرب اى وندب تعجيلها لحديث الصحيحين كان يصلى المغرب اذا غربت الشمس وتوارت بالحجاب ويكره تاخيرها الى اشتباک النجوم لرواية احمد لاتزال امتى بخير مالم يؤخروا المغرب حتى تشبک النجوم...... وتاخيرها لصلاة الركعتين مكروهة "......(البحر الرائق: ۴۳۱،۴۳۲/۱)

"ويجلس المؤذن بين الاذان والاقامة على وجه السنية الافى المغرب فلايسن الجلوس بل السكوت مقدار ثلاث آيات قصار اوآية طويلة اومقدار ثلاث خطوات "......(البحر الرائق: ۴۵۴/۱۱)

"ويعجل المغرب فى الصيف والشتاء جميعا "......(قاضى خان على هامش الهندية: ۷۴/۱)

"ويجلس بينهما بقدر مايحضر الملازمون مراعيا لوقت الندب(الافى المغرب) فيسكت قائما قدرثلاث آيات قصار "......(الدر على هامش الرد:۱/۳۸۷)

"ويفصل بين الاذان والاقامة بقدرما يحضر الملازمون للصلوة مع مراعاة الوقت المستحب وفى المغرب بسكتة قدرقراءة ثلاث آيات قصار اوثلاث خطوات"......(نورالايضاح على مراقى الفلاح:۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مغرب کی اذان اور نماز کے درمیان وقفے کا حکم:

مسئلہ(۴۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مغرب کی اذان اور نماز کے درمیان چند منٹ کا وقفہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) مغرب کی اذان اور نماز کے درمیان تین مختصر آیتوں کی مقدار وقفہ کرنا جائز ہے اور اس سے زیادہ وقفہ کرنا مکروہ ہے۔

"ولم يعتبر الفصل فى المغرب بالصلوة ......وتاخير المغرب مكروه قال النبى ﷺ لايزال امتى بخير مالم يؤخر المغرب الى اشتباک النجوم...... واذالم يفصل بالصلوة فى المغرب بماذايفصل ؟قال ابويوسف ومحمد يفصل بجلسة خفيفة ......قال ابوحنيفة يفصل بالسكوت ...... ثم ان عندابى حنيفة مقدارالسكتة ما يقرء فيه ثلاث آيات قصار اوآية طويلة "......(المحيط البرهانى : ۱/۹۲)

"(قوله ويجلس بينهما الافى المغرب) اى ويجلس المؤذن بين الاذان والاقامة على وجه السنية الافى المغرب فلايسن الجلوس بل السكوت

مقدار ثلاث آیات قصار او آیة طویلة او مقدار ثلاث خطوات "

......(البحر الرائق : ۱/۴۵۴)

" (قوله ویستحب تعجیل المغرب) هوبان لایفصل بین الاذان والاقامة الابجلسة خفیفة اوسکتة"......(فتح القدیر : ۱/۴۰۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مغرب کی اذان اور اقامت کے درمیان بیٹھنا بہتر ہے یا کھڑے رہنا؟

مسئلہ(۳۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مغرب کی اذان کے بعد اقامت سے پہلے بہتر کیا ہے موذن کھڑا رہے یا بیٹھ جائے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بیٹھنا جائز ہے لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک أفضل یہ ہے کہ موذن اذان دینے کے بعد کھڑا رہے۔

"وذکر الامام الحلوانی الخلاف فی الافضلیة حتی ان عندابی حنیفة رحمه الله تعالی ان جلس جازو الافضل ان لایجلس وعندهما علی العکس کذا فی النهایة"......(الهندیة: ۱/۵۷)

"(قوله فیسکت قائما) هذا عنده وعندهما یفصل بجلسة کجلسة الخطیب والخلاف فی الافضلیة فلو جلس لایکره عنده"......(ردالمحتار: ۱/۳۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مغرب کی اذان اور اقامت کے دوران کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟

مسئلہ(۳۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ مغرب کی اذان واقامت کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟

نیز مغرب کی نماز ادا کرنے کا مستحب وقت کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مغرب کی اذان واقامت کے درمیان تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کی مقدار فاصلہ رکھنا چاہیئے، جس کا ہم نے عملاً تجربہ کیا ہے جس کی زیادہ سے زیادہ مقدار ۵ سیکنڈ ہے اور اتنا فاصلہ رکھنے کے بعد فوراً نماز ادا کرنا مستحب ہے۔

"ثم ان عندابی حنیفة مقدار السکتة مایقرء فیه ثلاث آیات قصاراو آیة طویلة وروی عنه انه قال مقدار مایخطون ثلاث خطوات"......(المحیط البرهانی: ۹۶/۲)

"فالمستحب ان یفصل بینهما بسکتة یسکت قائما مقدارمایتمکن من قراء ة ثلاث آیات قصارهکذافی النهایة فقداتفقوا علی ان الفصل لابد منه فیه ایضا کذافی العتابیة واختلفوافی مقدار الفصل فعندابی حنیفة رحمه الله تعالی المستحب ان یفصل بینهما بسکتة یسکت قائما ساعة ثم یقیم ومقدار السکتة عنده قدرمایتمکن فیه من قراء ة ثلاث آیات قصاراو آیة طویلة وعندهما یفصل بینهما بجلسة خفیفة مقدار الجلسة بین الخطبتین"......(الهندیة: ۵۷/۱)

"ویستحب تعجیل المغرب لان تاخیرهامکروه لمافیه من التشبه بالیهودوقال علیه السلام لاتزال امتی بخیرماعجلوا المغرب واخروا العشاء"......(الهدایة: ۸۰/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

اذان مغرب کے بعد ایک منٹ کا وقفہ کرنے کا حکم:

مسئلہ(۴۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مغرب کی اذان کے بعد جماعت میں ایک منٹ کا وقفہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مغرب کی نماز میں تعجیل مستحب ہے، ہاں البتہ اذان اور اقامت کے درمیان وقفہ مسنون ہے، جس کی مقدار امام صاحب کے نزدیک اتنا سکتہ ہے کہ جس میں تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت تلاوت کی جاسکے اور صاحبین کے نزدیک اتنا وقفہ ہے کہ جس کی مقدار جلسہ بین الخطبتین کے بقدر ہو، اور تجربہ اور مشاہدہ کے ذریعے یہ مقدار پانچ چھ سیکنڈ یا اس سے بھی کم ہے لہذا تین یا پانچ منٹ کا وقفہ جیسا کہ آج کل عام لوگ کرتے ہیں خلاف سنت ہے اس سے پرہیز ضروری ہے، کیونکہ اس مروجہ وقفہ کا ثبوت سلف کے اقوال وافعال سے نہیں ملتا، ہاں بعض صحابہ کرام کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اذان شروع ہوتے ہی ستونوں کی طرف لپکتے تھے رکعتین ادا کرنے کے لیے، لیکن بعض صحابہ کے اس عمل کو اس وقفہ کے لیے دلیل نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ یہ کہیں بھی ثابت نہیں کہ ان کی وجہ سے جماعت کو مؤخر کیا گیا ہو، علاوہ ازیں خود حضور ﷺ اور خلفائے راشدین سے رکعتین قبل المغرب کا پڑھنا ثابت نہیں ہے "وكفى بهم اقتداء" نبی کریم ﷺ سے صرف ایک مرتبہ رکعتین قبل المغرب پڑھنا ثابت ہے وہ بھی رکعتین قبل العصر کی قضاء کے طور پر جیسا کہ آپ نے خود فرمایا "نسيت الركعتين قبل العصر فصليتهما الآن"

"واما اذاكان في المغرب فالمستحب ان يفصل بينهما بسكتة يسكت قائما مقدرا مايتمكن من قراء ة ثلاث آيات قصار هكذافي النهاية فقداتفقوا على ان الفصل لابدمنه فيه ايضاً كذافي العناية واختلفوا في مقدارالفصل فعندابي حنيفة المستحب ان يفصل بينهما بسكتة يسكت قائماساعة ثم يقيم ومقدارالسكتة عنده قدرمايتمكن فيه من قراء ة ثلاث آيات قصار اوآية طويلة وعندهما يفصل بينهما بجلسة خفيفة مقدار الجلسة بين الخطبتين "

......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۵۷)

"(قوله ويكره تنزيها) افادان المراد بالتعجيل ان لايفصل بين الاذان والاقامة بغيرجلسة اوسكتة على الخلاف وان مافي القنية من استثناء التاخير القليل محمول على مادون الركعتين وان الزائد على القليل الى اشتباك النجوم مكروه تنزيها ومابعده تحريما الابعذر كمامر قال في شرح المنية والذى اقتضته الاخبار كراهة التاخير الى ظهورالنجم وماقبله مسكوت عنه فهوعلى

الاباحۃ وان کان المستحب التعجیل اہ ونحوہ ماقدمناہ عن الحلیۃ ومافی النھر من ان مافی الحلیۃ مبنی علی خلاف الاصح ای المذکور فی المبتغیٰ بقولہ یکرہ تاخیر المغرب فی روایۃ وفی اخریٰ لامالم یغب الشفق والاصح الاول الالعذر اہ فیہ نظر لان الظاھر ان المراد بالاصح التاخیر الی ظھور النجم اولی غیبوبۃ الشفق فلاینافی انہ الی ماقبل ذلک مکروہ تنزیھا لترک المستحب وھو التعجیل تامل "......(ردالمحتار:۱/۳۷۲)

"ولم یستحبھما ابوبکر وعمر وعثمان وعلی واخرون من الصحابۃ ومالک واکثر الفقھاء وقال النخعی ھی بدعۃ "......(شرح نووی علی مسلم:۱/۲۷۸)

" وقال ابوبکر بن العربی اختلف الصحابۃ فیہ ولم یفعلہ احدبعدالصحابۃ رضی اللہ عنھم وقال النخعی انھابدعۃ وروی عن الخلفاء الاربعۃ وجماعۃ من الصحابۃ انھم کانوا لایصلونھا "......(عمدۃ القاری : ۵/۲۰۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مغرب کی اذان اوراقامت میں بلاعذرتاخیرکرنامکروہ ہے:

مسئلہ(۳۹): کیافرماتے ہیں علماء دین درج ذیل مسئلہ سے متعلق کہ یہاں تھرمل پاورسٹیشن کی مکی مسجد میں مغرب کی اذان کے بعدتقریباً پانچ اورسات منٹ تک بیٹھے رہتے ہیں،امام صاحب اکثر اذان ہونے کے بعد آکربیٹھ جاتے ہیں اورجوازپیش کرتے ہیں کہ سب نمازی آجائیں حالانکہ اس وقت سینکڑوں نمازی مسجدمیں موجودہوتے ہیں،رمضان شریف میں تووقفہ برائے افطاری کچھ موزوں تھامگراب اذان کے بعدبیٹھے رہنا کچھ غیرموزوں سامعلوم ہوتاہے۔

دریافت یہ کرناہے کہ اس طرح مغرب کی اذان کے بعدپانچ سات منٹ تک بیٹھے رہنااز روئے شریعت کیساعمل ہے؟مزیدبرآں اس سے پہلے اسی مسجدمیں کبھی ایسانہیں ہوتاتھا،امیدکرتاہوں کہ شرعی مسئلہ سے مستفید فرمادیں گے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مسئلہ مسئولہ میں چونکہ اکثرنمازی مسجدمیں موجودہوتے ہیں اس لیے مغرب کی اذان کے

بعد نماز میں مشغول ہو جانا چاہیے، لیکن معمولی سی تاخیر یعنی ایک دو منٹ کی تاخیر میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اس کو مستقل ضابطہ نہ بنایا جائے، تاہم مغرب کی اذان اور اقامت کے درمیان بلاعذر زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

"(قوله ویستحب تعجیل المغرب) هو بان لا یفصل بین الاذان والاقامة الابجلسة خفیفة أو سکتة اه "......(فتح القدیر : ۱/۲۲۰)

"وفی الحلیة بعد کلام والظاهر ان السنة کان تعجیل المغرب افضل لان اداء النافلة قبلهامکروه"......(عنایه شرح الهدایه علی فتح القدیر : ۱/۱۹۹)

"ان السنة فعل المغرب فورا وبعده مباح الی اشتباک النجوم فیکره بلاعذر اه قلت یکره تحریما والظاهر انه ارادبالمباح مالایمنع فلاینافی کراهةالتنزیه"......(ردالمحتار : ۱/۲۷۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(عشاء)

نمازعشاء وقتِ مقررہ سے کسی وجہ سے مؤخر کرنا:

مسئلہ(۴۰): مسجد میں نمازعشاء کا وقت آٹھ بجے کا ہے اسی مسجد میں نمازعشاء سے پہلے دینی اجتماع تھا جس میں علمائے کرام کے خطاب کی وجہ سے نمازعشاء دس منٹ لیٹ ہوگئی جس کے لیے امام صاحب نے محفل میں موجود نمازی حضرات کو لاؤڈ سپیکر میں آگاہ بھی کیا کہ علماء کے خطاب کی وجہ سے آج نمازعشاء مقررہ وقت سے تھوڑی لیٹ پڑھیں گے۔کیا ایسی صورت میں نماز پر کوئی فرق پڑا یا امام صاحب کا یہ عمل غیر شرعی ہے یا امام صاحب کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ ایسا کرتا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں امام کا یہ عمل غیر شرعی نہیں ہے، جب تک کہ مستحب وقت کے اندر نماز کو کسی دینی مصروفیت کی وجہ سے مؤخر کرے، بلکہ حضور ﷺ سے دینی مشاورت کی وجہ سے تاخیر ثابت ہے،البتہ مستحب وقت سے مؤخر کرنا مکروہ ہے،عشاء کا مستحب وقت تہائی رات تک ہے اور نصف رات تک جائز ہے اور اس سے تاخیر مکروہ ہے۔

"فلو انتظر قبل الصلوة ففي اذان البزازية لو انتظر الاقامة ليدرك الناس الجماعة يجوز ولو احد بعد الاجتماع لا الا اذا كان داعرا شريرا "......(فتاویٰ شامی : ۱/۳۶۵)

"فالحاصل ان التاخير القليل لاعانة اهل الخير غير مكروه "......(فتاویٰ شامی : ۱/۳۶۶)

"عبدالاعلىٰ عن حميد قال سالت ثابتا البناني عن الرجل يتكلم بعدما تقام الصلوة فحدثني عن انس بن مالك قال اقيمت الصلوة فعرض لرسول الله ﷺ رجل فحبسه بعدما اقيمت الصلوة "......(سنن ابی داؤد: ۱/۹۱)

"باب الامام تعرض له الحاجة بعد الاقامة ،حدثنا ابو معمر عبدالله بن عمرو قال حدثنا عبدالوارث قال حدثنا عبدالعزيز هو ابن صهيب عن انس قال

اقیمت الصلوۃ والنبی ﷺ یناجی رجلا فی جانب المسجد فماقام الی الصلوۃ حتی نام القوم " ......(صحیح البخاری : ۸۹/۱)

"(واما العشاء) فالمستحب فیها التاخیر الی ثلث اللیل فی الشتاء ویجوز التاخیر الی نصف اللیل ویکرہ التاخیر عن النصف"......(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۲۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

وقت عشاء کب شروع ہوتا ہے؟:

مسئلہ(۴): غروب آفتاب سے وقت عشاء کتنی دیر بعد (یعنی علماء وفقہاء حضرات کی تحقیق کے مطابق گھڑی اور گھنٹے کے حساب سے) شروع ہوتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

عشاء کا وقت اندھیرا چھا جانے سے پہلے نظر آنے والی سفیدی کے اختتام سے شروع ہوتا ہے۔

"قال أبو حنیفةؒ یؤذن للفجر بعد طلوعه وفی الظهر فی الشتاء حین تزول الشمس ...... وفی العشاء یؤخر قلیلا بعد ذهاب البیاض"...... (ردالمحتار: ۱/ ۲۸۳)

"قوله (والیه رجع الامام) ای الی قولهما الذی هو روایة عنه ایضا وصرح فی المجمع بان علیها الفتوی ورده المحقق فی الفتح بانه لایساعده روایة ولا درایة الخ ......قال العلامة قاسم فثبت أن قول الامام هو الاصح ومشی علیه فی البحر مؤیداً له بماقدمناه عنه من انه لایعدل عن قول الامام الا لضرورة من ضعف دلیل أو تعامل بخلافه کالمزارعة لکن تعامل الناس الیوم فی عامة البلاد علی قولهما وقد أیده فی النهر تبعا للنقایة والوقایة والدرر والاصلاح ودرر البحار والامداد والمواهب وشرحه البرهان وغیرهم مصرحین بان علیه الفتوی وفی السراج قولهما اوسع وقوله احوط " ......(ردالمحتار: ۱/ ۲۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

وقت عشاء میں امام صاحب کا قول معتبر ہے:

مسئلہ(۴۲): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عشاء کی نماز کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟ کیا شفق ابیض کے غائب ہونے سے پہلے عشاء کی نماز ادا کر سکتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

عشاء کا وقت شفق کے غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے البتہ شفق میں اختلاف ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک شفق ابیض ہے اور صاحبین کے نزدیک شفق احمر مراد ہے امام صاحبؒ کا قول راجح اور واجب العمل ہے۔

"قال فی الاختیار الشفق البیاض وھو مذھب الصدیق ومعاذبن جبلؓ وعائشۃؓ قلت ورواہ عبدالرزاق عن ابی ھریرۃ وعن عمربن عبدالعزیز ولم یروالبیھقی الشفق الاحمرالاعن ابن عمروتمامہ فیہ واذاتعارضت الاخبار والاثار فلایخرج وقت المغرب بالشک کمافی الھدایۃ وغیرھاقال العلامۃ قاسم فثبت ان قول الامام ھوالاصح ومشی علیہ فی البحر"......(ردالمحتار: ۱/۲۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
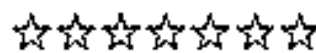
عشاء کا اول وقت:

مسئلہ(۴۳): اذان مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان کتنا وقت ہونا چاہیے آیا ایک گھنٹہ؟ کیا اذان کے بعد نماز جائز ہوجاتی ہے؟ مغرب کی اذان ۷بجکر ۳۵منٹ پر اور عشاء کی اذان ہوتی ہے ۸بجکر ۳۵منٹ پر اس اذان پر لوگ گھروں میں نماز پڑھتے ہیں اور اکثر شہروں میں ڈیڑھ گھنٹہ بعد اذان ہوتی ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

نماز عشاء کا وقت شفق ابیض کے غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور شفق ابیض مختلف جگہوں کے اندر مختلف اوقات میں غروب ہوتا ہے، لہٰذا آپ اپنے علاقے کے اعتبار سے تحقیق کر کے غروب شفق ابیض کے بعد اذان دیں غروب شفق ابیض سے پہلے عشاء کی اذان دینا مفتی بہ اور اصح قول کے مطابق درست نہیں۔

"اول وقت صلوۃ العشاء اذاغابت الشفق علی القولین لمامروآخرہ مالم یطلع الفجر"...... (کبیری: ۲۰۱)

"قال فی الاختیار الشفق البیاض وھو مذھب الصدیقؓ ومعاذ بن جبلؓ وعائشۃؓ

.... فثبت ان قول الامام ھو الاصح"...... (الدر المختار: ۱/۲۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شفق ابیض کے غائب ہونے سے قبل عشاء کی نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عشاء کی نماز کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟ کیا شفق ابیض کے غائب ہونے سے پہلے عشاء کی نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

عشاء کی نماز کا وقت شفق کے بعد شروع ہوتا ہے اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک شفق سے مراد شفق ابیض ہے، اور فتویٰ بھی امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر ہے۔

"ای الشفق ھو البیاض عندالامام"...... (البحر الرائق: ۱/۴۲۷)

"ووقت العشاء لم یکن ثابتا بیقین فلایدخل بالشک فقول ابی حنیفۃ اوثق"...... (کفایہ علی فتح القدیر: ۱/۱۹۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(متفرقات اوقات)

جمع بین الصلوتین کا حکم:

مسئلہ(۴۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کہا جاتا ہے کہ سفر کے دوران ظہرین (ظہر وعصر) اور مغربین (مغرب وعشاء) ایک ساتھ پڑھی جاسکتی ہیں کیا یہ صحیح ہے مہربانی فرما کر راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

دو نمازوں کو ایک وقت جمع کر کے ادا کرنا درست نہیں ہے البتہ ایک نماز کو اس کے آخری وقت میں ادا کر لے اور دوسری نماز کو اول وقت میں ادا کر لے تو یہ صورت مرض یا سفر میں درست ہے۔

”فکما لایجمع بین العشاء والفجر ولابین الفجر والظهر لاختصاص کل واحدمنهما بوقت منصوص علیه شرعا فکذلک الظهر مع العصر والمغرب مع العشاء وتاویل الاخبار ان الجمع بینهما کان فعلا لاوقتا وبه نقول وبیان الجمع فعلا ان المسافر یؤخر الظهر الی آخر الوقت ثم ینزل فیصلی الظهر ثم یمکث ساعة حتی یدخل وقت العصر فیصلیها فی اول الوقت وکذلک یؤخر المغرب الی آخر الوقت ثم یصلیها فی آخر الوقت والعشاء فی اول الوقت فیکون جامعابینهما فعلا“......(المبسوط: ۲۹۸/۱)

”(وعن الجمع بین الصلاتین فی وقت بعذر)ای منع عن الجمع بینهما فی وقت واحدبسبب العذر للنصوص القطعیة بتعیین الاوقات فلایجوزترکه الا بدلیل مثله ....واما ماروی من الجمع بینهما فمحمول علی الجمع فعلابان صلی الاولی فی آخروقتها والثانیة فی اول وقتها“......(البحرالرائق ۴۴۱/۱:)

”ولایجوز الجمع عندنابین صلوتین فی وقت واحدسوی الظهروالعصربعرفة والمغرب والعشاء بمزدلفة“......(حلبی کبیری: ۲۷۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

اوقات نماز کی تعیین کے لیے حدیث امامت جبریل علیہ السلام اصل ہے:

مسئلہ(۴۶): طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے نمازوں کے اوقات کس طرح متعین کیے جاتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ اوقات نماز میں اصل "حدیث جبرئیل" ہے، جبکہ ہر نماز کے لیے اول وآخر وقت اس حدیث سے ثابت ہیں جو مندرجہ ذیل ہے:

"أخبرني ابن عباس رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال أمني جبرئيل عندالبيت مرتين فصلى الظهر في الأولى منهما حين كان الفيئ مثل الشراك ثم صلى العصر حين كان كل شيئ مثل ظله ثم صلى المغرب حين وجبت الشمس (أي غربت) وأفطر الصائم ثم صلى العشاء حين غاب الشفق ثم صلى الفجر حين برق الفجر (أي طلع) وحرم الطعام على الصائم وصلى المرة الثانية الظهر حين كان ظل كل شيئ مثله لوقت العصر بالأمس ثم صلى العصر حين كان ظل كل شيء مثليه ثم صلى المغرب لوقته الأول ثم صلى العشاء الآخرة حين ذهب ثلث الليل ثم صلى الصبح حين اسفرت الأرض ثم التفت اليَّ جبرئيل فقال يامحمدهذاوقت الأنبياء من قبلك والوقت فيمابين هذين الوقتين".....(جامع الترمذی: ۱/ ۱۳۳)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری جبرائیل علیہ السلام نے بیت اللہ کے پاس دومرتبہ امامت کروائی، پہلی مرتبہ ظہر کی نماز پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ جوتی کے تسمہ کے برابر تھا، پھر عصر کی نماز پڑھائی، جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو گیا، پھر مغرب کی نماز پڑھائی جبکہ سورج غروب ہوا، اور روزہ دار نے روزہ افطار کیا پھر عشاء کی نماز پڑھائی جبکہ شفق غائب ہو گیا اور فجر کی نماز اس وقت پڑھائی جب صبح صادق ظاہر ہوئی اور جس وقت روزہ دار کے لیے کھانا حرام ہو جاتا ہے۔اور دوسری مرتبہ ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو جاتا ہے،جس وقت کل عصر پڑھی تھی پھر عصر کی نماز ہر چیز کا سایہ دوگنا ہونے پر، پھر مغرب پہلے دن کے وقت پر اور پھر عشاء تہائی رات گزر جانے پر، پھر صبح کی نماز اس وقت جب زمین روشن ہوگئی پھر جبرائیل علیہ السلام نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا اے محمد (ﷺ)!"یہ آپ سے پہلے انبیاء کا وقت ہے اور ان دونوں کے درمیان نماز کا وقت ہے"۔

اصل میں نمازوں کے اوقات طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے متعین نہیں کیئے گئے، بلکہ اس حدیث کے ذریعے سے متعین کیے گئے ہیں اور اس حدیث کی روشنی میں فقہاء کرام نے وقت کی تعیین کے بارے میں لکھا ہے کہ طلوع آفتاب وغروب آفتاب سے نمازوں کے مستحب اوقات مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔نماز فجر:

طلوع فجر (صبح صادق) اور طلوع شمس کے نصف پر نماز فجر کے مستحب وقت کی ابتداء ہے اور انتہا یہ ہے کہ جب نماز شروع کی جائے تو اس وقت طلوع آفتاب میں کم از کم نصف گھنٹہ باقی ہو۔

"ویستحب فی صلوۃ الفجر الاسفار"......(کبیری: ۲۰۳، مکتبہ نعمانیہ کوئٹہ)

۲۔نماز ظہر:

طلوع وغروب کے درمیانی وقت کے بعد نماز ظہر ادا کی جاسکتی ہے مگر اس میں تفصیل یہ کہ موسم سرما میں جلدی پڑھنا اور موسم گرما میں دیر سے پڑھنا مستحب ہے۔

"ویستحب ایضاً عندنا الابراد بالظهر فی الصیف ......ویستحب تقدیمها فی الشتاء"......(کبیری: ۲۰۴، مکتبہ نعمانیہ کوئٹہ)

۳۔نماز عصر:

غروب شمس سے تقریباً پونے دو گھنٹے قبل، تاہم اصفرار شمس یعنی سورج کی ٹکیہ زرد ہو جانے تک تاخیر کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اصفرار شمس غروب سے تقریباً دس منٹ پہلے ہوتا ہے اور یہ وہ وقت ہے جب آنکھ سورج پر ٹک سکے۔

"ویستحب ایضا عندنا تاخیر العصر فی کل الازمنة الا یوم الغیم مالم تتغیر الشمس"......(کبیری: ۲۰۴، مکتبہ نعمانیہ کوئٹہ)

۴۔نماز مغرب:

جب سورج ڈوب گیا تو مغرب کا وقت آگیا پھر جب مغرب کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی باقی رہتی ہے تب تک مغرب کا وقت رہتا ہے غروب کے بعد معمولی دیر کا تو مضائقہ نہیں، لیکن تیقن غروب کے بعد فوراً اذان کہنی چاہیے اور اذان اور اقامت میں تھوڑا سا وقفہ بھی مامور بہ ہے جس کی مقدار تین آیتوں کا پڑھنا ہے اگر اس سے زیادہ دیر کی تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ ستاروں کے ظاہر ہونے تک تاخیر کرنا تو مکروہ تحریمی ہے اور اتنی دیر کرنا کہ ایک آدھ

ستارہ ظاہر ہوجائے مکروہ تنزیہی ہے اور اگر ستارے تو ظاہر نہ ہوں مگر اتنی دیر ہوگئی کہ اطمینان سے دو رکعتیں پڑھی جاسکتی ہیں تو اکثر فقہاء اس قدر تاخیر کو مکروہ تنزیہی کہتے ہیں جیسا کہ صاحب الدر اور فتح القدیر وغیرہ نے کہا ہے، تاہم اگر کوئی عذر نہ ہو تو دیر نہ کی جائے، لیکن اگر کوئی عذر ہو جیسے رمضان میں افطار کی وجہ سے دیر ہونا تو مضائقہ نہیں۔

" ویستحب ایضاً تعجیل المغرب فی کل الازمنة الایوم الغیم کمافی الصحیحین......مالم یؤخروا المغرب الی ان تشتبک النجوم"......(کبیری: ۲۰۵، مکتبہ نعمانیہ کوئٹہ)

۵۔ نمازِ عشاء:

شفق کے غائب ہونے کے بعد وقت شروع ہوتا ہے، شرعا رات غروب آفتاب سے طلوع فجر تک ہے، تہائی رات گزرنے سے پہلے عشاء کا وقت مستحب ہے، تہائی رات کے بعد نصف لیل ہونے سے پہلے وقت جواز یعنی مباح ہے اور نصف لیل کے بعد عشاء کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

"(وتأخیر صلوۃ العشاء الی ماقبل ثلث اللیل مستحب) ....(وتأخیرھا الی مابعدہ أی بعدثلث اللیل الی نصف اللیل مباح)..........(وتأخیرھا الی مابعدہ أی بعدنصف اللیل الی طلوع الفجر مکروہ)"......(کبیری: ۲۰۵، ۲۰۶، مکتبہ نعمانیہ کوئٹہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
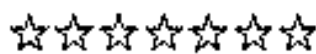
مروجہ اوقات صلوۃ کے نقشے تخمینی ہیں:

مسئلہ(۴۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تقریباً تمام مساجد میں اوقات نماز کی بابت چارٹ لگے ہوتے ہیں ہماری مسجد (جو دیوبند مسلک سے تعلق رکھنے والوں نے زمین خرید کر تعمیر کی ہے) میں آج مورخہ ۷ ستمبر کو ان اوقات میں نمازیں اس طرح ادا کی گئی کہ فجر صبح ۵:۵، ظہر ۱:۳۰ پر، عصر شام پانچ بجے، مغرب ۶:۲۶ پر، چارٹ کے ٹائم سے چار منٹ بعد اذان دی گئی یعنی ۶:۲۶ پہ، ۸:۱۵ بجے عشاء ہوئی، بعض نمازی حضرات کا کہنا ہے کہ عصر کی نماز پونے پانچ بجے اور مغرب کی اذان چارٹ کے مطابق چھ بج کر چھبیس منٹ پر ہونی چاہیے، بلکہ بعض

لوگ کہتے ہیں کہ اذان مغرب چارٹ کے حساب سے دی جائے، بعد میں ۵ رمنٹ تک نمازی حضرات کا انتظار کرلیا جائے اس میں آپ کی کیا رائے ہے، اب میں چارٹ کے اوقات تحریر کررہا ہوں تاکہ آپ اس معاملے کی نوعیت کے مطابق انصاف کرسکیں۔ فجر ۴:۱۸ بجے، ظہر ۲:۰۰ بجے عصر ۴:۳۲ بجے، غروب آفتاب ۶:۳۲۔

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ تمام نقشے تخمینی ہیں اور اذان کے لیے یقینی طور پر وقت کا داخل ہونا ضروری ہے، لہٰذا اگر آپ کے امام صاحب عالم ہیں تو یہ ان کی صوابدید پر چھوڑ دیں ہر عام وخاص کو مفتی نہیں بننا چاہیے۔

"ومنها أن يكون عالما بالسنة لقوله ﷺ "يؤمكم اقرؤكم ويؤذن لكم خياركم" وخيار الناس العلماء ....ومنها ان يكون عالما باوقات الصلاة"......(بدائع الصنائع: ۱/۳۷۳)

"تقديم الاذان على الوقت في غير الصبح لايجوز اتفاقا وكذا في الصبح عند ابى حنيفةؒ ومحمدؒ وان قدم يعاد في الوقت هكذا في شرح المجمع البحرين لابن الملك"......(الهندية: ۱/۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد میں سرخ بلب روشن ہو تو نماز کا حکم:

مسئلہ(۴۸): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام دین متین اس مسئلہ میں کہ مسجد کے اندر جب سرخ بلب جل رہا ہو تو ایسے وقت میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مسجد میں اگر سرخ بلب مکروہ اوقات کو ظاہر کرنے کے لیے لگایا گیا ہو جیسا کہ عموماً اسی مقصد کے لیے لگایا جاتا ہے تو ایسے وقت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، بشرطیکہ وہ صرف مکروہ اوقات ہی میں جلایا جاتا ہو، اور اگر مقررہ وقت کی شناخت کے لیے نہ ہو بلکہ روشنی کے لیے دیگر بلبوں کی طرح جلتا ہو تو فی نفسہ سرخ بلب جلتے وقت نماز پڑھنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

"قال فی الکنز ومنع عن الصلوۃ وسجدۃ التلاوۃ وصلاۃ الجنازۃ عند الطلوع والاستواء والغروب الا عصر یومه وعن التنفل بعد صلاۃ الفجر والعصر لا عن قضاء فائته وسجدۃ تلاوۃ وصلاۃ جنازۃ"......(کنز علی البحر الرئق: ۱/۴۳۲تا۴۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز کے لیے گھڑی کے اوقات مقرر کرنا:

مسئلہ(۴۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عہد نبوی اور عہد صحابہ میں فرض نمازوں کے اوقات کی کیا ترتیب تھی آیا تمام نمازوں کے اوقات مقرر تھے یا جس وقت آپ ﷺ تشریف لاتے تو اس وقت جماعت کھڑی ہوتی تھی اس کے بارے میں جواب عنایت فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں گھنٹوں کے حساب سے نماز کے اوقات متعین کرنا حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ تھا، لیکن حضور ﷺ اوقات مستحبہ بتا چکے تھے اس لیے اذان کے بعد اوقات مستحبہ میں حضور ﷺ جب بھی تشریف لے آتے جماعت کھڑی ہو جاتی اور حضور ﷺ کی عدم موجودگی میں آپ کے نائب بھی ایسا ہی کرتے، اب اس زمانہ میں کثرت مصروفیت کی وجہ سے لوگوں کی سہولت کے لیے گھنٹوں سے وقت متعین کرنا جائز ہے لیکن اسی کو ضروری خیال کر کے امام کو بروقت جماعت کھڑی کرنے پر مجبور کرنا جائز نہیں کیونکہ خیر القرون میں اس کی مثال نہیں ملتی کہ امام پر اس قسم کی پابندی ہو۔

"وفی الھدایة :ویستحب الاسفار بالفجر لقوله علیه السلام اسفروا بالفجر فانه اعظم للأجر......والابراد بالظھر فی الصیف وتقدیمه فی الشتاء وتاخیر العصر مالم تتغیر الشمس فی الصیف والشتاء ویستحب تعجیل المغرب...... وتأخیر العشاء الی ماقبل ثلث اللیل"......(الھدایة : ۱/ ۷۹)

"وندب تاخیر الفجر وظھر الصیف والعصر مالم تتغیر والعشاء الی الثلث والوتر الی آخر اللیل لمن یثق بالانتباہ"......(کنز علی البحر الرائق: ۱/ ۴۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نمازوں کے اوقات کا دورانیہ:

مسئلہ(۵۰): طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے نمازوں کے اوقات کس طرح متعین کئے جاتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

احادیث مبارکہ میں نمازوں کے اوقات کا دورانیہ مذکور ہے فجر کا وقت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہے اور مغرب کی نماز کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے وغیرہ اور یہ اوقات سارا سال بدلتے رہتے ہیں اس بارے میں ہر علاقے کے علماء نے اوقات نماز کی دائمی جنتریاں تیار کی ہیں، آپ اپنے علاقے کے مستند عالم کی طرف رجوع کریں۔

"من اول طلوع الفجر الثاني وهو البياض المنتشر المستطير لا المستطيل الى قبيل طلوع ذكاء بالضم غير منصرف اسم الشمس ووقت الظهر من زواله اى ميل ذكاء عن كبد السماء الى بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة قال الامام الطحاوى وبه نأخذ وفي غرر الاذكار وهو المأخوذ به وفي البرهان وهو الأظهر لبيان جبريل وهو نص في الباب وفي الفيض وعليه عمل الناس اليوم وبه يفتى سوى فئ يكون للأشياء قبيل الزوال ويختلف باختلاف الزمان والمكان ولو لم يجد مايغرز اعتبر بقامته وهى ستة أقدام ونصف بقدمه من طرف ابهامه وقت العصر منه الى قبيل الغروب فلو غربت ثم عادت هل يعود الوقت الظاهر نعم وهى الوسطى على المذهب ووقت المغرب منه الى غروب الشفق وهو الحمرة عندهما وبه قالت الثلاثة واليه رجع الامام كما في شروح المجمع وغيرها فكان هو المذهب ووقت العشاء والوتر منه الى الصبح"......(الدر المختار على هامش رد المحتار ۱/ ۲۶۳تا۲۶۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جمع بین الصلوتین:

مسئلہ(۵۱): کلام اللہ میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ نمازوں کو ان کے اپنے اپنے اوقات میں فرض کیا گیا ہے اس روشنی میں کیا یہ جائز ہے؟ کہ.........

(۱) سفر کے دوران یا کسی اور مجبوری کے تحت ظہر وعصر کو ملا کر پڑھنا؟(۲) اسی طرح مغرب وعشاء اور وتر کو مغرب کے وقت میں یا عشاء کے وقت میں ملا کر پڑھنا، کیونکہ کلام اللہ کی رو سے ظہر کے وقت عصر کی فرضیت شروع نہیں ہوتی، اسی طرح مغرب کے وقت عشاء کی فرضیت شروع نہیں ہوتی جبکہ عصر کے وقت ظہر کی قضاء اور عشاء کے وقت مغرب کی قضا کا تصور تو ہے۔(۳) کیا حج کے علاوہ بھی کسی مقام پر نمازوں کو ملا کر پڑھنا جائز ہے؟(۴) کیا کوئی نماز سفر یا کسی اور مجبوری کے تحت وقت سے پہلے پڑھنا جائز ہے؟ حضرت نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہؒ اور دیگر ائمہ کرام کا اس بارے میں کیا مسلک ہے؟ نیز قصر نمازوں میں سنتوں وغیرہ کے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) واضح رہے کہ احناف کے نزدیک حج کے دوران عرفہ اور مزدلفہ کے علاوہ کسی اور مقام پر ایک ہی وقت میں جمع بین الصلاتین جائز نہیں خواہ عذر ہو یا نہ ہو، البتہ جمع بین الصلاتین صورتاً صرف عذر یا سفر کی وجہ سے جائز ہے یعنی نماز ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور نماز عصر کو اس کے اول وقت میں پڑھا جائے اور اسی طرح نماز مغرب کو اس کے آخری وقت میں اور نماز عشاء کو اس کے اول وقت میں پڑھا جائے تو جائز ہے۔

”ولا یجمع بین الصلوتین فی وقت واحد لا فی السفر ولا فی الحضر بعذر ما ماعدا عرفة والمزدلفة کذا فی المحیط“......(الھندیة : ۱/ ۵۲)

”الجمع بین الصلاتین فعلا بعذر المطر جائز، لاحراز فضیلة الجماعة وذلک بتأخیر الظھر وتعجیل العصر وتأخیر المغرب وتعجیل العشاء“......(المحیط البرھانی: ۲/ ۹)

۲۔ یاد رہے کہ اوقات مکروہ کے علاوہ فوت شدہ نمازوں کو ہر وقت قضاء کرنا جائز ہے۔

”ثم لیس للقضاء وقت معین بل جمیع اوقات العمر وقت له الا ثلاثة وقت طلوع الشمس ووقت الزوال ووقت الغروب فانه لاتجوز الصلاة فی ھذه الاوقات کذا فی البحر الرائق“......(الھندیة : ۱/ ۱۲۱)

۳۔ کسی بھی فرض نماز کو دخول وقت سے پہلے پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔

”وان صلی المریض قبل الوقت عمداً او خطأً مخافة ان یشغله المرض عن الصلاة لم یجزئه“......(الھندیة : ۱/ ۱۳۸)

۴۔　حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک جمع بین الصلاتین عذر کی وجہ سے صرف صورۃً جائز ہے، حقیقتاً جائز نہیں۔

"وقال مالک لایجمع الرجل بین الصلاتین فی السفر الا أن یجدبه السیر فاذا جدّ به السیر جمع بین الظهر والعصر ویؤخر الظهر حتی یکون فی آخر وقتها ثم یصلیها ثم یصلی العصر فی أول وقتها"......(المدونة الکبری: ۱/ ۲۰۵، مکتبه دار الکتب العلمیه بیروت)

۵۔ حنابلہ اور شافعیہ کے ہاں جمع بین الصلاتین حقیقتاً عذر کی وجہ سے جائز ہے۔

"ان الجمع بین الصلاتین فی السفر فی وقت احداهما جائز فی قول اکثر اهل العلم"......(المغنی: ۲/ ۱۷۲)

"قال الشافعیؒ فدلت سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم علی ان للمسافر ان یجمع بین الظهر والعصر وبین المغرب والعشاء فی وقت احداهما "......(کتاب الام: ۱/ ۱۵۹، ۱۶۰)

۶۔　اگر سفر اپنی سواری پر ہو رہا ہو اور حالت امن ہو اور جلدی بھی نہ ہو تو سنن کی ادائیگی بہتر ہے اور اگر سواری اپنی نہیں یا حالت امن نہیں یا جلدی ہے تو سنن ونوافل کو ترک کرسکتا ہے لیکن فجر کی سنتوں کو حتی الامکان ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

"(ویأتی) المسافر (بالسنن) ان کان (فی حال امن وقرار والا)بأن کان فی خوف وفرار(لا)یأتی بها هو المختار لأنه ترک لعذر تجنیس قیل الاسنة الفجر"......(الدر المختار: ۱/ ۵۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

عذر کی وجہ سے جمع بین الصلاتین کا حکم:

مسئلہ(۵۲):　کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ایک بزرگ ہیں جو کہ چلنے پھرنے سے معذور ہیں کیا وہ دو نمازیں اکٹھی ادا کرسکتے ہیں؟

خوبصورت عورت اپنے آپ پر غرور کرتے ہوئے دوسروں کو گھٹیا سمجھے کیا یہ جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں دونمازوں کوفعلا ایک نماز کودوسری نماز کے وقت میں پڑھنا اکٹھا کرنا عذر ہو یا بلا عذر جائزنہیں، البتہ عذر کے باعث صورتاً ایک نماز کوآخری وقت میں پڑھنا اوردوسری نماز کوابتدائی وقت میں جمع کر کے ادا کرسکتے ہیں۔

۲۔ کسی خوبصورت انسان کا اپنی خوبصورتی کی وجہ سے دوسروں کوحقیر سمجھنا تکبر ہے اور تکبر حرام ہے۔

"(ولاجمع بين فرضين في وقت واحدبعذر) سفرومطرقال في الشامي (قوله محمولا الخ اى مارواه ممايدل على التأخيرمحمول على الجمع فعلالاوقتا،أى فعل الأولى في آخروقتهاوالثانية في أول وقتها "......(الدرمع الرد: ۱/ ۳۸۱)

" وقيل الجمع بين الصلاتين فعلالعذرالمطرجائز،حرزالفضيلة الجماعة وذلک بتأخيرالظهروتعجيل العصروتأخيرالمغرب وتعجيل العشاء"......(منية المصلى: ۳۶۹)

"(في وقت) احترزعن الجمع بينهمافعلا،وكل واحدة منهمافي وقتهابأن يصلي الأولى في آخروقتهاوالثانية في أول وقتهافذلک جائزكمافي التبيين " ......(الطحطاوى: ۱۷۹)

"عن عبدالله عن النبي ﷺ قال لايدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبرولايدخل النارمن في قلبه مثقال ذرة من إيمان قال فقال رجل إنه يعجبني أن يكون ثوبي حسناونعلي حسنا،قال:إن الله يحب الجمال ولكن الكبرمَنْ بَطَرَ الحق وغمص الناس هذاحديث حسن صحيح غريب " ......(ترمذی: ۲/ ۲۶۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز کے وقت سے قبل نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۵۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص روزانہ بذریعہ ٹرین سفر کرتا ہے صبح 5:30 دسمبر اور جنوری کے مہینوں میں ٹرین چلتی ہے فجر کی نماز مذکورہ مہینوں میں 5:25 پر پڑھ لیتا ہے بوجہ مجبوری کہ ٹرین میں آداب کا لحاظ نہیں رکھا جاسکتا لہذا وہ پلیٹ فارم پر آداب کے ساتھ نماز فجر ادا کرلیتا ہے اس کی نماز پڑھنے کے پانچ یا سات منٹ بعد اذانیں شروع ہوجاتی ہیں آیا اس کی نماز ہوئی کہ نہیں؟ اگر نہیں تو اب کیا کرے؟ شرعی لحاظ سے مسئلہ کا حل بتلائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ صورت میں اگر وقت داخل ہوچکا تھا تو نماز ہوگئی اور اگر وقت داخل نہیں ہوا تھا تو نماز نہیں ہوگی، لہذا قبل از وقت پڑھی ہوئی نمازوں کی قضاء ضروری ہے۔

"قال الله تعالى : ان الصلوة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا..... معناه انه مفروض في اوقات معلومة معينة " ...... (احكام القرآن لابي بكر الجصاص: ۲/۳۷۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بارش یا کسی اور عذر کی وجہ سے دو نمازوں کو ایک وقت میں ادا کرنا:

مسئلہ(۵۴): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام دین متین درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ بارش یا کسی عذر کے باعث دو نمازوں کو ایک نماز کے وقت میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

اگر جائز ہے تو کن شرائط کی بناء پر؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت درکار ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر نماز کا وقت متعین کیا ہے اس لیے قبل از وقت نماز نہیں ہوتی اور بعد از وقت قضاء شمار ہوتی ہے، حتی کہ میدان جنگ میں عین لڑائی کے وقت نماز خوف پڑھنے کا حکم دیا گیا نہ یہ کہ نمازوں کو باہم جمع کر کے پڑھنے کا اور اگر لڑائی سخت ہو اور نماز میں اتنی تاخیر ہوجائے کہ اس کا وقت ہی جاتا رہے تو وہ نماز قضاء شمار ہوتی ہے، اس

کو جمع تاخیر کا عنوان نہیں دیا جا سکتا، اسی لیے غزوہ خندق کے موقع پر جب حضور اکرم ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی بعض نمازوں میں تاخیر ہوگئی تو آپ نے اس پر افسوس کا اظہار فرمایا اگر اس کو جمع تاخیر کا عنوان دینا ممکن ہوتا تو حضور اکرم ﷺ بددعا دیتے ہوئے یہ نہ فرماتے۔

"حبسونا عن صلوۃ الوسطیٰ صلوۃ العصر ملأ اللہ بیوتھم وقبورھم نارا"

......(سنن ابی داؤد: ۱/۷۰)

ارشاد ربانی ہے:

"ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا"......(النساء: ۱۰۳)

بے شک نماز تو ایمان والوں پر پابندی وقت کے ساتھ فرض ہے۔

"عن ابی قتادۃ قال خطبنا رسول اللہ ﷺ ......اما انہ لیس فی النوم تفریط انما التفریط علی من لم یصل الصلوۃ حتی یجیء وقت الصلوۃ الاخریٰ"

......(صحیح مسلم ،باب قضاء الفائتۃ :۲۳۸، ۲۳۹/ ۱،قدیمی کتب خانہ)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا (اور اس میں فرمایا) کہ نیند میں گناہ نہیں ہے، گناہ تو یہ ہے کہ کوئی شخص نماز نہ پڑھے تا آنکہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔

واضح رہے کہ جمع بین الصلوتین کی جتنی روایات منقول ہیں وہ جمع ظاہری کی ہیں تمام روایات کے تفصیلی تجزیہ کے بعد یہی نتیجہ نکلتا ہے، البتہ دوران حج صرف عرفات میں جمع تقدیم (ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر) اور مزدلفہ میں جمع تاخیر (عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء) رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہے، لہٰذا ان مقامات کے علاوہ اپنے قیاس سے نمازوں کے اوقات میں تقدیم وتاخیر کا اختیار کسی کو نہیں ہے، البتہ سفر کی حالت میں یا کسی اور ضرورت کی وجہ سے جمع ظاہری (صوری) کرنا چاہے تو اس کی اجازت ہے چونکہ اس میں پابندی وقت کا لحاظ رہتا ہے، عرفات ومزدلفہ کے علاوہ جمع بین الصلوتین کی جو روایات نبی اکرم ﷺ سے منقول ہیں وہ جمع ظاہری کی ہیں اور اس کا واضح قرینہ یہ ہے کہ آپ نے ہمیشہ ظہر عصر اور مغرب وعشاء کو جمع کیا کہ جمع ظاہری (صوری) کے لحاظ سے یہ ممکن تھا جب کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی فجر وظہر کو جمع نہیں کیا چونکہ یہاں اوقات کی رعایت نہیں رہتی۔

"عن انس ان النبی ﷺ اذا عجل علیہ السفر یؤخر الظھر الی اول وقت العصر فیجمع بینھما ویؤخر المغرب حتی یجمع بینھما وبین العشاء حین

يغيب الشفق "......(صحيح مسلم،باب جواز الجمع بين الصلوتين في السفر : ۱/۲۴۵، قديمي كتب خانه)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر نبی اکرم ﷺ کوسفر کی جلدی ہوتی تو آپ ظہر کوعصر کے ابتدائی وقت تک مؤخر کرتے اور دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے (ظہر کوعصر کے اخیر وقت میں اور عصر کوعصر کے اول وقت میں)اسی طرح مغرب کوغروب شفق تک مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ جمع کر کے پڑھتے۔

یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات حضور ﷺ نے خوف سفر کے عذر کے بغیر بھی جمع ظاہری پر عمل کر لیا کہ ایک نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری کو اس کے اول وقت میں پڑھ لیا تاکہ اگر امت کو ضرورت پڑے تو وہ مشقت میں مبتلا نہ ہو۔

"عن ابن عباسؓ قال صلى رسول الله ﷺ الظهر والعصر جمعا بالمدينة في غير خوف ولاسفر قال ابوا لزبير فسالت سعيد الم فعل ذلك ؟فقال سألت ابن عباس كما سالتني فقال اراد ان لايحرج احدامن امته "......(صحيح مسلم : ۱/۲۴۶، قديمي كتب خانه)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں ظہر وعصر کو ملا کر پڑھا حالانکہ یہ کسی خطرہ یا سفر کی حالت نہ تھی ابوالزبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید سے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت سعید نے جواب دیا کہ میں نے یہ بات حضرت ابن عباس سے پوچھی تھی تو انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ کا مقصد تھا کہ لوگ تنگی میں مبتلاء نہ ہوں، مشہور غیر مقلد عالم علامہ مبارکپوری کا قول حضرت ابن عباس کی اس روایت کی بابت فتاویٰ نذیریہ میں ہے کہ۔

اس حدیث میں جمع بین الصلوتین سے مراد جمع صوری ہے یعنی ظہر کو اس کے آخر وقت میں اور عصر کو اس کے اول وقت میں پڑھا، وعلی ہذا القیاس مغرب وعشاء کو پڑھا اس جواب کو علامہ قرطبی نے پسند کیا ہے اور امام الحرمین نے اس کو ترجیح دی ہے اور قدماء میں سے ابن الماجشون اور طحاوی نے اس کے ساتھ جزم کیا ہے اور ابن سید الناس نے اس کو قوی بتلایا ہے اس وجہ سے کہ اس کے راوی ابوالشعثاء ہیں جنہوں نے اس کو حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے ان کا خیال بھی یہی ہے کہ اس حدیث میں جمع سے جمع صوری مراد ہے، علامہ شوکانی نیل الاوطار میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں جمع سے جمع صوری مراد ہونا متعین ہے۔(فتاویٰ نذیریہ:۱/۴۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ملک میں ٹائم آگے کرنے سے نمازوں کے اوقات کا حکم:

مسئلہ(۵۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں

(۱) حکومت پاکستان نے ٹائم تبدیل کیا ہے جس کی وجہ سے نماز کے اوقات میں بھی فرق واقع ہو گیا ہے۔

مثلاً ایک مسجد میں ظہر کی نماز ہوا کرتی تھی سوا ایک بجے اور اب وہ نئی ٹائمنگ کے اعتبار سے ڈیڑھ بجے پڑھنا چاہتے ہیں جب کہ دن کے اعتبار سے یہ ٹائم ساڑھے بارہ کا ہے۔

کیا اس میں کوئی حرج ہے؟ اگر حرج ہے تو نماز ظہر کے لیے افضل وقت کیا ہے؟ حدیث کی رو سے ظہر کا افضل وقت تحریر فرمادیں، نوازش ہوگی۔

(۲) کیا مسلک احناف کے اعتبار سے عصر کی نماز مثل ثانی کے ختم ہونے سے پہلے پڑھ سکتے ہیں؟ مثلاً نئے ٹائم کے مطابق عصر کی نماز پانچ بجے پڑھی جائے جب کہ مثل ثانی ختم ہوتی ہے 5:37 پر تو کیا پانچ بجے نماز عصر ادا کرنا درست ہوگا یا نہیں؟ احادیث کی روشنی میں فقہ حنفی کے مطابق مسئلہ کی وضاحت فرمادیں۔

نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوهاب

ہر نماز اس کے وقت میں پڑھنا لازم ہے اگر وقت سے پہلے نماز پڑھ لی گئی تو نماز نہ ہوگی چنانچہ اگر ظہر کی نماز زوال سے قبل اور عصر کی نماز مثل ثانی ختم ہونے سے پہلے پڑھی جائے تو یہ نمازیں نہ ہوں گی، اور ان کی قضاء ضروری ہے لہٰذا پریشان نہ ہوں انہی سابقہ وقتوں پر اپنی نمازیں پڑھیں صرف ایک گھنٹہ انہی وقتوں سے آگے کرلیں۔ اسی طرح جتنے نقشے ہیں مثلاً وقت زوال، استواء، طلوع، غروب، صبح صادق، غروب شفق وغیرہ سب میں ایک ایک گھنٹہ آگے کرلیں۔

”ووقت الظهر من الزوال الى بلوغ الظل مثليه سوى الفئى كذا فى الكافى وهو الصحيح هكذا فى محيط السرخسى“......(الهنديه: ۱/۵۱)

”ووقت العصر من صيرورة الظل مثليه غير فىء الزوال الى غروب الشمس هكذا فى شرح المجمع“......(الهنديه: ۱/۵۱)

”يشترط لصحة الصلاة دخول الوقت واعتماد دخوله“......(رد المحتار على در المختار: ۱/۲۷۳)

"(قوله وبعد خروجه)ای خروج الوقت بلا صلاۃ "(رد المحتار:۲۶۲/۱)

"قال الله تعالیٰ (ان الصلوۃ کانت علی المؤ منین کتابا موقوتا) "

......(النساء:۱۰۳)

"روی عن عبد الله بن مسعودؓ انه قال (ان للصلاۃ وقتا کوقت الحج)"

......(احکام القرآن: ۲/۳۷۴)

"عن علیؓ ان النبی ﷺقال یا علی ثلث لاتو خرها الصلوۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والا یم اذا وجدت لها کفوا،رواہ الترمذی"......(مشکوۃ المصابیح:۱/۹۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پانچ نمازوں کے اوقات:

مسئلہ(۵۶): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نمازوں کے اوقات کیا ہیں؟کس نماز کا کب تک وقت ہوتا ہے،پانچوں نمازوں کے اوقات لکھ دیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہے اور ظہر کی نماز کا وقت زوال شمس سے لے کر ہر چیز کا سایہ دو مثل ہوجانے تک ہے،سوائے فی ءالزوال(سایہ اصلی)کے،اور عصر کی نماز کا وقت اس کے بعد سے شروع ہوکر غروب آفتاب تک ہے،اور مغرب کی نماز کا وقت غروب آفتاب سے لے کر شفق ابیض کے غروب ہونے تک ہے،اور عشاء کی نماز کا وقت غیوبت شفق ابیض سے صبح صادق تک رہتا ہے۔

"باب المواقیت ،اول وقت الفجر اذاطلع الفجر الثانی وهوالمعترض فی الافق وآخروقتها مالم تطلع الشمس ......واول وقت الظهر اذازالت الشمس وآخروقتها عندابی حنیفة اذاصارظل کل شیء مثلیه سوی فیء الزوال...... واول وقت العصر اذاخرج وقت الظهر علی القولین وآخروقتها مالم تغرب

الشمس ……واول وقت المغرب اذاغربت الشمس و آخر وقتها مالم یغیب الشفق……واول وقت العشاء اذاغاب الشفق و آخر وقتها مالم یطلع الفجر لقوله علیه السلام و آخر وقت العشاء حین لم یطلع الفجر "……(هدایه : ۱/۷۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

طلوع آفتاب کے بعد کتنی دیر نماز پڑھنا ممنوع ہے؟

مسئلہ(۵۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب طلوع آفتاب ہو جائے تو کتنی دیر تک نماز پڑھنا منع ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

طلوع آفتاب کے بعد جب تک سورج اتنا بلند نہ ہو جائے کہ اس کی طرف نظر کرنا مشکل ہو تو اس وقت تک سورج طلوع ہی کے حکم میں ہے، لہٰذا اتنی دیر نماز پڑھنا منع ہے۔

"قال الشیخ الامام ابوبکر محمدبن فضل مادام الانسان یقدر علی النظر الی قرض الشمس فهی فی الطلوع "……(فتاوی عالمگیری: ۱/۵۲)

"ومادامت العین لاتحار فیها فهی فی حکم الشروق کماتقدم فی الغروب "……(ردالمحتار: ۱/۲۷۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نفل نمازوں کے اوقات:

مسئلہ(۵۸): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نفل نمازوں کے اوقات کیا ہیں؟ کن اوقات میں انسان نفل نماز پڑھ سکتا ہے اور کن اوقات میں نہیں پڑھ سکتا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

نوافل کی ادائیگی ہر وقت میں کی جاسکتی ہے سوائے بارہ اوقات کے جو کہ درج ذیل ہیں۔

(۱) طلوع شمس سے لے کر سورج کے روشن ہونے تک۔
(۲) استوائے شمس سے لے کر زوال شمس تک۔
(۳) عصر کے بعد تغیر شمس سے لے کر غروب شمس تک۔
(۴) طلوع صبح صادق سے لے کر فجر کی نماز کی ادائیگی تک۔
(۵) نماز فجر کی ادائیگی سے لے کر طلوع فجر تک۔
(۶) صلوۃ عصر کی ادائیگی سے لے کر غروب شمس تک۔
(۷) غروب شمس سے لیکر صلوۃ مغرب کی ادائیگی تک۔
(۸) امام کے نماز میں شروع ہونے کے بعد۔
(۹) خطبہ کے دوران۔
(۱۰) جب امام خطبہ کے لیے نکلے اور خطبہ ابھی تک شروع نہ کیا ہو۔
(۱۱) امام کے خطبہ سے فارغ ہونے سے لے کر نماز کی ادائیگی تک۔
(۱۲) عیدین کے روز فجر کی نماز کے بعد نماز عیدین کی ادائیگی تک۔

”واما الذی یرجع الی الوقت فیکره التطوع فی الاوقات المکروهة وهی اثناعشر بعضها یکره التطوع فیها لمعنی فی الوقت وبعضها یکره التطوع فیهالمعنی فی غیر الوقت اماالذی یکره التطوع فیهالمعنی یرجع الی الوقت فثلاثة اوقات احدها مابعد طلوع الشمس الی ان ترتفع وتبیض والثانی عنداستواء الشمس الی ان تزول والثالث عندتغیر الشمس وهواحمرارها واصفرارها الی ان تغرب ففی هذه الاوقات الثلاثة یکره کل تطوع فی جمیع الازمان یوم الجمعة وغیره “......(بدائع الصنائع : ۱۴،۱۵/۲)

”واما الاوقات التی یکره فیهاالتطوع لمعنی فی غیر الوقت فمنهامابعد طلوع الفجرالی صلاة الفجر ومابعد صلاة الفجر الی طلوع الشمس ومابعد صلاة العصر الی مغیب الشمس ...... ومنها مابعدالغروب یکره النفل وغیره لان فیه تاخیر المغرب وانه مکروه ومنها مابعد شروع الامام فی الصلاة وقبل شروعه

بعدما اخذ المؤذن فی الاقامة یکره التطوع فی ذالک الوقت قضاء لحق الجماعة کما تکره السنة الافی سنة الفجر علی التفصیل الذی ذکرنا فی السنن ومنها وقت الخطبة یوم الجمعة یکره فیه الصلاة لانها سبب لترک استماع الخطبة و......منهاما بعد خروج الامام للخطبة یوم الجمعة قبل ان یشتغل بها ومابعدفراغه منها قبل ان یشرع فی الصلاة یکره التطوع فیه...... ومنها ماقبل صلاة العید یکره التطوع فیه لان النبی ﷺ لم یتطوع قبل العیدین مع شدة حرصه علی الصلاة "......(بدائع الصنائع : ۱۸،۱۲/ ۲)

"التطوع المطلق یستحب اداء ه فی کل وقت کذا فی محیط السرخسی" ......(فتاویٰ هندیة:۱۱۳/ ۱)

مندوبات میں سرفہرست اشراق، چاشت، اوابین، اور تہجد (یعنی رات کی نماز) ہیں اشراق کی دو رکعتیں ہیں، چاشت کی کم ازکم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں، اوران دونوں کا وقت ارتفاع شمس سے لے کر زوال شمس تک ہے، اوابین کی چھ رکعتیں اوران کا وقت مغرب کے بعد ہوتا ہے اور تہجد کی نماز جو کہ رات کی نماز ہے اس کو رات کے کسی بھی حصہ میں ادا کیا جاسکتا ہے صبح صادق سے پہلے تک۔

"عن انس بن مالک رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من صلی الصبح فی جماعة ثم قعد یذکر الله حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتین کانت له کاجر حجة وعمرة"......(اعلاء السنن: ۳۰/ ۷)

"ومن المندوبات صلاة الضحیٰ واقلها رکعتان واکثرها ثنتاعشرة رکعة ووقتها من ارتفاع الشمس الی زوالها...... ومنها صلاة اللیل کذافی البحر الرائق ومنتهی تهجده علیه السلام ثمان رکعة واقله رکعتان کذافی فتح القدیر ناقلة عن المبسوط " ......(فتاویٰ هندیة: ۱۱۲/ ۱)

"وست بعدرکعتی المغرب"......(الاشباه والنظائر لابن نجیم : ۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

انگلستان میں ایک وضوء سے دو نمازیں پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۵۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اکثر انگلستان میں ظہر اور عصر کی نمازوں کے اوقات قریب قریب ہوتے ہیں سردی کی وجہ سے بار بار وضو کرنا مشکل ہے کیا ان دونوں نمازوں کو اکٹھا کر کے پڑھا جا سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ایک وضوء سے دو نمازیں اپنے اپنے اوقات میں پڑھی جا سکتی ہیں، لیکن ایک وقت میں جمع نہیں کی جا سکتیں، جمع بین الصلاتین حقیقتاً ہمارے ہاں جائز نہیں ہے۔

"اکثر اھل العلم علی عدم وجوب الوضوء لکل صلاۃ بل حکی النووی علیه الاجماع ولکن ذکر الطحاوی وغیرہ ثم ابن عبدالبر عن بعض السلف وجوبه وربما انعقد الاجماع علی عدم الوجوب فیما بعد وراجع "العمدۃ" و"الفتح" نعم یستحب تجدید الوضوء عندنا وعند کثیر من غیرنا لکل صلاۃ واشترط علماء نا لاستحباب الوضوء الجدید اختلاف المجلس او توسط عبادۃ بین الوضوئین ووضوئه ﷺ لکل صلاۃ کان فی ابتداء الامر لما رواہ ابوداؤد والطحاوی من حدیث عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر وفیه ان رسول اللہ ﷺ امر بالوضوء لکل صلاۃ طاھرا او غیر طاھر فلما شق ذلک علیه امر بالسواک لکل صلاۃ "......(معارف السنن: ۱/۲۱۳)

"وعن سلیمان بن بریدۃ عن ابیه قال کان النبی ﷺ یتوضا لکل صلاۃ فلما کان عام الفتح صلی الصلوات کلھا بوضوء واحد ومسح علی خفیه فقال عمر انک فعلت شیئا لم تکن فعلته قال عمدا فعلته، قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث حسن صحیح ......والعمل علی ھذا عند اھل العلم انه یصلی الصلوات بوضوء واحد مالم یحدث وکان بعضھم یتوضا لکل صلاۃ استحبابا"......(جامع الترمذی: ۱/۱۱۰)

"یایھا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ الآیة.......... قوله بھذا النص لان

هذاالنص قطع وظاهرالآية يوجب الوضوء على كل قائم الى الصلوة سواء كان محدثا اوغيرمحدث وعليه اصحاب الظواهر فقالوا الوضوء سببه القيام الى الصلوة فكل من قام اليها فعليه ان يتوضأ وهذافاسد لماروى ان النبى عليه السلام كان يتوضا لكل صلاة فلماكان يوم الفتح صلى الخمس بوضوء واحدفقال له عمر رأيتک اليوم فعلت شيئا لم تكن تفعله من قبل فقال عمدا فعلت ياعمر كيلايحرجوا"......(الكفاية على فتح القدير : ۱/۱۱)

"ولايجمع بين الصلوتين فى وقت واحد لافى السفر ولافى الحضر بعذر ماماعدا عرفة والمزدلفة" ......(فتاوىٰ الهندية:۱/۵۳)

"(ولاجمع بين فرضين فى وقت بعذر) سفرومطر خلافاللشافعى ومارواه محمول على الجمع فعلالاوقتا"......(الدرعلى الرد: ۱/۲۸۱)

"قوله تعالى حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطىٰ(البقرة: ۲۳۸) اى فى مواقيتهاوقال تعالىٰ ان الصلوة كانت على المؤمنين كتاباموقوتا (النساء: ۱۰۳) اى فرضا موقتا وعن ابن مسعودان النبى ﷺ قال من جمع بين الصلاتين فى وقت واحد فقداتى بابامن الكبائر وقال عمر رضى الله عنه ان من اكبرالكبائر الجمع بين الصلاتين فكمالايجمع بين العشاء والفجر ولابين الفجر والظهر لاختصاص كل واحدمنهما بوقت منصوص عليه شرعا فكذلک الظهر مع العصر والمغرب مع العشاء"......(مبسوط السرخسى :۱/۲۹۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سرخ بلب جل رہا ہو تو نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۶۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد کے اندر جب سرخ بلب جل رہا ہو تو ایسے وقت میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مسجد کے اندر لگائے گئے بلب یا کوئی اور علامت جو اوقات مکروہہ پر تنبیہ کے لیے لگائی گئی ہو وہ معیار نہیں بلکہ فقہاء نے اوقات مکروہہ کی جو تفصیل بیان کی ہے اس کا اعتبار ہوگا ، اگر لگائی گئی علامت اوقات مکروہہ کے عین مطابق ہے تو اس کا اعتبار کیا جائے گا ورنہ نہیں ، اوقات مکروہہ کی تفصیل یہ ہے۔

تین اوقات ایسے ہیں جن میں ہر قسم کی نماز ناجائز ہے (۱) جس وقت سورج طلوع ہو یہاں تک کہ اتنا بلند ہو جائے کہ اس پر نظر نہ ٹک سکے (۲) استواء کے وقت یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے (۳) جس وقت سورج کی روشنی اتنی زرد پڑ جائے کہ اس پر نظر ٹک سکے یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے ، البتہ اس وقت میں اس دن کی عصر کی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

اور دو اوقات ایسے ہیں کہ جن میں صرف نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے چاہے ذوات السبب ہوں یا غیر ذوات السبب ، البتہ فرائض ، نماز جنازہ ، اور سجدہ تلاوت جائز ہے ، وہ دو اوقات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) طلوع فجر کے بعد سے طلوع شمس تک سوائے فجر کی دو سنتوں کے (۲) نماز عصر کے بعد سے غروب شمس تک۔

”الاوقات التی یکرہ فیها الصلوۃ خمسة ثلاثة یکرہ فیها التطوع والفرض وذلک عندطلوع الشمس ووقت الزوال وعندغروب الشمس الاعصریومه فانها لایکرہ عندغروب الشمس...... ولایجوزفی هذه الاوقات صلوۃ الجنازۃ ولاسجدۃ التلاوۃ ولاسجدۃ السهو ولاقضاء فرض...... ووقتان آخران یکرہ فیهما التطوع وهمابعد طلوع الفجر الی طلوع الشمس الارکعتی الفجر ومابعدصلوۃ العصر الی وقت غروب الشمس ولایکرہ فیهما الفرائض ولاصلوۃ الجنازۃ وفی الکافی ولاسجدۃ التلاوۃ وفی الینابیع ولاسجدۃ السهو“......(فتاوی تاتارخانیة : ۱/۳۰۱)

”الاوقات التی تکرہ فیها الصلوۃ خمسة ثلاثة یکرہ فیها التطوع والفرض وذلک عندطلوع الشمس ووقت الزوال وعندغروب الشمس الاعصر

یومه فانها لاتکره عندغروب الشمس وعن ابی یوسف انه جوزالتطوع وقت الزوال یوم الجمعة ولایجوز فی هذه الاوقات صلوة الجنازة ولاسجدة التلاوة ولاسجدة سهوولا قضاء فرض ولوقضی فرضا من الفائتات فی هذه الاوقات یجب علیه اعادتها ......ووقتان اخران یکره فیهما التطوع وهمابعد طلوع الفجر الی طلوع الشمس الارکعتی الفجر ومابعدصلوة العصر الی وقت غروب الشمس لایکره فیهما الفرائض ولاصلوة الجنازة“ ......(المحیط البرهانی : ۲/۱۰)

”ثلاث ساعات لاتجوز فیهاالمکتوبة ولاصلوة الجنازة ولاسجدة التلاوة اذاطلعت الشمس حتی ترتفع وعندالانتصاف الی ان تزول وعنداحمرارها الی ان تغیب الاعصریومه ذلک فانه یجوزاداء ه عندالغروب هکذافی فتاویٰ قاضی خان قال الشیخ الامام ابوبکر محمدبن الفضل مادام الانسان یقدر علی النظر الی قرص الشمس فهی فی الطلوع کذافی الخلاصة“......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
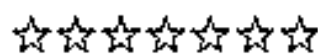
عندالاحناف پانچوں نمازوں کے اوقات:

مسئلہ(۶۱): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تقریباتمام مساجد میں اوقات نماز کی بابت چارٹ لگے ہوتے ہیں ہماری مسجد جودیو بند مسلک سے تعلق رکھنے والوں نے زمین خرید کرتعمیر کی ہے آج مورخہ ۷ستمبرکوان اوقات میں نمازیں اس طرح ادا کی گئیں کہ فجرصبح ۵:۰۵ پانچ بج کر پانچ منٹ پر،۱:۳۰ پر ظہر کی نماز،عصر کی نمازشام ۵:۰۰ بجے،مغرب کی نماز ۶:۲۶ پر،مغرب چارٹ کے ٹائم سے چارمنٹ بعداذان دی گئی،یعنی ۶ بج کر ۲۶ منٹ پر اذان دی گئی ہے،اورعشاء کی نماز ۸:۱۵ پر ہوئی ہے،بعض نمازی حضرات کا کہنا ہے کہ عصر کی نماز پونے پانچ بجے اورمغرب کی اذان چارٹ کے مطابق چھ بج کرچھبیس منٹ پر ہونی چاہئے،بلکہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اذان مغرب چارٹ کے اعتبار سے دی جائے،بعدمیں پانچ منٹ تک نمازی حضرات کا انتظار کرلیا جائے،اس

میں آپ کی کیا رائے ہے؟اب میں چارٹ کے اوقات تحریر کررہا ہوں تاکہ آپ اس معاملے کی نوعیت کے مطابق انصاف کرسکیں۔

فجر ۴:۱۸ بجے،ظہر ۲:۰۰ بجے،عصر ۴:۳۲،غروب آفتاب ۶:۳۲،عشاء......

اس کے علاوہ ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے امام صاحب نماز پڑھاتے ہوئے رفع یدین کا عمل پہلے کرتے ہیں اور تکبیر بعد میں کہتے ہیں یعنی اللہ اکبر کہنے سے پہلے ہاتھ باندھ لیتے ہیں یہ عمل رکوع اور سجدے میں بھی کرتے ہیں،کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں احناف کے نزدیک ۷ ستمبر کو ۴:۴۵ پر عصر کی نماز ادا کرنے سے نماز ادا ہوجائے گی،لیکن احناف کے چارٹ کے مطابق اذان کا وقت ۴:۳۲ پر ہے،لہذا اس سے قبل اذان دینا درست نہیں ہے،احناف کے نزدیک عصر کی ابتداء سوائے فیء الزوال کے دو مثل کے اتمام پر ہے جہاں انتہائے ظہر ہے۔

"(ووقت الظهر من زواله الى بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله وهو قولهما ....وبه يفتي (درمختار)وقوله الى بلوغ الظل مثليه هذا ظاهر الرواية عن الامام نهاية وهو الصحيح بدائع"......(ردالمحتار: ۱/۲۶۴)

نوٹ: البتہ ائمہ احناف کے نزدیک عصر کی نماز میں تاخیر مستحب ہے لہذا عصر کی نماز ۵:۰۰ بجے ادا کی جائے۔

(۲) نماز مغرب کی ادائیگی میں جب وقت میں گنجائش ہو اور ضروری امر کی وجہ سے کچھ دیر ہوجائے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے لیکن اس کو معمول نہیں بنانا چاہیئے۔

"ووقت المغرب الى غيوب الشفق عن ابى ايوب قال قال رسول الله ﷺ لاتزال امتي بخير اوقال على الفطرة مالم يؤخروا المغرب الى تشتبك النجوم"......(سنن ابی داؤد: ۱/۷۱)

(۳) اولیٰ یہ ہے کہ رفع یدین تکبیر اولیٰ کے ساتھ ہو،رکوع سجدہ میں بھی ایسے ہی کرے۔

"بان يبدء بالرفع عندبداء ته التكبير ويختم به عندختمه"......(ردالمحتار: ۱/۳۵۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

﴿الباب الثانی فی الاذان والاقامۃ﴾

(اذان)

عذر کی وجہ سے بیٹھ کر اذان دینا:

مسئلہ(۶۲): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک معذور آدمی کرسی پر بیٹھ کر آذان دے سکتا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر مشکور فرماویں، والسلام

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں حالت عذر میں بیٹھ کر اذان دینے کی گنجائش ہے اور بغیر عذر کے بیٹھ کر اذان دینا مکروہ ہے۔

"ویکرہ اذان جنب واقامتہ واقامۃ محدث لا اذانہ علی المذھب واذان امرءۃ وخنثی وفاسق الی قولہ وقاعد الا اذا اذن لنفسہ وراکب الا لمسافر"......(الدر المختار علی رد المحتار: ۱/۲۸۹)

"قال (ویکرۃ الاذان قاعدا) لانہ فی حدیث الرؤیا قال فقام الملک علی حزم حائط ولان المقصود الاعلام وتمامہ فی حالۃ القیام ولکنہ یجزئہ لان اصل المقصود حاصل"......(المبسوط: ۱/۲۷۵،۲۷۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کٹے کی اذان:

مسئلہ(۶۳): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بندہ محمد یعقوب ایک مسجد میں عرصہ چھ سال سے خدمت دین بسلسلہ خادم ومؤذن کے فرائض سر انجام دے رہا ہے کچھ مہینوں سے بعض نمازیوں کی جانب سے بندہ پر شریعت کی حدود تجاوز کرنے کا اعتراض ہے کہ میری ڈاڑھی موافق شرع نہیں ہے گزارش ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں بندہ کی رہنمائی فرمائیں، اور بندہ اپنی ڈاڑھی کٹوانے کے فعل سے توبہ کرتا ہے میری اور نمازیوں کی تشفی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ ڈاڑھی کی شرعی مقدار ایک مشت ہے اور ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے لہذا اگر آپ کی ڈاڑھی سنت کے مطابق ایک مشت کے برابر ہے تو درست ہے اور اگر ایک مشت سے کم کر چکے تھے پھر توبہ کر لی اور ڈاڑھی کٹوانا ترک کر دیا تو اس صورت میں اذان درست ہے، اور مستقبل کے خطرات کی بنیاد پر نکالنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر مستقبل میں دوبارہ اس جرم کے مرتکب ہوئے تو وہ اس وقت نکال سکتے ہیں۔

"(قوله والسنة فيها القبضة) وهو ان يقبض الرجل لحيته"......(الشامية :۲۸۸/۵)

"ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته"......(الدرعلى ردالمحتار:۲۸۸/۵)

"(وعن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب) اى توبة صحيحة (كمن لاذنب له) اى فى عدم المؤاخذة"......(مرقاة المفاتيح :۲۶۹/۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆
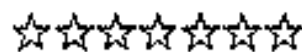
اذان کے بعد دوبارہ اعلان کا حکم:

مسئلہ(۶۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حال ہی میں ہمارے ہاں ایک نئی مسجد تعمیر ہوئی ہے، جس میں صبح کی اذان کے بعد مؤذن صاحب اس اعلان کو بار بار دوہراتے ہیں کہ میرے بھائیو! نماز کا وقت ہو چکا ہے جلدی تیاری کرو اس وقت 4-20 ہیں اور نماز 4-30 پر ہوتی ہے، کیا اس طرح اعلان کرنا درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اذان کے بعد بار بار نماز کے وقت کے اعلان کو تھویب کہتے ہیں اور اس کو قدیم فقہاء کرام نے مکروہ کہا ہے، لیکن متاخرین نے اس کو حسن کہا ہے، اس لیے کہ لوگوں میں غفلت بہت زیادہ ہو چکی ہے اور بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اذان کی آواز سن کر فوراً نماز کے لیے جائیں اور متقدمین نے تو صرف فجر کی نماز کی تخصیص کی ہے کہ فجر کی نماز میں ہی تھویب کی جائے لیکن متاخرین نے سوائے مغرب کے تمام نمازوں میں تھویب کو حسن کہا ہے۔

”قولہ(ویثوب) ای المؤذن والتثویب العود الی الاعلام بعدالاعلام ومنه الثیب لان مثیبها عائد الیها والثواب لان منفعة عمله تعود الیه والمثابة لان الناس یعودون الیه ووقته بعدالاذان علی الصحیح کماذکره قاضی خان وفسره فی روایة الحسن بان یمکث بعدالاذان قدر عشرین آیة ......فالاول الصلاة خیر من النوم وکان بعد الاذان الا ان علماء الکوفة الحقوه بالاذان والثانی احدثه علماء الکوفة بین الاذان والاقامة حی علی الصلوة مرتین حی علی الفلاح مرتین واطلق فی التثویب فافاد انه لیس لفظ یخصه بل تثویب کل بلد علی ماتعارفوه اما بالتنحنح او بقوله الصلاة الصلاة اوقامت قامت لانه للمبالغة فی الاعلام وانما یحصل بماتعارفوه..... وافادانه لا یخص صلاة بل هو فی سائر الصلوات وهواختیار المتاخرین لزیادة غفلة الناس وقلما یقومون عندسماع الاذان وعندالمتقدمین هومکروه فی غیرالفجر وهوقول الجمهور کماحکاه النووی فی شرح المهذب الخ“......(البحر الرائق : ۱/۳۵۴)

”هکذا فی الدرالمختار مع ردالمحتار : ۱/۳۸۶،۳۸۷،والفتاوی التاتارخانیة : ۱/۳۷۸،۳۷۹قدیمی کتب خانه، وبدائع الصنائع : ۱/۳۶۷،۳۶۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی منڈے کی اذان کا حکم:

مسئلہ(۶۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ باشرع آدمی کے ہونے کے باوجود کیا ایسا شخص اذان دے سکتا ہے جو ڈاڑھی منڈواتا ہو اور جواز پیش کرتا ہو کہ ڈاڑھی میں اذان نہیں بلکہ اسلام میں ڈاڑھی ہے، آیا ان الفاظ کے کہنے سے ایمان پر کچھ فرق پڑتا ہے کہ نہیں؟ شریعت کی رو سے جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

چونکہ ڈاڑھی منڈوانا حرام ہے اس لیے باشرع آدمی کی موجودگی میں ڈاڑھی منڈوانے والے کی اذان مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ ڈاڑھی منڈوانے والا شخص فاسق ہے اور مذکورہ الفاظ سے یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوا ہے۔

"ویکرہ اذان الفاسق ولایعاد ھکذا فی الذخیرۃ"......(الھندیۃ" ۱/۵۴)

"ویکرہ اذان جنب واقامتہ واقامۃ محدث لااذانہ علی المذھب واذان امرء ۃ وخنثی وفاسق "......(الدر علی الرد : ۱/۲۸۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان کے وقت تلاوت کا حکم:

مسئلہ(۶۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر مؤذن اذان دے رہا ہو اور قاری تلاوت کر رہا ہو تو قاری کے لیے کیا حکم ہے؟ جب کہ قاری مسجد میں موجود ہو؟

الجواب باسم الملک الوھاب

قاری تلاوت اگر جاری رکھنا چاہے تو بھی درست ہے اور رک بھی سکتا ہے۔

"ورایت فی فتاوی الفقیہ ابی جعفران الرجل اذاکان یقرأ القرآن فیؤذن المؤذن روی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ انہ یرد جواب المؤذن بقلبہ وعن محمدرحمہ اللہ تعالی انہ یمضی علی القراء ۃ ولایلتفت الیہ ولایشغل بقلبہ کمالا یشتغل بلسانہ"......(محیط البرھانی:۷/۵۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی منڈوانے سے توبہ کرنے والے کی اذان کا حکم:

مسئلہ(۶۷): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایسے آدمی کی اذان صحیح ہے یا نہیں؟ جس نے ڈاڑھی رکھنے کی نیت سے چھوڑ دی ہو لیکن ابھی تک ایک مشت نہیں ہوئی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں اگر موصوف نے سچے دل سے توبہ کرلی ہے تو اسکی اذان صحیح ہے فاسق کی اذان کو فقہاء نے کراہت کے ساتھ صحیح قرار دیا ہے اور یہ توبہ کر لینے کی وجہ سے فاسق بھی نہیں رہا، لہٰذا اس کی اذان بدرجۂ اولی صحیح ہے جبکہ ضروری مسائل اذان جانتا ہو۔

"وحاصله انه يصح اذان الفاسق وان لم يحصل به الاعلام أى الاعتماد على قبول قوله فى دخول الوقت بخلاف الكافر و غير العاقل فلايصح أصلافتسوية الشارح بين الكافر والفاسق غير مناسبة"......(ردالمحتار: ۱/ ۲۸۹،۲۹۰)

"ويستحب أن يكون المؤذن عالمابالسنة تقيا"......(حلبی کبیری: ۳۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان میں شھادتین سننے پر "صلی اللہ علیہ وسلم" کہنا:

مسئلہ(۶۸): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان اور اقامت میں" اشهد ان محمدارسول الله" کے جواب میں "صلی اللہ علیہ وسلم" کہنا یا ان کا جواب انہی کلمات کے ساتھ دیکر آخر میں "صلی اللہ علیہ وسلم" کا اضافہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اذان اور اقامت میں حضور ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ درود شریف پڑھنا منقول نہیں ہے جبکہ اذان کے بعد درود شریف اور دعائے وسیلہ مانگنا منقول ہے۔

"واماما يفعله الناس من الصلاة عندالشهادتين فلم يرد به الحديث اه"......(فيض البارى: ۲/ ۱۶۵)

"عن عبدالله بن عمرو بن العاص ؓ انه سمع النبى ﷺ يقول اذاسمعتم المؤذن فقولوامثل مايقول ثم صلواعلى فانه من صلى على صلوة صلى الله عليه بهاعشرا ثم سلوا الله لى الوسيلة فانهامنزلة فى الجنة لاتنبغى الالعبدمن عبادالله وارجوان

اکون انا ھو فمن سأل لی الوسیلة حلت علیه الشفاعة"......(مسلم شریف: ۲۰۲/ ۱، مکتبه رحمانیه)

"وفیه استحباب الصلاۃ علی رسول الله ﷺ بعدفراغه من متابعة المؤذن واستحباب سؤال الوسیلة له"......(نووی شرح مسلم: ۲۰۳/ ۱، مکتبه رحمانیه)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مالدار گداگر کی اذان کا حکم:

مسئلہ(۶۹): مالدار گداگر اذان دے سکتا ہے یا نہیں غریب نہیں ہے صرف مانگنے کی عادت ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جس شخص کے پاس ایک دن کا کھانا موجود ہو اس کے لیے دست سوال دراز کرنا حلال نہیں ہے، اگر وہ مانگتا ہے تو حرام کام کے ارتکاب کی وجہ سے فاسق ہوگا اور فاسق کی اذان مکروہ تحریمی ہے البتہ واجب الاعادہ نہیں ہے۔

"(ولا) یحل ان(یسئل) شیئامن القوت(من له قوت یومه) بالفعل أو بالقوة کالصحیح المکتسب ویأثم معطیه ان علم بحاله لاعانته علی المحرم"......(الدرالمختار علی ردالمحتار: ۷۵/۲)

"(قوله ولایحل ان یسأل) قیدبالسوال لان الاخذبدونه لایحرم بحر وقیدبقوله شیئامن القوت لان له سوال ماھومحتاج الیه غیرالقوت کثوب شرنبلالیة واذاکان له داریسکنهاولایقدرعلی الکسب قال ظهیرالدین لایحل له السوال اذاکان یکفیه مادونهامعراج ثم نقل مایدل علی الجوازوقال وھواوسع وبه یفتی" ......(ردالمحتار: ۷۵/۲، ۷۶)

"ویکره اذان الفاسق ولایعادھکذافی الذخیرة"......(الھندیة : ۵۴/۱)

"وکذایکره اذان الفاسق ولایعاداذانه لحصول المقصودبه"......(التتارخانیة، مط قدیمی : ۳۸۰/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا:

مسئلہ(۷۰): اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں، ہاں ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب میں سے ہے، اگر کوئی اٹھاتا ہے تو مباح ہے۔

"(قوله فیبسط یدیه حذاء صدره) کذاروی عن ابن عباس ؓ من فعل النبی ﷺ قنیة عن تفسیر السمان و لاینافیه ما فی المستخلص للامام أبی القاسم السمرقندی أن من آداب الدعاء أن یدعو مستقبلا ویرفع یدیه بحیث یری بیاض ابطیه لامکان حمله علی حالة المبالغة والجهدوزیادة الاهتمام کمافی الاستسقاء"

......(ردالمحتار: ۳۷۵/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دوران اذان شہادتین سننے پر انگوٹھے چومنا:

مسئلہ(۷۱): دوران اذان جب مؤذن" اشهدان محمدارسول الله" کہتا ہے تو لوگ انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہیں کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئلہ میں " أشهدان محمدارسول الله " سننے کے وقت انگوٹھے چومنا کسی مرفوع صحیح حدیث سے ثابت نہیں، لہٰذا چومنا مناسب نہیں بلکہ شہادتین کے وقت مؤذن کے کلمات کا جواب دینا چاہیے، واضح رہے کہ یہ فقہی اختلافی مسئلہ ہے اس کو نظریاتی مسئلہ نہ بنایا جائے۔

"یستحب أن یقال عندسماع الاولی من الشهادة صلی الله علیک یارسول الله وعندالثانیة منهاقرت عینی بک یارسول الله .... وفی کتاب الفردوس من قبل ظفری ابهامیه عندسماع أشهدان محمدارسول الله فی الأذان أناقائده

ومدخله في صفوف الجنة وتمامه في حواشي البحر للرملي عن المقاصد الحسنة للسخاوي وذكر ذلك الجراحي واطال ثم قال ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيئ"......(ردالمحتار: ۱/۲۹۳)

"(من سمع الأذان بأن يقول كمقالته)"......(تنويرالابصار على الشامي: ۱/۲۹۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کلمات اذان میں اعراب کی غلطی کا حکم:

مسئلہ(۷۴): اس محلے میں جہاں میں رہتا ہوں اس کے مؤذن صاحب اذان دیتے وقت"حَي على الصلوة " کی بجائے"حِيَ علـى الصلوة "پڑھتے ہیں اس کی اذان کی طرف امام صاحب کی توجہ مبذول کرائی ہے لیکن اصلاح احوال پیدا نہیں ہو سکے کیا اس طرح غلط پڑھنے سے کوئی نقص واقع ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملك الوهاب

صورت مسئولہ میں"حي على الصلوة "میں لفظ حي پر زبر کی جگہ زیر پڑھنا مکروہ ہے۔

"قال في الكنز(الاذان) (سن للفرائض)(بلاترجيع)(ولحن) وفي البحر(قوله ولحن)اي ليس فيه لحن أي تلحين وهو كمافي المغرب التطريب والترنم ....(ثم قال) واما اللحن فهوالفطنة والفهم......(ثم قال) وفي الصحاح اللحن الخطأ في الاعراب والتلحين التخطئة والمناسب هنا المعنى الاول والثالث الخ وفي المنحة الخالق مراده بالاول التطريب والترنم وبالثالث الخطأ في الاعراب......(قال صاحب البحرفي آخرهذا البحث) وصرح الشارح بكراهة الخطأ في اعراب كلماته"...... (البحر الرائق مع منحة الخالق : ۱/۴۴۵،۴۴۶)

"(ويكره التلحين) وهوالتطريب والخطأ في الاعراب واماتحسين الصوت بدونه فهومطلوب"......(طحطاوى مع مراقي الفلاح : ۱۹۹)

"ولابأس بالتطريب في الاذان وهوتحسين الصوت من غيران يتغير، فان تغيربلحن اومداوما أشبه ذلك كره"......(المحيط البرهاني: ۲/۱۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

رمضان میں اذان کاجواب دینا:

مسئلہ(۷۳): رمضان کے مہینہ میں جب اذان ہوتی ہے اورایک ہی وقت پرکئی اذانیں شروع ہونے کی وجہ سے بعض مقامات پرشورہی شورہوتاہے جبکہ شورکی وجہ سے کسی اذان کی آوازبھی نہیں سنائی دیتی اس صورت حال میں اذان کاجواب کس طرح دیاجائے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگرمسجدوں میں اذانیں اکٹھی شروع ہوجائیں تومحلّہ کی مسجدکی اذان کاجواب دیاجائے اگریکے بعددیگرے مساجدمیں اذانیں شروع ہوجائیں توپہلی اذان کاجواب دیاجائے گا۔

"قوله من سمع الاذان یفهم منه انه لولم یسمع لصمم اولبعد انه لایجیب وهوظاهر الحدیث الاتی اذاسمعتم الاذان علق حیث علی السماع "......

(فتاویٰ شامی : ۱/۲۹۲)

" وسئل ظهیرالدین عمن سمع فی وقت من جهات ماذاعلیه؟ قال اجابة اذان مسجده بالفعل "......(البحرالرائق : ۱/۳۵۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

"الصلوۃ خیرمن النوم " کاثبوت:

مسئلہ(۷۴): کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ "الصلوۃ خیرمن النوم"کہاں سے ثابت ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ان الفاظ کاثبوت ابوداؤدشریف اورمشکوۃ شریف میں حضرت ابومحذورہؓ کی مندرجہ ذیل روایات سے ہوتاہے۔

"حدثنامسددثنا الحارث بن عبیدعن محمدبن عبدالملک بن ابی محذورة عن ابیه عن جده قال قلت یارسول الله ﷺ علمنی سنة الاذان قال فمسح مقدم

رأسی قال تقول الله أکبر الله أکبر......فان کان صلوۃ الصبح قلت"الصلوۃ خیر من النوم"...... الخ"......(سنن أبی داود: ۱/ ۸۳ ومشکوۃ: ۱/ ۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جمعے کے دن اذان ثانی کا جواب دینا اور دعا مانگنا:

مسئلہ(۷۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جمعہ کے دن اذان ثانی کا جواب دینا اور بعد میں دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اذان خطبہ کا جواب دینا اور بعد اذان خطبہ میں دعا مانگنا عند الفقہاء مکروہ ہے۔

"فی الدر المختار قال وینبغی ان لایجیب بلسانہ اتفاقافی الاذان بین یدی الخطیب"......(الدر المختار علی ردالمحتار: ۱/ ۲۹۴)

"اذاخرج الامام فلاصلاۃ ولا کلام الیٰ تمامہا(أی الخطبۃ) "...... (تنویر الابصار مع الشامی: ۱/ ۶۰۵، ۶۰۶)

"واجابۃ الاذان حینئذمکروھۃ"......(ردالمحتار: ۱/ ۶۰۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بارہ تیرہ سالہ نابالغ لڑکے کا اذان دینا:

مسئلہ(۷۶): کیا بارہ تیرہ سال کا نابالغ لڑکا اذان دے سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں بارہ تیرہ سال کا لڑکا اگر مجنون نہ ہوتو اسکی اذان بلا کراہت جائز ہے۔

"ویجوز بلاکراھۃ اذان صبی مراھق اھ وقال الشامیؒ تحت قولہ"صبی مراھق" المرادبہ العاقل وان لم یراھق کماھوظاھر البحر وغیرہ وقیل یکرہ لکنہ

خلاف ظاهر الرواية كما في الامداد وغيره اه"..... (درمختار مع ردالمحتار: ۱/ ۲۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

مؤذن کی اجازت کے بغیر اذان دینا:

مسئلہ(۷۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مؤذن کی اجازت کے بغیر اذان دے سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اس کے چہرے پر داڑھی نہیں اور جب مسجد کی نماز ہو رہی ہوتی ہے تو یہ باہر بیٹھے ہوتے ہیں اس سے سوال کیا جائے کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے تو جواب میں کہتے ہیں کہ یہ میرا اپنا فعل ہے، جبکہ ہماری مسجد میں بہت اچھی نعت شریف پڑھتا ہے اور مسجد کی انتظامیہ کا ممبر بھی ہے اور مسجد کی خدمت میں بھی حصہ لیتا ہے شریعت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مرقومہ میں مذکورہ شخص فاسق ہے اور فاسق کی اذان مکروہ ہے نیز مؤذن کی اجازت کے بغیر اذان دینا جائز ہے، جبکہ مؤذن ناراض نہ ہو گر نہ نہیں۔

"وكذا يكره اذان الفاسق"......(التتارخانيه مط قديمي: ۱/ ۳۸۰)

"قوله(وكره اذان الجنب واقامته واقامة المحدث واذان المرأة والفاسق) الى أن قال وأما الفاسق فلأن قوله لايوثق به ولايقبل في الامور الدينيه ولايلزم أحدافلم يوجدالاعلام"......(البحرالرائق: ۱/ ۴۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

قبل از وقت دی ہوئی اذان کا اعادہ ضروری ہے:

مسئلہ(۷۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں گوالہ کالونی رکھ چندرائے لاہور میں مدرسہ مدینۃ العلوم میں جو کہ اصغر علی شاہ کا ہے، ۲۶ر نومبر ۲۰۰۰ء کو مغرب کی اذان سورج غروب ہونے سے تیرہ منٹ پہلے

دی گئی اور ۲۶-۱۱-۲۰۰۰ کو ۵ بجے سورج غروب ہوا ہے چونکہ اصغر علی شاہ قریبی مسجد والوں کو نقصان پہنچا رہا ہے ۱۳ منٹ پہلے اذان پڑھ کر اس نے کالونی والوں سے معذرت بھی نہیں کی، آیا تو اس کے بارے میں مفتیان دین متین کیا فرماتے ہیں۔ اس کا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ اصغر شاہ کا جو مدرسہ ہے اس کی اپنی پراپرٹی ہے اور اس مدرسہ میں اذان دیتا ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں اذان کا لوٹانا ضروری ہے اور قبل از وقت اذان دینے کی صورت میں عوام کو اپنی غلطی پر آگاہ کرنا ضروری ہے تاکہ عوام غلط فہمی میں مبتلا نہ رہے۔

"ولا یؤذن لصلوۃ قبل دخول وقتھا ویعاد فی الوقت"......(الهداية : ۹۰/۱ وفتح القدیر : ۲۲۱/۱)

"تقدیم الاذان علی الوقت فی غیر الصبح لایجوز اتفاقا وکذا فی الصبح عند ابی حنیفة ومحمد رحمهما الله تعالیٰ وان قدم یعاد فی الوقت ھکذا فی شرح مجمع البحرین لابن الملک وعلیه الفتویٰ ھکذا فی التاتارخانیه ناقلا عن الحجة "......(الهندیه: ۵۳/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

التغنی والتطریب فی الاذان یعنی اذان کو گانے کی طرز پر پڑھنا:

مسئلہ(۷۹): نسأل من علماء الدین القویم وفقهاء الشرح المتین ان یجیبونا بان:

۱. ماحکم الاذان الذی یقرأ بالتغنی والتطریب مایفضی الی تغیر حروفه واعرابه کماهو المعروف فی بلادنا الباکستانیة.

۲. وهل یستدل بجوازه علی قول النبی ﷺ اقرؤا القرآن بلحون العرب وأصواتها بان أذان العرب هکذا أی بالتغنی والاذان کالقرآن فی حکم القراءة.

۳. والأذان الذی ینشر من المسجد الحرام هل هو صحیح من کل الوجوه أم فیه شئ من التطریب.

۴. وأذان الحرم هل يكون حجة لنا أم لا .

۵. وهل كان أذان بلالؓ هكذابالتغنی كمايقول بعض الناس أم لا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

۱ "(ويكره التلحين) وهوالتطريب والخطأ في الاعراب وأماتحسين الصوت بدونه فهومطلوب(قوله وهوالتطريب) أى التغنى به بحيث يؤدى الى تغير كلمات الأذان وكيفياتهابالحركات والسكنات ونقص بعض حروفها أوزيادةفيها فلايحل فيه"......(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح:۱۹۸، ۱۹۹)

۲. يستدل به ولكن بشرط ماذكرفي الجواب الاول.

۳. الاذان المنشورمن المسجدالحرام صحيح لانه لم يرفي اذانه تغير الكلمات.

۴. لايصير حجة لنا الا اذاكان موافقا للسنة.

۵. يعلم من كتب الحديث والتاريخ ان بلالاً كان حسن الصوت فصيحاجهيراً وأما التغنى المروج في زماننافلادليل على اثباته ولاعلى نفيه من بلالؓ فالله تعالىٰ اعلم وعلمه أتم كمافي البدايه والنهاية :

"وكان بلالؓ ندى الصوت حسنه، فصيحا، ومايروى"ان سين بلالؓ عندالله شيناً"فليس له أصل"......(البدايه والنهاية :۱۱۰/۷)بيروت

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
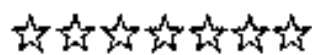
اذان میں "اللہ اکبر" کی راء پر پیش پڑھنا:

مسئلہ(۸۰): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان میں " اللہ اکبر" میں راء کے اوپر پیش پڑھنا کیسا ہے ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فقہ حنفی کی روشنی میں مدلل ومکمل جواب سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اذان میں سنت طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر میں راء پر سکون (جزم) پڑھا جائے اور ملانے کی صورت میں فتحہ پڑھنا بھی درست ہے البتہ رفع (پیش) پڑھنا راء پر غلط اور خلاف سنت ہے۔

"ان التكبيرة الثانية في الاذان ساكنة الراء للوقف حقيقتا ورفعها خطأ واما التكبيرة الاولىٰ من كل تكبيرتين منه وجميع تكبيرات الاقامة فقيل محركة الراء بالفتحة على نية الوقف وقيل بالضمة اعرابا وقيل ساكنة بلاحركة على ماهو ظاهر كلام الامداد والزيلعي والبدائع وجماعة من الشافعية"......(ردالمحتار: ۱/۳۸۴)

"وفي الشامية وحاصلها ان السنة أن يسكن الراء من اللّٰه أكبر الاول أو يصلها باللّٰه أكبر الثانية فان سكنها كفى وان وصلها نوى السكون فحرك الراء بالفتحة فان ضمها خالف السنة اه"...... (ردالمحتار: ۱/۳۸۴)

"روى مالك موقوفا قال الجوهري وعوام الناس يقولون الله اكبر بضم الراء وكان ابوالعباس المبرد يفتح الراء في الاولى ويسكنها في الثانية فيحركها بالاول لالتقاء الساكنين لقوله تعالى" الم الله" وذكر ابن بطة عن ابى نعيم النخعي قال ابن شيبان مجذومان كانوا لايعرفونهما الاذان والاقامة"......(البناية شرح الهداية: ۲/۹۶)

"ويسكن كلماتها على الوقف لكن في الاذان حقيقة وفي الاقامة ينوي الوقف كذافي التبيين"......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۵۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان سے قبل بسم اللہ پڑھنا ضروری نہیں:

مسئلہ(۸۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان سے قبل" بسم الله الرحمن الرحيم " جہراً یا سراً پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟ مدلل جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب باسم الملك الوهاب

اذان سے قبل اگر تسمیہ ضروری سمجھ کر نہ پڑھی جائے تو سراً پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

"كل أمر ذى بال لا يبدأ فيه ببسم الله الرحمن الرحيم فهوابتر......رواه الخطيب بهذا اللفظ في كتاب الجامع"......(مرقاة المفاتيح: ۱/۴۳،مطبوعه رشيديه)

البتہ تسمیہ کا اذان سے قبل جہراً پڑھنا چونکہ زیادتی فی الاذان کے مشابہ ہے نیز خیر القرون سے بھی ثابت نہیں اس لیے کراہت سے خالی نہیں۔

"والزيادة في الأذان مكروهة اه"......(البحر الرائق: ۱/ ۴۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان کے بعد مفتی یا مدرس کو نماز کے لیے بلانا:

مسئلہ(۸۴): السلام علیکم بخدمت جناب مفتی صاحب! گزارش ہے کہ ہمارے محلے کا مؤذن مسجد میں اذان دینے کے بعد لوگوں کو آواز دے کر بلاتا ہے اول تو "حي على الصلوة، حي على الفلاح، الصلوة خير من النوم" یہ بہت آوازیں ہیں ان کی موجودگی میں لوگوں کو بلانا یہ ایک لایعنی حرکت ہے لیکن وہ سمجھتا نہیں برائے مہربانی اس کی راہنمائی فرمائیں اذان کے بعد لوگوں کو آوازیں دینا اور ان کو گھروں سے بلانا ازروئے شریعت کہاں تک درست ہے؟

الجواب باسم الملك الوهاب

صورت مسئولہ میں اذان کے بعد لوگوں کو گھروں سے آوازیں دے کر بلانا شرعاً جائز نہیں ہے ماسوائے قاضی، مفتی اور مدرس کے ان کو آوازیں دینے کی گنجائش ہے۔

"(و)يثوب بين الأذان والاقامة في الكل للكل(قوله للكل) أي كل أحد وخصه ابويوسف ؒ بمن يشتغل بمصالح العامة كالقاضي والمفتي والمدرس واختاره قاضيخان وغيره نهر"......(الدرمع الرد: ۱/ ۲۸۷، ۲۸۶)

"وقال ابويوسف ؒ لا أرى بأسا ان يقول المؤذن للأمير في الصلوات كلها السلام عليك ايها الأمير ورحمة الله وبركاته حي على الصلوة، حي على الفلاح، الصلوة يرحمك الله واستبعده محمد ؒ لان الناس سواسية في أمر الجماعة وابويوسف ؒ خصهم بذلك لزيادة اشتغالهم بامور المسلمين كيلا تفوتهم الجماعة وعلى هذا القاضي والمفتي"......(الهداية: ۱/ ۸۸)

”وقدروی عن ابی یوسفؒ انہ قال لابأس بان یخص الأمیر بالتثویب فیأتی بابہ فیقول السلام علیک ایھا الأمیر ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حی علی الصلوۃ مرتین،حی علی الفلاح مرتین،الصلوۃ یرحمک اللہ لان الأمراء لھم زیادۃ اھتمام باشغال المسلمین ورغبۃ فی الصلوۃ بالجماعۃ فلابأس بأن یخصوابالتثویب“

......(المبسوط: ۱/۲۷۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
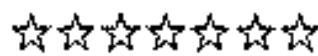
متعدد اذانیں ہوں تو کس کا جواب دینا چاہیے؟

مسئلہ(۸۴): ایک شہر میں سینکڑوں مساجد ہیں بلکہ ایک محلے یا بستی میں کئی کئی مساجد ہوتی ہیں بالکل قریب قریب ہوتی ہیں اور مختلف مکاتب فکر کے لوگوں کے زیر اہتمام ہوتی ہیں جمعہ کے دن زوال کے وقت کے فوراً بعد سے لیکر تقریباً ایک بجے تک اذان اول دی جاتی ہے یعنی مختلف مساجد میں مختلف اوقات ہیں اب ان میں سے کس کی اذان کا اعتبار کیا جائے گا اور جمعہ کے علاوہ عام پنجگانہ اذانیں تقریباً ایک ہی وقت پر ہوتی ہیں تو اذان کا جواب دینے میں کیا صورت ہوسکتی ہے کیا سب کا جواب دیا جائے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں ایک محلے میں کئی مسجدیں ہوں اور سب میں وقفے وقفے سے اذان ہوتی ہو تو جس مسجد کی اذان کی آواز سب سے پہلے سنے اسی کا جواب دے خواہ اپنی مسجد کے علاوہ کی کیوں نہ ہو اور جمعہ میں بھی اذان اول کا اعتبار ہوگا۔

”وسئل ظھیر الدین عمن سمع فی وقت من جھات ماذاعلیہ قال اجابۃ اذان مسجدہ بالفعل وھذالیس ممانحن فیہ اذمقصود السائل أی مؤذن یجیب باللسان استحبابا أووجوباوالذی ینبغی اجابۃ الاول سواء کان مؤذن مسجدہ أوغیرہ لانہ حیث یسمع الاذان ندب لہ الاجابۃ أووجبت فاذافرض أن مسموعہ من غیر مسجدہ تحقق فی حقہ السبب فیصیر کتعددھم فی المسجد الواحد فان

سمعهم معا أجاب معتبرا كون جوابه لمؤذن مسجده حتى لو سبق مؤذنه بعدذلك أو سبق تقيد به دون غيره من المؤذنين ولو لم يعتبر هذا الاعتبار جاز وانما فيه مخالفة الاولى اه".....(فتح القدير: ۱/ ۲۱۷)

"اذا أذن واحد بعد واحد على المنارة يوم الجمعة قال الشمس الأئمة الحلواني الصحيح أن الموجب للسعي وترك التجارة هو الاذان الاول ليس للثاني من الحرمة مايكون للاول".....(قاضي خان على الهندية: ۱/ ۷۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک مسجد میں متعدد اذانیں دینا:

مسئلہ(۸۴): ایک آدمی نے ایک مسجد میں اذان دی اسی مسجد میں دوسرے آدمی نے ضد کی وجہ سے دوبارہ اذان دے دی تو اس کا کیا حکم ہے قرآن وسنت کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ پہلے مؤذن کی اذان کی حرمت (احترام) ثابت ہوگئی ہے، لہٰذا دوسرے مؤذن کی اذان بغیر شرعی ضرورت کے درست نہیں۔

"اذا كان في المسجد أكثر من مؤذن واحد أذنوا واحدا بعد واحد فالحرمة للاول".....(الهندية : ۱/ ۵۷)

"وفي التفاريق: اذا كان في المسجد أكثر من مؤذن أذنوا واحدا بعد واحد فالحرمة للأول".....(البحر الرائق: ۱/ ۴۵۲) و(كفاية : ۱/ ۲۲۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کن جگہوں میں اذان کا جواب دینا جائز نہیں؟

مسئلہ(۸۵): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کن کن جگہوں میں اذان کا جواب

دینا جائز نہیں؟ کیونکہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ تعلیم کی حالت میں تعلیم بند کر کے اور وضو کرنے کی حالت میں وضو روک کر اذان کا جواب دینا چاہیے۔ براہ کرم قرآن وسنت کی روشنی میں جواب سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں چند جگہوں میں اذان کا جواب نہیں دینا چاہیے، نماز کی حالت میں، خطبہ کی حالت میں، خواہ خطبہ جمعہ کا ہو یا کسی اور چیز کا، جنازہ کی حالت میں، علم دین پڑھنے پڑھانے کی حالت میں، جماع کی حالت میں، پیشاب کی حالت میں کھانا کھانے کی حالت میں، حیض ونفاس کی حالت میں، البتہ ان چیزوں سے فارغ ہونے کے بعد اذان ہوئے دیر نہ ہوئی ہو تو جواب دے دینا چاہیے ورنہ نہیں۔

”ولم أر حكم ما اذا فرغ المؤذن ولم يتابعه السامع هل يجيب بعد فراغه وينبغي انه ان طال الفصل لايجيب والايجيب وفي المجتبى، في ثمانية مواضع اذا سمع الاذان لايجيب، في الصلوة، واستماع خطبة الجمعة، وثلاث خطب الموسم والجنازة وفي تعلم العلم وتعليمه والجماع والمستراح وقضاء الحاجة والتغوط قال أبو حنيفة لايثني بلسانه وكذا الحائض والنفساء لايجوز اذانهما وكذا التاؤهما، والمراد بالثناء الاجابة وكذالاتجب الاجابة عند الاكل كما صرح به“......(البحر: ۱/ ۴۵۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
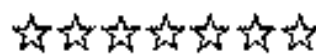
اذان کے بعد صلوۃ وسلام پڑھنا:

مسئلہ(۸۶): کیا فرماتے علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان کے بعد صلوۃ وسلام پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں اذان کے بعد درود شریف پڑھنا احادیث سے ثابت ہے البتہ مروجہ صلوۃ وسلام جو کہ اذان کے بعد لاؤڈ سپیکر پر باعتقاد حاضر ناظر کے پڑھا جاتا ہے یہ ثابت نہیں بلکہ بدعت ہے۔

”عن عبدالله بن عمرو بن العاص ؓ انه سمع النبي ﷺ يقول اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مايقول ثم صلوا عليّ فانه من صلى عليّ صلوة صلى الله عليه بها عشرا ثم

سلوا الله لي الوسيلة فانهامنزلة في الجنة لاتنبغي الالعبدمن عبادالله وأرجوأن أكون أنا هوفمن سأل لي الوسيلة حلت عليه الشفاعة"......(مسلم شريف: ۲۰۲/۱،مكتبه رحمانيه)

"من أحدث في أمرناهذامالیس منه فهورد"......(البخاری: ۳۷۱/۱)

"من عمل عملالیس علیه أمرنافهورد"......(مسلم شریف: ۷۷/۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی منڈے شخص کا اذان دینا اور امامت کروانا:

مسئلہ(۸۷): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگرکوئی آدمی جس کافسق بالکل ظاہر ہو مثلاً ڈاڑھی وغیرہ منڈواتا ہو وہ اگر اذان دے تو کیا اس کا اذان دینا جائز ہے یانہیں؟اگرجائزنہیں تو کیاواجب الاعادہ ہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں مذکورہ آدمی جوڈاڑھی منڈواتا ہے وہ فاسق ہے اس کااذان دینامکروہ تحریمی ہے اس کی اذان کااعادہ مستحب ہے۔

"يكره اذان جنب واقامته واقامة محدث لااذانه واذان امرءة وفاسق وسكران"......(تنويرالابصار على ردالمحتار: ۲۸۹/۱)

"وظاهره ان الكراهة تحريمية بحر"......(فتاویٰ شامی: ۲۸۹/۱)

"وصرح بكراهة اذان الفاسق ولايعاد فالاعادة فيه ليقع على وجه السنة" ......(البحرالرائق: ۴۵۹/۱)

"لكن في القهستاني اعلم ان اعادة اذان الجنب والمرأة والمجنون والسكران والصبي والفاجروالراكب والقاعد والماشي والمنحرف عن القبلة واجبة لانه غيرمتعد به وقيل مستحبة فانه متعدبه الاانه ناقص

وھو الاصح کمافی التمرتاشی "……(منحۃ الخالق ھامش علی البحر الرائق : ۱/۲۶۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اوقات صلوۃ کے نقشوں کے مطابق اذان دینے کا حکم:

مسئلہ(۸۸): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل مسجدوں میں اوقات کے جونقشے ہیں ان میں عین ان نقشہ کے مطابق اذان دینی چاہیئے یادویاتین منٹ تاخیر سے مغرب کی اذان اورافطار کرنا چاہیئے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

آج کل مروجہ نقشہ جات جوکہ مستندومحقق مفتیان کرام کی زیرنگرانی تیار ہوتے ہیں نقشہ جات میں سے بعض میں احتیاطی وقت شامل ہوتاہے اوربعض میں شامل نہیں ہوتا،جن نقشہ جات میں احتیاطی وقت شامل ہوتوایسی صورت حال میں نقشہ جات میں ذکرکردہ وقت کے مطابق اذان وافطاری کی جائے اورجن میں احتیاط شامل نہ ہوتو ایسی صورت میں تین یاچارمنٹ احتیاط کی جائے اوراس سے وہ تاخیرلازم نہیں آتی جوشرعاً مکروہ ہے۔

"ان عمر ابن الخطاب وعثمان بن عفان کانایصلیان المغرب حین ینظر ان الی اللیل الاسود قبل ان یفطرا ثم یفطران بعدالصلوۃ وذلک فی رمضان (حاشیۃ) ولیس فی ھذامن تاخیر الفطر المکروہ لان المکروہ تاخیرہ الی اشتباک النجوم ………واما ماصح ان عمر وعثمان رضی اللہ عنھما کانا برمضان یصلیان المغرب الحدیث فھولبیان جواز التاخیر لئلایظن وجوب التعجیل "……(حاشیۃ مؤطاامام مالک : ۲۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک مسجد میں مکرراذان دینے کا حکم:

مسئلہ(۸۹): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں اذان کے وقت لائٹ

نہیں تھی تو ایک جماعت والے ساتھی نے بغیر سپیکر کے اذان دے دی بعد ازاں لائٹ آ گئی اور مؤذن بھی آ گیا اور اس نے دوسری مرتبہ سپیکر پر اذان پڑھ دی، کیا دوسری مرتبہ اذان ہو جاتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں دوسری مرتبہ اذان دینا شرعاً جائز ہے۔

"لان تکرارہ مشروع کما فی اذان الجمعة لانہ اعلام الغائبین فتکریرہ مفید لاحتمال عدم سماع البعض بخلاف تکرار الاقامة اذھو غیر مشروع "

......(البحر الرائق: ۱/۴۵۸)

" والفرق ان السنة وصل الاقامة بالشروع فی الصلوۃ فکان الفصل مکروھا بخلاف الاذان ولا تعاد لان تکرارھا لیس بمشروع بخلاف الاذان "

......(بدائع الصنائع: ۱/۳۷۴)

"لمشروعیة تکرارہ فی الجمعة دون تکرارھا "......(الدر علی الرد: ۱/۲۸۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

متعدد اذانیں ہوں تو کس اذان کا جواب دیا جائے؟

مسئلہ(۹۰): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مندرجہ ذیل مسائل کے متعلق

(۱) محلہ یا شہر میں ہونے والی ہر اذان کا جواب دینا چاہیے یا صرف ایک اذان کا جواب دے دینا کافی ہے؟

(۲) قضاء نماز یا نفل نماز کس کس وقت میں ادا نہیں کی جا سکتی؟

(۳) وضوء میں استعمال شدہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟

شریعت مطہرہ کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) بشرط صحت سوال واضح رہے کہ مذکورہ بالا صورت میں صرف پہلی اذان کا جواب دینا کافی ہے، ہر اذان کا جواب دینا ضروری نہیں ہے۔

”(قوله واذاتعددالاذان يجيب الاول) مطلقا سواء كان مؤذن مسجده ام لا لانه حيث سمع الاذان ندبت له الاجابة ثم لايتكرر عليه في الاصح ذكره الشهاب في شرح الشفاء“ ......(حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۲۰۲)

”وسئل ظهيرالدين عمن سمع في وقت من جهات ماذاعليه ؟قال اجابة اذان مسجده بالفعل وفي فتح القدير وهذاليس ممانحن فيه اذمقصودالسائل اى مؤذن يجيب باللسان استحبابا اووجوبا والذى ينبغي اجابة الاول سواء كان مؤذن مسجده اوغيره لانه حيث سمع الاذان ندبه له الاجابة اووجبت على القولين“ ......(البحر الرائق : ۱/۴۵۲)

(۲) واضح رہے کہ صرف تین اوقات ایسے ہیں جن میں قضاء نماز اداء نہیں کی جاسکتی ،طلوع شمس کے وقت جب تک کہ سورج اوپر کو اٹھ نہ جائے ،نصف النہار کے وقت یہاں تک کہ یہ وقت زائل ہو جائے ،غروب شمس کے وقت یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے ،اور نفل نماز ان اوقات میں جائز تو ہے لیکن مکروہ ہے۔

”ثلاث ساعات لاتجوزفيهاالمكتوبة ولاصلوة الجنازة ولاسجدة التلاوة اذاطلعت الشمس حتى ترتفع وعندالانتصاف الى ان تزول وعنداحمرارها الى ان تغيب الاعصر يومه ذلك فانه يجوز اداء ه عندالغروب هكذافي فتاوى قاضي خان ......ولايجوزفيها قضاء الفرائض والواجبات الفائتة عن اوقاتها كالوتر هكذا في المستصفى والكافي والتطوع في هذه الاوقات يجوز ويكره كذافي الكافي وشرح الطحاوى“......(فتاوی الهندية: ۱/۵۲)

”ثلاث اوقات لايصح فيهاشيء من الفرائض والواجبات التي لزمت في الذمة قبل دخولها اى الاوقات المكروهة اولها عندطلوع الشمس الى ان ترتفع وتبيض قدررمح اورمحين (و)الثاني عنداستوائها في بطن السماء الى ان تزول اى تميل الى جهة المغرب والثالث عنداصفرارها وضعفها حتى تقدر العين على مقابلتها الى ان تغرب لقول عقبة بن عامر ثلاثة اوقات نهانا رسول

اللہ ان نصلی فیھا وان نقبر موتانا عند طلوع الشمس حتی ترتفع وعند زوالھا حتی تزول وحین تضیف للغروب حتی تغرب ،رواہ مسلم"......(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۸۵،۱۸۶)

(۳) واضح رہے کہ وضو میں استعمال شدہ پانی خود تو پاک ہوتا ہے لیکن کسی اور چیز کو پاک نہیں کرتا، یعنی اگر کپڑے پر لگ جائے تو کپڑا ناپاک نہیں ہوگا، اور اگر اسی استعمال شدہ پانی سے وضو کیا تو وضو نہیں ہوگا۔

"وھو طاھر (قولہ وھو الظاھر) کذافی الذخیرۃ ای ظاھر الروایۃ وممن صرح بان روایۃ الطھارۃ ظاھر الروایۃ وعلیھا الفتویٰ وفی الکافی والمصفی کمافی شرح الشیخ اسمعیل"......(درمع الرد:۱/۱۴۷)

"(قولہ علی الظاھر) استظھرہ فی الذخیرۃ وصحح المشایخ ھذہ الراویۃ حتی قال فی المجتبیٰ وقد صححت الروایات عن الکل انہ طاھر غیر طھور الاالحسن وقال فخر الاسلام ھو المختار عندنا وھو المذکور فی عامۃ الکتب لمحمد عن اصحابنا واختارھا المحققون من مشایخ ماوراء النھر وفی المحیط ھو المشھور عن الامام وفی کثیر من الکتب وعلیہ الفتویٰ من غیر تفصیل بین المحدث والجنب"......(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر: ۱/۱۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

صحیح العقیدہ شخص کو اذان سے روکنے کا حکم:

مسئلہ(۹۱): بخدمت جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور

جناب عالی!

مؤدبانہ گزارش ہے کہ میرا نام امداد حسین ولد محمد دین ڈیرہ الائیاں کالاخطائی اسٹیشن کے نزدیک ہمارے گاؤں میں چھوٹی سی مسجد ہے اسے بنے تقریباً آٹھ سال ہوگئے ہیں، میں آٹھ سال سے اذان بھی دیتا ہوں نماز بھی پڑھاتا ہوں تقریباً 2ماہ ہوگئے ہمارے گاؤں میں ذاتی جھگڑا ہوا دین کا نہیں ڈاکٹر عارف ولد محمد یوسف کے چند ساتھی

آئے اورانہوں نے مجھے اذان دینے سے روکا بعد میں اگلے دن نماز پڑھنے سے روکا جو ور پارٹی کے ہیں اس نے کمیٹی بھی بنائی ہے جو پیسے اکھٹے کر کے اسلحہ خریدتے ہیں اور غنڈہ گردی کرتے ہیں، لہذا انہوں نے مجھے اذان دینے سے روکا، لہذا مہربانی فرما کر قرآن وسنت کی روشنی میں اس کا جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر امداد حسین صحیح العقیدہ ہے اور متبع شریعت ہے تو اس کو اذان دینے سے روکنا اور مسجد میں آنے سے منع کرنا شرعا درست نہیں ہے۔

"لقوله تعالیٰ وان المساجد لله فلاتدعوا مع الله احدا "......(سورة الجن: ۱۸)

"وينبغي ان يكون المؤذن رجلا عاقلا صالحا تقيا عالمابالسنة كذافي النهاية "......(فتاویٰ الهندية: ۱/۵۳)

" الاذان سنة لاداء المكتوبة بالجماعة عرف ذلك بالسنة واجماع الامة وانه من شعائر الاسلام حتى لو امتنع اهل مصر اوقرية اومحلة اجبرهم الامام فان لم يفعلوا قاتلهم"......(فتاویٰ قاضي خان على هامش الهندية: ۱/۶۹)

"(قوله هي كالواجب) بل اطلق بعضهم اسم الواجب عليه لقول محمد لواجتمع اهل بلدة على تركه قاتلهم عليه ولوتركه واحدضربته وحبسته وعامة المشائخ على الاول والقتال عليه لمانه من اعلام الدين وفي تركه استخفاف ظاهر به"......(فتاویٰ شامي : ۱/۲۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس مسجد کا مؤذن مقرر نہ ہو وہاں اذان دینے کا حق کس کو ہے؟

مسئلہ(۹۲):　(۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسجد میں اذان دینے کے بارے میں کہ جس میں کوئی مؤذن مقرر نہیں ہے کہ ایسی مسجد میں اذان دینے کا حق کس آدمی کا ہے؟

(۲)　بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہماری مسجد میں جو صاحب اذان دیتے ہیں انہوں نے پہلے سے ہی کسی

اور صاحب کو اجازت دی ہوئی ہوتی ہے اقامت کہنے کی، چنانچہ اگر چہ وہ آدمی دیر سے ہی مسجد میں آئیں مگر مؤذن صاحب کسی دوسرے آدمی کو اقامت کی اجازت نہیں دیتے، آیا شرعاً ایسا کرنا درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) صورت مسئولہ میں اذان کا سب سے زیادہ حق دار وہ آدمی ہے جس نے مسجد بنائی یا عاقل بالغ باشرع آدمی کو وہ مقرر کردے۔

"وولایة الاذان والاقامة لمن بنی المسجد وان کان فاسقا والقوم کارھون له"...... (البحر الرائق : ۱/۴۴۴)

(۲) اذان دینے والے کے لیے ایسا کرنا شرعاً درست نہیں ہے، بشرطیکہ کوئی شرعی ضرورت نہ ہو۔

" وان اذن رجل واقام آخر باذنه لابأس به "......(البحر الرائق : ۱/۴۴۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
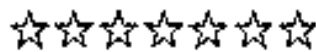
ایک جماعت کے لیے کئی اذانیں دینے کا حکم:

مسئلہ(۹۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک جماعت کے لیے کئی اذانیں دینا کیسا ہے؟ جیسے رائے ونڈ مرکز میں کئی جگہ اذانیں ہوتی ہیں، نیز اجتماع کے موقع پر بھی ایسا ہوتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

چونکہ اذان سے مقصود اعلام (نماز کے وقت کی خبر دینا) ہے، لہذا اس مقصد کے لئے اگر کئی جگہ اذان کہی جائے جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے تو یہ جائز ہے۔

"واما الاذان الاول فقد صرح فی النهایة بانه المتوارث حیث قال فی شرح قوله واذا اذن المؤذنون الاذان الاول ترک الناس البیع ،ذکر المؤذنین بلفظ الجمع اخراجا للکلام مخرج العادة فان المتوارث فیه اجتماعهم لتبلغ اصواتهم الی اطراف المصر الجامع اه ففیه دلیل علی انه غیر مکروہ لان المتوارث لایکون مکروھا وکذلک نقول فی الاذان بین یدی الخطیب فیکون بدعة حسنة اذمارآه المؤمنون حسنا فهو حسن اه ملخصا اقول

وقدذکر سیدی عبدالغنی المسئلۃ کذلک اخذا من کلام النہایۃ المذکور ثم قال ولاخصوصیۃ للجمعۃ اذالفروض الخمسۃ تحتاج للاعلام ‘‘

......(ردالمحتار: ۱/۲۸۷)

’’اذاکان فی المسجد اکثرمن مؤذن واحداذنوا واحدا بعدواحد فالحرمۃ للاول کذافی الکفایۃ ‘‘......(فتاویٰ الہندیۃ: ۱/۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان سے پہلے یا اذان کے بعد مروجہ درود وسلام پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۹۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان سے پہلے یا اذان کے بعد مروجہ درودوسلام پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور کیا یہ سرورکائنات ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے دور میں مروجہ صلوۃ وسلام مروجہ طریقے سے نہ اذان سے پہلے ہوتا تھا اور نہ اذان کے بعد میں، بلکہ اذان " اللہ اکبر " سے شروع "لاالہ الااللہ " پر ختم ہوتی تھی، البتہ اذان ختم ہونے کے بعد بغیر لاؤڈ اسپیکر کے اپنے ساتھ درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔

’’التسلیم بعدالاذان حدث فی ربیع الآخر سنۃ سبعمائۃ واحدی وثمانین فی عشاء لیلۃ الاثنین ثم یوم الجمعۃ ثم بعدعشرسنین الخ (قولہ سنۃ ۷۸۱) کذافی النہر عن حسن المحاضرۃ للسیوطی ثم نقل عن القول البدیع للسخاوی انہ فی سنۃ ۷۹۱ وان ابتداؤہ کان فی ایام السلطان الناصر صلاح الدین یامرہ‘‘......(درمختارعلی ردالمحتار: ۱/۲۸۷)

’’ یکرہ ان یقال فی الاذان حی علی خیرالعمل لانہ لم یثبت عن النبی ﷺ والزیادۃ فی الاذان مکروھۃ اہ وقدسمعناہ الآن عن الزیدیۃ ببعض البلاد ‘‘

......(البحرالرائق : ۱/۲۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان کے بعد الفاظ اذان سے تثویب کرنے کا حکم:

مسئلہ(۹۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مؤذن اذان دینے کے بعد دوبارہ "حی علی الصلوۃ ،حی علی الفلاح ، الصلوۃ خیر من النوم " کے الفاظ سے تثویب کرتا ہے، آیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں مؤذن کا لوگوں کو نماز کی طرف بلانا تثویب کی ایک قسم ہے،اور تثویب کی دو قسمیں ہیں (۱)فجر کی اذان میں "الصلوۃ خیر من النوم" کہنا(۲)اذان واقامت کے درمیان لوگوں کو نماز کی طرف بلانے کے لیے اعلان کرنا، پہلی قسم تمام فقہاء کے نزدیک جائز ہے بلکہ فجر کی اذان کا حصہ ہے اور دوسری قسم کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ روایات میں فجر کی اذان واقامت کے درمیان تثویب کا استحباب منقول ہے،اور باقی نمازوں کے اوقات میں تثویب کی نفی کی گئی ہے اور عشاء اور ظہر کے اوقات میں تثویب پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی نکیر بھی ثابت ہے، اور حضرت امام ابو یوسفؒ نے مسلمانوں کے کاموں میں مشغولیت کی وجہ سے امراء وغیرہ کے لیے تثویب کی اجازت دی تھی ،مگر اب وہ امراء نہیں رہے جیسا کہ صاحب تبیین نے فرمایا ہے کہ "ولیس امراء زماننا مثلهم فلایخصون بشیء"......(۱/۹۲)۔

اور متاخرین فقہاء نے تمام نمازوں کے لیے تثویب کی گنجائش دی ہے مگر آج کل صورت حال یہ ہے کہ مساجد میں بلندی آواز کے لیے لاؤڈ اسپیکر کے استعمال اور ایک ہی نماز کے لیے مختلف مساجد سے وقفے وقفے سے اذان دیے جانے کے نتیجے میں اذان کی آواز ہر آدمی تک پہنچ جاتی ہے، لہٰذا اس صورت میں تثویب کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

"فانه روی ان بلالا رضی الله عنه اتی النبی علیه الصلوۃ والسلام یؤذنه بالصلوۃ فوجده راقدا فقال الصلوۃ خیر من النوم فانتبه النبی ﷺ وقال ما احسن هذا یابلال اجعله فی اذانک"......(المحیط البرهانی : ۲/۹۲)

"ولاتثویب الافی صلوۃ الفجر عندنا والاصل فیه قوله علیه الصلوۃ والسلام لبلال رضی الله عنه ثوب فی الفجر ولاتثویب فی غیرها والمعنی فی المسئلة

ان وقت الفجر وقت نوم وغفلة فاستحبوا زيادة الاعلام للتنبيه فيدركون فضيلة الصلوة بالجماعة اماأوقات سائر الصلوات فاوقات انتباه ولاحاجة الى التثويب فيها"......(المحيط البرهاني : ۲/۹۱)

"وهوفى الفجر خاصة وكره فى غيرالفجر من الصلوات الافى قول ابى يوسف فى حق امراء زمانه خصهم بذلك لاشتغالهم بامورالمسلمين وليس امراء زماننامثلهم فلايخصون بشيء"......(تبيين الحقائق : ۱/۹۲)

"ولاتثويب الافى صلوة الفجر لماروى ان عليا رضى الله عنه راى مؤذنا يثوب فى العشاء فقال اخرجوا هذا المبتدع من المسجد والحديث مجاهد رضى الله عنه قال دخلت مع ابن عمر رضى الله عنهما مسجدانصلى فيه الظهر فسمع المؤذن يثوب فغضب وقال قم حتى نخرج من عند هذا المبتدع "......(المبسوط : ۱/۲۷۳)

"(قوله ويثوب) اى المؤذن والتثويب العود الى الاعلام بعدالاعلام ومنه الثيب لان مثيبها عائد اليها والثواب لان منفعة عمله تعود اليه والمثابة لان الناس يعودون اليه ووقته بعدالاذان على الصحيح كماذكره قاضى خان وفسره فى رواية الحسن بان يمكث بعدالاذان قدر عشرين آية ......فالاول الصلاة خير من النوم وكان بعد الاذان الا ان علماء الكوفة الحقوه بالاذان والثانى احدثه علماء الكوفة بين الاذان والاقامة حى على الصلوة مرتين حى على الفلاح مرتين واطلق فى التثويب فافاد انه ليس لفظ يخصه بل تثويب كل بلد على ماتعارفوه اما بالتنحنح او بقوله الصلاة الصلاة اوقامت قامت لانه للمبالغة فى الاعلام وانما يحصل بماتعارفوه...... وافا دانه لا يخص صلاة بل هو فى سائر الصلوات وهواختيار المتاخرين لزيادة غفلة الناس وقلما يقومون عندسماع الاذان وعندالمتقدمين هومكروه فى غيرالفجر

وهو قول الجمهور كما حكاه النووي في شرح المهذب الخ“......(البحر الرائق: ۱/۴۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

احاطہ مسجد سے باہر اذان دینے کا حکم:

مسئلہ(۹۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں

(۱) کیا اذان کہتے وقت مؤذن کا احاطہ مسجد سے باہر ہونا ضروری ہے یا مسجد کے اندر کھڑا ہو کر بھی اذان دے سکتا ہے؟

(۲) کیا ڈاڑھی منڈے شخص کو ابتداء بالسلام جائز ہے یا نہیں؟

(۳) آج کل عشق مجازی میں گرفتار لوگ اپنے محبوب کے لیے صنم کا لفظ بولتے ہیں جب کہ صنم بت کو کہتے ہیں تو کیا اس طرح کہنے سے شرک تو لازم نہیں آتا؟

مفصل اور مدلل جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوہاب

(۱) مناسب تو یہ ہے کہ اذان کے لیے مسجد سے باہر جگہ بنائی جائے اور وہاں اذان دی جائے۔

”وينبغي ان يؤذن على المأذنة اوخارج المسجد ولا يؤذن في المسجد كذا في فتاوىٰ قاضي خان “......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۵۵)

” وينبغي ان يؤذن على الماذنة اوخارج المسجد ولا يؤذن في المسجد“......(فتاوىٰ قاضي خان على هامش الهندية: ۱/۷۸)

” وينبغي للمؤذن ان يؤذن في موضع يكون اسمع للجيران ويرفع صوته ولا يجهد نفسه لانه يتضرر بذلك وفي الخلاصة ولا يؤذن في المسجد “ ......(البحر الرائق: ۱/۴۴۴)

(۲) ڈاڑھی منڈا شخص فاسق ہے اور فاسق کو ابتداء بالسلام مکروہ تنزیہی ہے۔

”ويكره السلام على الفاسق لو معلنا والالا“......(در على الرد : ۵/۲۹۴)

”(لو معلنا) تخصیص لماقدمه عن العینی وفی فصول العلامی ولایسلم علی الشیخ المازح الکذاب واللاغی ولاعلی من یسب الناس اوینظر وجوه الاجنبیات ولاعلی الفاسق المعلن ولاعلی من یغنی اویطیر الحمام مالم تعرف توبتهم ویسلم علی قوم فی معصیة وعلی من یلعب بالشطرنج ناویا ان یشغلهم عما هم فیه عندابی حنیفة وکره عندهماتحقیرالهم “......(فتاویٰ شامی: ۵/۲۹۳)

” واختلف فی السلام علی الفساق فی الاصح انه لایبدأ بالسلام کذافی التمرتاشی“......(فتاویٰ الهندیة : ۵/۳۲۶)

”والاصل الفاصل بینهما ان ینظر الی الاصل فان کان الاصل فی حقه اثبات الحرمة وانماسقطت الحرمة لعارض ینظر الی العارض ان کان مما تعم به البلوی وکانت الضرورة قائمة فی حق العامة فهی کراهة تنزیه وان لم تبلغ الضرورة هذا المنع فهی کراهة تحریم فصار الی الاصل وعلی العکس ان کان الاصل الاباحة ینظر الی العارض فان غلب علی الظن وجودالمحرم فالکراهة للتحریم والا فالکراهة للتنزیه “......(فتاویٰ الهندیة: ۵/۳۰۸)

(۴) صنم کا معنی بت ہے اور عشق مجازی میں گرفتار لوگ اس کو تشبیہ کے لیے استعمال کرتے ہیں جیسے بت کو اپنی منشاء کے مطابق بناتے ہیں اسی طرح وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا محبوب ان کی منشاء کے مطابق بنا ہوا ہے اس سے شرک لازم نہیں آتا کیوں کہ وہ اس کو معبود نہیں سمجھتے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

وقت سے پہلے اذان دینے کا حکم:

مسئلہ(۹۷): کیا فرماتے ہیں علمائے دین درج ذیل مسئلہ کے بارے میں

آج کل ہماری مسجد میں صبح کی اذان وقت سے پہلے دی جارہی ہے اور وقت 05:15 سے شروع ہوتا ہے اور اذان 05:00 بجے ہو رہی ہے، کیا اس وقت اذان ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہو سکتی تو جو ہم نے ان اذانوں سے نمازیں پڑھی ہیں کیا ان کا اعادہ ضروری ہے کہ نہیں؟ وضاحت سے بیان کریں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

قبل از وقت اذان کہنا درست نہیں ہے اور اگر کہہ دی گئی ہو تو وقت پر اس کا اعادہ کیا جائے، البتہ جو نمازیں ادا کی گئی ہیں وہ درست ہوگئیں، بشرطیکہ وقت پر ادا کی ہوں۔

" فیعاد اذان وقع بعضه قبله کالاقامة خلافاللثانی فی الفجر "......(الدر علی الرد: ۱/۳۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نابالغ لڑکے کی اذان کا حکم:

مسئلہ(۹۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نابالغ لڑکے کی اذان شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ایسے نابالغ لڑکے کی اذان جو سمجھدار، عقلمند ہو شرعاً درست ہے، البتہ بالغ کا اذان دینا افضل ہے۔

" (قوله صبی مراهق)المرادبه العاقل وان لم یراهق کماهوظاهر البحر وغیره وقیل یکره لکنه خلاف ظاهر الروایة کمافی الامداد وغیره وعلی هذا یصح تقریره فی وظیفة الاذان بحر "......(ردالمحتار: ۱/۳۸۸)

" واما الصبی الذی یعقل فاذانه صحیح من غیر کراهة فی ظاهر الروایة الاان اذان البالغ افضل کذافی السراج الوهاج اه "......(البحر الرائق : ۱/۲۶۰)

" اذان الصبی العاقل صحیح من غیر کراهة فی ظاهر الروایة ولکن اذان البالغ افضل "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا وقت ہوتے ہی اذان دینا ضروری ہے یا تاخیر کی گنجائش ہے؟

مسئلہ(۹۹): گرامی قدر حضرت اقدس مفتی صاحب زید فضلکم دعنایتکم

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں اور بصحت وعافیت رکھیں بندہ بھی بحمداللہ بخیریت ہے۔

اس عریضہ سے جناب سے درج ذیل مسائل کے بارے میں رہنمائی مطلوب ہے۔

اذان کی مشروعیت کی حکمت "اعلام الناس الغائبین لوقت الصلوۃ" بیان کی گئی ہے، قدیم زمانہ میں گھڑیاں وغیرہ وقت کی اطلاع کے آلات نہیں تھے، اذان وقت نماز کے ہوتے ہی دیجاتی تھی۔

(۱) وقت ہونے کے فوری بعد اذان دینے کا حکم شرعی طور پر کیسا ہے؟ واجب، سنت مؤکدہ، مندوب وغیرہ۔

(۲) آج کل اغلب عمل وقت ہوجانے کے بعد قدرے تاخیر سے اذان دینے کا ہے کہ مختلف مساجد میں نمازوں کے اوقات مختلف ہوتے ہیں اور جماعت سے ۱۵ منٹ یا کم وبیش قبل اذان دی جاتی ہے، نماز مغرب اس معمول سے مستثنیٰ ہے کہ اس میں اذان کے فوراً بعد جماعت کھڑی ہوجاتی ہے۔

(۳) وقت کی ابتداء کے فوری بعد اذان دینے کا جو شرعی حکم ہے وہ پانچوں نمازوں کے لیے ایک ہی ہے یا کچھ فرق اور تفصیل ہے؟

(۴) اسی طرح نماز جمعہ کی اذان اول کا کیا حکم ہے اور کیا طریقہ ہے؟ نماز جمعہ کی ادائیگی میں بھی معمول مختلف ہے اول وقت اور تاخیر سے اداء کی جاتی ہے اور اذان بھی زوال کے متصل نہیں بلکہ قدرے تاخیر سے دی جاتی ہے، اگر تاخیر سے اذان دینے کی گنجائش ہے تو کتنی تاخیر کی جاسکتی ہے؟

بندہ کو تفصیلی جواب مرحمت فرمادیں، اللہ پاک آپ کو اجر عظیم سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

(۱) وقت مستحب کے داخل ہونے کے بعد فوری طور پر اذان دینا سنت ہے۔

(۲،۳) وقت مستحب کی ابتداء کے فوری بعد اذان دینا سنت ہے اور یہ حکم تمام نمازوں کا ہے ہاں اگر وقت مستحب سے تاخیر کرکے اذان دی گئی تو وہ خلاف سنت ہوگی۔

(۴) نماز جمعہ کا حکم بھی یہی ہے تاخیر کی گنجائش تو ہے لیکن وقت مستحب کے اندر اندر اس سے زائد تاخیر کرنا خلاف سنت ہے۔

(۱) "الاذان شرع لاحضار الناس الی المسجد لاداء الصلوۃ واعلامهم

بدخول وقت الصلا ة ....فاذالم یعرف الوقت یکون اذانه سببا للفتنة"......(فتاویٰ قاضی خان هامش علی الهندیة: ۱/۶۹)

(۲) "لکن فی التتارخانیة ینبغی ان یؤذن فی اول الوقت ......والظاهر انه اراد اول الوقت المستحب اه"......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۸۳)

"عن ابی ذر رضی الله عنه قال اذن مؤذن النبی ﷺ الظهر فقال ابرد ابرد اوقال انتظر انتظر الخ"......(صحیح البخاری : ۱/۷۶)

(۳)"وحکم الاذان کالصلاة تعجیلاوتاخیرا ......قال القهستانی بعده ولعل المراد بیان الاستحباب والافوقت الجواز جمیع الوقت ......فلواذن اوله وصلی اخره اتی بالسنة"......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور اشهدان محمدارسول الله پر انگوٹھے چومنے کا حکم:

مسئلہ(۱۰۰): (۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

(۲) نیز جب مؤذن" اشهدان محمدا رسول الله" کہتا ہے تو لوگ انگوٹھے چومتے ہیں اور چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہیں شرعاً ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) بہت سی دعائیں مخصوص اوقات یا مخصوص جگہوں میں آپ ﷺ سے بلا رفع یدین ثابت ہیں اور انہی میں ایک بعد الاذان دعا کرنا ہے، یہ دعا بھی بلا رفع یدین احادیث میں موجود ہے لہذا اگر ہاتھ نہ اٹھائیں تو بہتر ہے۔

" (قوله ویدعوا الخ)ای بعد ان یصلی علی النبی لمارواه المسلم وغیره اذاسمعتم المؤذن فقولوا مثل مایقول ثم صلوا علی فانه من صلی علی صلاة صلی الله علیه بها عشرا ثم سلوا لی الوسیلة فانها منزلة فی الجنة " ......

(فتاویٰ شامی : ۱/۲۹۳)

(۲)　فقہ کی معتبر کتابوں میں انگوٹھے چومنے کا حکم کہیں نہیں ملتا البتہ علامہ شامی اور صاحب حاشیۃ الطحطاوی نے استحباب نقل کیا ہے، لیکن انہوں نے جن کتابوں کا حوالہ نقل کیا ہے مثلاً فتاویٰ صوفیہ، کتاب الفردوس اور قہستانی وغیرہ ان تمام کتب کے بارے میں علامہ عبدالحیی صاحب لکھنوی نے لکھا ہے کہ یہ غیر معتبر کتب ہیں (النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر:۳۱) اور جو حدیث ہے اس کے بارے میں خود شامی میں یہ عبارت ہے۔

"وذکر ذلک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل هذا شیء"...... (فتاویٰ شامی: ۱/۲۹۳)

اس میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے اس لیے بچنا بہتر ہے البتہ اگر کوئی شخص اس کو ضروری نہ سمجھے روحانی علاج کی نیت سے کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

"الصلوٰۃ خیر من النوم" کا حدیث سے ثبوت:

مسئلہ(۱۰۱):　کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ صبح کی اذان میں جو "الصلوۃ خیر من النوم" کہا جاتا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور کیا یہ الفاظ حدیث سے ثابت ہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

فجر کی اذان میں "حی علی الفلاح" کے بعد دو مرتبہ "الصلوۃ خیر من النوم" کہنا مستحب ہے اور اس کا ثبوت احادیث مبارکہ اور فقہاء کی عبارات صریحہ سے ملتا ہے۔

"ویزید فی اذان الفجر بعد الفلاح الصلوۃ خیر من النوم مرتین لان بلالا قال الصلوۃ خیر من النوم حین وجد النبی ﷺ راقدا فقال علیه السلام ما احسن هذا یا بلال اجعله فی اذانک وخص الفجر به لانه وقت نوم وغفلة"......

(الهدایة: ۱/۸۵)

"قوله (ویزید بعد فلاح اذان الفجر الصلاة خیر من النوم مرتین) لحدیث بلال حیث ذکرها حین وجد النبی ﷺ نائما فلما انتبه اخبره به فاستحسنه وقال اجعله فی اذانک وهو للندب بقرینة قوله ما احسن هذا"...... (البحر الرائق: ۱/۲۴۶)

"عن ابی محذورۃ عن ابیه عن جده قال قلت یارسول الله علمنی سنة الاذان قال فمسح مقدم راسی قال تقول الله اکبر ...... الی ان قال فان کان صلاۃ الصبح قلت الصلوۃ خیرمن النوم الصلوۃ خیرمن النوم الله اکبر الله اکبر لااله الا الله "......(سنن ابی داؤد : ۸۳،۸۴/۱)

"عن بلال انه اتی النبی ﷺ یؤذنه بصلوۃ الفجر فقیل هو نائم فقال الصلوۃ خیرمن النوم الصلوۃ خیرمن النوم فاقرت فی تاذین الفجر فثبت الامر علی ذلک "......(سنن ابن ماجه : ۱۵۵/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جمعہ کی اذان اول کا وقت اور اس کے بعد کون کونسے افعال ممنوع ہیں؟

مسئلہ(۱۰۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسائل ہٰذا کے بارے میں کہ

(۱) ہدایہ میں ایک عبارت ہے۔

"واذااذن المؤذنون الاذان الاول ترک الناس البیع والشراء وتوجهوا الی الجمعة لقوله تعالیٰ فاسعوا الی ذکر الله وذروا البیع "

کچھ آگے چل کر لکھا ہے۔

"والاصح ان المعتبر هو الاول اذا کان بعد الزوال لحصول الاعلام به "

اس سے معلوم ہوا کہ بیع وشراء اذان اول سے ممنوع ہے، اور اول اذان زوال کے بعد ہے، اب مسئلہ یہ ہے کہ جمعۃ المبارک کے دن ہمارے مدرسہ کی مسجد میں اذان ایک بجے ہوتی ہے اور ٹھیک اسی وقت مدرسہ میں طلباء کی حاضری ہوتی ہے، تقریباً ۲۰ منٹ تک مدرسہ میں رہ کر سورۃ الکہف پڑھنا ہوتی ہے حاضر نہ ہونے والے کو مناسب سرزنش بھی کی جاتی ہے اس کے بعد سب طلبہ مسجد کی طرف جاتے ہیں، دریافت طلب امر یہ ہے کہ اذان اول کے بعد کون سے افعال ممنوع ہیں اور کہاں ممنوع ہیں؟ مسجد میں یا غیر مسجد میں، اگر کوئی شخص اذان اول کے بعد گھر یا مدرسہ میں جمعہ کی تیاری (غسل تیل خوشبو لگانا ناخن تراشنا وغیرہ) کرتا ہے، صلاۃ التسبیح، سورۃ الکہف پڑھتا ہے یا کھانا کھاتا ہے پھر اذان ثانی کے وقت مسجد میں چلا جاتا ہے تو کیا حکم ہے؟ اگر ممنوع ہیں تو پھر اذان اول کے بعد مسجد میں جاکر کن

اعمال وافعال میں مشغول ہوسکتا ہے؟ زید کہتا ہے کہ ائمہ مساجد کو چاہیئے کہ اذان اول تاخیر سے دی جائے ،مثلاً اگر ۲ بجے جمعہ ہوتا ہے تو ایک بج کر پینتالیس منٹ پر اذان اول دے کر دو بجے اذان ثانی دے دی جائے ،اس طرح لوگ کراہت سے بچ سکتے ہیں ،اگر ایسا ٹھیک ہے تو جو سنا ہے اور پڑھا ہے کہ اذان اول کا وقت زوال کے بعد ہے تو اس سے مراد زوال کے فوراً بعد کا وقت مراد ہوگا یا تاخیر کی بھی گنجائش ہے ، نیز احسن الفتاویٰ کا مسئلہ جلد چہارم صفحہ نمبر ۱۴۱ بحوالہ ردالمحتار میں ہے کہ اذان اول کے بعد جمعہ کی تیاری کے سوا کوئی کام بھی جائز نہیں ہے خواہ وہ دینی کام ہی کیوں نہ ہوں ،اگر ایسا ہی ہے تو پھر نماز تک کیا کرنا چاہیئے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جمعہ کی اذان اول وقت کے داخل ہوتے ہی دی جائے گی کیونکہ اذان کا مطلب اعلام دخول وقت ہے اور وہ زوال کے فوراً بعد شروع ہوجاتا ہے ،ہاں البتہ تاخیر کی گنجائش ہے لیکن تاخیر کرنا خلاف سنت ہے۔

جمعہ کی اذان اول کے بعد وہ تمام کام حرام ہوجاتے ہیں جو جمعہ کی تیاری میں مخل ہوں ،

" والاصح انه الاول باعتبار الوقت وهو الذى يكون على المنارة بعدالزوال "

......(فتاویٰ شامی : ۶۰۷/ ۱)

" قوله(ويجب السعى اليها وترك البيع بالاذان الاول) لقوله تعالى يايها الذين آمنوا اذانودى للصلوة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله وذروا البيع وانما اعتبر الاذان الاول لحصول الاعلام به ومعلوم انه بعدالزوال اذالاذان قبله ليس باذان وهذا القول هو الصحيح فى المذهب "

......(البحر الرائق : ۲۷۳/ ۲)

" وذروا البيع قال ابوبكر اختلف السلف فى وقت النهى عن البيع فروى عن مسروق والضحاک ومسلم بن يسار ان البيع يحرم بزوال الشمس وقال مجاهد والزهرى يحرم بالنداء وقدقيل ان اعتبار الوقت فى ذلک اولى اذكان عليهم الحضور عنددخول الوقت فلايسقط ذلک عنهم تاخير النداء "......(احکام القرآن للجصاص: ۶۷۰/ ۳)

" والمرادمن البيع مايشغل عن السعى اليها حتى لواشتغل بعمل آخر سوى

البیع فھو مکروہ ایضا کذافی السراج الوھاج واشار بعطف ترک البیع علی السعی الی انہ لوباع اواشتری حالۃ السعی فھو مکروہ ایضا"......(البحر الرائق :۲۷۴،۲۷۳/۲)

"وترک البیع ارادبہ کل عمل ینافی السعی وخصہ اتباعا للآیۃ نھر......ثم قال (قولہ وفی المسجد) اوعلی بابہ بحر"......(فتاویٰ شامی : ۶۰۷/۱)

"اختلف العلماء فی معناہ السعی علی ثلاثۃ اقوال ، فذکر الثانی منھا الثانی انہ العمل کقولہ تعالی 'ومن ارادالآخرۃ وسعی لھا الخ ......ثم قال ......واما من قال انہ العمل فاعمال الجمعۃ ھی الاغتسال والتمشط والادھان والتطیب وللتزین باللباس اہ"......(احکام القرآن للجصاص : ۱۸۵،۱۸۴/۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مؤذن کے اوصاف:

مسئلہ(۱۰۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام دریں مسئلہ کہ!

(۱) مؤذن کس طرح کا آدمی ہونا چاہیے؟

(۲) فاسق آدمی کا اذان دینا کیسا ہے؟

(۳) مغرب کی اذان اقامت اور نماز میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟

(۴) کیا اذان پڑھتے وقت کانوں میں انگلیاں رکھنا ضروری ہے؟

(۵) کورعمامہ پر سجدہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) مؤذن کو نیک وپرہیزگار اور اوقات کو جاننے والا ہونا چاہیے۔

"ویستحب ان یکون المؤذن صالحا ای متقیا لانہ امین فی الدین عالمابالسنۃ فی الاذان وعالما بدخول اوقات الصلوۃ لتصحیح العبادۃ"......(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح :۱۹۷)

"وينبغي ان يكون مؤذن رجلا عاقلا صالحا تقيا عالمابالسنة كذافي النهاية "
......(فتاویٰ الهندية: ۱/۵۳)

(۲) فاسق آدمی کا اذان دینا مکروہ تحریمی ہے، اگر اذان پڑھ دی تو اعادہ مستحب ہے۔

" في المنحة (قوله وينبغي ان لايصح اذان الفاسق الخ) كذافي النهر ايضا وظاهره انه يعاد......في القهستاني اعلم ان اعادة اذان الجنب والمرأة والمجنون والسكران والصبي والفاجر...... فقدصرح باعادة اذان الفاجر اى الفاسق"......(منحة الخالق هامش على البحر : ۱/۴۶۰)

وليؤذن لكم خياركم وصرحوا بكراهة اذان الفاسق من غيرتقييد بكونه عالما اوغيره "......(البحر الرائق : ۱/۴۴۲)

(۳) نماز مغرب کی اذان واقامت کے درمیان تین آیات قصار یا آیات طویلہ کا فاصلہ کرنا مستحب ہے۔

" المستحب ويفصل بينهما في المغرب بسكتة هي قدر قراء ة ثلاث ايات قصار او اية طويلة "......(حاشية الطحطاوى على مراقي الفلاح :۱۹۸)

"وامااذاكان في المغرب فالمستحب ان يفصل بينهما بسكتة يسكت قائما مقدار مايتمكن من قراء ة ثلاث ايات قصار هكذافي النهاية "......(فتاویٰ الهندية : ۱/۵۷)

(۴) اذان پڑھتے وقت کانوں میں انگلیاں رکھنا مستحب و حسن ہے فرض یا واجب نہیں۔

"ويستحب ان يجعل اصبعيه ......وان جعل يديه على اذنيه فحسن "......
(حاشية الطحطاوى على مراقي الفلاح : ۱۹۷)

" (قوله ويجعل اصبعيه في اذنيه)لقوله عليه السلام اجعل اصبعيك في اذنيك فانه ارفع لصوتك والامر للندب بقرينة التعليل "......(البحر الرائق : ۱/۴۵۳)

" وجعل اصبعيه في اذنيه سنة الاذان ليرفع صوته بخلاف الاقامة "......
(فتاویٰ الهندية : ۱/۵۶)

(۵)　کورِ عمامہ یعنی پگڑی کے پیچ پر بلا عذر سجدہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

"کمایکرہ تنزیھا بکور عمامتہ الابعذر "......(درمختار ھامش علی الشامی : ۱/۳۶۹)

"(قولہ وکرہ باحدھما اوبکور عمامتہ) ..... ولایخفی ان محل الکراھۃ عندعدم العذر"......(البحرالرائق : ۱/۵۵۷،۵۵۶)

" فان سجد علی کور عمامتہ اوفاضل ثوبہ جاز..... انہ علیہ السلام صلی فی ثوب واحد یتقی بفضولہ حرالارض وبردھا "......(ھدایہ : ۱/۱۰۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دورانِ تلاوت اگر اذان شروع ہوجائے تو کیا کریں؟

مسئلہ(۱۰۴):　کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب اذان شروع ہوجائے اور ایک آدمی قرآن پاک کی تلاوت کر رہا ہو تو وہ تلاوت جاری رکھے یا تلاوت روک کر اذان کا جواب دے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مستحب یہ ہے کہ اذان کا جواب دیا جائے ،لیکن اگر تلاوت میں مصروف رہے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

" ولو کان السامع یقرء یقطع القراءۃ ویجیب .....ولو کان فی منزلہ یترک القراءۃ ویجیب "......　(البحرالرائق : ۱/۴۵۱)

" ولو کان فی القراءۃ ینبغی ان یقطع ویشتغل بالاستماع والاجابۃ کذافی البدائع "......(فتاویٰ الھندیۃ : ۱/۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان کے بعد دوبارہ اعلان کا حکم:

مسئلہ(۱۰۵):　کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حال ہی میں ہمارے ہاں ایک نئی مسجد

تعمیر ہوئی ہے، جس میں صبح کی اذان کے بعد مؤذن صاحب اس اعلان کو بار بار دوہراتے ہیں کہ میرے بھائیو! نماز کا وقت ہو چکا ہے جلدی تیاری کرو اس وقت 20-4 ہیں اور نماز 30-4 پر ہوتی ہے، کیا اس طرح اعلان کرنا درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

عام نمازوں میں تثویب ویسے بھی مکروہ ہے، اور بار بار دوہرانا تو بطریق اولیٰ قبیح ہے مگر نماز صبح میں بعض فقہاء کرام کا قول موجود ہے، مگر بار بار دوہرانا کسی بھی وقت کسی کا قول نہیں ہے، لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

"قوله (فی الاصح)ویکره عندهمافی غیر الفجر لانه وقت نوم وغفلة بخلاف غیره "......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح:۱۹۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(اقامت)

اقامت کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی؟:

مسئلہ(۱۰۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اقامت کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی؟ باحوالہ جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اقامت کی ابتداء اذان کے وقت سے ہوئی ہے،ایک انصاری آئے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے خواب میں آدمی کو دیکھا ہے جس نے دو سبز رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے،مسجد میں کھڑے ہوکر اذان دینے لگا اور اذان کے بعد بیٹھ گیا تو تھوڑی دیر بعد کھڑا ہو گیا اور دوبارہ پڑھنے لگا اور اس میں "قدقامت الصلوٰۃ" کی دو مرتبہ زیادتی کی،جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اراک اللہ خیرا فمر بلالا" اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا تھا۔

"فجاء رجل من الانصار فقال یارسول اللہ انی لمارجعت لمارایت من اهتمامک رایت رجلا کان علیه ثوبین اخضرین فقام علی المسجد فاذن ثم قعد قعدة ثم قام فقال مثلها الا انه یقول قدقامت الصلوة......حدثنا اصحاب محمد ﷺ ان عبداللہ بن زید الانصاری جاء الی النبی ﷺ فقال یارسول اللہ رایت فی المنام کان رجلا قام وعلیه بردان اخضران فقام علی حائط فاذن مثنی مثنی واقام مثنی مثنی"......(نصب الرایة: ۱/ ۳۴۱)

"فجاء رجل من الانصار فقال یارسول اللہ انی لمارجعت لمارایت من اهتمامک رایت رجلا کان علیه ثوبین اخضرین فقام علی المسجد فاذن ثم قعدثم قام فقال مثلها مثلها الا انه یقول قدقامت الصلوة ولولا ان تقول الناس ،قال ابن المثنی بعدادراک خیرا ولم یقل عمرواخذ فمر بلالا فلیؤذن،قال، فقال عمر، اما انا فقدرایت مثل الذی رای ولکن لماسبقت استحییت "واخرجه احمدفی مسنده"مطولا وفیه انی رایت شخصا علیه ثوبان اخضران

فاستقبل القبلة فقال، الله اکبر، الله اکبر ،اشهد ان لااله الا الله، مثنی حتی فرغ من الاذان ثم امهل ساعة ثم قال مثل الذی قاله غیره انه یزید فی ذلک قدقامت الصلوة ،قدقامت الصلوة ،فقال رسول الله ﷺ علمها بلالا ،فکان بلال رضی الله عنه اول من اذن بها "......(البنایة: ۲/۸۴،۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اقامت میں مقتدی اور امام کس وقت کھڑے ہوں؟:

مسئلہ(۱۰۷): زید دعویٰ کرتا ہے کہ جماعت کے لیے جب اقامت ہو تو اس وقت امام اور مقتدی اقامت میں "حی علی الصلوۃ "پر کھڑے ہوں اور یہی امام ابوحنیفہ ؒ کا مسلک ہے اور مسلم شریف جلد:۱ ص:۲۲۱ کا حوالہ دیتا ہے، کنزالدقائق کے ص ۲۴ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان اور مشکوۃ ص ۶۴ کے حاشیہ کا حوالہ بھی دیتا ہے عالمگیری میں بھی اسی دعویٰ کی تائید ہوتی ہے جبکہ عمرو اس دعویٰ کا منکر ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں زید جس بات کا مدعی ہے وہ صرف آداب صلوۃ میں سے ہے کوئی تاکیدی سنت اور حکم نہیں، کہ نہ کرنے پر ملامت کی جائے اگر امام اور مقتدی شروع اقامت سے کھڑے ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ بہتر اور افضل یہی ہے اور یہ عمل حدیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے۔

"(آداب الصلوۃ) (والقیام) لامام ومؤتم (حین قیل "حی علی الفلاح ")......(ان کان الامام بقرب المحراب والافیقوم کل صف ینتهی الیه الامام علی الاظهر)وان دخل من قدام قاموا حین یقع بصرهم علیه الا اذا أقام الامام بنفسه فی مسجدفلایقفوا حتیٰ یتم اقامته ظهیریة وان خارجه قام کل صف ینتهی الیه بحر (وشروع الامام)فی الصلاة (مذقیل قدقامت الصلوۃ) ولوأخرحتی أتمهالابأس به اجماعاً وهوقول الثانی والثلاثةوهواعدل المذاهب کمافی شرح المجمع لمصنفه"......(الدرالمختار علی الرد: ۱/۳۵۴)

"(قوله والقيام لامام ومؤتم) مسارعة لامتثال امره والظاهر انه احتراز عن التأخير لاالتقديم حتى لوقام اول الاقامة لابأس"......(حاشية الطحطاوى على الدر: ۲۱۵/۱،مکتبه رشيديه کوئٹه)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اقامت کے بعد تکبیر تحریمہ میں تاخیر کرنا:

مسئلہ(۱۰۸): امام صاحب کے لیے اقامت ہو جانے کے بعد اس طرح بولنا کہ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوں شلوار ٹخنوں سے اوپر کرلیں اس کے ساتھ کوئی ترغیبی بات جو تقریباً ایک دومنٹ پر مشتمل ہو کیسا ہے؟ شریعت میں اس کی کیا حیثیت ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ اقامت کہنے کے بعد امام کا تکبیر تحریمہ کہنے میں بلاعذر تاخیر کرنا خلاف اولی ہے اور قبل از اقامت ترغیبی بات کہنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ قوم پر ثقیل نہ ہو۔

"وينبغي للقوم اذاقاموا الى الصلاة ان يتراصوا ويسدوا الخلل ويسووا بين مناكبهم في الصفوف ولا بأس أن يأمرهم الامام بذلك ...... وفي فتح القدير وروى ابوداود والامام احمد عن ابن عمر انه ﷺ قال " أقيموا الصفوف وحاذوا بين المناكب وسدوا الخلل ولينوا بايديكم اخوانكم لاتذروا فرجات للشيطان من وصل صفا وصله الله ومن قطع صفا قطعه الله"......(البحر الرائق: ۲۱۹/۱، ۲۱۸)

"ومنها: ان المؤذن اذاقال: قدقامت الصلاة كبر الامام في قول ابي حنيفة ومحمد وقال ابويوسف والشافعي لايكبر حتى يفرغ المؤذن من الاقامة"......(بدائع الصنائع: ۲۶۷/۱)

"(وشروع الامام مذقيل قدقامت الصلاة) عندابي حنيفة ومحمد وقال ابويوسف يشرع اذافرغ من الاقامة محافظة على فضيلة متابعة المؤذن واعانة للمؤذن على

الشروع معه ...... وفی الظهیریة ولواخرحتی یفرغ المؤذن من الاقامة لاباس به فی قولهم جمیعاوالله اعلم "...... (البحرالرائق: ۱/ ۵۳۱)"

(قوله اذافرغ من الاقامة) ای بدون فصل وبه قالت الائمة الثلاثة وهواعدل المذاهب شرح المجمع وهوالاصح قهستانی عن الخلاصة وهوالحق نهرولوفصل بینهماهل تعادقال فی القنیة لوصلی السنة بعدالاقامة اوحضرالامام بعدهابساعة ولایعیدها...... عن انس قال اقیمت الصلاۃ فعرض للنبی صلی الله تعالی وسلم رجل فحبسه بعدما اقیمت الصلاۃ زادهشام فی روایته حتی نعس بعض القوم قال الشمنی فی هذاردعلی من قال اذاقال المؤذن قدقامت الصلاۃ وجب علی الامام تکبیرالاحرام وفیه دلیل علی ان اتصال الاقامة بالشروع فی الصلاۃ لیس من اکیدالسنن وانماهومن مستحباتهاکماذکره العینی وغیره من شارحی البخاری قوله(فلوأخرالخ) فالخلاف فی الاستحباب کمافی السراج"......

(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۷۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اقامت میں حیعلتین پر منہ دائیں بائیں پھیرنا:

مسئلہ(۱۰۹): نماز کے لیے اقامت کہنے والا" حی علی الصلوۃ "اور" حی علی الفلاح " پر اذان کی طرح منہ دائیں بائیں پھیرے گا یا نہیں؟ شرعی حکم بیان فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اقامت میں حیعلتین کے وقت دائیں بائیں چہرہ پھیرنے میں مختلف اقوال ہیں۔

۱۔ بعض اقوال سے تحویل وجہ کا ثبوت ملتا ہے ۲۔ بعض سے عدم تحویل کا۔

۳۔ بعض میں تفصیل ہے کہ اگر کشادہ جگہ ہو تو چہرہ پھیر لے ورنہ نہ پھیرے لیکن علامہ شامیؒ نے "منحۃ الخالق" میں دوسرے قول یعنی عدم تحویل وجہ کو راجح قرار دیا ہے۔

”(قوله ويلتفت يميناو شمالا بالصلاة والفلاح)..... واطلق في الالتفات ولم يقيده بالاذان وقدمنا عن الغنية انه يحول في الاقامة ايضاو في السراج الوهاج لايحول فيها لانها لاعلام الحاضرين بخلاف الاذان فانه اعلام للغائبين وقيل يحول اذاكان الموضع متسعا“......(البحر الرائق: ۱/ ۴۵۰، ۴۴۹)

”قال ابن عابدين في حاشيته“ قال في النهر :الثاني اعدل الاقوال“......(منحة الخالق على البحر الرائق: ۱/ ۴۵۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
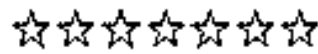
اقامت کہنے کا حق مؤذن کا ہے:

مسئلہ(۱۱۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مؤذن اذان دے کر کسی اور کو تکبیر کہنے کی اجازت دے سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی بغیر اجازت کے تکبیر پڑھ دے تو کیا نماز ہوگی یا نہیں؟ از روئے شریعت مسئلہ کی وضاحت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ بالا صورت میں مؤذن کی اجازت پر کوئی اور شخص اقامت کہہ سکتا ہے اور اجازت کے بغیر اقامت کہنا مکروہ ہے البتہ نماز ہو جائے گی۔

”وان أذن رجل وأقام آخر باذنه لابأس به وان لم يرض به الأول يكره.....الى قوله:والأفضل أن يكون المقيم هو المؤذن ولو أقام غيره جاز“......(البحر الرائق: ۱/ ۴۴۷)

”وقال صاحب المبسوط:(ولابأس بان يؤذن واحدويقيم آخر) لماروى أن عبدالله بن زيدؓ سأل رسول الله ﷺ أن يكون له في الأذان نصيب، فأمربأن يؤذن بلالؓ ويقيم هو........الى قوله:والذى روى أن الحرث الصدائى أذن في بعض الأسفاروبلال كان غائبافلمارجع بلال وأرادأن يقيم قال ﷺ ان أخا صداء أذن

ومن أذن فهو يقيم. (الحديث) انماقاله على وجه تعليم حسن العشرة لا ان خلاف ذلک لایجزئ"...... (المبسوط للسرخسي: ١/٢٧٦)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا ہر جماعت کے لیے الگ اقامت ضروری ہے؟

مسئلہ(۱۱۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جماعت ثانیہ یا جماعت ثالثہ کے لیے اقامت کہنا ضروری ہے؟ مثلاً رائے ونڈ مرکز میں استقبالیہ کی جگہ بعض اوقات ایک ہی نماز کی کئی جماعتیں ہوتی ہیں، کیا ہر جماعت کے لیے الگ اقامت کہنا ضروری ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

فرض نماز جب جماعت کیساتھ ادا کی جائے تو اقامت کہنا مسنون ہے لہذا دوسری یا تیسری مرتبہ بلکہ جب بھی جماعت ہو اس کے لیے اقامت کہنا ہوگی۔

" ثم الاذان سنة في قول عامة الفقهاء وكذا الاقامة ...... ثم هماسنة للصلوات الخمس اداء وقضاء اذاصليت بجماعة وللجمعة دون ماسواها "......(حلبی كبيرى: ٣٢٢)

"والاذان كالاقامة فيمامر (قوله فيمامر) ......وارادبمامر احكام الاذان العشرة المذكورة في المتن وهي انه سنة للفرائض لكن هي افضل منه قوله هي افضل منه ......وذكرفي الفتح ايضا انه صرح ظهيرالدين في الحواشي نقلاعن المبسوط بانها آكد من الاذان اى لانه يسقط في مواضع دون الاقامة ......ثم رأيت صاحب البدائع عدمن واجبات الصلوة الاذان والاقامة " ......(ردالمحتار : ١/٢٨٦)

"ليس على النساء اذان ولااقامة لانهماسنة الصلوة بالجماعة "......(مبسوط السرخسي : ١/٢٧٦)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اقامت میں حیعلتین پر منہ پھیرنے کا حکم:

مسئلہ(۱۱۲): محترم جناب مفتی حمید اللہ جان صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ ان مسائل کا فقہ کی روشنی میں مدلل جواب سے حل فرما کر مستفید فرمائیں۔

(۱) کیا اذان کی طرح اقامت میں بھی "حی علی الصلوۃ" اور "حی علی الفلاح" پر دائیں بائیں منہ پھیرنا چاہیئے؟

(۲) کیا اذان میں "اشھدان لاالہ الااللہ" کو دوبارہ پڑھنا مسنون عمل ہے؟ یعنی "اشھد ان محمدا رسول اللہ" کے بعد دوبارہ "اشھدان لاالہ الااللہ" پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) صورت مسئولہ میں اقامت کہتے وقت "حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح" پر دائیں بائیں منہ نہیں پھیرنا چاہیئے کیونکہ اذان میں باہر کے لوگوں کو اعلام مقصود ہوتا ہے جب کہ اقامت میں اعلام مقصود نہیں ہوتا لہذا تحویل کی ضرورت نہیں ہے۔

"واطلق فی الالتفات ولم یقیده بالاذان وقدمنا عن الغنیة انه یحول فی الاقامة ایضا وفی السراج الوهاج لایحول فیها لانها لاعلام الحاضرین بخلاف الاذان فانه اعلام للغائبین وقیل یحول اذاکان الموضع متسعا" ......(البحر الرائق: ۱/۴۵۰)

" قوله وفی السراج الوهاج لایحول الخ قال فی النهر الثانی اعدل الاقوال "......(منحة الخالق علی البحر: ۱/۴۵۰)

(۲) اذان میں "اشهد ان لااله الا الله" دو مرتبہ کہنے کے بعد "اشهدان محمدا رسول الله" دو مرتبہ یہ سنت طریقہ ہے اس کے بعد پھر دوبارہ "اشهدان لااله الاالله" کہنا صحیح نہیں ہے۔

"ولاترجیع فی الاذان وهوان یاتی بالشهادتین مرتین مخافتة ثم یرجع بعدقوله فی المرة الثانیة اشهدان محمدا رسول الله خفیا الی قوله اشهدان لااله الاالله رافعا صوته فیکرر الشهادتین فیقول کلامن الشهادتین اربع مرات مرتین

علی سبیل الاخفاء ومرتین علی سبیل الجهر کذافی الکفایة "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مؤذن کے علاوہ کسی اور کے تکبیر پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۱۱۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام قرآن وحدیث کی روشنی میں مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) مؤذن نے اذان پڑھی اب وہ کسی دوسرے شخص کو تکبیر پڑھنے کی اجازت دے سکتا ہے؟

(۲) کیا امام کو تکبیر پڑھنے کا اختیار ہے؟

(۳) اگر امام خود اذان پڑھے پھر تکبیر کون پڑھے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) جی ہاں شرعاً مؤذن کو اجازت ہے کہ وہ تکبیر کے لیے کسی اور کو کہے۔

(۳،۲) امام خود بھی تکبیر کہہ سکتا ہے اور کسی اور سے بھی کہلوا سکتا ہے۔

(۱)"وان اذن رجل واقام آخر باذنه لاباس به ،وان لم یرض به الاول یکره "

......(البحر الرائق : ۱/۴۴۷)

(۲)" ولاباس بان یؤذن رجل ویقیم غیره باذن الاول ویکره ان لم یرض به الاول"......(قاضی خان علی هامش الهندیة : ۱/۷۹)

(۳)"وان اذن رجل واقام آخران غاب الاول جازمن غیر کراهة وان کان حاضرا ویلحقه الوحشة باقامة غیره یکره وان رضی به لایکره عندنا "

......(فتاویٰ الهندیة:۱/۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اقامت کس جگہ کھڑے ہو کر کہنی چاہیے؟

مسئلہ(۱۱۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اقامت کس جگہ کھڑے ہو کر کہنی

چاہیے؟ امام کے دائیں یا بائیں طرف، اگر بائیں طرف کوئی آدمی کہہ رہا ہو اور دوسرا آدمی اس کو منع کر دے کہ دائیں طرف آکر کہو، کیا یہ منع کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ پہلی صف کے علاوہ دوسری صفوں میں اقامت کہی جا سکتی ہے یا نہیں؟ جواب مدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اقامت کے لیے کوئی جہت یا صف متعین نہیں ہے لہذا امام کے دائیں یا بائیں طرف کھڑے ہونا اور اسی طرح پہلی صف کے علاوہ کسی صف میں کھڑے ہو کر اقامت کہنا شرعاً جائز ہے۔

"ویسن الاذان فی موضع عال والاقامة علی الارض "......(البحر الرائق : ۱/۴۴۳)

"ثم المؤذن یختم الاقامة علی مکانه اویتمها ماشیا اختلف المشایخ فیه قال بعضهم یتمها علی مکانه سواء کان المؤذن اماما اوغیره وکذا روی عن ابی یوسف وقال بعضهم یتمها ماشیا...... وماروی عن ابی یوسف اصح "...... (بدائع الصنائع : ۳۷۴،۳۷۵/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا جمعہ کے لیے تمام مسجدوں میں ایک ہی اقامت کافی ہے؟

مسئلہ(۱۱۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسجد میں نماز جمعہ ادا ہو جائے تو کیا دوسری مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے اقامت کی ضرورت ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اذان و اقامت ہر فرض نماز کے لیے سنت مؤکدہ ہے لہذا جس طرح عام نمازوں کے لیے اذان و اقامت کہی جاتی ہے اسی طرح جمعہ کے لیے بھی کہی جائے گی، اور ایک مسجد کی اقامت دوسری مسجد کی اقامت کرنے کے لیے کافی نہیں ہے بلکہ ہر ایک مسجد میں نماز جمعہ کے لیے علیحدہ اقامت کہی جائے گی۔

" سن الاذان فلیس بواجب علی الاصح لعدم تعلیمه الاعرابی وکذا الاقامة

سنة مؤكدة في قوة الواجب لقول النبي ﷺ اذا حضر الصلوة فليؤذن لكم احدكم وليؤمكم اكبركم وللمداومة عليها للفرائض ومنها الجمعة "

......(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح : ۱۹۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مؤذن کے علاوہ کسی اور کے اقامت کہنے کا حکم:

مسئلہ(۱۱۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مؤذن کے اذان دینے کے بعد کوئی دوسرا آدمی مؤذن کی اجازت سے یا اس کی اجازت کے بغیر اقامت کہے تو نماز میں کوئی کراہت تو نہیں آئے گی؟ اور کیا کسی حدیث سے یہ ثابت ہے کہ ایک آدمی نے اذان دی ہو اور دوسرے نے اقامت کہی ہو؟ اگر ثابت ہو تو ضرور تحریر فرمادیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر مؤذن موجود ہے اور دوسرے کے تکبیر کہنے پر مؤذن برا نہیں مانتا اور اس کو وحشت نہیں ہوتی تو دوسرے کے تکبیر کہنے میں کوئی حرج ومضائقہ نہیں ہے، اور اگر مؤذن برا مانتا ہو تو اس کی اجازت کے بغیر تکبیر کہنا مکروہ ہے۔

ومنها ان من اذن فهو الذي يقيم وان اقام غيره فان كان يتاذى بذلك يكره لان اكتساب اذى المسلم مكروه وان كان لايتاذى به لايكره "......(بدائع الصنائع : ۱/۳۷۵)

حدیث مبارکہ سے ایک آدمی کا اذان دینا اور دوسرے کا تکبیر کہنا ثابت ہے۔

"عن محمد بن عبدالله عن عمه عبدالله بن زيد قال اراد النبي ﷺ في الاذان اشياء لم يصنع منها شيئا قال فاري عبدالله بن زيد الاذان في المنام فاتى النبي ﷺ فاخبره فقال القه على بلال قال فالقاه عليه قال فاذن بلال فقال عبدالله انا رأيته وانا كنت اريده قال فاقم انت "......(سنن ابي داؤد :۱/۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مقتدی نماز کے لیے کب کھڑے ہوں؟

مسئلہ(۱۱۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل ہمارے گاؤں کی مسجد میں ایک مسئلہ زیر بحث ہے کہ جب اقامت کہی جائے تو مقتدی کب کھڑا ہو؟

(۲) جب مکبر" حی علی الصلاۃ"اور"حی علی الفلاح " کہے تو دائیں بائیں دیکھنا ضروری ہے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

(۱) اس مسئلہ میں بہت سے اقوال ہیں لیکن کسی نے بھی کسی قول کے اختیار کرنے والے کو گنہگار نہیں کہا اورفقہائے کرام کے ان تمام اقوال کا نچوڑ یہ ہے کہ "حی علی الفلاح " سے تاخیر نہ کرے یہ مراد نہیں کہ تقدیم نہ کرے،اس لیے اگر کوئی مقتدی شروع اقامت میں کھڑا ہو یا"حی علی الفلاح" پر تو کسی کو غلط نہیں کہنا چاہیے۔

"القیام للإمام والمؤتم حین قیل حی علی الفلاح مسارعة لامتثال أمره والظاهر أنه احتراز عن التأخیر لا التقدیم حتی لو قام أول إقامة لابأس"......(طحطاوی علی الدر: ۱/ ۳۳۰)

(۲) "حی علی الصلاۃ " اور" حی علی الفلاح"میں دائیں اور بائیں دیکھنا اذان کی سنت ہے،جبکہ اقامت میں اختلاف ہے،اگر مسجد بڑی ہو تو دیکھنا چاہیے اور اگر مسجد چھوٹی ہو تو نہ دیکھنا چاہیے۔

"فیهما إیماء إلی أنه لایحول وجهه فی الإقامة لأنها لإعلام الحاضرین بخلاف الأذان وقیل:یحول إذا کان المکان متسعا كذا فی السراج والثانی أعدل الأقوال"......(النهر الفائق: ۱/ ۱۷۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مقتدی اقامت میں کس وقت کھڑے ہوں؟

مسئلہ(۱۱۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید دعویٰ کرتا ہے کہ جماعت کے لیے جب اقامت ہو تو اس وقت امام اور مقتدی اقامت میں "حی علی الصلوۃ " پر کھڑے ہوں اور یہی امام ابو حنیفہ کا مسلک ہے لیکن عمر اس دعویٰ کا منکر ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں زید جو کہتا ہے کہ امام اور مقتدی اقامت میں "حی علی الصلوۃ" پر کھڑے ہوں یہ درست ہے مگر یہ آخری وقت ہے، ائمہ ثلاثہ کا یہی مذہب ہے، عمر کا دلائل کی موجودگی میں زید کے دعویٰ کا انکار کرنا مناسب نہیں ہے۔

"ان كان المؤذن غير الامام وكان القوم مع الامام في المسجد فانه يقوم الامام والقوم اذاقال المؤذن حي على الصلوة عندعلمائنا الثلاثة وهو الصحيح" ......(فتاویٰ الهندية: ۱/۵۷)

" اما ان يكون المؤذن غير الامام اويكون هو الامام فان كان غير الامام وكان الامام مع القوم في المسجدفانه يقوم الامام والقوم اذاقال المؤذن حي على الصلوة عندعلمائنا الثلاثة وهو الصحيح "......(المحيط البرهاني : ۲/۱۰۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مقتدی اقامت میں کس وقت کھڑے ہوں؟

مسئلہ(۱۱۹): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ باجماعت نماز پڑھنے کی صورت میں مقتدی کب کھڑے ہوجائیں، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جب مکبر "حی علی الفلاح" کے الفاظ کہے تو مقتدی کھڑے ہوجائیں، آپ حضرات سے پوچھنا یہ ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں کب کھڑا ہونا درست ہے، تفصیل کے ساتھ بیان فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں امام اور مقتدی دونوں کے کھڑے ہونے کی آخری حد اس وقت تک ہے جب مکبر "حی علی الفلاح" کہے مگر اس سے پہلے بھی کھڑے ہوسکتے ہیں۔

"قال في الذخيرة يقوم الامام والقوم اذاقال المؤذن حي على الفلاح عندعلمائنا الثلاثة اه والصحيح قول علمائنا الثلاثة"......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۵۴)

"والظاهر انه احترازعن التاخير لاالتقديم حتى لوقام اول الاقامة لاباس"

......(طحطاوی علی الدر:۱/۲۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا مسجد میں دوسری جماعت کے لیے اقامت کہنا ضروری ہے؟

مسئلہ(۱۴۰): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک مسجد میں ایک جماعت ہوگئی ہو تو وہاں اگر دوسری جماعت کروائی جائے تو اس میں تکبیر یعنی اقامت پڑھنی چاہیئے یا نہیں؟ نیز اگر دوسری جماعت مسجد کے کسی برآمدے میں کروائی جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ یعنی اقامت کا، جب کہ یہ معلوم نہ ہو کہ یہ مسجد کا حصہ ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب لکھ دیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مسجد کے اندر دوسری جماعت کے لیے اقامت کہنے میں اختلاف ہے مگر اقامت کہنا بہتر ہے، خارج مسجد دوسری جماعت کی اقامت بلا اختلاف درست ہے۔

"فان دخل مع رفقائه فى مسجد قدصلى فيه باذان واقامة وصلى مع الجماعة لم يؤذن ولاباس بالاقامة بل هوالافضل بناء على ان تكرار الاذان فى وقت واحد مشوش والاقامة للحاضرين وهم فى الجماعة الثانى غير الاولين ينبغى لهم الاقامة"......(حاشية شرح الوقاية:۱/۱۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اقامت میں قیام علی "حی علی الصلوۃ" کا امر استحبابی ہے:

مسئلہ(۱۴۱): بخدمت جناب حضرت مفتی صاحب نہایت مؤدبانہ عرض ہے کہ ہمارے ہاں کچھ مساجد میں مکبر کے علاوہ سب لوگ بیٹھ جاتے ہیں اور جب وہ "حی علی الفلاح" کہتا ہے کہ اس وقت سب لوگ کھڑے ہوجاتے ہیں، اور شرح وقایہ کی اس عبارت کا حوالہ دیتے ہیں "ویقوم الامام والقوم عندحی علی الصلوۃ ویشرع

عنـد قدقامت الصلوۃ " (ص:۱۵۵) اور جو شخص پہلے سے کھڑا ہو جائے تو اس کو بری نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس کو بے ادب خیال کرتے ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح فرمائیں کہ ان لوگوں کا یہ عمل درست ہے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں جو شخص اقامت کے شروع میں ہی کھڑا ہو جاتا ہے اور دوسرے لوگ اس کو بری نگاہ سے دیکھتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ "حی علی الصلوۃ " کے وقت مقتدیوں کو قیام کا حکم استحبابی ہے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ "حی علی الصلوۃ" کے وقت تک کھڑے ہو جانا چاہیئے، اس سے تاخیر نہیں کرنی چاہیئے، یہ مطلب نہیں کہ "حی علی الصلوۃ" سے پہلے کھڑا ہونا صحیح نہیں ہے۔

"قال الطحطاوی تحت قوله والقيام لامام ومؤتم والظاهر انه احتراز عن التاخير لاالتقديم حتى لو قام اول الاقامة لاباس "......(طحطاوی علی الدرالمختار: ۱/۳۲۱)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مؤذن کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا اقامت کہنا:

مسئلہ(۱۲۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مؤذن کسی دوسرے شخص کو اقامت کی اجازت دے سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں مؤذن کسی دوسرے شخص کو اقامت کی اجازت دے سکتا ہے۔

"وان اذن رجل واقام آخر باذنه لاباس به"......(البحر الرائق: ۱/۴۴۷)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(متفرق اذان واقامت)

منفرد کے لیے گھر میں اذان واقامت کا حکم:

مسئلہ(۱۴۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ منفرد آدمی کا بغیر اذان واقامت کے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ ازروئے شریعت واضح فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

منفرد آدمی کا بغیر اذان واقامت کے نماز ادا کرنا درست ہے، البتہ منفرد اگر گھر میں نماز ادا کرے تو اذان واقامت مستحب ہے۔

"وندب الاذان والاقامة للمسافر والمقيم في بيته"......(الهندية: ۱/ ۵۴)

"وذكر الشارح ان الضابط عندنا ان كل فرض اداء كان اوقضاء يؤذن له ويقام سواء ادى منفرداأوبجماعة الاالظهر يوم الجمعة في المصر فان اداءه باذان واقامة مكروه"......(بحر الرائق: ۱/ ۴۵۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی منڈوانے والے کی اذان واقامت کا حکم:

مسئلہ(۱۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مٹھی سے کم ڈاڑھی رکھنے والا اور بالکل ڈاڑھی منڈوانے والا، جبکہ اس کے اذان کے تلفظ بھی غلط ہیں، ایسے شخص کی اذان اور تکبیر کیسی ہے، جبکہ وہاں مکمل ڈاڑھی والا اور اذان وتکبیر کے صحیح تلفظ والا موجود ہے؟ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں مسئلہ کی توضیح فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں چونکہ ڈاڑھی منڈوانا یا کترواکر مٹھی بھر سے کم کرنا موجب فسق ہے، لہٰذا مذکورہ شخص کی اذان وتکبیر بوجہ فسق اور تلفظ صحیح نہ ہونے دونوں وجہ سے مکروہ تحریمی ہے۔

"ويستحب ان يكون المؤذن صالحا عالما بالسنة واوقات الصلوة وعلى وضوء......(مراقي الفلاح على نور الايضاح: ۴۶)

"وصرحوا بكراهة اذان الفاسق من غير تقييده بكونه عالما أو غيره"......

(البحر الرائق: ۱/ ۲۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

"ترجیع فی الاذان" اور" ایتار فی الاقامۃ" کا حکم:

مسئلہ(۱۲۵): محترم ومکرم جناب حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

درج ذیل سوالات کے جوابات عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(۱) رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق تکبیر کے کلمات کو ایک ایک مرتبہ کہا جائے گا یا دو دو مرتبہ؟

(۲) اکہری تکبیر کبھی تھی یا نہیں اگر تھی تو آیا منسوخ ہوگئی ہے؟

(۳) دوہری تکبیر کب سے نافذ العمل ہے؟

(۴) ترجیع کی اذان کی کیا صورت حال ہے؟

(۵) ترجیع کی اذان میں تکبیر کی کیا صورت ہوگی؟

(۶) کیا نماز اکہری تکبیر سے ہوجاتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۳،۲،۱) روایات کثیرہ صحیحہ تکبیر دوہری ہونے کی ہیں، البتہ بعض روایات میں تکبیر اکہری بھی آتی ہے، بعض حضرات نے اس کے نسخ کا قول کیا ہے، بعض نے یوں تطبیق دی ہے کہ اذان میں جدا جدا فصل کے ساتھ تکبیرات کہیں اور تکبیر جلدی جلدی بغیر فصل کے کہیں، اور بعض حضرات نے ترجیح کا یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ دوہری تکبیر والی روایات راجح ہیں۔

(۵،۴) ہمارے نزدیک عدم ترجیع افضل ہے گو جائز ترجیع بھی ہے، اور واضح ہو کہ ترجیع صرف شہادتین میں ہوگی، تکبیرات اور دیگر کلمات اذان میں نہیں ہوگی۔

(۶) ترجیع وعدم ترجیع اور اسی طرح تکبیر کے افراد وتثنیہ کا جو اختلاف ہے یہ صرف اولیٰ اور خلاف اولیٰ کا ہے جواز اور عدم جواز کا نہیں ہے، اذان تکبیر اور نماز بہر صورت جائز ہے۔

"عن عبدالعزیز بن رفیع قال سمعت ابامحذورۃ یؤذن مثنی مثنی ویقیم مثنی"

......(طحاوی : ۱/۹۴)

"عن الاسود بن یزید ان بلالا کان یثنی الاذان ویثنی الاقامۃ و کان یبدأ بالتکبیر ویختم بالتکبیر"......(مصنف عبدالرزاق / ۱/۴۶۲)

(طحاوی: ۱:۹۴ ،مکتبہ رحمانیہ)دارقطنی :۱/۳۴۵)

جن صحابہ کرام سے دوہری تکبیر مروی ہیں ان کے اسماء گرامی اور حوالہ جات درج ذیل ہیں۔

(۱)حضرت عبداللہ بن زید الانصاری رضی اللہ عنہ، یہ روایت کئی طریقوں سے مروی ہے (۲) حضرت ابومحذورۃ رضی اللہ عنہ (۳) حضرت بلال رضی اللہ عنہ (۴)سلمۃ بن اکوع رضی اللہ عنہ (۵) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ (۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ (۷) حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ (۸) اصحاب علی واصحاب عبداللہ،ان حضرات سے کئی طریقوں سے تثنیہ اقامت مروی ہے (مصنف ابن ابی شیبۃ ۱/۲۰۳)

(طحاوی:۱/۹۳،صحیح ابی عوانہ:۱/۳۳۱،جامع ترمذی:۱/۴۸،سنن نسائی:۱/۷۳،سنن دارمی:۱/۲۱۷،سنن ابن ماجۃ:۱/۵۲،سنن ابی داؤد:۱/۷۳،طحاوی:۱/۹۵،دارقطنی:۱/۲۴۲،مصنف عبدالرزاق:۱/۴۶۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی منڈے کا اذان واقامت کہنا:

مسئلہ(۱۲۶): قابل محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ باریش لوگوں کے ہوتے ہوئے بغیر ڈاڑھی والے اذان دے سکتے ہیں کہ نہیں؟

ہم نے پڑھا ہے کہ اگر ڈاڑھی منڈا اذان یا اقامت کہے تو اس کی اذان یا اقامت مکروہ تحریمی ہے اور اذان اور اقامت کا لوٹانا مستحب ہے، ہم نے اپنے امام صاحب جو کہ عالم ہیں ان سے اس مسئلے پر بات کی ،تو انہوں نے کہا کہ ایک دن ڈاڑھی والا اور ایک دن بغیر ڈاڑھی والا اذان یا اقامت کہہ لے جب کہ باریش لوگ موجود ہیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

ڈاڑھی منڈانا اور مٹھی سے کم ہو تو کٹوانا حرام ہے اور اس کا مرتکب شرعاً فاسق ہے اور فاسق کی اذان مکروہ

تحریمی ہے اوراس کی اذان کا اعادہ مستحب ہے،لہٰذا امام موصوف کا یہ فیصلہ کہ ایک دن ڈاڑھی والا اور ایک دن ڈاڑھی منڈا اذان واقامت کہے غلط ہے، بلکہ انتظامیہ کو چاہیئے کہ اذان کے لیے مؤذن مقرر کریں جو کہ مسائل سے بھی واقف ہو اور متشرع بھی ہو۔

”ویکرہ اذان جنب واقامۃ محدث لااذانہ وامرأۃ وفاسق الی ان قال ویعاد اذان جنب ندبا لااقامتہ الخ“...... (الدرعلی الرد : ۱/۳۸۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

باشرع آدمی کی موجودگی میں فاسق کا اذان واقامت کہنا:

مسئلہ(۱۶۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایسا شخص جو ڈاڑھی منڈواتا ہو یا ایسا شخص جس نے ڈاڑھی فیشن کے طور پر یعنی سنت رسول کے مطابق نہ رکھی ہو کسی ایسے شخص کی موجودگی میں جس نے ڈاڑھی شریعت اور سنت رسول کے عین مطابق رکھی ہو اذان اور تکبیر کہہ سکتا ہے؟ جب کہ باشرع ڈاڑھی والا شخص اس فریضہ کو ادا کرنے کے لیے تیار ہو۔

برائے مہربانی قرآن وحدیث کے مطابق جواب مرحمت فرمادیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں ڈاڑھی منڈوانے والا شخص فاسق ہے اور فاسق کی اذان مکروہ تحریمی ہے ،لہٰذا اذان وہ شخص دے جو کہ پابند شریعت ہو نیز قبضہ سے کم کرنے والا بھی فاسق ہے اور اس کا حکم بھی منڈوانے کی طرح ہے۔

”وینبغی ان یکون المؤذن رجلا عاقلا صالحا تقیا عالمابالسنۃ کذافی النھایۃ“......(فتاوی الھندیۃ: ۱/۵۳)

”ویکرہ اذان الفاسق ولایعاد ھکذافی الذخیرۃ “......(فتاوی الھندیۃ: ۱/۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا اذان اور تکبیر کے بغیر جماعت ہوسکتی ہے؟

مسئلہ(۱۴۸): محترم ومکرم جناب حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا اذان اور تکبیر کے بغیر جماعت ہوسکتی ہے؟ آپ برائے مہربانی حضور ﷺ کی شریعت کے حوالہ سے بیان فرمادیں کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ بغیر اذان اور تکبیر کے جماعت جائز ہے۔

(۲) ایک بچہ زندہ پیدا ہوا اور تین گھنٹے کے بعد فوت ہوگیا اس کے کان میں اذان اور تکبیر نہیں کہی گئی، کیا اس کا جنازہ جائز ہے؟ قرآن اور حدیث کی روشنی سے بندہ کو بیان فرمادیں تاکہ آئندہ ہم اس پر عمل کرسکیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جماعت تو ہوجائے گی لیکن اذان واقامت کو ترک کرنا مکروہ ہے اس کا گناہ ہوگا "کمافی الهداية ،فان ترکهماجميعا يکره"......(هدايه : ۱/۹۰)

"فان ترکهما جميعا يکره ولو اکتفیٰ بالاقامة جاز لان الاذان لاستحضار الغائبين والرافقة حاضرون والاقامة لاعلام الافتتاح وهم اليه محتاجون"......(هداية: ۱/۹۰)

"فان ترکهما جميعا يکره لانه صار تارکاللصلاة بجماعة حقيقة وتشبيها وترک الصلوة بجماعة مکروه فکذاترک التشبه يکون مکروها کمافی الصوم متی عجز عن الصوم وقدر علی التشبه کره ترک ذلک فکذاهذا "......(کفايه علی فتح القدير :۱/۲۲۲)

"واذالم يؤذن فی تلک المحلة يکره له ترکهما "......(فتاویٰ الهندية: ۱/۵۴)

(۲) جنازہ تو ادا کرنا ہوگا کیونکہ وہ مسلمان ہے اور اگر جنازہ بھی چھوڑ دیا تو اس کا گناہ ہوگا جبکہ پہلے ترک اذان واقامت کی غلطی کی ہے۔

"من استهل بعدالولادة سمی وغسل وصلی عليه لقوله اذا استهل المولود صلی عليه وان لم يستهل لم يصل عليه "......(هدايه: ۱/۱۹۳)

" ومن صفتها انهافرض کفایة اذاقام بهاالبعض وفی شرح المتفق وحدا کان اوجماعة ذکرا اواناثا سقط عن الباقین واذاترکوا کلهم اثموا "......(فتاویٰ التاتارخانیة: ۲/۱۱۷)

" ولووحده اولمولود لانه سنة الاذان مطلقا (قوله ولووحده)......انه من سنن الاذان فلایخل المنفرد بشیء منها حتی قالوا فی الذی یؤذن للمولود ینبغی ان یحول "......(درمع الرد: ۱/۳۸۵)

" قوله حتی قالوا فی الذی یؤذن للمولود ینبغی ان یحول قال السندی فیرفع المولود عندالولادة علی یدیه مستقبل القبلة ویؤذن فی اذنه الیمنی ویقیم فی الیسریٰ"......(تقریرات الرافعی علی الرد : ۱/۳۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی منڈے شخص کی اذان واقامت کا حکم:

مسئلہ(۱۲۹): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کیاڈاڑھی منڈوانے والا یا کتروانے والا اذان واقامت کہہ سکتا ہے یانہیں؟اگر کہہ لے تو کیا دونوں واجب الاعادہ ہیں یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ڈاڑھی مونڈنے والے شخص کی اذان واقامت کہنامکروہ ہے،اذان کا اعادہ مستحب ہےاوراقامت کااعادہ نہیں ہے۔

"قوله ویعاد اذان جنب الخ زادالقهستانی والفاجر والراکب والقاعد والماشی والمنحرف عن القبلة وعلل الوجوب فی الکل بانه غیر معتد به والندب بانه معتدبه الاانه ناقص قال وهوالاصح کمافی التمرتاشی "......(فتاویٰ شامی: ۱/۲۸۹)

" قوله وکره اذان الجنب واقامته واقامة المحدث واذان المرأة والفاسق والقاعد والسکران " ......(البحرالرائق : ۱/۴۵۸)

" یعاد اذان الجنب لااقامته علی الاشبه کذافی الهدایة وهوالاصح کمافی المجتبیٰ لان تکراره مشروع کمافی اذان الجمعة لانه لاعلام الغائبین فتکریره مفید لاحتمال عدم سماع البعض بخلاف تکرار الاقامة اذهوغیرمشروع "......(البحرالرائق : ۱/۴۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بغیرڈاڑھی والے شخص کی اذان واقامت کا حکم:

مسئلہ(۱۳۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

کہ وہ شخص جس کی ڈاڑھی نہ ہو کیا وہ اذان اور اقامت کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ ایک جگہ ہم نے پڑھا ہے کہ بغیرڈاڑھی والے شخص کا اذان واقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اس سے ڈاڑھی کم کرنا گناہ ہے اور ایسا آدمی فاسق ہے اور فاسق کا اذان واقامت کہنا مکروہ ہے۔

" قوله والسنة فیها القبضتوهوان یقبض الرجل لحیته فمازاد منها علی قبضة قطعه "......(فتاویٰ شامی: ۵/۲۸۸)

" یکره اذان الفاسق ولایعاد اذانه لحصول المقصود به"......(فتاویٰ التاتارخانیة: ۱/۳۸۰)

" ویکره اذان الفاسق ولایعاد هکذافی الذخیرة"......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان واقامت کے بعض ضروری مسائل:

مسئلہ(۱۳۱): محترم ومکرم حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ چند مسائل درپیش ہیں ان کی وضاحت فرمادیں آپ کی مہربانی ہوگی۔

(۱) ایک آدمی نے بغیر وضو کے اذان دے دی کیا یہ اذان ہوگئی یا دوبارہ دینی چاہیئے؟

(۲) اذان کا جواب کن الفاظ میں کس طرح دینا چاہیئے؟

(۳) "حی علی الصلوۃ "اور" حی علی الفلاح" پر چہرہ نہیں پھیرا تو کیا اذان ہوگئی؟

(۴) اگر مولوی صاحب تقریر کررہے ہوں اور اذان شروع ہوجائے تو کیا تقریر کو بند کردیا جائے یا جاری رکھا جائے؟

(۵) اگر اذان کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو کیا کرنا چاہیئے؟ کیا اذان پوری کر کے دوبارہ دی جائے یا بند کر کے دوبارہ وضو کر کے دی جائے؟

(۶) ایک باباجی اذان دیتے ہیں حالانکہ ان کی ڈاڑھی نہیں ہے تو کیا اذان ہوجاتی ہے؟

(۷) جمعہ والے دن دوسری اذان کس جگہ کھڑے ہو کر دینی چاہیئے؟

(۸) ایک شخص اذان کے وقت مسجد کے اندر تھا اذان کے بعد وہ مسجد سے باہر نکل جائے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) اگر کسی نے بغیر وضو کے اذان دی تو اذان ہوجائے گی اعادہ کی ضرورت نہیں البتہ بہتر یہ ہے کہ باوضو ہو کر اذان دی جائے۔

" ویکرہ اقامۃ المحدث واذانہ لماروینا ولمافیہ من الدعاء لمالایجیب بنفسہ واتبعت ھذہ الروایۃ لموافقتھا نص الحدیث وان صحح عدم کراھۃ اذان المحدث "......(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۹۹)

"ولایکرہ اذان المحدث فی ظاھر الروایۃ ھکذافی الکافی وھوالصحیح کذافی الجوھرۃ النیرۃ "......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۵۴)

(۲) اذان کے جواب میں وہی الفاظ کہیں گے جو مؤذن کہتا ہے البتہ احناف کے نزدیک "حی علی الفلاح حی علی الصلوۃ" کے جواب میں" لاحول ولاقوۃ الاباللہ"کہنا اولیٰ ہے۔

"(من سمع الاذان بان یقول کمقالتہ الافی الحیعلتین) فیحوقل (قولہ

فیحوقل) ای یقول لاحول ولاقوۃ الاباللہ وزاد فی عمدۃ المفتی ماشاء اللہ کان وخیر بینھما فی الکافی وفصل فی المحیط بان یاتی بالحوقلۃ مکان الصلوۃ وبالمشیئۃ مکان الفلاح اسمعیل والمختار الاول "......(درمع الشامی : ۱/۲۹۳)

"یجب علی السامعین عندالاذان الاجابۃ وھی ان یقول مثل ما قال المؤذن الافی قولہ حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح فانہ یقول مکان حی علی الصلوۃ لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم ومکان قولہ حی علی الفلاح ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن کذافی محیط السرخسی"......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۵۷)

(۳) اذان کے دوران حیعلتین پر چہرہ نہ پھیرنے کی صورت میں اذان ہوجائے گی البتہ خلاف سنت ہے۔

"قولہ(ویلتفت یمینا وشمالا بالصلاۃ والفلاح) لماقدمناہ ولفعل بلال رضی اللہ عنہ علی ماروہ الجماعۃ ثم اطلقہ فشمل ماذاکان وحدہ علی الصحیح لکونہ سنۃ الاذان فلایترکہ خلافا للحلوانی لعدم الحاجۃ الیہ "......(البحرالرائق : ۱/۳۴۹)

"ویلتفت فیہ یمینا ویسارا بصلاۃ وفلاح ولووحدہ اولمولود لانہ سنۃ الاذان مطلقا(قولہ بصلاۃ وفلاح)لف ونشر مرتب یعنی یلتفت فیھما یمینا بالصلاۃ ویسارا بالفلاح وھوالاصح کمافی القھستانی عن المنیۃ وھوالصحیح کمافی البحر والتبیین وقال مشایخ مرویمنۃ ویسرۃ فی کل کذافی القھستانی ح قال فی الفتح والثانی اوجہ وردہ الرملی بانہ خلاف الصحیح المنقول عن السلف(قولہ وحدہ الخ) اشار بہ الی رد قول الحلوانی انہ لا یلتفت لعدم الحاجۃ الیہ ح وفی البحر عن السراج انہ من سنن الاذان فلایخل المنفرد بشیء منھا حتی قالوا فی الذی یؤذن للمولود ینبغی ان یحول "......

(درمختار مع الشامی : ۱/۲۸۵)

(۴) جب اذان کی آواز سنائی دے تو سب کام چھوڑ کر اذان کا جواب دینا چاہیے حتی کہ اگر قرآن پاک کی تلاوت کر رہا ہو تو اس سے بھی رک جانا چاہیے لہذا تقریر کو روک کر اذان کا جواب دینا چاہیے، واضح رہے کہ صرف اپنی مسجد کی اذان کا جواب دینا ضروری ہے۔

"ولاینبغی ان یتکلم السامع فی خلال الاذان والاقامة ولایشتغل بقراء ة القرآن ولا بشیء من الاعمال سوی الاجابة ولو کان فی القراء ة ینبغی ان یقطع ویشتغل بالاستماع والاجابة کذافی البدائع "......(فتاویٰ الهندية: ۱/۵۷)

" وسئل ظهیرالدین عمن سمع فی وقت من جهات ماذاعلیه؟ قال اجابة اذان مسجده بالفعل "......(البحر الرائق : ۱/۴۵۲) (۵)

(۵) اگر اذان کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو اذان کو پورا کرلیا جائے دوبارہ اذان دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

"ولو سبقه الحدث فی احدهما فذهب لیتوضأ یستقبل غیره اوهواذارجع هکذافی فتاوی قاضی خان قال مشایخنا رحمهم الله الاولی ان یتم الاذان ان احدث فیه واتم الاقامة ان احدث فیها ثم یذهب ویتوضأ کذافی المحیط "......(فتاویٰ الهندية: ۱/۵۵)

" (قوله وذها به للوضوء) لکن الاولی ان یتممهما ثم یتوضأ لان ابتداء هما مع الحدث جائز فالبناء اولی بدائع"......(فتاویٰ شامی : ۱/۲۸۹)

(۶) ایک مشت ڈاڑھی کا رکھنا واجب ہے اس سے کم کروانا یا منڈوانا حرام ہے اس سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے، اور فاسق کی اذان مکروہ ہے۔

"اماالاخذ منها وهی دون ذلک کمایفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد واخذ کلها فعل یهود الهند ومجوس الاعاجم "......(درمختار علی الشامی : ۲/۱۲۳)

" ویکره اذان الفاسق ولایعاد هکذافی الذخیرة "......(فتاویٰ الهندية: ۱/۵۴)

(۷)　جمعہ کی دوسری اذان خطیب کے سامنے کھڑے ہو کر دی جائے گی۔

"ویوذن ثانیابین یدیه ای الخطیب(قوله ویوذن ثانیا بین یدیه) ای علی السبیل السنیة کما یظهر من کلامهم رملی"......(درمختار مع الشامی : ۱/۶۰۷)

"(قوله فاذاجلس علی المنبر اذن بین یدیه واقیم بعدتمام الخطبة) بذلک جری التوارث والضمیر فی قوله بین یدیه عائد الی الخطیب الجالس وفی القدوری بین یدیه المنبر وهومجاز اطلاقا لاسم المحل علی الحال کمافی السراج الوهاج فاطلق اسم المنبر علی الخطیب "......(البحرالرائق : ۲/۲۷۴)

(۸)　اذان کے بعد مسجد سے بغیر ضرورت کے باہر نکلنا مکروہ ہے بشرطیکہ وضو ہو اور نکلنے کے لیے شرعی ضرورت نہ ہو۔

"وکره تحریما للنهی خروج من لم یصل من مسجداذن فیه جری علی الغالب والمراد دخول الوقت اذن فیه اولاالالمن ینتظم به امرجماعة اخری اوکان الخروج لمسجد حیه ولم یصلوا فیه اولاستاذه لدرسه اولسماع الوعظ اولحاجة ومن عزمه ان یعود نهر"......(درمختار علی الشامی : ۱/۵۲۸)

"وکره خروجه من مسجد اذن فیه اوفی غیره حتی یصلی لقوله ﷺ لایخرج من المسجد بعدالنداء الامنافق اورجل یخرج لحاجة یریدالرجوع الااذاکان مقیم جماعة اخریٰ کامام ومؤذن لمسجد آخر لانه تکمیل معنی"......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح :۴۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قوم لوط والا عمل کرنے والے کی اذان واقامت:

مسئلہ(۱۳۲):　بوڑھا معزز شخص (ریٹائرڈ حکومتی ملازم) نوعمر دینی طالب علم کے ساتھ جبراً لواطت میں مسلسل

ملوث رہا پتہ چلنے پر چار پابند شریعت اچھی شہرت کے حامل شاہدوں نے فاعل ومفعول کو (اچانک کمرے کو جو کہ اندر سے چٹخنی کے ساتھ بند کیا گیا تھا، بزور قوت کھولنے پر) برہنہ حالت میں ایک دوسرے سے شرمگاہیں متصل لپٹے ہوئے دیکھا۔

مذکور نے موقع پر تحریری طور پر سابقاً کئی ماہ سے لیٹنے، چمٹنے اور چومنے کا اقرار کیا اور چاروں گواہان نے دستخط کیے، جس پر عمر رسیدہ ہونے کے سبب کسی تعزیر کے بغیر چپکے سے اس دینی ادارے کے کمرہ جس کو کہ وہ عاریتاً اپنے کھانے سونے اور دیگر تصرفات میں لیے تھا سے نکال کر اس کے گھر روانہ کر دیا گیا۔

مذکور اب صحت واقع سے قسمیں اٹھا اٹھا کر نہ صرف منحرف ہو گیا ہے بلکہ گواہان کو اپنے خلاف منصوبہ بندی کے مورد الزام ہونے کا شدت کے ساتھ پروپیگنڈہ کرتا ہے۔

صرف چند غیر عالم پابند صوم وصلوٰۃ لوگ واقع کی خبر کے باوجود مذکور کی ادارہ میں موجودگی، تکریم وتعظیم مثلاً دینی باتیں کرنے کے لیے ان کو پھر منبر مسجد پر تشکیل کرنا ان کو تعظیماً تکیہ پیش کرنا، سلام، مصافحہ اور معانقہ کرنا وغیرہ نہ صرف خود کرتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی یہ کہہ کر کہ ہم یا تم نے اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا ایسا کرنے کی تحریص وترغیب دیتے ہیں، مزید برآں مسلمان کی پردہ پوشی نہ کرنے کی وعیدوں کا خوف دلاتے ہیں۔

کیا ارشاد فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ مذکورہ کے بارے میں

(عرض ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات حسب ترتیب یعنی ارقام وار تحریر فرمائے جاویں)

استفسارات:

(۱) کیا یتیم طالب علم اور بیوہ ماں جو آج بھی دینی اداروں میں شرعی تقاضوں کو پورا ہوتا دیکھنے کے لیے اشکبار ہیں کے لیے انصاف واشک شوئی کی ذمہ داری کسی پر عائد ہوتی ہے یا نہیں؟ اس کی شکل کیا ہوگی؟

(۲) پابند شریعت چار آدمیوں کی گواہی کو جھٹلانے والے کے لیے شریعت کیا حکم فرماتی ہے؟

(۳) دینی اور اصلاحی مجالس جہاں کے لوگ دین جاننے اور سیکھنے کی غرض سے آئیں ایسے شخص کو منبر مسجد پر بٹھانے کے بارے میں شریعت کیا فرماتی ہے؟

(۴) دینی ادارے یا کام میں ایسے شخص کو ذمہ دار بنانے کی کیا حیثیت ہے؟

(۵) ایسے شخص کو تکبیر کہنے یا امام صاحب کے پیچھے صف اول میں کھڑا ہونے کا کیا حکم شرعی ہے؟

(۶) مذکور سے تعلقات رکھنا اور اس کی تکریم وتعظیم، ان کو تکیہ پیش کرنا، سلام، مصافحہ اور معانقہ وغیرہ کرنے پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۷) کیا مذکور سے تعاون کرنے اور اس کی ترغیب دینے والوں کا فعل درست ہے شریعت ان کی براءت یا سزا کے بارے میں کیا فرماتی ہے؟

(۸) کیا ایسے معاملات میں شریعت کی تطبیق چاہنے والے مسلمان کی پردہ دری کے ضمن میں داخل ہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

حالت مباشرت میں یعنی جس وقت اس کو وہ فعل کرتے دیکھا تھا، اس وقت اس کو سزا دے سکتے تھے، لیکن اس کے بعد حکومت وقت ہی اس کو سزا دے سکتی ہے۔

" قالوا لکل مسلم اقامة التعزیر حال المباشرة المعصیة امابعدالمباشرة فلیس ذالک لغیر الحاکم " ......(فتاویٰ الهندیة : ۲/۱۶۷)

بشرط صحت سوال صورت مذکورہ میں ایسے شخص کے لیے اذان واقامت کہنا یا اس کو وعظ کہنے کے لیے مقرر کرنا جائز نہیں، اور اس طرح اس کی تعظیم وغیرہ کرنا بھی درست نہیں، اور ایسے شخص سے بائیکاٹ کرنا بھی درست ہے جب کہ مذکورہ شخص توبہ نہ کرلے۔

"ویکرہ اذان الفاسق ولایعاد ھکذافی الذخیرة "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
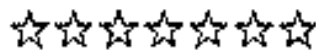
ان پڑھ جاہل کی اذان اور اقامت کا حکم:

مسئلہ(۱۳۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کی بابت کہ اگر کوئی مؤذن جو کہ ان پڑھ ہے "اللہ اکبر" میں لفظ "اللہ" کے ہمزہ اور "اکبر" کی ب پر کھڑی زیر اور کاف کو موٹا پڑھے اور اشھدان کے ہاء پر کھڑی زبر اور ان کے نون کا الف بڑھادے، اور محمد کی میم پر کھڑی زبر پڑھے، اور "حی علی الصلوۃ" کے حرف یاء پر کھڑی زبر اور حرف صاد پر کھڑی زبر پڑھے، اور ایسے ہی "حی علی الفلاح" کے فاء پر کھڑی زبر پڑھے، اور بسا اوقات اللہ اکبر کے بجائے اقدر کہے، اور رونے والی آواز نکالے بجائے خوش الحانی کے۔

(۱) ایسی اذان واقامت کے متعلق کیا حکم ہے اعادہ ہوگا یا نہیں؟

(۲) اور ایسی اذان کے جواب کے متعلق کیا حکم ہے؟

(۳) جماعت کے متعلق کیا حکم ہے کہ وہ اذان واقامت کے ساتھ ادا کی گئی ہے یا نہیں؟

(۴) اور ایسی اذان پر اجرت لینا اور دینا کیسا ہے؟

(۵) اذان کی آواز نوحہ کی شکل میں ایسی معیوب آواز ہوتی ہے جس سے بجائے ترغیب الی الصلوۃ کے نفرت الی الصلوۃ کا مادہ پیدا ہوتا ہو اور ایسے اذان دینے سے معنی میں کوئی خرابی ہوگی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ مؤذن ایسے شخص کو مقرر کرنا چاہیے جو نیک دیندار اور مسائل اذان و اقامت اور اوقات نماز سے واقف ہو۔

صورت مسئولہ میں بشرط صحت بیان اگر کسی مؤذن کی اذان میں اس قدر متعدد فحش غلطیاں ہوں تو اسے اولین فرصت میں تبدیل کر کے اس کی جگہ پر کسی دوسرے شخص کو جو اذان و اقامت کے مسائل سے واقف ہو اور اذان صحیح دیتا ہو مقرر کرنا چاہیے، اور ایسی اذان و اقامت واجب الاعادہ ہوگی اور ایسی اذان و اقامت کے ساتھ ہونے والی جماعت تو ہو جائیگی مگر اذان و اقامت کے بغیر ہوگی، اور ایسی اذان و اقامت پر اجرت لینا دینا منع ہے، جیسا کہ علامہ حصکفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"وینبغی ان یکون المؤذن رجلا عاقلا صالحا تقیا عالمابالسنة کذافی النهایة"......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۳)

"فلاتقول آللہ اکبر لانه استفهام وانه لحن شرعی اومقطوع حرکة الاخر للوقف...... ولالحن فیه ای تغنی یغیر کلماته فانه لایحل فعله وسماعه کالتغنی بالقرآن وبلاتغییر حسن، وفی الشامیة (قوله یغیر کلماته) ای بزیادة حرکة اوحرف اومد اوغیرها فی الاوائل والاواخر قهستانی(قوله وبلا تغییر حسن) ای والتغنی بلاتغییر حسن فان تحسین الصوت مطلوب ولاتلازم بینهما بحروفتح"......(الدرمع الرد :۲۸۵،۱/۲۸۴)

نیز فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔

"والمد فی اول التکبیر کفروفی آخره خطأ فاحش......ویکره التلحین وهوالتغنی بحیث یؤدی الی تغیر کلماته کذافی شرح المجمع لابن

الملک وتحسین الصوت للاذان حسن مالم یکن لحنا کذافی السراجیة"……(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۶)

نیز فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے۔

"ویکره للمؤذن ان یقول الله اکبر ویطول ذلک"……(فتاویٰ تاتارخانیه: ۱/۳۷۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جب ڈاڑھی والا شخص موجود نہ ہو تو ڈاڑھی منڈے کا اذان واقامت کہنا:

مسئلہ(۱۳۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ڈاڑھی کے بغیر کوئی شخص اذان یا اقامت کہہ سکتا ہے؟ جب کہ ڈاڑھی والا انسان امام کے پیچھے نہ ہو یا اگر موجود ہو تو کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ڈاڑھی منڈا شخص فاسق ہے لہٰذا اس کی اذان اور اقامت مکروہ ہے اور فقہاء نے اذان کا اعادہ مستحب لکھا ہے، لہٰذا اذان واقامت ڈاڑھی والے اشخاص ہی کہیں، لیکن اگر کوئی شخص بھی ڈاڑھی والا نہ ہو پھر ڈاڑھی منڈا شخص ہی اذان واقامت کہے اگر چہ اس کی اذان واقامت اس صورت میں بھی مکروہ ہے لیکن اس کراہت کی وجہ سے اذان واقامت کو نہیں چھوڑا جائے گا۔

"قال صاحب تنویر الابصار، ویکره اذان جنب واقامته واقامة محدث لااذانه وامرءة وفاسق…… ویعاد اذان جنب ……لااقامتهم وقال الشامی تحته(قوله ویعاد اذان جنب) زادلقهستانی والفاجر"…… (درمختار مع ردالمحتار: ۱/۲۸۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پینٹ پتلون پہننے والے شخص کا اذان واقامت کہنا:

مسئلہ(۱۳۵): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص ڈاڑھی

منڈواتا ہے اور پینٹ پتلون پہنتا ہے اور اذان واقامت بھی کہتا ہے ،آیا اس کا اذان واقامت کہنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

فاسق کی اذان واقامت مکروہ تحریمی ہے،اس کی اذان کا اعادہ مستحب ہے،اقامت نہ لوٹائی جائے بنا بریں مسجد انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ اس کو اذان واقامت کہنے سے روکیں ورنہ اس کا گناہ انتظامیہ کے سر ہوگا۔

" ویکره اذان جنب واقامته واقامة محدث لااذانه علی المذهب وامرء ة وفاسق الی قوله ویعاد اذان جنب ندبا وقیل وجوبا لااقامته لمشروعیة تکراره فی الجمعة دون تکرارها وقال فی الشامیة تحت (قوله ویکره اذان جنب)...... وظاهره ان الکراهة تحریمیة بحر...... (قوله ویعاد اذان الجنب) زادالقهستانی والفاجر والراکب والقاعد والماشی والمنحرف عن القبلة وعلل الوجوب فی الکل بانه غیر معتدبه والندب بانه معتدبه الاانه ناقص قال وهوالاصح کمافی التمرتاشی "...... (الدرالمختار مع ردالمحتار: ۱/۲۸۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بغیر ڈاڑھی والے شخص کے اذان واقامت کہنے کا حکم:

مسئلہ(۱۳۶): جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور

جناب عالی!

گزارش ہے کہ ایک مسئلہ زیر بحث ہے جس کے لیے آپ کا فتویٰ درکار ہے مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل مسئلہ پر اپنا فتویٰ جاری کریں،عین نوازش ہوگی۔

کیا کوئی شخص بغیر ڈاڑھی کے اذان دے سکتا ہے،اور اس کے بعد اقامت کے لیے تکبیر بھی کہہ سکتا ہے اگر کوئی ایسا کرے تو کیا اسے روک دیا جائے،اس کے بعد بھی اگر کوئی ایسا کرے تو کیا نماز ہو جائے گی؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ڈاڑھی مونڈنا مونڈوانا اور شرعی مقدار (ایک مشت) سے کٹوا کر کم کرنا شرعاً ناجائز ہے،اور ایسا شخص فاسق

ہے اور فاسق کا اذان اور تکبیر کہنا اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، لہذا فاسق کو اذان وتکبیر سے روکا جائے اور کسی صالح مؤذن ومکبر کا بندوبست کریں، اگر روکنے کے باوجود ایسا کرلیا تو بہرحال اذان، تکبیر اور نماز ذمہ سے ساقط ہوجائینگی۔

"زادفی البزازیة وان باذن الزوج لانه لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق ولذایحرم علی الرجل قطع لحیته والمعنی المؤثر التشبه بالرجال انتهیٰ فائدة، روی الطبرانی عن ابن عباس رفعه من سعادة المرء خفة لحیته واشتهر ان طول اللحیة دلیل علی خفة العقل وانشدبعضهم مااحدطالت له لحیة فزادت اللحیة فی هیئته الاوما ینقص من عقله اکثر ممازادفی لحیته (لطیفة)نقل عن هشام بن الکلبی قال حفظت مالم یحفظه احد ونسیت مالم ینسه احدحفظت القرآن فی ثلاثة ایام واردت ان اقطع من لحیتی مازاد علی القبضة فنسیت فقطعت من اعلاها (قوله لاطاعة لمخلوق) رواه احمد والحاکم عن عمران بن حصین (قوله والمعنی المؤثر) ای العلة المؤثرة فی اثمها التشبه بالرجال فانه لایجوز کالتشبه بالنساء حتی قال فی المجتبیٰ رامزایکره غزل الرجل علی هیئة غزل النساء "......(الدرالمختارمع ردالمحتار : ۵/۲۸۸)

"(وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمیٰ وولدالزنا) " ......(البحرالرائق : ۱/۲۱۰)

"ویکره اذان الفاسق ولایعاد هکذافی الذخیرة وکره اذان الجنب واقامته باتفاق الروایات والاشبه ان یعاد الاذان ولاتعاد الاقامة ولایکره اذان المحدث فی ظاهر الروایة هکذافی الکافی "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۳)

" وینبغی ان یکون المؤذن رجلاعاقلا صالحا تقیا عالما بالسنة کذافی النهایة"......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بغیر اذان واقامت کے جماعت کروانے کا حکم:

مسئلہ(۱۳۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر اذان اور اقامت نہ ہوئی تو کیا بغیر اذان اور اقامت کے جماعت سے نماز پڑھنے سے ثواب میں کمی ہوگی یا نماز ہی نہ ہوگی؟ جب کہ قریب کی مساجد سے با آسانی اذان کی آواز سنائی دیتی ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اذان واقامت کے بغیر جماعت تو درست ہوجائے گی تاہم سنت کے ترک کرنے کی وجہ سے ثواب میں کمی آئے گی۔

" الاذان سنة لاداء المکتوبات بالجماعة کذافی فتاویٰ قاضی خان وقیل انه واجب والصحیح انه سنة مؤکدة کذافی الکافی وعلیه عامة المشایخ هکذافی المحیط والاقامة مثل الاذان فی کونه سنة للفرائض فقط کذافی البحر الرائق "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۳)

" ویکره اداء المکتوبة بالجماعة فی المسجد بغیر اذان واقامة کذافی فتاویٰ قاضی خان "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۴)

"الاذان سنة للصلوات الخمس والجمعة دون ماسواها ولاترجیع فیه ویزید فی اذان الفجر بعدالفلاح الصلوة خیرمن النوم مرتین والاقامة مثل الاذان الاانه یزید فیها بعدحی علی الفلاح قدقامت الصلوة مرتین " ......(المختصر للقدوری: ۱۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
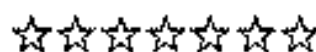
ڈاڑھی کتروانے والے کا اذان واقامت کہنا:

مسئلہ(۱۳۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید ہماری مسجد کا سیکرٹری ہے، ڈاڑھی اس کی بالکل چھوٹی ہے یعنی کترواتا ہے اور وہ صرف جمعہ کے دن اذان واقامت کہتا ہے اور لوگوں نے اعتراض کیا ہے

کہ اس کی اذان واقامت نہیں ہوتی، اس لیے اذان واقامت مؤذن خود کرے یا باشرع آدمی کرے، تو اس صورت میں راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال مذکورہ شخص ڈاڑھی ایک مشت سے کم رکھنے کی وجہ سے فاسق ہے اور فاسق کی اذان واقامت مکروہ ہے۔

" ویکرہ اذان الفاسق ولایعاد ھکذافی الذخیرۃ"......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۴)

" ویکرہ اذان السکران ویستحب اعادته وکذایکرہ اذان الفاسق ولایعاد اذانه لحصول المقصود"...... (التاتارخانیة : ۱/۳۸۰)

" قوله وکرہ اذان الجنب واقامته واقامة المحدث واذان المرأۃ والفاسق والقاعد والسکران "...... (البحرالرائق : ۱/۴۵۸)

"وقال فاذان الفاسق والمرءۃ والجنب صحیح ثم قال وینبغی ان لایصح اذان الفاسق بالنسبة الی قبول خبرہ والاعتماد علیه ای لانه لایقبل قوله فی الامور الدینیة فلم یوجد الاعلام "......(فتاویٰ شامی: ۱/۲۸۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تکبیر سے پہلے صفیں بنانے کا حکم:

مسئلہ(۱۳۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں

(۱) کیا درود شریف چلتے پھرتے پڑھا جاسکتا ہے؟ یا اس بارے میں کوئی امر مانع ہے؟ دیگر اذکار کے بارے میں بھی وضاحت فرمادیں۔

(۲) کیا بیٹھ کر نفل پڑھنا سنت ہے؟ وضاحت فرمادیں۔

(۳) تکبیر سے پہلے صفیں باندھنے کے لیے کھڑے ہونا یا بعد میں کھڑے ہونا ایک ہی بات ہے یا اس میں کوئی حرج ہے؟ وضاحت فرمادیں۔

الجواب باسم الملک الوہاب

(۱)　درود شریف اور دیگر اذکار چلتے پھرتے پڑھے جاسکتے ہیں، کوئی حرج نہیں، البتہ گندگی یا نجاست والی جگہ میں احتراز کیا جائے، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے۔

"ولا باس بالقراء ۃ راکبا وماشیا اذا لم یکن ذالک الموضع معدا للنجاسۃ فان کان یکرہ کذا فی القنیۃ"......(فتاویٰ الهندیة: ۵/۳۱۶)

(۲)　سنتیں بغیر عذر بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں، البتہ نوافل بغیر عذر بیٹھ کر پڑھنے کی گنجائش ہے، اور قادر کے لیے کھڑے ہوکر پڑھنا ہی مسنون ہے، اور بیٹھ کر پڑھنے میں ثواب کی کمی ہوسکتی ہے۔

"ولا یجوز ان یصلیها قاعدا مع القدرة علی القیام ولهذا قیل انها قریبة من الواجب کذا فی التتارخانیة ناقلا عن النافع"......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۱۱۲)

"ویجوز ان یتنفل القادر علی القیام قاعدا بلا کراهة فی الاصح کذا فی شرح مجمع البحرین لابن الملک "......(۱/۱۱۳)

(۳)　جس وقت مقتدی امام کو آتا دیکھیں انہیں کھڑے ہو جانا چاہیئے، اور کوشش کرنی چاہیئے کہ جلد از جلد صفیں درست کرلیں، اور "حی علی الفلاح" کہنے سے پہلے تو ضرور کھڑا ہو جانا چاہیئے، اس کے بعد کھڑا ہونا مکروہ ہے، صاحب فتح الباری نے مسند عبدالرزاق سے ایک حدیث نقل کی ہے۔

"عن ابن جریج عن ابن شهاب ان الناس کانوا ساعة یقول المؤذن الله اکبر یقومون الی الصلاة فلا یأتی النبی مقامه حتی تعتدل الصفوف"......(فتح الباری: ۲/۱۵۳)

"فاما اذا کان الامام خارج المسجد فان دخل من قبل الصفوف فکلما جاوز صفا قام ذلک الصف والیه مال شمس الائمة الحلوانی والسرخسی وشیخ الاسلام خواهرزاده وان کان الامام دخل المسجد من قدامهم یقومون کمارأوا الامام "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی مونڈنے والے کی اذان واقامت کا حکم:

مسئلہ(۱۴۰): حضرت اقدس مفتی حمید اللہ جان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی! ایک اہم مسئلہ درپیش ہے کہ ہمارے محلہ کی مسجد میں مؤذن کی ڈاڑھی شریعت کے مطابق نہیں ہے، اذان کے علاوہ مسجد کی امامت بھی کرواتا ہے اور امام صاحب اس میں اس مؤذن کی حمایت بھی کرتے ہیں، جب کہ نمازی حضرات نے انہیں منع بھی کیا ہے کہ آپ ہماری امامت نہ کروائیں، لیکن وہ باز نہیں آتے، اور مؤذن صاحب اور دیگر مولوی صاحبان کا موقف یہ ہے کہ نماز ہو جاتی ہے، اور مؤذن کا قرآن بھی ٹھیک نہیں، اب سوال یہ ہے کہ کیا

(۱) اس امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(۲) اور جو لوگ ڈاڑھی مونڈے امام کی معاونت کر رہے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۳) اور مؤذن میں ایک نقص یہ بھی ہے کہ اس کی تجوید بھی ٹھیک نہیں ہے۔

الجواب باسم الملک الوہاب

اگر سوال حقیقت پر مبنی ہے تو اس شخص کی نہ تو امامت درست ہے اور نہ ہی اذان بلکہ نیک وصالح شخص کو امام بنایا جائے، اور اس شخص کی معاونت کرنا شرعا درست نہیں ہے، ڈاڑھی کو مٹھی سے کم کر کے رکھنا ناجائز ہے۔

"ویکرہ امامۃ عبد واعرابی وفاسق واعمی قولہ(وفاسق من الفسق) وھو الخروج عن الاستقامۃ ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل الربا ونحو ذلک...... واما الفاسق فقد عللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لایھتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا ولایخفی انہ اذا کان اعلم من غیرہ لاتزول العلۃ فانہ لایؤمن ان یصلی بھم بغیر طھارۃ فھو کالمبتدع تکرہ امامۃ بکل حال بل مشیٰ فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم"......(درمختار مع الشامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿الباب الثالث فی شروط الصلوۃ﴾

(طہارت ثوب ومکان)

غسل خانہ یا لیٹرین کے سامنے نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۱۴۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں اگر کوئی آدمی ایسی جگہ میں نماز پڑھ رہا ہو کہ آگے غسل خانہ یا لیٹرین ہو تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جس جگہ پر نماز پڑھنی ہو اس جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے، صورت مسئولہ میں اگر یہ جگہ پاک ہو تو محض غسل خانہ یا لیٹرین کے آگے ہونے سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا، البتہ اگر بدبو آرہی ہو تو اس جگہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

"تطهير النجاسة من بدن المصلى وثوبه والمكان الذى يصلى عليه واجب عليه هكذافى الزاهدى فى باب الانجاس "......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۵۸)

" وتكره الصلاة فى تسع مواطن فى قوارع الطريق ومعاطن الابل والمزبلة والمجزرة والمخرج والمغتسل " ......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۶۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کے دیے ہوئے کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۱۴۲): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے متعلق کہ اگر کسی کو شیعہ نے کپڑا دیا ہو، تو کیا شیعہ کے دیے ہوئے کپڑے کو پہن کر آدمی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

شیعہ کا دیا ہوا کپڑا پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں، بشرطیکہ کوئی نجاست نہ لگی ہو۔

" ثياب الفسقة واهل الذمة طاهرة (قوله ثياب الفسقة) قال فى الفتح وقال بعض المشايخ تكره الصلاة فى ثياب الفسقة لانهم لايتقون الخمور قال

المصنف یعنی صاحب الهدایة الاصح انه لایکره لانه لم یکره من ثیاب اهل الذمة الاالسراویل مع استحلالهم الخمر فهذا اولی"......(ردالمحتار: ۱/۲۵۷)

" والصلوة فی سراویلهم نظیر الاکل والشرب من اوانیهم ان علم ان سراویلهم نجسة لاتجوز الصلاة فیهاوان یعلم تکره الصلاة فیها ولوصلی یجوز"......(فتاویٰ الهندیة: ۵/۳۴۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
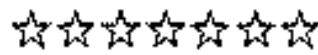
نجس جگہ میں نماز عید پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۱۴۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا امام اور خطیب کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا آدمی جو وہاں صرف بچوں کو درس دیتا ہو، وہ اپنی من مانی کے طور پر عید پڑھائے تو نماز ہو جائے گی؟ اور نجس جگہ میں نماز عید کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

نماز تو ہو جائے گی لیکن مقررہ امام کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر دوسرے کی امامت درست نہیں ہے۔

جگہ کا پاک ہونا نماز کی شرائط میں سے ہے، لہذا اگر ناپاک جگہ پر نماز پڑھی ہو تو وہ نماز نہیں ہوئی، اس کا اعادہ واجب ہے۔

" ولایؤمن الرجل الرجل فی سلطانه ای فی مظهرسلطانه ومحل ولایته اوفیما یملکه اوفی محل یکون فی حکمه ......وتحریره ان الجماعة شرعت لاجتماع المؤمنین علی الطاعة فاذاام الرجل الرجل فی سلطانه افضی ذلک الی توهین امر السلطنة وخلع ربقة الطاعة وکذا اذاامه فی قومه واهله ادی ذلک الی التباغض والتقاطع وظهور الخلاف الذی شرع لدفعه الاجتماع

فلایتقدم رجل علی ذی السلطنة لاسیما فی الاعیاد والجمعات ولاعلی امام الحی ورب البیت الاباذن قاله الطیبی "......(مرقاۃ المفاتیح : ۳/۱۷۵)

" لابدلصحة الصلاة من سبعة وعشرین شیئا الطهارة......من الحدث وطهارة الجسد والثوب والمکان من نجس غیرمعفوعنه "......(مراقی الفلاح : ۲۰۷،۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

میلے کپڑوں میں نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۱۴۴): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میلے کپڑے یعنی اگر ہفتہ میں ایک بار کپڑوں کو بدلے یا دو مرتبہ کپڑوں کو بدلے تو کیا ایسے کپڑوں میں نماز ہو جاتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز کی شرائط میں سے ایک شرط کپڑوں کا نجاست سے پاک ہونا ہے، اگر کپڑوں پر نجاست نہ لگی ہو تو ان کپڑوں میں نماز پڑھ سکتے ہیں، البتہ اگر کپڑے اتنے میلے ہو جائیں کہ ان کپڑوں میں کسی معزز شخص سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتے تو ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

"تطهیر النجاسة من بدن المصلی وثوبه والمکان الذی یصلی علیه واجب هکذا فی الزاهدی فی باب الانجاس "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۸)

" باب شروط الصلوة ،هی طهارة بدنه من حدث اوخبث وثوبه ومکانه"......

(کنز الدقائق:۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نالہ پر لینٹر ڈال کر بنی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم:

مسئلہ(۱۴۵): بخدمت جناب مفتی صاحب دار الافتاء جامعہ اشرفیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض یہ ہے کہ ہماری جامع مسجد ربانیہ ایک نالے پر لینٹر ڈال کر کافی عرصہ سے بنی ہوئی ہے اور نالہ لینٹر سے تقریباً سات فٹ نیچے ہے، مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ اس مسجد میں نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ جگہ پر نماز پڑھنے سے نماز ہوجاتی ہے۔

"وفی الغیاشیة نهر لاهل قریة فارادوان یبنوا علیه مسجدافلاباس به مالم یضر بالنهر ولم یعترض لهم اصحاب النهر "......(التاتارخانیة مطبوعه جدیدرشیدیه کوئٹه: ۸/۱۶۰)

" وفی الاجناس: وفی نوادرهشام: قال سألت محمدبن الحسن عن نهر قریة کبیرة لاهل لایحصی عددهم وهونهر قناة اونهر وادلهم خاصة ارادقوم ان یعمروا بعض النهر ویبنوا علیه مسجدا ولایضر ذلک بالنهر ولایتعرض لهم احد من اهل النهر؟ قال محمد یسعهم ان یبنوا ذالک المسجد للعامة اوالمحلة "......(التاتارخانیة مطبوعه جدیدرشیدیه کوئٹه: ۸/۱۶۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
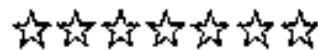
(ستر عورت)

مرد یا عورت کا آدھے بازو والی قمیص پہن کر نماز پڑھنا:

مسئلہ(۱۴۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت آدھے بازو والی قمیص پہن کر نماز پڑھتی ہے لیکن بازو کو اپنی چادر میں ڈھانپ کر رکھتی ہے کیا اس کی نماز ہو جائے گی؟

(۲) کیا مرد آدھے بازو والی قمیص پہن کر یا شرٹ پہن کر نماز پڑھ سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

عورت کا تمام بدن ستر ہے اور مکمل بازو بھی ستر میں داخل ہیں ان کا نماز میں اور نماز کے علاوہ ڈھانپے رکھنا ضروری ہے، لہذا اگر کوئی عورت اپنے بازو چادر میں ڈھانپے رکھتی ہے تو اس کی نماز ہو جائے گی، البتہ اگر بازو کا چوتھائی حصہ تین بار سبحان اللہ کہنے کے برابر کھلا رہا تو نماز ٹوٹ جائیگی۔

۲۔ مرد کے لیے آدھے بازو والی قمیص پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

"(و) کره(كفه) اى رفعه ولو لتراب كمشمر كم اوذيل قال الشامی قيد الكراهة فى الخلاصة والمنية بان يكون رافعا كميه الى المرفقين وظاهره انه لايكره الى مادونهما اه"......(الدر المختار: ۱/ ۴۷۳)

"(ويمنع) حتى انعقادها(كشف ربع عضو) قدراداء ركن بلاصنعه(من) عورة غليظة اوخفيفة على المعتمد"......(الدر المختار: ۱/ ۴۰۰)

" (قوله قدراداء ركن) اى بسنته منية قال شارحها وذلك قدر ثلاث تسبيحات"......(ردالمحتار: ۱/ ۴۰۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
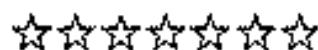
(استقبال قبلہ)

مسجد کی سمت قبلہ میں اگر 11 درجہ کا فرق ہو تو نماز کا حکم:

مسئلہ (۱۴۷): (۱) کھاریاں چھاؤنی میں ایک نئی مسجد تعمیر ہو رہی ہے اس مسجد کی سمت قبلہ کمپیوٹر کے ذریعہ رکھی گئی ہے اور اس مسجد کی سمت قبلہ 145 درجہ پر ہے جب کہ ہماری مسجد جو کہ تقریباً تیس سال قبل کی تعمیر شدہ ہے اس کی سمت قبلہ 156 درجہ پر ہے یعنی شمال کی طرف ہے یعنی دونوں مسجدوں میں ۱۱ درجہ کا فرق ہے کیا ہم اپنی مسجد کا سمت قبلہ نئی مسجد کی ڈگری پر کر دیں یا کہ پہلے والا ہی ٹھیک ہے۔

(۲) ہمارے ہاں نئے باتھ روم تعمیر ہوئے ہیں جن کی پشت 156 درجہ قبلہ کی طرف ہے یعنی جس طرف پہلی والی مسجد کی سمت ہے اور کچھ باتھ روم ایسے ہیں جن کا منہ تقریباً 17 درجہ شمالی پر ہے قبلہ کی طرف اور جو کمپیوٹر سے سمت قبلہ معلوم ہوئی ہے وہ 145 درجہ پر ہے، آیا یہ ہمارے باتھ روم درست ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں اگر آپ کی مسجد کا سمت قبلہ سے صرف گیارہ درجے کا فرق ہے تو اس سے فرق نہیں پڑتا، کیونکہ سمت بیت اللہ 45 درجہ تک شمال یا جنوب کی طرف انحراف کی گنجائش ہے، لہذا آپ اپنی مسجد کو اسی رخ پر رہنے دیں اور پرانے اور نئے اپنے باتھ روم گرا کر صحیح کر لیں، کیونکہ کسی حد تک ان کا رخ جہت قبلہ کی طرف ہے۔

(۱) ولا بأس بالانحراف انحرافا لاتزول به المقابلة بالكلية بان يبقى شيء من سطح الوجه مسامتاللكعبة"......(ردالمحتار: ۱/۳۱۶)

"فعلم ان الانحراف اليسير لايضر وهو الذى يبقى معه الوجه اوشيء من جوانبه مسامتالعين الكعبة اولهوائها بان يخرج الخط من الوجه اومن بعض جوانبه ويمر على الكعبة اوهوائها مستقيما"......(ردالمحتار: ۱/۳۱۷)

"(قوله ولغيره اصابة جهتها) اى لغير المكى فرضه اصابة جهتها وهو الجانب الذى اذا توجه اليه الشخص يكون مسامتا لكعبة اولهوائها اماتحقيقابمعنى انه لوفرض خط من تلقاء وجهه على زاوية قائمة الى الافق يكون مارا على

الکعبة اوھوائھا واما تقریبا بمعنی ان یکون ذلک منحرفا عن الکعبة اوھوائھا انحرافا لاتزول به المقابلة بالکلیة بان بقی شیء من سطح الوجه مسامتالھا لان المقابلة اذا وقعت فی مسافة بعیدة لاتزول بماتزول به من الانحراف لوکانت فی مسافة قریبة ویتفاوت ذلک بحسب تفاوت البعدوتبقی المسامتة مع انتقال مناسب لذلک البعد"

......(البحر الرائق: ۱/ ۲۹۵،۲۹۶)

"اتفقوا علی ان القبلة فی حق من کان بمکة عین الکعبة فیلزمه التوجه الی عینھا...... ومن کان خارجا عن مکة فقبلته جھةالکعبة وھوقول عامة المشایخ ھوالصحیح ھکذافی التبیین"......(فتاویٰ الھندیة: ۱/ ۶۳)

" باب ماجاء ان بین المشرق والمغرب قبلة اختلفوا فی مراد الحدیث والصحیح ان المذکور فیه قبلة اھل المدینة ومن علی سمتھا حکی ذلک عن مالک واحمد والاثرم واحمد بن خالد الوھبی وابی الولید الباجی وابن عبدالبر والقاضی ابی بکر بن العربی والبیھقی والتوربشتی والمقریزی والزیلعی والبدرالعینی والطیبی والشعرانی وغیرھم ...... ویؤیده موقع المدینة ودلالة الحال ولم تکن ھناک داعیة الی بیان قبلة غیر المدینة فکان سوق الحدیث لبیان قبلة اھل المدینة وانسحب علی من کان فی سمتھا ومحاذاتھا ثم المراد ان القبلة واقعة بین مشرق المدینة ومغربھا فان الکعبة جنوبیة عنھا وعلم منه ان الجھة کافیة فی استقبال القبلة وعلم ان فیھا سعة وان مثل ھذه السعة فی جمیع جھات القبلة والقول باکتفاء الجھة للغائب والغیر المعائن قول الجمھور ابی حنیفة ومالک واحمدونسبوا الی الشافعی القول باستقبال عین الکعبة للغائب وھومشکل فان استقبال العین للغائب لایمکن الاباآلات فلکیة وبآلات رصدیة ولم یردبھاالتکلیف فی الشرع غیران التحقیق انه قائل بالجھة مثل الجمھور الاانه یجتھد للعین بقدرما امکن له من اعطاء النظر فی

الادلة والامارات وهومفادعباراته فی کتاب الام وکتاب الرسالة کمااوضحته فی بغیة الاریب ثم انه قدر تلک السعة فی الجهة بقدرربع الدائرة ،وصرحوا بفسادصلاة من خرج عن مقدار الربع واذن یتحمل الانحراف فی الجهة عن الکعبة نفسها نحوخمس واربعین درجة کماحققه الغزالی وغیره من المحققین "......(معارف السنن : ۳۷۵،۳۷۶،۳۷۷/۳)

(۲)وکره استقبال القبلة بالفرج فی الخلاء واستدبارها وان غفل وقعدمستقبل القبلة یستحب له ان ینحرف بقدرالامکان"......(الهندیة: ۱/ ۵۰)

"کره تحریما استقبال قبلة واستدبارهالاجل بول اوغائط الی ماقال ......فانجلس مستقبلا لها غافلا ثم ذکره انحرف الخ" ......الدرالمختار: ۱/۵۷)

"قوله کره استقبال القبلة بالفرج فی الخلاء واستدبارها ، الکراهة تحریمیة لمااخرجه الستة عنه ﷺ اذااتیتم الغائط فلاتستقبلوا القبلة ولاتستدبروها ولکن شرقوا اوغربوا ولهذا کان الاصح من الروایتین کراهة الاستدبار کالاستقبال وهوباطلاقه یتناول الفضاء والبنیان "......(البحر الرائق : ۲/۵۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

سمت قبلہ کے تعین کا طریقہ:

مسئلہ(۱۴۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بندہ کو اپنے گھر میں اور محلہ کی مسجد میں سمت قبلہ درست کرنا درکار ہے عام طور پر کمپاس(compas)(قطب نما) استعمال کیا جاتا ہے جو صرف شمال،جنوب اور مشرق ومغرب کی سمتیں بتاتا ہے جب کہ عام مسجدوں میں مغرب کی طرف میں قبلہ کی سمت رکھ دی جاتی ہے مکہ معظمہ لاہور شہر کے عین مغرب کی طرف نہیں ہے، بلکہ قریبا جنوب،مغرب میں واقع ہے،لہٰذا صحیح سمت رکھنے کے لیے کمپاس(compas) کتنے درجے پر رکھنا ہوگا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ کمپاس (compas) وغیرہ آلات سے مدد لینا جائز ہے مگر یہ صورت قطعی اور یقینی نہیں ہے اصل شرعی طریقہ بلاد بعیدہ میں یہ ہے کہ مساجد قدیمہ موجود ہیں ان کا اتباع کیا جائے، اکثر بلاد میں خود حضرات صحابہ کرام ﷺ وتابعین نے مساجد کی بنیاد ڈالی اور سمت قبلہ متعین فرمائی اور پھر انہیں کو دیکھ کر دوسری بستیوں میں مسلمانوں نے اپنی مساجد بنائی ہیں، اس لیے یہ مساجد مسلمین کیلئے سمت قبلہ معلوم کرنے کے لیے کافی ہیں جن جنگلات یا آبادیات وغیرہ میں مساجد قدیمہ موجود نہ ہوں وہاں شرعی طریقہ جو سنت صحابہ ﷺ وتابعینؒ سے ثابت ہے کہ شمس وقمر وقطب وغیرہ کے مشہور معروف ذرائع سے اندازہ قائم کر کے سمت قبلہ متعین کرلیا جائے اس میں معمولی میلان وانحراف بھی رہے تو اس کو نظر انداز کیا جائے، کیونکہ حسب تصریح صاحب بدائع ان بلاد بعیدہ میں تحری اور اندازہ سے قائم کردہ جہت ہی قائم مقام کعبہ کے ہے۔

"ولھٰذا ان من دخل بلدۃ وعاین المحاریب المنصوبۃ فیھایجب علیہ التوجہ إلیھاولایجوزلہ التحری وکذاإذادخل مسجدالامحراب لہ وبحضرتہ اھل المسجدلایجوزلہ التحری بل یجب علیہ السوال من اھل المسجدلأن لھم علمابالجھۃ المبینۃ علی الامارات فکان فوق الثابت بالتحری وکذالوکان فی المفازۃ والسماء مصحیۃ ولہ علم بالاستدلال بالنجوم علی القبلۃ لایجوزلہ التحری لأن ذلک فوق التحری، وبہ تبین أن نیۃ الکعبۃ لیست بشرط"......(بدائع الصنائع: ۱/۳۰۹، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کا رخ ٹیڑھا ہوگیا ہو تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ(۱۴۹): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد کا رخ ٹیڑھا ہوگیا ہے اور دوبارہ نئے سرے سے تعمیر بھی نہیں کرسکتے، اب ہماری مسجد کے بارے میں کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی مفصل تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

"قولہ فللمکی ......اصابۃ عینھا ......ولغیرھا ای غیر معانیھا اصابۃ جھتھا "

......(الدرعلی الرد:۱/۳۱۵)

بیت اللہ شریف سے پینتالیس درجہ سے کم انحراف مفسد نہیں ہے، اس سے زیادہ ہو تو مفسد ہے، واضح رہے کہ جو نمازیں پڑھ چکے ہیں وہ ہو چکی ہیں آئندہ کے لیے صفیں درست کروالیں۔

"فللمکی فکذا المدنی لثبوت قبلتھا بالوحی اصابۃ عینھا والمراد بقولی فللمکی مکی یعاین الکعبۃ ولغیرہ ای غیر معانیھا اصابۃ جھتھا ای یبقی شئ من سطح الوجہ مسامتاللکعبۃ اوھوائھا"......(درعلی ھامش الرد : ۱/۳۱۵)

" باب ماجاء ان مابین المشرق والمغرب قبلۃ ،ثم المراد ان القبلۃ واقعۃ بین مشرق المدینہ ومغربھا فان الکعبۃ جنوبیۃ عنھا وعلم منہ ان الجھۃ کافیۃ فی استقبال القبلۃ وعلم ان فیھا سعۃ وان مثل ھذہ السعۃ فی جمیع جھات القبلۃ والقول باکتفاء الجھۃ للغائب والغیر المعاین قول الجمھور ابی حنیفۃ ومالک واحمد ونسبوا الی الشافعی القول باستقبال عین الکعبۃ للغائب لایمکن الابآلات فلکیۃ وبآلات رصدیۃ ولم یرد بھاالتکلیف فی الشرح غیران التحقیق انہ قابل بالجھۃ مثل الجمھور الاانہ یجتھد للعین بقدرما امکن لہ من اعطاء النظر فی الادلۃ والامارات وھومفاد عباراتہ فی کتاب الام وکتاب الرسالۃ کمااوضحتہ فی بغیۃ الاریب ثم انہ قدرتلک السعۃ فی الجھۃ بقدرربع الدائرۃ وصرحوا بفسادصلوۃ من خرج عن مقدار الربع واذن یتحمل الانحراف فی الجھۃ عن الکعبۃ نفسھا نحوخمس واربعون درجۃ کماحققہ الغزالی وغیرہ من المحققین "......(معارف السنن : ۳/۲۷۷،۲۷۶)

" فان علم انہ اخطأ بعدماصلی لایعیدھا "......(فتاویٰ الھندیۃ : ۱/۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا قبلہ رخ سے 9.5 درجہ فرق سے نماز درست ہے؟

مسئلہ(۱۵۰): محترم مفتی حمید اللہ جان صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہماری مسجد ظل نبی اسلام پورہ لاہور کا رخ قبلہ بیت اللہ سے 9.5 شمال کی طرف ہے، عملاً محکمہ موسمیات نے آکر چیک کر کے اس کی تصدیق کر دی ہے، جگہ کی تنگی کی وجہ سے فی الحال مسجد کی صفوں کو صحیح رخ کرنا ممکن نہیں ہے۔

کیا 9.5 کے فرق سے نماز پڑھنا درست ہے؟

قبلہ رخ سے کتنے درجہ دائیں یا بائیں رخ کر کے نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

اگر ہم اپنی مسجد کے امام صاحب کا جائے نماز صحیح قبلہ رخ بچھا دیں جس کی محراب مسجد میں گنجائش ہے اور باقی نمازیں موجودہ 9.5 کے فرق سے صف بندی کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

یہ انحراف معمولی ہے اور تعمیر شدہ مساجد میں معمولی انحراف کی وجہ سے تبدیلی کرنا ضروری نہیں ہے۔

”(قوله فتبصر) اشار الى دقة ملحظة الذى قررناه والى عدم الاستعجال بالاعتراض ومع هذا نسبوا الى عدم الفهم فافهم (قوله محاريب الصحابة) والتابعين فلايجوز التحرى معها زيلعى بل علينا اتباعهم خانيه ولايعتمد على قول الفلكى العالم البصير الثقة ان فيها انحرافا خلافا للشافعية فى جميع ذلك كمابسطه فى الفتاوىٰ الخيرية فاياک ان تنظر الى مايقال ان قبلة اموى دمشق واكثرمساجدها المبنية على سمت قبلته فيهابعض انحراف وان اصح قبلة فيهاقبلة جامع الحنابلة الذى فى سفح الجبل اذلاشک ان قبلة الاموى من حين فتح الصحابة ومن صلى منهم اليها وكذامن بعدهم اعلم واوثق وادرى من فلكى لاندرى هل اصاب ام اخطأ بل ذلک يرجع خطاه وكل خير فى اتباع من سلف قوله كالقطب هواقوى الادلة وهونجم صغير فى بنات نعش الصغرى بين الفرقدين والجدى اذاجعله الواقف خلف اذنه اليمنى كان مستقبلا القبلة ان كان بناحية الكوفة وبغدادوهمدان ويجعله من بمصر

علی عاتقه الایسر ومن بالعراق علی کتفه الایمن ومن بالیمن قبلته ممایلی جانبه الایسر "......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۱۷)

" اعلم ان ذکر المعراج عن شیخه ان جهة الکعبة هی الجانب الذی اذا توجه الیه الانسان یکون مسامتا للکعبة اوهوائها تحقیقا اوتقریبا ومعنی التحقیق انه لو فرض خط من تلقاء وجهه علی زاویة قائمة الی الافق یکون مارا علی الکعبة اوهوائها ومعنی التقریب ان یکون منحرفا عنها اوعن هوائها بمالاتزول به المقابلة بالکلیة بان یبقی شیء من سطح الوجه مسامتا لها اولهوائها "......
(فتاویٰ شامی : ۱/۳۱۵)

" ویستقبل القبلة لقوله تعالیٰ فولوا وجوهکم شطره ثم من کان بمکة ففرضه اصابة عینها ومن کان غائبا ففرضه اصابة جهتها هوالصحیح لان التکلیف بحسب الوسع "......(الهدایة: ۱/۹۵)

" اصابة جهتها بان یبقی شیء من سطح الوجه مسامتا للکعبة اولهوائها بان یفرض من تلقاء وجه مستقبلها حقیقة فی بعض البلاد خط علی زاویة قائمة الی الافق مارا علی الکعبة وخطاخر یقطعه علی زاویتین قائمتین یمنة ویسرة منح قلت فهذامعنی التیامن والتیاسر فی عبارة الدرر"......(درمختار علی هامش الرد: ۱/۳۱۵،۳۱۶،۳۱۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس مسجد کا رخ 18 درجے شمال کی طرف ہو اس میں نماز کا حکم؟

مسئلہ(۱۵۱):　جناب مفتی صاحب ادام اللہ برکاتکم

التماس ہے کہ ہمارے محلّہ میں بنائی گئی مسجد رحمت محمدی ان پرانی مسجدوں میں شمار نہیں ہوتی جن کے متعلق انحراف کی گنجائش ہے۔

(۱)　جب 1995ء میں جناب احمد بھٹی صاحب نے یہ جگہ مسجد کے لیے وقف کی تھی تو اس میں دکانیں اور رہائشی

مکان بنا ہوا تھا، پہلے پہل ایک رہائشی کمرے اور اس کے صحن میں نمازوں کا اہتمام کیا گیا تھا، صحن میں بالکل صحیح قبلہ رخ پر صف کے لیے لکیریں لگی ہوئی تھیں، معلوم نہیں مسٹر بشیر لودھی نے کس نیت سے مسجد کا رخ 18 درجے شمال کی طرف کیا تھا، جب میری نظر اس لکیر پر پڑی تو میں نے مولوی صاحب اور دیگر احباب کو بتایا کہ یہ لکیر بالکل درست ہے اور آپ نے جان بوجھ کر مسجد کا رخ غلط رکھا تھا، اس پر انہوں نے بہار شریعت والا مسئلہ نکالا اور کہا کہ ۴۵ درجے تک انحراف جائز ہے اور وہ لکیر رگڑ کر مٹا ڈالی جن لوگوں نے وہ پرانی لکیر دیکھی تھی وہ ابھی تک موجود ہیں۔

(۲) جب مسجد کا ہال تعمیر کروایا گیا تو ایک انجینئر کو بلوایا گیا جس نے کہا کہ میں رخ بھی صحیح متعین کروں گا اور تعمیر میں مدد بھی کروں گا لیکن مسٹر بشیر نے اس کو بھی نہ ٹھہرنے دیا اور اپنی مرضی سے غلط رخ پر مسجد کی تعمیر کروائی۔

(۳) جب مسجد کے محراب پر کام شروع ہوا تو بھی کاریگر نے بتایا کہ رخ درست نہیں ہے لیکن مسٹر بشیر نے اسے جیسے رخ ہے پر راضی کر کے کام کروایا۔

اب اگر مسجد کو درست کیا جائے صرف سامنے والی دیوار درست کرنا پڑتی ہے، سامنے والی دیوار اور دائیں بائیں دیواریں ویسے ہی رہیں گی، محراب والا صرف پردہ ہے جس کو سیدھا کرنے میں کوئی خاص خرچہ نہیں آتا، آپ کی ہدایت سے قیامت تک آنے والی نسلیں سیدھے رخ پر نمازیں ادا کر سکیں گی، اور اب بھی جن لوگوں کو وسوسہ ہے اور رخ غلط ہونے کی وجہ سے باجماعت نماز غلط رخ پر پڑھنے سے گریز کرتے ہیں وہ بھی بلا تامل نمازیں ادا کر سکیں گے۔

کیا یہ مسئلہ نہیں ہے کہ اگر لاعلمی میں غلط رخ پر نماز پڑھ رہے ہیں اور آپ کو معلوم ہو جائے کہ قبلہ رخ ادھر ہے تو دوران نماز ہی صحیح رخ پر پھر جانا چاہیے، اور اگر صحیح رخ کی طرف نہ پھرے تو نماز نہیں ہوگی؟

یہ کہاں تک جائز ہے کہ آپ کو پہلے معلوم ہے کہ رخ درست نہیں ہے اور پھر آپ اسی طرف منہ کر کے نماز ادا کریں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں ذکر کردہ تحریر اگر واقعتاً درست ہے کہ مسجد کا رخ قبلہ سے 18 درجے شمال کی طرف ہے تو اس صورت میں مسجد کی انتظامیہ کو چاہیے کہ وہ مسجد کا رخ صحیح کریں اور اس کے لیے مسجد کی صفوں کا رخ صحیح کر لیا جائے، البتہ اب تک جو نمازیں اسی رخ پر پڑھی گئی ہیں وہ درست ہیں اور آئندہ کے لیے کسی ماہر سمت قبلہ سے معلوم کر کے یا علاقہ کی دیگر مساجد کو دیکھ کر صحیح سمت قبلہ پر صفوں کا رخ سیدھا کر لیا جائے۔

"ثم اعلم انه ذكر في المعراج عن شيخه ان جهة الكعبة هي الجانب الذى اذاتوجه اليه الانسان يكون مسامتا للكعبة اوهوائها تحقيقا اوتقريباومعنى التحقيق انه لوفرض خط من تلقاء وجهه على زاوية قائمة الى الافق يكون مارا على الكعبة اوهوائها ومعنى التقريب ان يكون منحرفا عنها اوعن هوائها بمالاتزول به المقابلة بالكلية بان يبقى شيء من سطح الوجه مسامتا لهااولهوائها وبيانه ان المقابلة في مسافة قريبة تزول بانتقال قليل من اليمين اوالشمال مناسب لها وفي البعيدة لاتزول الابانتقال كثير مناسب لها فانه لوقابل انسان آخر في مسافة ذراع مثلاتزول تلك المقابلة بانتقال احدهما يمينا بذراع واذاوقعت بقدرميل اوفرسخ لاتزول الابمائة ذراع اونحوها ولمابعدت مكة عن ديارنا بعدامفرطا تتحقق المقابلة اليهافي مواضع كثيرة في مسافة بعيدة فلوفرضنا خطامن تلقاء وجه مستقبل الكعبة على التحقيق في هذه البلاد ثم فرضنا خطا آخر يقطعه على زاويتين قائمتين من جانب يمين المستقبل وشماله لاتزول تلك المقابلة والتوجه بالانتقال الى اليمين والشمال على ذلك الخط بفراسخ كثيرة فلذاوضع العلماء القبلة في بلاد قريبة على سمت واحد"......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۱۵)

"والحاصل ان المراد بالتيامن والتياسر الانتقال عن عين الكعبة الى جهة اليمين اواليسار لاالانحراف لكن وقع في كلامهم مايدل على ان الانحراف لايضر ففي القهستاني ولابأس بالانحراف انحرافا لاتزول به المقابلة بالكلية بان يبقى شئ من سطح الوجه مسامتاللكعبة "......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۱۶)

"ولغيره اصابة جهتها اى لغيرالمكي فرضه اصابة جهتها وهوالجانب الذى اذاتوجه اليه الشخص يكون مسامتا للكعبة اولهوائها اماتحقيقا بمعنى انه لوفرض خط من تلقاء وجهه على زاوية قائمة الى الافق يكون مارا على الكعبة اوهوائها واماتقريبا بمعنى ان يكون ذلك منحرفا عن الكعبة اوهوائها

انحرافا لاتزول به المقابلة بالکلیة بان بقی شیٔ من سطح الوجه مسامتا لها "

......(البحر الرائق : ۴۹۶، ۱/۴۹۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کا رخ قبلہ نما کے مطابق ہو یا قطب نما کے مطابق؟

مسئلہ (۱۵۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مسجد بنوانا چاہتا ہے اور وہ اس کا رخ قبلہ نما رکھنا چاہتا ہے لیکن کچھ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اس کا رخ قطب نما ہو، ان کی دلیل یہ ہے کہ اکثر پرانی مساجد قطب نما بنی ہوئی ہیں، ان کا خیال یہ ہے کہ اب بھی قطب نما مسجد ہونی چاہیے، جب کہ قبلہ نما ان کے نزدیک غلط ہے، جب کہ نئی تحقیق قبلہ نما کو صحیح رخ بتاتی ہے، قرآن وسنت کی روشنی میں صحیح رخ کے متعلق ہماری راہنمائی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اصل بات تو یہ ہے کہ قبلہ کی سمت درست رکھی جائے، چاہے وہ قطب نما کے ذریعہ ہو یا قبلہ نما کے ذریعے ہو، کسی ماہر انجینئر کی رہنمائی میں قبلہ کا تعین کریں اگر سمت قبلہ میں معمولی سا فرق آئے تو نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

" ومن كان غائبا عنها اى عن الكعبة ففرضه اصابة جهتها اى جهة الكعبة لان الطاعة بحسب الطاقة وبه قال جمهور اهل العلم منهم الثورى "......(بنايه شرح الهداية : ۲/۱۴۴)

" لايجوز لاحدا داء فريضة ولانافلة ولاسجدة تلاوة ولاصلوة جنازة الامتوجها الى القبلة كذافى السراج الوهاج "......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۶۳)

" وان كان نائبا عن الكعبة غائبا عنهايجب عليه التوجه الى جهتها وهى المحاريب المنصوبة بالامارات الدالة عليها لا الى عينها وتعتبر الجهة دون العين "......(بدائع الصنائع: ۱/۳۰۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کے قبلہ کو اپنی وسعت کے مطابق درست کرنا ضروری ہے:

مسئلہ(۱۵۳): کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان اسلام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جامع مسجد بابری جو کہ ملتان روڈ پھولنگر بھائی پھیرو تحصیل چونی ضلع قصور میں واقع ہے، مذکورہ بالا مسجد زیر تعمیر ہے، اس کی سمت بالکل غلط ہے جو کہ بین الاقوامی آلہ کعبہ نما کے مطابق 8,1/2 ڈگری پر ہے اور غلط ہے، درست سمت کعبہ نما 13 ڈگری ہے، جو کہ عین کعبہ نما درست ہے، لہذا آپ سے استدعا ہے کہ یہ بتائیں کہ مسجد ہذا میں نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور مسجد کا قبلہ درست کرنے کے لیے آپ کا فتویٰ کیا ہے؟

چونکہ مذکورہ مسجد تاریخی تعمیر ہونی ہے اور لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں کئی نسلوں تک اسے قائم رہنا ہے اور خدا وحدہ لاشریک کی بندگی کا گھر ہے، بڑی ذمہ داری سے فتویٰ جاری کردیں، آپ کی عین نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوهاب

45 پینتالیس ڈگری سے کم انحراف ہو تو گنجائش ہے اور نماز ہو جاتی ہے، اور اگر 45 پینتالیس ڈگری سے زیادہ ہو تو جائز نہیں اور اس مسجد کے سمت قبلہ کو اپنی وسعت اور سوچ کے مطابق درست کرنا ضروری ہے، تاہم مذکورہ ضابطہ کے مطابق نماز جائز ہے۔

" ثم اعلم انه ذكر في المعراج عن شيخه ان جهة الكعبة هي الجانب الذى اذا توجه اليه الانسان يكون مسامتا للكعبة اوهوائها تحقيقا اوتقريبا ومعنى التحقيق انه لوفرض خط من تلقاء وجهه على زاوية قائمة الى الافق يكون مارا على الكعبة اوهوائها ومعنى التقريب ان يكون منحرفا عنها اوعن هوائها بمالاتزول به المقابلة بالكلية بان يبقى شيء من سطح الوجه مسامتا لها او لهوائها "......(ردالمحتار: ۱/۳۱۵)

" ولاباس بالانحراف انحرافا لاتزول به المقابلة بالكلية بان يبق شيء من سطح الوجه مسامتا للكعبة"......(ردالمحتار: ۱/۳۱۶)

" اتفقوا على ان القبلة في حق من كان بمكة عين الكعبة فيلزم التوجه الى عينها كذافي فتاوى قاضي خان ......ومن كان خارجاعن مكة فقبلته جهة

الکعبۃ وھو قول عامۃ المشائخ ھو الصحیح ھکذا فی التبیین"...... (فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۶۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

چار یا پانچ ڈگری کا فرق ہو تو نماز کا حکم:

مسئلہ(۱۵۴): بخدمت جناب حضرت اقدس مفتی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بعد از تسلیم عرض ہے کہ کیا فرماتے ہیں فقہاء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک جنازگاہ جو عرصہ پچاس سال سے ایک رخ پر قائم ہے اب آلہ جدیدہ سے معلوم ہوا کہ اس کا رخ عین قبلہ سے چار پانچ ڈگری منحرف ہے، اب ایک شخص اس بات پر مصر ہے کہ اس کو درست کرنا ضروری ہے، جب کہ کچھ لوگ اس کی مخالفت بھی کر رہے ہیں، اس کو یہ بات سمجھائی گئی کہ دور کے شہروں کے لیے عین کعبہ شرط نہیں جیسا کہ حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ نے معارف القرآن میں اس کی وضاحت فرمادی ہے کہ دور کے شہروں میں سمت مسجد حرام ہی کافی ہے، پانچ دس ڈگری کا فرق ہو بھی جائے تو نماز پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا، اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی ہے "مابین المشرق والمغرب قبلۃ" ترمذی بحوالہ معارف القرآن: ۱/۳۸۲، پھر یہ بھی حضرت نے وضاحت فرمائی کہ دو چار ڈگری کے فرق پر اصرار کرنا محض انتشار ہے، پھر آلات جدیدہ کے ذریعہ سے معلوم ہونے والا فرق شرعاً دلیل نہیں ہے کیونکہ اس سے ظن حاصل ہوتا ہے، پھر انسانی آلات میں غلطی کا احتمال ہے، پھر اس پر ایک شرعی مسئلہ کا مدار کیسے رکھا جاسکتا ہے؟ لیکن پھر بھی وہ اصرار کر رہا ہے کہ اس کو درست کرنا چاہیے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس تھوڑے سے فرق کی وجہ سے جو احتمالی فرق ہے شرعاً ہمیں اس جنازگاہ کا رخ درست کرنے کی ضرورت ہے یا کہ نہیں؟ اس رخ پر نماز پڑھتے رہیں تو ہمارے ثواب میں کمی تو نہیں ہوگی؟ ترک سنت یا مستحب تو لازم نہیں آئے گا؟ دلائل سے وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

جو پہلے نمازیں پڑھی جاچکی ہیں وہ بلاشبہ وبلاکراہت درست ہیں ان کے ثواب میں اس معمولی انحراف کی وجہ سے کوئی کمی نہیں ہوئی، پھر اس معمولی انحراف کی وجہ سے فتنہ وفساد کھڑا کرنا انتہائی حماقت وجہالت ہے لہذا فتنہ وفساد

کو ختم کردیں اور اس معمولی انحراف کی وجہ سے عیدگاہ کو توڑ پھوڑ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ یونہی بغیر توڑے پھوڑے عیدگاہ کے اندر ہی صفیں درست کرلی جائیں، غلطی معلوم ہونے کے بعد صفوں کو درست نہ کرنے پر بضد رہنا شرعاً جرم ہے اگرچہ نماز ہو جاتی ہے۔

" اتفقوا على ان القبلة فى حق من كان بمكة عين الكعبة فيلزمه التوجه الى عينها كذافى فتاوىٰ قاضى خان ......ومن كان خارجا عن مكة فقبلته جهة الكعبة وهوقول عامة المشائخ هوالصحيح هكذافى التبيين"...... (فتاوىٰ الهندية: ١/٦٣)

" باب ماجاء ان مابين المشرق والمغرب قبلة اختلفوا فى مرادالحديث والصحيح ان المذكور فيه قبلة اهل المدينة ومن على سمتها حكى ذلك عن مالك واحمد والاثرم واحمدبن خالد الوهبى وابى الوليد الباجى وابن عبدالبر والقاضى ابى بكربن العربى والبيهقى والتوربشتى والمقريزى والزيلعى والبدر العينى والطيبى والشعرانى وغيرهم ...... ويؤيده موقع المدينة ودلالة الحال ولم تكن هناك داعية الى بيان قبله غير المدينة فكان سوق الحديث لبيان قبلة اهل المدينة وانسحب على من كان فى سمتها ومحاذاتها ثم المراد ان القبلة واقعة بين مشرق المدينة ومغربها ،فان الكعبة جنوبية عنها وعلم منه ان الجهة كافية فى استقبال القبلة وعلم ان فيها سعة وان مثل هذه السعة فى جميع جهات القبلة والقول باكتفاء الجهة للغائب وللغير المعائن قول الجمهور ابى حنيفة ومالك واحمد ونسبوا الى الشافعى القول باستقبال عين الكعبة للغائب وهومشكل فان استقبال العين للغائب لايمكن الابآلات فلكية وبآلات رصدية ولم يردبها التكليف فى الشرع غيران التحقيق انه قائل بالجهة مثل الجمهور الاانه يجتهد للعين بقدرماامكن له من اعطاء النظر فى الادلة والامارات وهومفاد عباراته فى كتاب" الام" وكتاب" الرسالة "كمااوضحته فى بغية الاريب ثم انه قدرتلك السعة فى

الجهة بقدرربع الدائرة وصرحوا بفسادصلاة من خرج عن مقدارالربع واذن يتحمل الانحراف في الجهة عن الكعبة نفسها نحوخمس واربعين درجة كماحققه الغزالي وغيره من المحققين "......(معارف السنن : ٣/٣٤٤،٣٤٦،٣٤٥)

"(ويتحرى) هوبذل المجهود لنيل المقصود(عاجزعن معرفة القبلة) ممامر فان ظهر خطؤة لم يعد"......(الدرالمختارعلى هامش ردالمحتار: ١/٣١٩)

" فان علم انه اخطأ بعدماصلي لايعيدها "......(فتاوىٰ الهندية: ١/٦٤)

" عن عمروبن مرة قال سمعت سالم بن ابي الجعد الغطفاني قال سمعت النعمان بن بشير قال سمعت رسول الله ﷺ يقول لتسون صفوفكم اوليخالفن الله بين وجوهكم قوله ﷺ لتسون صفوفكم اوليخالفن الله بين وجوهكم قيل معناه يمسخها ويحولها عن صورها لقوله ﷺ يجعل الله صورته صورة حمار وقيل يغير صفاتها والاظهر والله اعلم ان معناه يوقع بينكم العداوة والبغضاء واختلاف القلوب كمايقال تغيروجه فلان علي اى ظهرلي من وجهه كراهة لي وتغيرقلبه علي لان مخالفتهم في الصفوف مخالفة في ظواهرهم واختلاف الظواهر سبب لاختلاف البواطن "...... (المسلم مع شرحه : ١/١٨٢)

"والاصل في فرضية الاستقبال قوله تعالى وحيث ماكنتم فولوا وجوهكم شطره اى جهته ونحوه وهومماعلم من الدين بالضرورة ويكفربتركه عمدا لغيرعذر على قول ابي حنيفة رحمه الله تعالى لكن للزوم الاستهزاء لالمجردالترک اذلايكفر بترک الفرض بل بجحده "......(حلبي كبيرى : ١٩٠)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا نماز میں عین کعبہ کی طرف رخ ضروری ہے؟ یا کچھ گنجائش ہے؟

مسئلہ(۱۵۵): ’’اب پھیرو منہ اپنا طرف مسجد الحرام کے اور جس جگہ تم ہوا کرو پھیرو منہ اسی کی طرف‘‘ ......(البقرۃ:۱۴۴)

یعنی حضر میں یا سفر میں، مدینہ میں یا دوسرے شہر میں، جنگل میں یا دریا میں یا خود بیت المقدس میں جہاں کہیں ہو کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ (تفسیر شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی)

مسئلہ: 16 جولائی 2003ء کو جب سورج عین کعبہ کے اوپر تھا، مسجد ظل نبی میں سمت قبلہ کا نشان لگایا گیا، اس کے مطابق مسجد کے موجودہ قبلہ میں فرق ہے، مسجد کی عمارت بن گئی ہے، اگر محراب میں امام کا مصلیٰ درست سمت قبلہ کر دیا جائے تو یہ کام شرعی طور پر مسجد انتظامیہ کا ہے، نمازی تو مکلف ہے اپنی نماز درست قبلہ سمت پڑھ سکتا ہے۔

ایک حاجی صاحب ہیں ان کا فرمانا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو جامعہ اشرفیہ بھیجا تھا، جامعہ والوں نے کہا ہے کہ تم نماز ۴۵ درجے دائیں یا بائیں پڑھ سکتے ہو، عثمانی صاحب کی تفسیر میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

شرعی طور پر جامعہ اپنا موقف بتلائے کہ جب کسی شخص کو درست قبلہ سمت کا علم ہو گیا اور وہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھتا ہے تو کیا وہ قرآن کا نافرمان نہیں ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر سمت قبلہ سے واضح انحراف ہو تو پھر صفیں درست کر لینی چاہئیں، اور اگر واضح انحراف نہ ہو تو پھر خواہ مخواہ انتشار نہیں پھیلانا چاہیے، معمولی انحراف کا اعتبار نہیں، اور دونوں صورتوں میں مسجد کی تعمیر نو کرنا اور مسجد کی پہلی حالت کو ختم کرنا ضروری نہیں ہے، اور واضح رہے کہ جو شخص مسجد حرام میں نماز پڑھ رہا ہے اس کے لیے تو عین قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے اور جو شخص بیت اللہ سے دور ہو اس پر جہت کعبہ کی طرف منہ کرنا ہوتا ہے عین کعبہ کی طرف اگر اس کا منہ نہ بھی ہو تو بھی نماز ہو جاتی ہے، اور اس جہت قبلہ کی مقدار فقہاء نے 45% درجہ کعبہ سے دائیں اور 45% درجہ بائیں بتائی ہے۔

”وفی جامع الترمذی عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ

مابين المشرق والمغرب قبلة “ ......(۱/۱۸۷)

”اتفقوا علی ان القبلة فی حق من کان بمكة عين الكعبة فيلزمه التوجه الی

عینها ......ومن کان خارجا عن مکة فقبلته جهة الکعبة وهو قول عامة المشائخ هو الصحیح هکذافی التبیین"......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۶۳)

" باب ماجاء ان مابین المشرق والمغرب قبلة اختلفوا فی مرادالحدیث والصحیح ان المذکور فیه قبلة اهل المدینة ومن علی سمتها حکی ذلک عن مالک واحمد والاثرم واحمدبن خالد الوهبی وابی الولید الباجی وابن عبدالبر والقاضی ابی بکربن العربی والبیهقی والتوربشتی والمقریزی والزیلعی والبدر العینی والطیبی والشعرانی وغیرهم ...... ویؤیده موقع المدینة ودلالة الحال ولم تکن هناک داعیة الی بیان قبله غیر المدینة فکان سوق الحدیث لبیان قبلة اهل المدینة وانسحب علی من کان فی سمتها ومحاذاتها ثم المراد ان القبلة واقعة بین مشرق المدینة ومغربها ،فان الکعبة جنوبیة عنها وعلم منه ان الجهة کافیة فی استقبال القبلة وعلم ان فیها سعة وان مثل هذه السعة فی جمیع جهات القبلة والقول باکتفاء الجهة للغائب وللغیر المعائن قول الجمهور ابی حنیفة ومالک واحمد ونسبوا الی الشافعی القول باستقبال عین الکعبة للغائب وهومشکل فان استقبال العین للغائب لایمکن الابآلات فلکیة وبآلات رصدیة ولم یردبها التکلیف فی الشرع غیران التحقیق انه قائل بالجهة مثل الجمهور الاانه یجتهد للعین بقدرماامکن له من اعطاء النظر فی الادلة والامارات وهومفاد عباراته فی کتاب الام وکتاب الرسالة کمااوضحته فی بغیة الاریب ثم انه قدرتلک السعة فی الجهة بقدربع الدائرة وصرحوا بفسادصلاة من خرج عن مقدارالربع واذن یتحمل الانحراف فی الجهة عن الکعبة نفسها نحوخمس واربعین درجة کماحققه الغزالی وغیره من المحققین "......(معارف السنن : ۳/۳۶۷،۳۶۶،۳۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

(نیت)

کیا نماز کی نیت کے الفاظ زبان سے ادا کرنا ضروری ہیں؟

مسئلہ(۱۵۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نیت زبان سے پڑھنا کیسا ہے؟ اور کسی بھی فرض یا نفل نماز کی نیت زبان سے ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

دل میں نیت کرنا شرط ہے، زبان سے کہنا مستحب ہے، فرض وواجب نہیں۔

"والخامس النية ......والمعتبر فيها عمل القلب اللازم للارادة فلاعبرة للذكر باللسان ان خالف القلب لانه كلام لانية الا اذاعجز عن احضاره لهموم اصابته فيكفيه اللسان "مجتبى"(وهو)عمل القلب (ان يعلم) عندالارادة (بداهة)بلاتامل(اى صلاة يصلى) فلولم يعلم الابتامل لم يجز (والتلفظ) عندالارادة (بها مستحب) هوالمختار:......(الدرالمختار على ردالمحتار: ۱/۳۰۶،۳۰۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
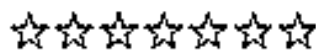
نماز کی نیت سے متعلق مسائل:

مسئلہ(۱۵۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں

(۱) کیا ان الفاظ سے نیت کرنا صحیح ہے؟ (نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز فجر کی واسطے خاص اللہ تعالیٰ کے منہ میرا طرف خانہ کعبہ کے)

(۲) اگر نماز باجماعت ہو تو ''اس امام کے پیچھے'' کا اضافہ کرلیا تو یہ کافی ہے یا پھر اس کا کیا طریقہ ہے؟

(۳) جب باجماعت نماز ہو تو بحیثیت امام نیت کے الفاظ کیا ہیں؟

(۴) جب جماعت کی نماز میں عورتیں شامل ہوں جیسا کہ اکثر مساجد میں اس کا اہتمام نظر آتا ہے تو پھر پڑھنے کے لیے نیت کے الفاظ کیا ہوں گے؟

(۵) صلوۃ التوبہ پڑھنے کے لیے نیت کے الفاظ کیا ہوں گے؟

(۶) صلوۃ الشکر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکرانے کے طور پر پڑھنے کے لیے کیا الفاظ ہوں گے؟

(۷) کیا صلوۃ التوبہ پوری امت کے لیے ہے یا خاص امت مسلمہ کے لیے ہے، اس کی نیت کے الفاظ کیا ہوں گے؟

(۸) کیا صلوۃ الحاجۃ پڑھنے کے لیے کوئی خاص اوقات متعین ہیں؟ بظاہر تو یہ عام نوافل کی طرح پڑھی جاتی ہے، لیکن کوئی خاص طریقے سے پڑھنے کا طریقہ ہو تو براہ کرم تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

نیت دل کے ارادے کا نام ہے، نیت کے الفاظ کو زبان سے ادا کرنا ضروری نہیں البتہ اگر زبان سے کہہ لے تو مستحسن ہے، اور سوال میں جو نیت کے الفاظ مذکور ہیں اتنے زیادہ الفاظ کی ضرورت نہیں، محض اتنا کہہ لینا بھی کافی ہے کہ میں فلاں نماز کی نیت کرتا ہوں۔

(۱) سوال میں مذکورہ الفاظ سے منفرد کے لیے نیت کرنا صحیح ہے۔

(۲) مقتدی کے لیے یہ اضافہ کر لینا کافی ہے۔

(۳) امام منفرد والی نیت کرے گا جب کہ عورتیں اس کی اقتداء کرنے والی نہ ہوں۔

(۴) امام منفرد والی نیت کے ساتھ یہ اضافہ کرے گا کہ میں عورتوں کی امامت کی نیت کرتا ہوں، البتہ جمعہ کی نماز میں عورتوں کی الگ نیت کرنا ضروری نہیں، نماز جمعہ عورتوں کی نیت کے بغیر بھی درست ہو جائے گی۔

(۵،۶) صلوۃ التوبہ، صلوۃ الشکر اور صلوۃ الحاجۃ یہ سب نوافل ہیں، اور نوافل میں مطلق نیت کرنا کافی ہے، یعنی یوں نیت کرے کہ اے اللہ میں فلاں نماز کا ارادہ کرتا ہوں۔

(۷) صلوۃ التوبہ امت مسلمہ کے لیے خاص ہے، کیونکہ صلوۃ التوبہ عبادت ہے اور عبادت میں کافر کی نیت معتبر نہیں ہوتی۔

(۸) صلوۃ الحاجۃ کے لیے کوئی خاص وقت اور طریقہ متعین نہیں، بلکہ عام نوافل کی طرح ممنوع اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت پڑھ سکتا ہے۔

"ان النیة انماھی عمل القلب وانه تعتبر باللسان"......(البحر الرائق: ۱/۳۸۲)

" ولاعبرة للذكر باللسان فان فعله لتجتمع عزيمة قلبه فهو حسن كذافي الكافي .....فلابدمن التعيين فيقول نويت ظهر اليوم او عصر اليوم او فرض الوقت او ظهر الوقت كذافي شرح مقدمة ابي الليث ".....(فتاوىٰ الهندية: ١/٦٥)

" ولو كان مقتديا ينوي ماينوي المنفرد وينوي الاقتداء ايضالان الاقتداء لايجوز بدون النية كذافي فتاوىٰ قاضي خان .....والامام ينوي ماينوي المنفرد ولايحتاج الى نية الامامة".....(فتاوىٰ الهندية: ١/٦٦)

" وذكر في النهاية هناان هذا قول ابي حنيفة الاول وظاهره ان قوله الاخير اشتراط النية مطلقا والعمل على المتاخر كمالايخفى ولهذا اطلق في متن المختار قوله ولاتدخل المرأة في صلاة الرجال الاان ينويها الامام ومثله في متن المجمع".....(ردالمحتار: ١/٣٢٦)

" ويصح اقتداء المرأة بالرجل في صلاة الجمعة وان لم ينو امامتها وكذافي العيدين وهوالاصح كذافي الخلاصة ".....(فتاوىٰ الهندية: ١/٨٥)

"ويكفيه مطلق النية للنفل والسنة والتراويح هوالصحيح كذافي التبيين".....(فتاوىٰ الهندية: ١/٦٥)

"شروط النية الاول الاسلام ولذالم تصح العبادات من كافر ".....(الاشباه والنظائر : ٥٣)

"الاوقات التي تكره فيهاالصلوة خمسة ثلاثة يكره فيها التطوع والفرض وذلك عندطلوع الشمس ووقت الزوال وعندغروب الشمس .....ووقتان آخران يكره فيها التطوع وهما بعدطلوع الفجر الى طلوع الشمس الاركعتي الفجر ومابعدصلاة العصر الى وقت غروب الشمس "

.....(المحيط البرهاني : ٢/١٠)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(متفرق شرائط)

نمازی کے آگے سے گزرنے کا حکم:

مسئلہ(۱۵۸): کیا نمازی جو نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے آگے سے گزرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور بوقت ضرورت آدمی کیا کرے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

نمازی کے سامنے سے گزرنے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر نمازی صحراء یا بڑی مسجد میں ہو جس کی مقدار چالیس x چالیس شرعی گز ہو تو سجدہ کی جگہ کو دیکھتے ہوئے ،اس کی نظر جہاں تک پڑتی ہے،اس کے اندر سے گزرنا جائز نہیں، اس کے باہر سے گزر سکتا ہے،اور اگر کمرے یا چھوٹی مسجد میں ہو تو مطلقاً اس کے سامنے سے گزرنا جائز نہیں،لہذا سترہ کا استعمال رکھنا چاہیئے۔

نمازی کے سامنے سے گزرنے سے گناہ گار ہونے میں تفصیل یہ ہے کہ

(۱) اگر نمازی نے گزرنے کا راستہ بند نہ کیا ہو بلکہ گزرنے کے لیے دوسرا راستہ بھی موجود ہو تو گزرنے والا گناہ گار ہوگا۔

(۲) اور اگر راستہ بند کر دیا ہے تو نمازی گناہ گار ہوگا۔

(۳) اور اگر نمازی نے راستہ بند تو کر دیا ہے لیکن ساتھ گزرنے کے لیے دوسری جگہ موجود ہے تو گزرنے کی صورت میں دونوں گناہ گار ہوں گے۔

(۴) اور اگر نمازی نے راستہ تو بند نہیں کیا لیکن گزرنے والے کے لیے سوائے اس کے سامنے گزرنے کے کوئی اور صورت نہیں تو کوئی بھی گناہ گار نہ ہوگا۔

"ویکرہ للمار ان یمربین یدی المصلی لقول النبی ﷺ لویعلم الماربین یدی المصلی ماعلیہ من الوزر لکان ان یقف اربعین خیرلہ من ان یمربین یدیہ ولم یؤقت یوما اوشھرا اوسنۃ ولم یذکر فی الکتاب قدر المرور واختلف المشائخ فیہ قال بعضھم قدرموضع السجود وقال بعضھم مقدار الصفین ، وقال بعضھم قدرمایقع بصرہ علی المار لوصلی بخشوع وفیماوراء ذلک لایکرہ وھوالاصح"...... (بدائع الصنائع : ۱/۵۰۹)

”وذکر قاضی خان فی شرحه ان المسجد اذاکان کبیرا فحکمه حکم الصحراء وفی الذخیرة من الفصل التاسع ان کان المسجد صغیرا یکره فی ای موضع یمر والیه اشارمحمد فی الاصل (قوله ان کان المسجدصغیرا) وهواقل من ستین ذراعا وقیل من اربعین وهومختار القهستانی عن الجواهر“......(البحرالرائق مع منحة الخالق : ۲/۲۸)

”وقدافاد بعض الفقهاء ان ههنا صورا اربعا ،الاولی،ان یکون للمار مندوحة عن المرور بین یدی المصلی ولم یتعرض المصلی لذالک فیختص المار بالاثم ان مر، الثانیة مقابلتها وهی ان یکون المصلی تعرض للمرور والمارلیس له مندوحة عن المرور فیختص المصلی بالاثم دون المار ، الثالثةان یتعرض المصلی للمرور ویکون للمار مندوحة فیأثمان اماالمصلی فلتعرضه وامالمار فلمروره مع امکان ان لایفعل ،الرابعة ، ان لایتعرض المصلی ولایکون للمارمندوحة فلایأثم واحدمنهما کذانقله الشیخ تقی الدین ابن دقیق العید رحمه الله تعالی“......(ردالمحتار : ۱/۳۶۹)

”(ویغرز) ندبا ”بدائع“ (الامام) وکذاالمنفرد(فی الصحراء) ونحوها(سترة بقدرذراع) طولا (وغلظ اصبع)لتبدوللناظر“......(الدرالمختارعلی ردالمحتار : ۱/۳۷۰،۶۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قبروں پر لینٹرڈال کراوپر نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۱۵۹): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین متعلق اس مسئلہ کے کہ ہم اہلیان گاؤں مرکال تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کے رہائشی ہیں ہمارے گاؤں کی مسجد بہت پرانی تھی اتنی خستہ حالت کہ قریب تھا کہ خودگر جاتی ،ہم نے مسجد کو شہید کر کے دوبارہ مسجد کی تعمیر شروع کی ،پہلی مسجد صرف ایک صف کی تھی جوکہ نمازیوں کے لیے ناکافی تھی ،لہذا مسجد کو وسیع کیا اوراس کی لمبائی 50 فٹ اور چوڑائی 21 فٹ رکھی ،جب مسجد کی بنیادیں رکھیں تو

جامع مسجد چاروہ کے خطیب کو بلایا اور بنیاد رکھی مسجد کے ہال کے اندر محراب کے بائیں جانب تقریباً 6 فٹ کے فاصلے پر دو قبریں ہیں، جو کہ تقریباً ڈیڑھ سو سال پرانی ہیں، عرصہ 25 سال سے ان کا نام ونشان تک نہیں ہے، بوڑھے لوگ کہتے ہیں کہ یہاں قبریں ہیں، ہماری مسجد کی بنیادیں اوپر چھت تک مکمل ہو چکی ہیں، آپ مہربانی فرما کر قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلہ کے راہنمائی فرمائیں۔

(۱) قبریں کھود کر جو بھی وہاں سے حاصل ہو اس کو قبرستان دفن کیا جائے یا کہ نہیں؟

(۲) دونوں قبروں کے اوپر فرش کے برابر لینٹر ڈال دیا جائے یا کہ نہیں؟

(۳) دونوں قبروں کے اردگرد جنگلہ بنایا جاسکتا ہے کہ نہیں؟ جب کہ قبروں سے زمین کی سطح چھ فٹ اوپر ہے، لینٹر ڈالنے کے بعد قبروں اور موجودہ زمینی سطح کے درمیان چھ فٹ کا فاصلہ ہے۔

نوٹ: ہم نے یقین حاصل کرنے کے لیے قبر کی جگہ کھودی تھی اور وہاں سے ہمیں چند ہڈیاں ملی تھیں، کیا ان ہڈیوں کو قبرستان میں دفن کیا جائے یا وہاں رہنے دیا جائے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

آپ حضرات نے جو یقین حاصل کرنے کے لیے قبر کی جگہ کھودی تھی یہ شرعاً آپ نے غلط کام کیا ہے، کیونکہ مسلمانوں کی قبروں کا نبش ممنوع ہے، ان ہڈیوں کو یہیں رہنے دیا جائے، اصل مسئلہ سے پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ ایک ہے قبروں پر بناء یعنی کمرہ یا کمرے کی دیواریں بغیر نبش کے بنانا، دوسری چیز قبروں پر یا ان کی طرف نماز پڑھنا، تیسری چیز جو چھوٹا یا بڑا کمرہ ان قبروں پر بنایا جائے اور اس کمرہ کی چھت پر نماز پڑھنا ہو یا اس کی دیوار کی طرف نماز پڑھنا ہو، پہلی صورت میں اگر قبریں نئی ہوں تو عمارت بنانا شرعاً ممنوع ہے البتہ جب قبریں خوب پرانی ہو جاتی ہیں تو ان کو ہموار کر کے اس پر بغیر نبش کے عمارت بنانے کی اجازت ہے بشرطیکہ اور کوئی شرعی مانع نہ ہو۔

"وقال الزيلعي ولو بلي الميت وصار ترابا جاز دفن غيره في قبره وزرعه والبناء عليه اه "...... (ردالمحتار: ۱/۶۵۹)

اس قبر پر عمارت بننے کے بعد اس کی چھت پر یا دیواروں کی طرف نماز پڑھنا جائز ہے کیونکہ اس صورت میں حاجب موجود ہونے کی وجہ سے "تشبه بعبدة القبور" لازم نہیں آتا۔

"وفي الجامع الصغير انه لو صلى الى قبر كره وان وضع سترة بينه وبين القبر ارتفعت الكراهة "......(فيض الباری : ۲/۳۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

منبر محراب کے کس طرف ہونا چاہیئے؟

مسئلہ(۱۶۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ممبر محراب کے کونسی طرف پر ہونا چاہیئے۔

منیۃ المصلی کی شرح کبیری میں یہ لکھا ہے کہ ممبر محراب کے بائیں طرف ہونا چاہیئے۔

لہذا آپ سے التماس ہے کہ مسئلہ کی وضاحت کریں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ کی وضاحت یہ ہے کہ جب قبلہ کی طرف پشت کی جائے (جیسا کہ خطیب خطبہ کے وقت کرتا ہے) تو منبر محراب کی بائیں طرف ہونا چاہیئے، اور جب استقبال القبلۃ ہو جائے تو منبر دائیں طرف ہونا چاہیئے جیسا کہ بذل المجہود کی عبارت میں مذکور ہے اور دونوں باتیں اپنے اپنے مقام پر صحیح ہیں۔

"(قوله المنبر) بكسر الميم من النبر وهو الارتفاع ومن السنة ان يخطب عليه اقتداءً به ﷺ بحر وان يكون على يسار المحراب قهستاني"......(فتاوىٰ شامي: ١/٦٠٨)

"باب موضع المنبر اى في اى موضع من المسجد وضع منبر رسول لله ﷺ حدثنا مخلد بن خالد نا ابو عاصم عن يزيد بن ابى عبيد عن سلمة بن الاكوع قال كان بين منبر رسول الله ﷺ وبين الحائط الذى فى جانب القبلة كقدر ممر الشاة اى الفصل الذى بين الحائط والمنبر قدر فرجة تمر الشاة فيها قلت وكان منبر رسول الله ﷺ عن يمين المحراب اذا استقبلت القبلة"......(بذل المجهود: ٢/١٧٨)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

﴿الباب الرابع فی صفة الصلوة﴾

(تکبیر تحریمہ)

تکبیر تحریمہ حالت قیام میں شرط ہے:

مسئلہ(۱۶۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام صاحب لاؤڈ اسپیکر میں نماز پڑھا رہے تھے کہ لاؤڈ اسپیکر خراب ہوگیا، مؤذن نے نماز توڑ کر لاؤڈ اسپیکر ٹھیک کیا اور بیٹھے بیٹھے تکبیر کہہ کر نماز شروع کردی کیا اس طرح مؤذن کی نماز ہوگئی؟

الجواب باسم الملک الوهاب

فرض نماز میں قیام پر قدرت کے ساتھ تکبیر تحریمہ قیام کی حالت میں شرط ہے لہذا صورت مسئولہ میں مؤذن کی نماز نہیں ہوئی پھر سے نماز پڑھنا ضروری ہے۔

"(واذا اراد الشروع فی الصلوۃ کبر) لو قادرا (للافتتاح) الی قوله ويشترط كونه (قائما) وفی الشامية (قوله قائما) ای فی الفرض مع القدرة علی القيام"......(الدرمع الرد: ۱/۳۵۴)

"ولا يصير شارعا بالتكبير الا فی حالة القيام او فيما هو اقرب اليه من الركوع هكذا فی الزاهدی حتی لو كبر قاعدا ثم قام لا يصير شارعا فی الصلوة"......(هندية: ۱/۶۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

رفع یدین کا حکم:

مسئلہ(۱۶۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض ہمارے بھائی ہمیں کہتے ہیں کہ تمہاری نماز ٹھیک نہیں ہے تم ہاتھ نہیں اٹھاتے یعنی رفع یدین نہیں کرتے، لہذا نماز کا مسنون طریقہ بتادیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں احناف کے نزدیک رفع یدین نہیں کرنا چاہیے سوائے تکبیر تحریمہ کے یہ مسنون طریقہ ہے اور یہی خلفائے راشدین کا طریقہ رہا ہے۔

"واما رفع الیدین عند التکبیر فلیس بسنة فی الفرائض عندنا الافی تکبیرة الافتتاح..... الی قوله وعن علقمةؒ انه قال صلیت خلف عبدالله بن مسعود فلم یرفع یدیه عندالرکوع وعندرفع الرأس من الرکوع فقلت له لم لاترفع یدیک فقال صلیت خلف رسول الله ﷺ وخلف أبی بکرؓ وعمرؓ فلم یرفعوا ایدیهم الافی التکبیرة التی تفتتح بها الصلوة"......(بدائع الصنائع: ۱/۴۸۴)

"(ولایسن)مؤکدا (رفع یدیه الافی) سبع مواطن(قوله ولایسن مؤکدا) قیدبه لئلایردالرفع فی الدعاوالاستسقاء لماسیأتی انه مستحب(قوله الافی سبع اشارالی انه لایرفع عندتکبیرات الانتقالات خلافاللشافعیؒ واحمدؒ فیکره عندناولایفسدالصلوة"......(ردالمحتار: ۱/۴۷۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تکبیر حالت قیام میں شرط ہے:

مسئلہ(۱۶۳): کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ ایک شخص نماز کے لیے امام کے ساتھ شامل ہونا چاہتا ہے، امام رکوع میں ہے مقتدی تکبیر تحریمہ ادا کر کے فوراً رکوع میں چلا جاتا ہے، اب صورت مسئولہ یہ ہے کہ مقتدی کے لیے قیام کرنا ضروری تھا، یا کہ فوراً رکوع میں چلا جائے تو اس شخص کی نماز کی حیثیت کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر تکبیر تحریمہ بحالت قیام یا بحالت انحناء کہی ہے مگر وہ اقرب الی القیام تھا تو نماز درست ہے اور اگر بحالت انحناء کہی اور وہ اقرب الی الرکوع تھا تو نماز درست نہیں ہے، واضح رہے کہ تکبیر تحریمہ کا بحالت قیام یا بحالت اقرب الی القیام مکمل کرنا فرض ہے۔

" والثانی من شروط صحة التحریمة الاتیان بالتحریمة قائما اومنحنیا قلیلا قبل وجودانحنائه بماهواقرب للرکوع قال فی البرهان لوادرک الامام راکعا فحنی ظهره ثم کبره ان کان الی القیام اقرب صح الشروع ولواراد به تکبیرالرکوع وتلغونیته لان مدرک الامام فی الرکوع لایحتاج الی تکبیر مرتین خلافا لبعضهم وان کان الی الرکوع اقرب لایصح الشروع "

......(مراقی الفلاح :۲۱۸)

"ذکرالجلابی فی صلاته ادرک الامام فی الرکوع فکبرقائما ثم شرع فی الانحطاط وشرع الامام فی الرفع الاصح ان یعتدبهااذاوجدت المشارکة قبل ان یستقیم قائما وان قل هکذافی معراج الدرایة ....ومدرک الامام فی الرکوع لایحتاج الی تکبیرتین خلافالبعضهم ولونوی بتلک التکبیرة الواحدة الرکوع لاالافتتاح جازولغت نیته کذافی فتح القدیر "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۱۲۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عمل کو تکبیر پر مقدم کرنے کا حکم:

مسئلہ(۱۶۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے امام صاحب نماز پڑھاتے ہوئے عمل پہلے کرتے ہیں اور تکبیر بعد میں کہتے ہیں، یعنی اللہ اکبر کہنے سے پہلے ہاتھ باندھ لیتے ہیں، یہ عمل رکوع اور سجدے میں بھی کرتے ہیں، یہ کہاں تک درست ہے تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں امام صاحب کا فعل خلاف سنت ہے لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے۔

"وقال علیه السلام مفتاح الصلوۃ الطهور وتحریمها التکبیر واذا اراد التکبیر یرفع یدیه ویکبر......وکذلک اختلفوا فی وقت رفع الیدین قال بعضهم یرفع

ثم یکبر وقال بعضهم یرسل یدیہ اولا ارسالا ویکبر ثم یرفع یدیہ"

......(المحیط البرھانی: ۲/۳۰)

"(وکیفیتھا)واذااراد الدخول فی الصلوۃ کبرورفع یدیہ حذاء اذنیہ حتی یحاذی بابھامیہ شحمتی اذنیہ"...... (فتاوی الھندیۃ: ۱/۷۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
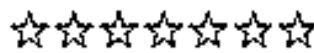
کیا حنفی المسلک آدمی رفع یدین کرسکتا ہے؟

مسئلہ(۱۶۵): حضرت مفتی صاحب میرا نام عمران رسول ولد غلام رسول ہے۔

میں ماشاء اللہ اہلسنت والجماعت میں سے ہوں، خاندان کے تمام لوگ حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں، جب بھی اہل حدیثوں کی مسجد میں گیا رفع یدین سے نماز پڑھی تو دل کو زیادہ تشفی محسوس ہوئی، اب یہ دل کا عالم ہے کہ خواہ مسجد کوئی بھی ہو یا کوئی بھی مقام ہو، رفع یدین کے بغیر نماز میں تشفی نہیں ہوتی، میرے لیے یہ بہت مسئلہ بنا ہوا ہے کہ میں حنفی ہوں مگر رفع یدین کے بغیر نماز نہیں پڑھتا، جناب سے درخواست ہے میری راہنمائی فرمائیں کیونکہ میں رفع یدین نہیں چھوڑ سکتا، کیونکہ جب یہ سنا ہے کہ وصال رسول کے بعد جناب ابوبکر صدیق رفع یدین سے نماز پڑھتے تھے، میرا دل پکا ہو گیا، کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ حنفی بھی ہوں اور ہر نماز میں رفع یدین بھی کروں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

سنن دار قطنی ص ۲۹۵ جلد نمبر ۱، سنن بیہقی ص ۷۹ جلد ۱، اور اسی طرح بدائع ص ۲۰۷ جلد ۱، پر منقول ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی، ان سب حضرات نے صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا ہے، باقی مقامات میں نہیں کیا۔

اسی طرح سیدنا عمر فاروق ؓ کا عمل مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۷ جلد ۱، میں بھی منقول ہے۔

بنابریں جب حضور ﷺ اور حضرات خلفاء راشدین نے رفع یدین ترک فرمادیا تو اب ہمیں بھی نہیں کرنا چاہیئے، اور جب آپ اہل سنت حنفی کہلاتے ہیں تو اس پر ہی عمل کرنا لازم ہوگا، آپ کی اور ہماری نسبت امام ابوحنیفہ رحمۃ

اللہ علیہ سے ہے جو کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبت رکھتے تھے اور ان کے اقوال واعمال سے بھی یقیناً واقف تھے، لہذا جب امام ابوحنیفہ پر اعتماد کیا ہے تو پورا پورا اعتماد کرنا لازم ہے، اور جو روایت غیر مقلدین اخیر عمر تک کی پیش کرتے ہیں وہ موضوع اور من گھڑت ہے، کذافی آثار السنن:۱۰۹، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز کا مسنون طریقہ:

مسئلہ(۱۶۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض ہمارے بھائی کہتے ہیں کہ تمہاری نماز ٹھیک نہیں ہے، تم ہاتھ نہیں اٹھاتے یعنی رفع یدین نہیں کرتے لہذا نماز کا مسنون طریقہ بتادیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت کہے اس کے علاوہ مذہب حنفی میں رفع یدین نہیں ہے، جو لوگ بولتے ہیں ان کی پرواہ نہ کی جائے، ترک رفع یدین تواتر عملی سے ثابت ہے۔

"ولایرفع یدیہ الافی التکبیر الاول خلافاللشافعی فی الرکوع والرفع منہ لقولہ علیہ السلام لاترفع الایدی الافی سبع مواطن تکبیرۃ الاولی وتکبیرۃ القنوت وتکبیرات العیدین وذکرالاربع فی الحج والذی یروی من الرفع محمول علی الابتداء"......(الھدایۃ: ۱/۱۱۰)

"ولایرفع یدیہ الافی التکبیرۃ الاولی وقال الشافعی یرفع عندالرکوع وعندالرفع منہ لناقولہ علیہ السلام لاترفع الایدی الافی سبع مواطن عندافتتاح الصلوۃ واستقبال القبلۃ والصفاوالمروۃ والموقفین والجمرتین والقنوت والعیدین کذافی الکرخی"......(الجوھرۃ النیرۃ: ۱/۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پیر عبدالقادر جیلانی رفع یدین کیوں کرتے تھے؟

مسئلہ(۱۶۷): محترم ومکرم حضرت مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیر عبدالقادر جیلانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ رفع الیدین کے ساتھ نماز کیوں پڑھتے تھے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چونکہ مذہب کے لحاظ سے حنبلی تھے حنفی نہیں تھے اس لیے ان کے لیے رفع یدین کرنا چاہیے تھا جو حنفی ہیں ان کے لیے رفع یدین نہیں کرنا چاہیے۔

"واما اختلافهم فی المواضع التی ترفع فیها فذهب اهل الکوفة ابو حنیفة وسفیان الثوری وسائر فقهائهم الی انه لایرفع المصلی یدیه الاعند تکبیرة الاحرام فقط وهی روایة ابن القاسم عن مالک "......(بدایة المجتهد ونهایة المقتصد :۱۲۷)

"(قوله ولایرفع یدیه الافقعس صمعج)ای ولایرفع یدیه علی وجه السنة المؤکدة الافی هذه المواضع ولیس المراد النفی مطلقا لان رفع الایدی وقت الدعاء مستحب کماعلیه المسلمون فی سائر البلاد فلایرفع یدیه عندالرکوع ولاعندالرفع منه ولافی تکبیرات الجنائز لحدیث ابی داؤد عن البراء قال رأیت رسول الله ﷺ یرفع یدیه حین افتتح الصلوة ثم لم یرفعهما حتی انصرف"......(البحرالرائق : ۱/۵۶۳)

" الحنفیة قالوایسن للرجل ان یرفع یدیه عندتکبیرة الاحرام حذاء اذنیه مع نشر اصابعه فتحها واماالمرء ة الحرة فالسنة فی حقها ان ترفع یدیها الی الکتفین المنکبین ومثل تکبیرالاحرام تکبیرات العیدین والقنوت فیسن له ان یرفع یدیه فیها"......(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة:۱/۲۲۵)

" توفی الشیخ عبدالقادر بن ابی صالح ابومحمد الجیلی المقیم ببغداد ومولده سنة سبعین واربع مائة وکان من الصلاح علی حالة کبیرة وهوحنبلی المذهب ومدرسته ورباطه مشهوران ببغداد "......(الکامل فی التاریخ لابن اثیر: ۹/۳۶۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دعائے قنوت کی تکبیر کہتے وقت ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں؟

مسئلہ(۱۶۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز وتر میں دعائے قنوت سے پہلے ہاتھ کاندھوں تک اٹھانے چاہئیں یا کانوں تک؟ ان دونوں میں سے کونسا طریقہ درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

دعائے قنوت کے لیے تکبیر کہتے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھانے چاہئیں۔

" اذافرغ من القراء ۃ فی الرکعۃ الثالثۃ کبرورفع یدیہ حذاء اذنیہ ویقنت قبل الرکوع فی جمیع السنۃ ومقدار القیام فی القنوت قدراذاالسماء انشقت ھکذافی المحیط "......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۱۱۱)

"فاذافرغ من القراء ۃ فی الرکعۃ الثالثۃ کبرورفع یدیہ حذاء اذنیہ ویقنت"......(فتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۳۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا مقتدی تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ کہے گا؟

مسئلہ(۱۶۹): کیا مقتدی تکبیر تحریمہ امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ملاکر کہے یا امام جب تکبیر تحریمہ سے فارغ ہوجائے تو اس وقت مقتدی تکبیر تحریمہ کہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جب امام تکبیر تحریمہ کہہ چکے تو اس کے بعد مقتدی تکبیر تحریمہ کہے یہ افضل ہے۔

"ویحرم مقارنا لتحریمۃ الامام عندابی حنیفۃ وعندھما بعدمااحرم والفتویٰ علی قولھما ھکذا فی المعدن قیل لاخلاف فی الجواز وھوالصحیح وانماالخلاف فی الاولویۃ ھکذافی التبیین "......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۶۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(قیام)

حالت قیام میں دونوں پاؤں کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟

مسئلہ(۱۷۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حالت قیام میں پاؤں کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟ چار، پانچ معتبرات کے حوالہ جات سے بمع عربی عبارات جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

دوران نماز حالت قیام میں دونوں قدموں کے درمیان کم از کم ہاتھ کی چار انگلیوں کے بقدر فاصلہ ہونا چاہیے۔

"وينبغي ان يكون بين قدميه اربع اصابع في قيامه كذافي الخلاصة "......
(فتاویٰ الهندية: ۱/۷۳)

" وينبغي ان يكون بين قدميه اربع اصابع في قيامه".....(خلاصة الفتاویٰ ۱/۵۵)

"وينبغي ان يكون بينهما مقدار اربع اصابع اليد لانه اقرب الى الخشوع هكذاروى عن ابى نصر الدبوسي انه كان يفعله كذافي الكبرىٰ"......(فتاویٰ شامی :۱/۳۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
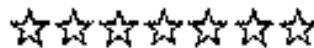
(قراءت)

دورکعتوں میں ایک بڑی آیت پڑھنا:

مسئلہ(۱۷۱): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا دورکعتوں میں ایک بڑی آیت پڑھ سکتے ہیں آدھی ایک میں اور آدھی دوسری میں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں کم از کم تین چھوٹی آیتیں یاان کی مقدار ایک بڑی آیت پڑھے لیکن اگر دو رکعتوں میں ایک بڑی آیت تقسیم کرکے پڑھ لی تو اگر ہر رکعت میں تین چھوٹی آیتوں کی مقدار تلاوت ہوگئی تو نماز ہو جائے گی۔

”وان قرء آية طويلة نحو آية الكرسی و آية المداينة يعنی قوله تعالی يايها الذين آمنوا اذاتداينتم بدين الخ ولكن لم يتم تلك الآية فی ركعة واحدة بل قرء البعض ای نصفا منها فی ركعة والبعض الاخر فی الركعة الاخری فقد اختلفوا فيه ايضا قال بعضهم لايجوز لانه دون آية والاصح انه يجوز علی قول ابی حنيفة بل وعلی قولهما ايضا لانه يزيد علی ثلاث آيات قصار وتعيين الآية او الثلث ليصير قارئا حقيقة اوعرفا وهوهنا كذالك وهذا كله بيان مقدار الفرض المتعلق جواز الصلوة به اما مقدار الواجب الذی يخرج به من الكراهة وبيان السنة فياتی ان شاء الله تعالی فی بيان صفة الصلوة“

......(شرح حلبی کبیری: ۲۴۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ایک لمبی آیت کو دوران نماز تقسیم کرنے کی صورت میں نماز کا حکم:

مسئلہ(۱۷۲): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام نماز پڑھا رہا تھا دوران نماز ایک لمبی آیت کو تقسیم کرکے نماز پڑھائی کیا یہ نماز ہوگئی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ صورت میں اگر تقسیم کی ہوئی آیت تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہو یا اس سے زائد ہو تو نماز ہوگئی ہے۔

”واذاقرء آیة طویلة فی رکعتین نحو آیة الکرسی وآیة المداینة البعض فی رکعةوالبعض فی رکعة اختلف المشایخ فیه علی قول ابی حنیفة بعضهم قالوا لایجوز لانه ماقرء آیة تامة فی کل رکعة وعامتهم علی انه یجوز لان بعض هذه الآیات تزید علی ثلاث آیات قصار اوتعار لها فلایکون قراء ته اقل من ثلاث آیات قصار “......(المحیط البرهانی : ۲/ ۴۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

قرأت خلف الامام:

مسئلہ(۱۷۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امام کی اقتداء میں فاتحہ اور قرأت کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ امام جب تلاوت کر رہا ہے تو قرآن کریم سننا اور چپ رہنا واجب ہے جیسے قرآن کریم کی سورت اعراف کے اخیر (واذاقری القرأن فاستمعوالہ وانصتوا......الخ) میں صراحت کیساتھ اس کا حکم موجود ہے اور حدیث شریف میں آتا ہے:”من کان له امام فقرأة الامام له قرأة “(طحاوی:۲ ۱/۱۴) جس آدمی کا امام ہو تو امام کی قرأت اس کے لیے کافی ہے، لہٰذا امام کے ہوتے ہوئے اس کے پیچھے مقتدی کا قرأت کرنا صحیح نہیں۔

”(والمؤتم لایقرأ مطلقاولا الفاتحة فی السریة) بالنصب معطوف علی المحذوف تقدیره لاغیرالفاتحة ولا الفاتحة وقوله فی السریة یعلم منه نفی القراءة فی الجهریة بالأولی(اتفاقاومانسب لمحمدؒ ضعیف کمابسطه الکمال فان قرئ کره تحریما......بل یستمع اذاجهروینصت اذا أسر لقول أبی هریرة کنانقرأ خلف الامام فنزل واذاقرئ القرآن فاستمعواله وانصتوا(قوله مروی عن عدة من الصحابة) قال فی الخزائن وفی الکافی ومنع المؤتم من

القراءة مأثورعن ثمانين نفرامن كبارالصحابة منهم المرتضى والعبادلة وقددوّن أهل الحديث أساميهم"......(الدرمع الرد: ۱/ ۳۰۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تجوید کا ٹھیک ہونا فسق کے منافی نہیں:

مسئلہ(۱۷۴): جناب ایک اہم مسئلہ درپیش ہے کہ ہمارے محلے کی مسجد میں مؤذن کی ڈاڑھی شریعت کے مطابق نہیں ہے اذان کے علاوہ مسجد کی امامت بھی کرواتا ہے اور امام صاحب اس مؤذن کی حمایت بھی کرتے ہیں جبکہ نمازی حضرات نے انہیں منع بھی کیا ہے کہ آپ ہماری امامت نہ کروائیں لیکن وہ باز نہیں آتے اور مؤذن صاحب اور مولوی صاحب کا یہ موقف ہے کہ نماز ہوجاتی ہے اور مؤذن کا قرآن بھی ٹھیک ہے اب سوال یہ ہے کہ

۱۔ اس امام کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں۔

۲۔ اور جو لوگ ڈاڑھی منڈے امام کی معاونت کررہے ہیں ان کی بارے میں کیا حکم ہے؟

۳۔ اور مؤذن میں ایک بھلائی یہ بھی ہے کہ اس کی تجوید بھی ٹھیک ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں مؤذن کی ڈاڑھی شریعت کے مطابق نہ ہونا کبیرہ گناہ اور فسق ہے، باقی مؤذن کی تجوید کا ٹھیک ہونا فسق کو ختم نہیں کرتا، بلکہ وہ بدستور ڈاڑھی کو خلاف شریعت رکھنے کی وجہ سے فاسق ہے، لہٰذا اس کے لیے امامت کروانا ناجائز ہے۔(۲) جو لوگ اس کی اس میں معاونت کرتے ہیں وہ معاونت کرنے کیوجہ سے گنہگار ہیں توبہ کریں اور معاونت چھوڑ دیں۔(۳) معاونت کرنے والے امام کے پیچھے اگرچہ نماز ہوجاتی ہے، مگر وہ بھی کراہت سے خالی نہیں، لہٰذا حمایت چھوڑنا اور توبہ کرنا لازم ہے۔

"واما الفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لأمر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعاولايخفى انه اذاكان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايأمن من ان يصلي بهم بغيرطهارة فهو كالمبتدع تكره امامته بكل حال،بل مشى في شرح المنية على ان كراهة

تقدیمہ کراھة تحریم لماذکرنا .قال ولذالم یجز الصلوۃ خلفه اصلاعندمالکؒ "......(ردالمحتار: ۱/۴۱۳)

" وقال العلامة آلوسیؒ تحت قول اللہ عزوجل(ولاتعاونواعلی الاثم والعدوان) فیعم النھی کل ماھومن مقولة الظلم والمعاصی ویندرج فیه النھی عن التعاون علی الاعتداء والانتقام.وعن ابن عباسؓ وأبی العالیة انھمافسرا الاثم بترک ما أمرھم به وارتکاب مانھاھم عنه"......(روح المعانی:۶/۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جہری نمازوں میں امام کتنی بلند آواز سے قرأت کرے؟:

مسئلہ(۱۷۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے امام صاحب نے جہری نماز میں سورۃ فاتحہ کی تین آیات مبارکہ یعنی "الحمدللہ رب العالمین، الرحمن الرحیم،مالک یوم الدین" تک آہستہ آواز میں تلاوت کیں تو پہلی صف والوں نے تو سن لیں،لیکن دوسری،تیسری صف والوں نے نہ سنی امام صاحب جب" ایاک نعبدوایاک نستعین" پر پہنچے تو گلا کھل گیا اور سب نمازیوں تک آواز پہنچ گئی کیا نماز میں کوئی نقص تو نہیں آیا۔

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ جہری نمازوں میں جہر کی کم ازکم مقدار یہ ہے کہ اسماع الغیر (دوسروں کو سنانا) پایا جائے ،لہٰذا صورت مسئولہ میں پہلی صف والوں کے سننے کی وجہ سے اسماع الغیر پایا گیا جس کی وجہ سے نماز درست ہے۔

"(و)أدنی (الجھراسماع غیرہ) وادنی(المخافتة اسماع نفسه) ومن بقربه فلوسمع رجل اورجلان فلیس بجھروالجھران یسمع الکل خلاصة (قوله:وادنی الجھراسماع غیرہ)...... ان الامام اذاقرأ فی صلاۃ المخافتة بحیث سمع رجل اورجلان لایکون جھراوالجھران یسمع الکل اہ ای کل

الصف الاول لاکل المصلین بدلیل مافی القھستانی عن المسعودیۃ ان جھر الامام اسماع الصف الاول اھ"......(ردالمحتار: ۱/ ۳۹۵)

" وفی الخلاصۃ الامام اذاقرأ فی صلاۃ المخافتۃ بحیث سمع رجل اورجلان لایکون جھرا والجھران یسمع الکل اھ فالمرادبقول الخلاصۃ بحیث سمع رجل اورجلان ممن بقربہ وبقولھا الجھران یسمع الکل ای من لیس بقربہ ولیس المراد کل فرد لانہ قدیکون متعذرا اومتعسر افظھران مافی الخلاصۃ لاإشکال فیہ بل ھوجار علی قول الھندوانی والفضلی"......(منحۃ الخالق علی ھامش البحر الرائق: ۱/ ۵۸۸)

" فالحاصل ان ادنی الجھران یسمع غیرہ وادنی المخافتۃ ان یسمع نفسہ وعلی ھذایعتمدومادون ذلک مجمجۃ"......(خلاصۃ الفتاوی: ۱/ ۹۴)

"اختلفوافی حدالجھر والمخافتۃ قال الفقیہ ابو جعفر والشیخ الامام ابوبکر محمدبن الفضل ادنی الجھران یسمع غیرہ وادنی المخافتۃ ان یسمع نفسہ وعلی ھذایعتمد کذافی المحیط وھوالصحیح کذافی الوقایۃ والنقایۃ"......(الھندیۃ: ۱/ ۷۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جمعہ کی نماز پڑھاتے وقت لحن جلی کرنا:

مسئلہ(۱۷۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس شخص کے بارے میں کہ جو سکول میں پی ٹی سی ٹیچر ہے ساتھ محلّہ کا امام مسجد بھی ہے ہماری جامع مسجد کے لیے ایک خطیب صاحب مقرر ہیں تقریر اور خطبہ کے بعد خود جمعہ المبارک کی نماز پڑھاتے ہیں بسا اوقات خطبہ اور جمعۃ المبارک کی نماز کے لیے اس ٹیچر کو آگے کر دیتے ہیں وہ ٹیچر حافظ، قاری نہیں ہے، جب وہ خطبہ اور نماز جمعہ پڑھاتے ہیں تو تلفظ کی ادائیگی درست نہ ہونے کی وجہ سے غلط پڑھتے ہیں، لفظ شین کو سین پڑھتے ہیں، ان سے شین ادا نہیں ہوتا اور بعض اوقات ادا ہو جاتا ہے اور اس بات کا علم خطیب اور ٹیچر دونوں کو ہے، مورخہ یکم جمادی الاخری ۱۴۲۸ھ بمطابق ۲۰۰۶ء بروز جمعہ المبارک خطیب صاحب تقریر اور خطبہ

سے فارغ ہوئے تو نماز جمعہ کے لیے انہوں نے ٹیچر کو آگے کر دیا ٹیچر نے ''قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء'' قرأت شروع کی اس میں چار دفعہ تشاء کا لفظ آیا تو ٹیچر نے چاروں جگہ اس لفظ کو سین سے پڑھا اس کے بعد چند افراد خطیب صاحب کے پاس گئے ان کے ساتھ وہ ٹیچر بھی تھے اور ان کے سامنے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ کوئی بات نہیں نماز ہوگئی۔

جناب گزارش ہے کہ قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں یہ بتائیں کہ۔

۱۔ خطیب صاحب کا یہ عمل کیسا ہے جو ایسے شخص کو خطبہ اور نماز جمعہ کے لیے آگے کرتے ہیں؟

۲۔ یہ لحن جلی ہے خطیب کا یہ کہنا ہے کہ نماز ہوگئی ہے۔

۳۔ ایسی قرات کی صورت میں نماز ادا ہو جاتی ہے یا تبدل حرف کی وجہ سے نماز فاسد ہے؟

۴۔ کیا ہماری یہ نماز جس میں مذکورہ آیت کریمہ پڑھی گئی ہے ادا ہوگئی ہے یا واجب الاعادہ ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

خطیب صاحب کا کسی ایسے شخص کو امامت کے لیے آگے کرنا جس کا تلفظ خراب ہو درست نہیں۔

”والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفسادابشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدرفرض ،وقيل واجب وقيل سنة ثم الاحسن تلاوة وتجويدالـلقراءة ثم الأورع اى الأكثر اتقاء للشبهات والتقوى اتقاء المحرمات ثم الاسن..... ثم الاحسن خلقابالضم الفة بالناس ثم الاحسن وجها.....ثم اشرف نسبا.....ثم الانظف ثوبا“..... (الدرعلى الرد: ۱/۴۱۲)

یہ لحن جلی ہے قرآن پاک میں قصداً لحن جلی کرنا سخت گناہ ہے اور اگر لحن جلی کی وجہ سے معنی میں تغیر فاحش واقع ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی ،اور اگر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھا اس میں تمیز نہیں کر سکتا تھا اور قصداً بھی نہیں پڑھا تو بھی نماز فاسد ہوگی ،لہٰذا صورت مسئولہ میں نماز جمعہ ادا نہ ہوئی اس کی جگہ ظہر کی نماز کی قضا کریں۔

”وفي الحروف بوضع حرف مكان اخراوزيادته اونقصه اوتقديمه اوتاخيره اوفي الكلمات اوفي الجمل كذلك اوفي .....الوقف..... وان كان مثله في

القرآن والمعنی بعیدولم یکن متغیرفاحشافتفسدایضاعندابی حنیفة ومحمدوهوالاحوط“...... (ردالمحتار: ۱/۴۶۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سورت سے پہلے تسمیہ پڑھنا:

مسئلہ(۱۷۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فاتحہ اور سورۃ کے درمیان تسمیہ یعنی بسم اللہ شریف پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

صورت مرقومہ میں علماء احناف کے نزدیک تسمیہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

”ولایسمی بین الفاتحة والسورة هکذافی الوقایة والنقایة وهوالصحیح هکذافی البدائع والجوهرة النیرة.(الهندیة : ۱/۷۴)

” وأماعندرأس کل سورة فی الصلاة فلایأتی بالتسمیة عندأبی حنیفةؒ وأبی یوسف وقال محمدیأتی بها احتیاطاکمافی أول الفاتحة والصحیح قولهمالأن احتمال کونهامن السورة منقطع باجماع السلف علی مامر“......(بدائع الصنائع: ۱/۲۰۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا امام ”ربنالک الحمد“ کہے گا؟

مسئلہ(۱۷۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں نماز میں امام کے ”سمع الله لمن حمده“ کے بعد ”ربنالک الحمد“ صرف مقتدی کہے گا یا امام صاحب بھی کہے گا؟

الجواب باسم الملک الوہاب

”سمع الله لمن حمده“ صرف امام کہے گا، مقتدی نہیں کہے گا، البتہ ”ربنالک الحمد“ کے

بارے میں امام صاحب اور صاحبین رحمہم اللہ کا اختلاف ہے، امام صاحب کے ہاں امام "ربنالک الحمد" نہیں کہے گا، جب کہ صاحبین کے ہاں امام "سمع اللہ لمن حمدہ" کے ساتھ "ربنالک الحمد" بھی کہے گا، اور فتویٰ امام صاحب کے قول پر ہے۔

"فان كان اماما يقول سمع الله لمن حمده بالاجماع وان كان مقتديا ياتى بالتحميد ولاياتى بالتسميع بلاخلاف وان كان منفردا الاصح انه ياتى بهما كذافى المحيط ".....(فتاوىٰ الهندية: ۱/۷۴)

"(واكتفى الامام بالتسميع والمؤتم والمنفرد بالتحميد) لحديث الصحيحين اذاقال الامام سمع الله لمن حمده فقولوا ربنالك الحمد فقسم بينهما والقسمة تنافى الشركة فكان حجة على ابى يوسف ومحمدالقائلين بان الامام يجمع بينهما استدلالا بانه عليه السلام كان يجمع بينهما لان القول مقدم على الفعل ".....(البحرالرائق: ۱/۵۵۲)

" ثم يرفع رأسه ويقول سمع الله لمن حمده ويقول المؤتم ربنالك الحمد ولايقولها الامام عندابى حنيفة وقالا يقولهافى نفسه لماروى ابوهريرة ان النبى ﷺ كان يجمع بين الذكرين ولانه حرض غيره فلاينسى نفسه ولابى حنيفة قوله عليه السلام اذاقال الامام سمع الله لمن حمده قولوا ربنا لك الحمد هذه قسمة وانها تنافى الشركة ولهذا لايأتى المؤتم بالتسميع عندنا".....(الهداية: ۱/۱۰۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

"ولااشرک" کی بجائے "واشرک" پڑھنے سے نماز کا حکم:

مسئلہ(۱۷۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں امام صاحب نے عشاء کی نماز میں "قل انماادعوا ربی ولااشرک به احدا" کی بجائے "قل انما ادعوا ربی واشرک به احدا" پڑھا اور پھر مزید چند آیات پڑھنے کے بعد رکوع کردیا اب اس صورت میں نماز ہوئی ہے یا نہیں؟ شرعی راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

نماز میں ایسی غلطی کرنا جس سے معنی میں تغیر فاحش آجائے تو اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، صورت مسئولہ میں چونکہ معنی بالکل ہی بدل گیا ہے لہذا نماز فاسد ہوگئی، اس نماز کا اعادہ لازمی ہے۔

" وان غیر المعنی تفسد صلاته عند عامة المشائخ نحو ان یقرأ فمالهم یؤمنون فی لایومنون بترک لا هکذا فی المحیط وفی العتابیة هو الاصح کذا فی التتارخانیة"......(فتاوىٰ الهندية: ۷۹/۱)

" یقرء واذا قرئ علیهم القرآن یسجدون، بترک لا اویقرأ تتنزل علیهم الملائکة لاتخافوا ولاتحزنوا بترک لا الاتری انه لو تعمد ذالک مع علمه واعتقد ذلک کفر فان کان مخطئا تفسد صلاته ،والله اعلم"......(فتاوىٰ التاتارخانية: ۳۵۶/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرض نمازوں میں سورتوں کی ترتیب کا لحاظ رکھنا واجب ہے:

مسئلہ(۱۸۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کوئی آدمی نماز میں بعد والی سورۃ پہلے پڑھے اور پہلے والی سورۃ بعد میں پڑھے، یعنی ترتیب کو مدنظر نہ رکھے، تو ایسے شخص کی نماز ہوگی کہ نہیں؟ ترتیب واجب ہے کہ سنت؟ نیز ترتیب نزولی، اور عثمانی کی تفصیل قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیل سے واضح فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

فرض نماز میں قراءت کے اندر سورتوں میں ترتیب کا لحاظ رکھنا یعنی ایک سورت پڑھنے کے بعد دوسری رکعت میں اس سے آگے والی سورت پڑھنا واجب ہے، قصداً ترتیب کو چھوڑنا مکروہ ہے، ترتیب کا لحاظ نہ رہنے کی صورت میں نماز ہو جاتی ہے، اور سجدہ سہو بھی لازم نہیں ہوتا، البتہ نوافل اور سنتوں میں ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری نہیں ہے۔

جس ترتیب سے آنحضرت ﷺ پر قرآن پاک نازل ہوا تھا اس کو "ترتیب نزولی" کہا جاتا ہے، ترتیب نزولی کو محفوظ رکھنے کی کوشش نہ تو آپ ﷺ نے کی اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کی، اس لیے جب قرآن

پاک مکمل نازل ہو چکا، تو لوگوں کو یہ بھی یاد نہیں رہا کہ کونسی آیت کس ترتیب سے نازل ہوئی، لہذا اب جزوی طور پر بعض سورتوں یا آیتوں کے بارے میں علم ہو جاتا ہے، کہ ان کی ترتیب نزول کیا تھی، لیکن پورے قرآن کی ترتیب نزول یقین کے ساتھ بیان نہیں کی جا سکتی۔

ترتیب عثمانی وہ ہے جس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار صحابہ حضرت زید، حضرت عبد اللہ بن زبیر، سعید بن العاص، عبد الرحمٰن بن الحارث رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اپنے زمانہ خلافت میں جمع کرایا تھا، ان حضرات نے قرآن پاک کی ترتیب اور جمع کے سلسلے میں درج ذیل کام انجام دیے۔

(۱)　سورتوں کو اسی ترتیب سے مرتب کر کے ایک ہی مصحف میں لکھا جو رسول اللہ ﷺ صراحتاً بتلا چکے تھے۔

(۲)　قرآن کریم کی آیات اس طرح لکھی گئی کہ رسم الخط میں تمام متواتر قراءتیں سما جائیں، اس کام کے لیے انہیں صحیفوں کو سامنے رکھا، جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں لکھے گئے تھے، چنانچہ اب اس پر اجماع ہے کہ رسم الخط اور سورتوں کی ترتیب میں مصحف عثمانی کا اتباع لازم ہے، اور یاد رہے کہ مصحف عثمانی میں آیات اور سورتوں کی ترتیب وہی تھی جو کہ بذریعہ وحی متعین کردی گئی تھی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ کاتبین وحی کو ساتھ یہ بھی بتلا دیتے کہ یہ آیت فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد لکھی جائے (الاتقان: ۱/۶۵)

"واما ترتیب السور ففی کونه اجتهادیا او توقیفیا خلاف والجمهور علی الثانی قال العلامة الآلوسی البغدادی والذی ینشرح له صدر هذا الفقیر هو ماانشرحت له صدور الجمع الغفیر من ان ما بین اللوحین الأن موافق لما فی اللوح من القرآن وحاشا ان یهمل ﷺ امر القرآن وهو نور نبوته وبرهان شریعته فلابد اما من التصریح بمواضع الآی والسور واما من الرمز الیهم بذلک واجماع الصحابة فی المآل علی هذا الترتیب "......(روح المعانی: ۱/۲۶)

"ولا خلاف ان ترتیب آیات کل سورة توقیف من الله"......(فتح الباری: ۹/۴۰)

"واذاقرء فی رکعة سورة وفی الرکعة الاخری اوفی تلک الرکعة سورة فوق

تلک السورة یکره...... هذا کله فی الفرائض امافی السنن فلایکره"......

(فتاویٰ الهندیة: ۷۸،۷۹/۱)

"ویجب بترک واجب وفی الشامیة قوله بترک واجب ای من واجبات الصلوة الاصلیة لاکل واجب اذلوترک ترتیب السورلایلزمه شیٔ" ......

(درمختار: ۵۴۷/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تراویح میں قرآن پاک کو تیز تیز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۱۸۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ رمضان المبارک میں تراویح کی نماز میں اکثر حفاظ کرام بڑی تیز رفتاری سے تلاوت کرتے ہیں، قرآن پاک کو اتنا تیز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اتنا تیز پڑھنا کہ حروف کٹ جائیں جائز نہیں ہے، اگر حروف نہ کٹیں بلکہ ہر ہر لفظ اپنے قواعد کے مطابق پورا پورا ہو تو تیز پڑھنا بھی جائز ہے۔

" عن ابی عثمان النهدی قال دعا عمر بثلاثة من القراء فاستقرأهم فامراسرعهم قراءة ان یقرأللناس بثلاثین اٰیة فی کل رکعة اه قوله عن ابی عثمان قال المؤلف دلالته علی کیفیة قراءة القرآن فی التراویح ظاهرة "

......(اعلاء السنن : ۷۱/۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سورۃ الفاتحہ کے ساتھ بسم اللہ پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۱۸۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا نماز کی ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟ اور اگر کسی نے نہیں پڑھی تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں سورۃ الفاتحہ سے پہلے بسم اللہ کا پڑھنا سنت ہے لہذا اگر کسی نے کسی رکعت میں بھی سورۃ الفاتحہ سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھی تو اس پر سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا۔

"لاتسن بين الفاتحة والسورة مطلقا ولو سرية ولاتكره اتفاقا وماصححه الزاهدى من وجوبها ضعفه فى البحر (قوله لاتسن) مقتضى كلام المتن ان يقال لايسمى لكنه عدل عنه لابهامه الكرامة بخلاف نفى السنية ثم ان هذا قولهما وصححه فى البدائع وقال محمدتسن ان خافت لاان جهر بحرونسب ابن الضياء فى شرح الغزنوية الاول الى ابى يوسف فقط فقال وهذا قول ابى يوسف وذكر فى المصفى ان الفتوى على قول ابى يوسف انه يسمى فى اول كل ركعة ويخفيها وذكر فى المحيط المختار قول محمد وهوان يسمى قبل الفاتحة وقبل كل سورة فى كل ركعة وفى رواية الحسن بن زيادانه يسمى فى الركعة الاولى لاغير وانمااختير قول ابى يوسف لان لفظة الفتوىٰ آكدوابلغ"......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۹۱)

"وروى المعلى عن ابى يوسف عن ابى حنفية انه ياتى بها فى اول كل ركعة وهوقول ابى يوسف وفى الحجة والفتوى على قول ابى يوسف "......(الفتاوى التاتارخانية: ۱/۳۹۱)

"(ثم ياتى بالتسمية) ويخفيها وهى من القرآن آية نزلت للفصل بين السور كذافى الظهيرية فيمايكره فى الصلاة ولايتادىٰ بهافرض القراءة كذافى الجوهرة النيرة وياتى بهافى اول كل ركعة وهوقول ابى يوسف رحمه الله تعالى كذافى المحيط وفى الحجة وعليه الفتوىٰ هكذافى التاتارخانية، ولايسمى بين الفاتحة والسورة هكذافى الوقاية والنقاية وهوالصحيح هكذافى البدائع والجوهرة النيرة "......(فتاویٰ الهندية: ۱/۷۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز میں مختلف روایتوں سے قرأت کرنے کا حکم:

مسئلہ(۱۸۳): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام دین متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) ایک آدمی نے چار رکعت والی نماز میں اول رکعت میں مثلاً روایت قالون کے مطابق قرأت کی اور دوسری میں روایت حفص وغیرہ کے مطابق اور تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی علیحدہ علیحدہ روایت کے مطابق پڑھا، آیا مذکورہ صورت میں کوئی کراہت ہے یا نہیں؟ نیز فرائض وسنن ونوافل کے حکم میں اختلاف ہے یا کہ نہیں؟ مفصل بیان فرمائیں۔

(۲) ایک آدمی نے مثلاً دو رکعت والی نماز میں سورۃ الفاتحہ الگ روایت کے مطابق اور دوسری سورۃ الگ روایت کے مطابق اسی طرح دوسری رکعت میں بھی روایتوں کے اختلاف کے ساتھ قرأت کی، آیا مذکورہ صورتوں میں کراہت ہے یا نہیں، اور فرائض وسنن ونوافل کا حکم ایک ہی ہے یا کہ مختلف ہے؟ مفصل اور مدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

نماز کے اندر قرأت متواترہ میں قرآن کریم پڑھنا جائز ہے چاہے قرأت عشرہ میں سے کسی بھی قرأت میں پڑھ لے اور مختلف رکعتوں میں مختلف قرآت میں پڑھ لے اور مختلف رکعتوں میں مختلف قرآت میں سے پڑھنا درست معلوم ہوتا ہے، اور اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ ایک ہی قرأت میں نماز ادا کی جائے تاکہ لوگ مغالطہ کا شکار نہ ہوں، نیز فرائض میں جب یہ صورتیں جائز ہیں تو سنن اور نوافل میں بطریق اولیٰ جائز ہیں۔

”القرآن الذی تجوز به الصلوة بالاتفاق هو المضبوط فی المصاحف الائمة التی بعث بها عثمان الی الامصار وهو الذی اجمع علیه الائمة العشرة وهذا هو المتواتر جملة وتفصیلا فمافوق السبعة الی العشرة غیر شاذ وانما الشاذ ماوراء العشرة وهو الصحیح وتمام تحقیق ذلک فی فتاویٰ العلامه قاسم اه“ ......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۵۹،۳۵۸)

”بخلاف الشاذ فانه قرآن الان فی قرآنیته شکافلاتفسدبه ولو قصة وحکوا الاتفاق فیه علی عدمه فالاوجه مافی المحیط من تاویله قول شمس الائمة بالفساد بما اذااقتصر علیه اه ای فیکون الفساد لترکه القراءة بالمتواتر لاللقراءة بالشاذ لکن یردعلیه ان القرآن هو مالاشک فیه وان الصلاة یمنع

فیها عن غیر القراء ۃ والذکر قطعا وماکان قصة ولم تثبت قرآنیته لم یکن قراءة ولاذکرا فیفسد بخلاف ماااذاکان ذکرا فانه وان لم تثبت قرآنیته لم یکن کلاما لکونه ذکرا لکن ان اقتصر علیه تفسد وان قرء معه من المتواتر ماتجوزبه الصلوۃ فلافهذا ماوفق به فی البحر ویتعین حمل کلام المحیط علیه فتامل "......(فتاویٰ شامی : ۱/۳۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز فجر میں سنت قراءت کیا ہے؟

مسئلہ(۱۸۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فجر کی نماز میں سنت قراءت کی مقدار کیا ہونی چاہیے؟ نیز حدر سے پڑھے یا ترتیل سے یا کیسے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ بالا مسئلہ میں دو امور حل طلب ہیں۔

(۱) فجر کی نماز میں سنت قراءت کی مقدار سورۃ الفاتحہ کے علاوہ چالیس یا پچاس آیات ہیں۔

(۲) تمام نمازوں میں ترتیل کے ساتھ قراءت کرنا مسنون عمل ہے عصر حاضر میں جو مروجہ تکلفاً کھینچ تانی ہے وہ مراد نہیں ہے بلکہ تلفظ کو اور حروف کی ادائیگی کو صحیح طور پر جدا جدا واضح طور پر ادا کر کے قراءت کرنا مسنون عمل ہے، اسی کو ترتیل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، نیز حدر کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے جب کہ حروف اور تلفظ کی ادائیگی ہو۔

(۱)"وسنتها فی الحضر ان یقرأ فی الفجر فی الرکعتین باربعین اوخمسین آیة سوی فاتحة الکتاب "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۷۷)

"ویقرأ فی الحضرفی الفجر فی الرکعتین باربعین آیة اوخمسین آیة سوی فاتحة الکتاب "......(الهدایة: ۱/۱۲۰)

"وفی الحضر تقرأ فی الفجر فی الرکعتین باربعین اوخمسین آیة سوی فاتحة الکتاب "......(المحیط البرهانی: ۲/۴۳)

(۴)"یقرء فی الفرض بالترسل حرفاحرفا"......(الدرالمختار : ۱/۸۰)

" عن یعلی بن مملک انه سال ام سلمة عن قراء ة رسول الله ﷺ وصلاته ثم نعت قراء ته فاذاهی تنعت قراء ة مفسرة حرفاحرفا"......(سنن النسائی : ۱/۱۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

"جحیم" کی جگہ "نعیم" اور "نعیم" کی جگہ "جحیم" پڑھنے سے نماز کا حکم:

مسئلہ(۱۸۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر نماز میں امام یا منفرد نے "ان الابرار لفی نعیم" کی جگہ "لفی جحیم" پڑھ دیا، اور اسی طرح "ان الفجار لفی جحیم" کی جگہ "لفی نعیم" پڑھ دیا تو کیا حکم ہے؟ نماز ہوگئی یا نہیں ہوئی، جب کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ایک قول ملتا ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوئی، اب دریافت یہ کرنا ہے کہ کس اعتبار سے ہوئی اور کس اعتبار سے نہیں ہوئی اور فتویٰ کس امام کے قول پر ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

فقہاء متقدمین نے ایک قاعدہ بیان کیا ہے کہ اگر ایسی صورت ہو کہ کسی لفظ کے غلط پڑھنے سے معنی میں تغیر فاحش نہ آتا ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتی، اور اگر تغیر فاحش آتا ہو تو نماز فاسد ہو جاتی ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں معنی میں تغیر فاحش کی وجہ سے نماز فاسد ہوگئی، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا جو قول ہے وہ اس صورت میں نہیں ہے بلکہ وہ اس صورت میں ہے کہ جب معنی میں تغیر فاحش نہ ہو۔

" والقاعدة عندالمتقدمين ان ماغيرالمعنى تغييرايكون اعتقاده كفرا يفسدفى جميع ذلك سواء كان فى القرآن اولاالاماكان من تبديل الجمل مفصولا بوقف تام وان لم يكن التغيير كذلك فان لم يكن مثله فى القرآن والمعنى بعيد متغير تغيرا فاحشايفسد ايضا كهذاالغبار مكان هذاالغراب وكذااذالم يكن مثله فى القرآن ولامعنى له كالسرائل باللام مكان السرائر وان كان مثله فى القرآن والمعنى بعيد ولم يكن متغيرافاحشا تفسدايضا عندابى حنيفة

ومحمد وهو الاحوط وقال بعض المشائخ لاتفسد لعموم البلوى وهو قول ابى يوسف الخ "......(فتاوىٰ الشامى: ٤٦٢/١)

"وان تغير المعنى نحو ان يقرأ ان الابرار لفى جحيم وان الفجار لفى نعيم فاكثر المشايخ على انها تفسد وهو الصحيح هكذا فى الظهيرية"......(فتاوىٰ الهندية: ٨٠/١)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

"الخٰسرین" کی جگہ "الصّٰلحین" پڑھنے سے نماز کا حکم:

مسئلہ(١٨٦): کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں ایک حافظ صاحب نماز تراویح میں قرآن کریم سنا رہے ہیں وہ سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر۵ کا آخری حصہ "ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ وھو فی الآخرۃ من الخٰسرین" کی جگہ "وھو فی الآخرۃ من الصّٰلحین" پڑھ گئے، اور دوسری رکعت میں تصحیح کرکے "ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ وھو فی الآخرۃ من الخٰسرین" پڑھا۔

مسئلہ مذکورہ میں مقامی علماء کرام کے دو گروہ ہیں، کچھ کہتے ہیں کہ نماز ہوگئی اور کچھ کہتے ہیں کہ نہیں ہوئی، براہ کرم آپ اس کا جواب جلدی سے عنایت فرمائیں۔

(٢) مزید فرمائیں کہ سورۃ ص کی آیت نمبر۲۴ "خر راکعا واناب" پر سجدہ کرنا ہے یا کہ آیت نمبر۲۵ "حسن مآب" پر؟ کیونکہ کتاب الآثار کی شرح، کفایت المفتی، احسن الفتاوی اور اشرف النوری شرح قدوری میں ہے کہ سجدہ "حسن مآب" پر کرنا ہے، جب کہ قرآن کے عام نسخوں میں "اناب" پر سجدہ کی علامت لکھی ہوئی ہے، براہ کرم جلدی سے جلدی جواب دیں، تاکہ علماء کرام کا اختلاف ختم ہوسکے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(١) بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں اگر ایسی غلطی کی جس کی وجہ سے معنی میں تبدیلی پیدا ہوگئی تو غلطی کرنے کے بعد فوراً تصحیح کرلی تو نماز درست ہوگئی، اور اگر دوسری رکعت میں تصحیح کی تو نماز کا اعادہ کرے گا۔

"وصحح الباقاني الفساد ان غير المعنى نحو رب العلمين للاضافة كما لو بدل كلمة بكلمة وغير المعنى نحو ان الفجار لفي جنات"

......(درمختار علی هامش ردالمحتار: ۱/۴۶۸)

"ذكر في الفوائد لوقرء في الصلوة بخطأ فاحش ثم رجع وقرء صحيحا قال عندي صلاته جائزة".....(فتاوىٰ الهندية: ۱/۸۲)

(۲) صورت مسئول میں اختلاف سے بچنے کے لیے "حسن مـــــآب" پر سجدہ کیا جائے گا، بنابریں اگر "خر راکعا واناب" پر بھی سجدہ کرلیا تو سجدہ کی ادائیگی اختلاف کی وجہ سے علی سبیل التیقن نہ ہوئی لہذا اکابر کا فتویٰ صحیح ہے۔

"لماذكره اى في فصلت اى لنظيره وهوان السجود لو وجب عندقوله واناب فالتاخير عندقوله وحسن مآب لايضرويخرج عن الواجب ولو وجبت عند قوله وحسن مآب وقدمها عندقوله واناب لكان السجود حاصلا قبل وجوبها ووجود سبب وجوبها فيوجب نقصانا في الصلوة ولو كانت صلاتية ولانقص في التاخير".....(حاشية الطحطاوى على مراقي الفلاح : ۴۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرائض اور وتروں کی پہلی رکعت کو دوسری رکعت سے لمبا کرنے کا حکم:

مسئلہ(۱۸۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں

(۱) جناب میں نے سنا ہے کہ فرض اور وتر نماز میں پہلی رکعت کو دوسری رکعت سے لمبا کر کے نہیں پڑھ سکتے کیا یہ صحیح ہے؟ اور اگر پڑھ سکتے ہیں تو وہ سورتیں لگاتار ہوں یا وقفہ والی بھی دو ایک رکعت میں پڑھ سکتے ہیں؟

(۲) نماز میں قرآن ترتیب سے پڑھنا واجب ہے اگر امام ترتیب سے نہ پڑھے اور دوران نماز سجدہ سہو کے لیے لقمہ بھی نہیں دیا، اور اگر بعد میں کوئی مقتدی یاد کرادے کہ ترتیب نہیں تھی اور سجدہ سہو بھی نہیں ہوا تو وہ نماز ہوگئی یا نہیں؟ ایک آدمی نے بتادیا کہ یاد کرانے والے کی نہیں ہوئی باقی سب کی ہوگئی، کیا یہ صحیح ہے؟

(۳) اگر صبح یا شام کی اذان ۲ منٹ وقت سے پہلے ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

(۴) میں پہلی رکعت کے دوسرے سجدے میں جماعت کے ساتھ شامل ہوا، نماز مکمل کرنے کے بعد ایک آدمی نے بتایا کہ سجدہ شکر اور سجدہ تلاوت کے علاوہ ایک سجدہ مکروہ ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

(۵) ایک دفتر کے کسی کمرہ میں ظہر کی نماز جماعت سے ادا کرنے کے لیے مختص کر دیا جائے تو کیا مسجد کا ثواب ملے گا؟

(۶) کار میں بیٹھ کر شہر کے اندر نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) فرض نمازوں میں پہلی رکعت، دوسری رکعت سے لمبا کرنا مستحب ہے، نیز اگر چھوٹی سورتوں میں سے ایک سے زائد سورتیں پڑھنی ہو تو ترتیب سے پڑھے، درمیان میں کسی ایک سورت کو فرض نماز میں قصداً چھوڑنا مکروہ ہے، البتہ نفل نماز میں مکروہ نہیں۔

"قال ابو حنیفة فی الجامع الصغیر ویطول الرکعة الاولی من الفجر علی الثانیة ورکعتا الظهر سواء وقال محمد احب الی ان یطول الرکعة الاولی علی الثانیة فی الصلوات کلها، وفی الحجة وهو الماخوذ للفتوی"......(فتاوی التاتارخانیة: ۱/۳۳۲)

" اذا جمع بین السورتین بینهما سورة واحدة فی رکعة واحدة فانه یکره "......(فتاوی تاتارخانیة: ۱/۳۳۳)

(۲) واضح رہے کہ فرض نماز میں قرآن، ترتیب کے خلاف قصداً پڑھنا مکروہ ہے، نیز خلاف ترتیب پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا لہذا صورت مسئولہ میں نماز ہو گئی۔

"والصحیح ان رعایة الترتیب المصاحف لازمة عملا باجماع الصحابة لکن لایجب السهو بترک هذا الترتیب"......(فتاوی التاتارخانیة: ۱/۳۳۵)

(۳) وقت سے پہلے اذان دینا صحیح نہیں ہے، اگر کسی نے وقت سے پہلے اذان دیدی تو اعادہ ضروری ہے۔

"اذا اذن قبل الوقت یکره"......(فتاوی التاتارخانیة: ۱/۳۸۱)

"وفی الکنز ولایؤذن قبل وقت ویعاد فیه وقال صاحب البحر والظاهر انها تحریمیة"......(البحر الرائق: ۱/۴۵۵،۴۵۶)

"وامابیان وقت الاذان والاقامة فوقتهما ماهووقت الصلوات المکتوبات حتی لواذن قبل دخول الوقت لایجزئه ویعیده اذادخل الوقت فی الصلوات کلهافی قول ابی حنیفة ومحمد"......(بدائع الصنائع : ۱/۳۸۱)

(۴) اگر آنے والا مقتدی، امام کو حالت سجدہ میں پائے تو بغیر انتظار کے مقتدی کو امام کے ساتھ سجدہ میں شامل ہونا چاہیے۔

"ولوادرکه راکعا اوساجدا ان اکبررأیه انه یدرکه اتی به وفی الشامیة قوله اوساجدا ای السجدة الاولی کمافی المنیة واشار بالتقیید براکعا اوساجدا الی انه لوادرکه فی احدی القعدتین فالاولی ان لایثنی لتحصیل فضیلة زیادة المشارکة فی القعود وکذالوادرکه فی السجدة الثانیة وتمامه فی شرح المنیة "......(ردالمحتار: ۱/۳۶۱)

(۵) صورت مسئولہ میں صرف جماعت کا ثواب ملے گا، مسجد کا ثواب صرف شرعی مسجد میں نماز پڑھنے سے ملے گا۔

"واذابنی مسجدا لم یزل ملکه عنه حتی یفرزه عن ملکه بطریقه ویاذن للناس بالصلوة فیه "......(الهدایة: ۲/۶۲۱)

(۶) بغیر عذر شرعی کے کار میں بیٹھ کر فرض نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، چاہے شہر میں ہو یا باہر ہو۔

"ولایصلی المسافر المکتوبة علی الدابة الاعن ضرورة شرح الطحاوی لایجوزالمنذور والمذی وجب علیه قضاءه بالشرع فیه علی الارض ثم افسده (م) وامافی حالة الضرورة له ان یصلی المکتوبة والوترعلی الدابة ومن الاعذار ان یخاف لونزل عن الدابة علی نفسه اوعلی دابته لصااوسبعا وفی شرح المتفق اوعدوا لام اوکان فی طین وردغة لایجدعلی الارض مکانایابسا اوکانت الدابة جموحا لونزل عنها لایمکنه الرکوب الابمعین اوکان شیخاکبیرا لایمکنه ان یرکب ولایجد من یرکبه ففی هذه الاحوال کلهاتجوزالمکتوبة علی الدابة ،وفی الخانیة ،ولایلزمه الاعادة اذاقدر بمنزلة المریض اذاصلی بالاعادة ثم قدر"......(فتاویٰ التاتارخانیة: ۲/۳۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

لحن جلی کے مرتکب قاری کے پیچھے نماز کا حکم:

مسئلہ(۱۸۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

ہماری مسجد میں ہمارے مؤذن صاحب امام صاحب کی عدم موجودگی میں امامت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں اور قرآن میں لحن جلی کے مرتکب ہوتے ہیں مثلاً سورۃ الفاتحہ میں مالک کو ملک، نستعین کو نسعین وغیرہ اور دیگر اغلاط ہوتی ہیں باوجودیکہ پیچھے علماء وحفاظ وقراء موجود ہوتے ہیں اور اکثر مقتدیان بھی مسائل سے واقفیت رکھتے ہیں، تو آیا ان کے پیچھے علماء کرام وحفاظ کرام کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ اور باقی لوگوں کی نماز کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور اگر نماز درست نہیں تو ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اور پہلی پڑھی ہوئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اعراب کی غلطی سے مفتی بہ قول کے مطابق نماز فاسد نہیں ہوتی۔

" قوله فلو في اعراب ككسر قوامامكان فتحها وفتح باء نعبدمكان ضمها ومثال مايغير انمايخشى الله من عباده العلماء بضم هاء الجلالة وفتح الهمزة العلماء وهومفسدعندالمتقدمين واختلف المتاخرون فذهب ابن مقاتل ومن معه الى انه لايفسدوالاول احوط وهذااوسع ....وكذاوعصى آدم ربه بنصب الاول ورفع الثاني.........وفي النوازل لاتفسدفي الكل وبه يفتى،بزازية وخلاصة"......(فتاوىٰ شامي: ۱/۴۶۷)

نماز میں قرأت میں کسی کلمہ کا کوئی حرف حذف کرنے سے اگر معنی میں تبدیلی آجائے تو نماز فاسد ہوجاتی ہے، اور اگر معنی میں تبدیلی نہ آئے تو نماز فاسد نہیں ہوتی، صورت مسئولہ میں معنی کی تبدیلی کی وجہ سے نماز فاسد ہوگئی ہے۔

"ومنها حذف حرف ان كان الحذف على سبيل الايجاز والترخيم فان وجدشرائطه نحوان قرء ونادوا يامال لاتفسد صلوته وان لم يكن على وجه الايجاز والترخيم فان كان لايغير المعنى لاتفسدصلوته ....وان غير المعنى تفسدصلاته عندعامة المشائخ نحوان يقرء فمالهم يؤمنون في

یومنون بترک لا هکذافی المحیط وفی العتابیة هوالاصح ،کذافی التتارخانیة "......(فتاوی الهندیة : ۱/۷۹)

حافظ اور قاری کی موجودگی میں ایسے شخص کو امام نہیں بننا چاہیے اگر بن گیا تو سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

"وکذلک قول ابی حنیفة اذالم یکن فی القوم من یقدرعلی التکلم ببعض الحروف فامااذاکان فی القوم من یقدر علی التکلم بذلک الحرف فقدفسدت صلوته وصلوة القوم عندابی حنیفة قیاساً علی الامی اذاصلی بامیین وقاریین"......(المحیط البرهانی : ۲/۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا مقتدی امام کے پیچھے قرأت کرسکتا ہے؟

مسئلہ(۱۸۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے متعلق کیا مقتدی کا امام کے پیچھے قراءت کرنا جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مقتدی کا اپنے امام کے پیچھے قراءت کرنا جائز نہیں ہے۔

"ویکره ان یوقت بشیء من القرآن لشیء من الصلوات ......ولایقرء الموتم خلف الامام ......ولناقوله علیه السلام من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة وعلیه اجماع الصحابة رضی الله عنهم ......قال علیه السلام واذاقرء فانصتوا روی منع القراء ة خلف الامام عن ثمانین من الصحابة الکبارمنهم" ......(هدایه : ۱/۱۲۱)

" المرتضی والعبادلة الثلاثة واسامنهم عنداهل الحدیث فکان اتفاقهم بمنزلة الاجماع ...... کان عشرة من اصحاب رسول الله ﷺ ینهون عن القراء ة خلف الامام اشدالنهی،ابوبکرالصدیق وعمرالفاروق وعثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب وعبدالرحمن بن عوف وسعدبن ابی وقاص وعبدالله بن

مسعود وزیدبن ثابت وعبدالله بن عمرو عبدالله بن عباس رضی الله عنهم ......قال علی من قرء مع الامام لافیما اسرولافیماجهر ......فقالوا لاتقرأ خلف الامام فی شیء من الصلوات ثم قال الطحاوی فهؤلاء جماعة من اصحاب النبی ﷺ قداجمعوا علی ترک القراء ة خلف الامام "......(عمدة القاری شرح صحیح البخاری : ۱۸، ۱۹/ ۶)

"لان القراء ة رکن یتحمله الامام عن القوم فعلافیجهر لیتامل القوم ویتفکروا فی ذلک فتحصل ثمرة القراء ة وفائدتهاللقوم فتصیر قراء ة الامام قراء ة لهم تقدیرا کانهم قرؤوا"......(بدائع الصنائع :۳۹۵/ ۱)

" وقال علی بن ابی طلحة عن ابن عباس قوله واذاقرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا یعنی فی الصلاة المفروضة "......(تفسیرابن کثیر: ۲۶۱/ ۳)

"واذاقرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا قیل ان هذا نزل فی الصلاة ......قال النقاش اجمع اهل التفسیر ان هذاالاستماع فی الصلاة المکتوبة وغیرمکتوبة" ......(تفسیرالقرطبی: ۳۵۴/ ۷)

"واذاقرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا،والآیة دلیل لابی حنیفة رضی الله عنه فی ان المـاموم لایقرء فی سریة ولاجهریة لانهاتقتضی وجوب الاستماع عندقراء ة القرآن فی الصلاة وغیر......عن مجاهد قال قرء رجل من الانصار خلف رسول الله ﷺ فی الصلاة فنزلت واذاقرئ القرآن الخ عن ابن مسعود صلی باصحابه فسمع اناسا یقرؤن خلفه فلماانصرف قال امان لکم ان تفهموا امان لکم ان تعقلوا واذاقرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا کماامرکم الله تعالیٰ......لاقراء ة خلف الامام ......انماجعل الامام لیوتم به فاذاکبرفکبروا واذاقرء فانصتوا......من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة ......هوالمدرک فی الرکوع اجماعا فجازالتخصیص بعده بالمقتدی بالحدیث المذکور ......مالی انازع فی القرآن ......ان عمر رضی الله عنه قال

لیست فی فم الذی یقرء خلف الامام حجرا.....عن علی کرم اللہ وجهه قال من قرء خلف الامام فقداخطأ الفطرة ..... قال الشعبی ادرکت سبعین بدریا کلهم یمنعون المقتدی عن القراء ة خلف الامام وقدارعی بعض اصحابنا اجماع الصحابة رضی اللہ تعالی عنهم علی ذلک ولعل مراده بذلک اجماع کثیر من کبارهم "......(تفسیرروح المعانی : ۱۵۱، ۹/۱۵۲)

"عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ ﷺ انماجعل الامام لیؤتم به فاذاقرء فانصتوا قال ابوجعفر فهؤلاء جماعة من اصحاب رسول اللہ ﷺ قداجمعوا علی ترک القراء ة خلف الامام "......(شرح معانی الآثار: ۱۴۲، ۱/۱۴۳)

" واذاقرء فانصتوا "......(الصحیح المسلم : ۱/۱۷۴)

" عن ابی بکرة انتهی الی النبی ﷺ ......وهوراکع فرکع قبل ان یصل الی الصف فذکر ذلک للنبی ﷺ فقال زادک اللہ حرصا ولاتعد "......(صحیح البخاری : ۱/۱۰۸)

" لاصلوة لمن لم یقرء بفاتحة الکتاب فصاعدا قال سفیان لمن یصلی وحده " ......(سنن ابی داؤد: ۱/۱۲۷)

" من صلی رکعة لم یقرأ فیهابام القرآن فلم یصل الاان یکون وراء الامام " ......(جامع الترمذی : ۱/۱۸۰)

" عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ ﷺ انماجعل الامام لیؤتم به فاذاکبرفکبروا واذاقرأ فانصتوا واذاقال غیرالمغضوب علیهم ولاالضالین فقولوا آمین واذارکع فارکعوا واذاقال سمع اللہ لمن حمده فقولوا اللهم ربناولک الحمد واذاسجد فاسجدوا واذاصلی جالسا فصلوا جلوسا اجمعین......عن جابر من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة "......(سنن ابن ماجه: ۱/۶۱)

"انماجعل الامام لیؤتم به فاذاکبرفکبروا واذاقرء فانصتوا "......(سنن النسائی: ۱/۱۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۱۹۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب نماز باجماعت ہورہی ہو، امام صاحب کے پیچھے جماعت میں ہم سورۃ الفاتحہ یا کوئی دوسری سورت پڑھ سکتے ہیں یا کہ نہیں؟ برائے مہربانی قرآن وسنت کے حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

علماء احناف کا مذہب قرآن وسنت کی روشنی میں یہ ہے کہ امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ یا کوئی دوسری سورۃ پڑھنا درست نہیں ہے، کیونکہ حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ "من کان لہ امام فقراء ۃ الامام لہ قراء ۃ "کہ جس شخص کا کوئی امام ہو تو امام کی قرأت ہی اس کی قرأت ہے، اس کے علاوہ اس مسئلہ پر اگر تفصیل سے دلائل درکار ہوں تو ملاحظہ ہو کتاب "حدیث اور اہل حدیث" کچھ دلائل ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

" ولایقرء المؤتم خلف الامام "......(المختصر للقدوری:۳۴)

"ولایقرء المؤتم خلف الامام خلافا للشافعی فی الفاتحۃ لہ ان القراء ۃ رکن من الارکان فیشترکان فیہ ولنا قولہ علیہ الصلوۃ والسلام من کان لہ امام فقراء ۃ الامام لہ قراء ۃ وعلیہ اجماع الصحابۃ وھو رکن مشترک بینھما لکن حظ المقتدی الانصات والاستماع قال علیہ السلام واذاقرء فانصتوا ویستحسن علی سبیل الاحتیاط فیمایروی عن محمد ویکرہ عندھما لمافیہ من الوعید "......(ھدایہ : ۱/۱۲۲)

" ان النبی ﷺ قال من کان لہ امام فقراء ۃ الامام لہ قراء ۃ "......(شرح معانی الآثار: ۱/۱۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جب امام تلاوت کر رہا ہو تو شامل ہونے والا مقتدی ثناء نہیں پڑھے گا:

مسئلہ(۱۹۱): میرا نام محمد علی ہے، اور میں جماعت میں اس حالت میں شریک ہوا کہ امام صاحب جہری تلاوت فرمارہے تھے، آیا میں ثناء پڑھوں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مذکورہ میں ایسا شخص ثناء نہیں پڑھے گا، بلکہ خاموش کھڑا ہو کر امام کی قرأت کو سنے گا۔

" اذاادرک الامام فی القراء ۃ فی الرکعة التی یجھر فیھالایاتی بالثناء کذافی الخلاصة وھوالصحیح کذافی التجنیس وھوالاصح ھکذافی الوجیز للکردی سواء کان قریبا اوبعیدا اولایسمع لصممه ھکذا فی الخلاصة "......

(فتاویٰ الھندیة : ۱/۹۰)

" ویسکت المؤتم عن الثناء اذاجھرالامام ھوالصحیح "......(فتاویٰ الھندیة: ۱/۹۱)

"قال فی التتارخانیة بعدذکراقوال المختلفة ومنھم من یقول لایشتغل بالثناء والیه کان یمیل الشیخ الامام الجلیل ابوبکرمحمدبن الفضل رحمه الله تعالی وھوالاصح"......(فتاویٰ تاتارخانیة: ۱/۴۰۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہیں کرے گا:

مسئلہ(۱۹۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام کے پیچھے مقتدی کو قراءت کرنی چاہیئے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھنی چاہیئے۔

"والمؤتم لایقرء مطلقا ولاالفاتحة فی السریة اتفاقا"......(درمختارعلی ردالمحتار: ۱/۳۰۲)

" قوله ولاالفاتحة بالنصب معطوف علی محذوف تقدیرہ لاغیرالفاتحة ولاالفاتحة وقوله فی السریة یعلم منه نفی الکراھة فی الجھریة بالاولی"......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۰۲)

"عن جابر بن عبدالله عن النبی ﷺ انه قال من صلی رکعة فلم یقرء فیها بام القرآن فلم یصل الاوراء "......(طحاوی شریف :۱/۱۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرض نمازوں میں سورت نہ ملانے سے نماز کا حکم:

مسئلہ(۱۹۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے لاعلمی میں فرض نمازوں کو صرف سورۃ الفاتحہ کے ساتھ پڑھا ہے اور سورت ملا کر نہیں پڑھی ہیں، اور کافی عرصہ اسی طرح نماز پڑھتا رہا، اب پوچھنا یہ ہے کہ اس کی پڑھی ہوئی نمازیں ہوئی ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی ہیں تو اس پر ان نمازوں کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اس صورت میں مذکورہ آدمی پر مذکورہ طریقے سے پڑھی ہوئی تمام نمازوں کا اعادہ واجب ہے۔

" واما کونها واجبة فی الوقت مندوبة بعده کمافهمه فی البحر وتبعه الشارح فلادلیل علیه وقدنقل الخیرالرملی فی حاشیة البحر عن خط العلامة المقدسی ان ماذکره فی البحر یجب ان لایعتمد علیه لاطلاق قولهم کل صلوة ادیت مع الکراهة سبیلها الاعادةاه قلت لانه یشمل وجوبها فی الوقت وبعده ای بناء علی ان الاعادة لاتختص بالوقت وظاهرماقدمناعن شرح التحریر ترجیحه وقدعلمت ایضاً ترجیح القول بالوجوب فیکون المرجح وجوب الاعادة فی الوقت وبعده ویشیر الیه ماقدمناه عن المیزان من قوله یجب علیه الاعادة وهواتیان مثل الاول ذاتامع صفة الکمال ای کمال مانقصه منها وذلک یعم وجوب اتیان بهاکاملة فی الوقت وبعده کمامر "......(فتاویٰ شامی: ۱/۵۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تمام نمازوں میں ثنا کا آہستہ پڑھنا سنت ہے:

مسئلہ(۱۹۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ باجماعت نماز میں پیش امام ابتداء میں سورۃ الفاتحہ باآواز بلند پڑھتے ہیں جب کہ ثناء باآواز بلند نہیں پڑھتے قرآن وسنت رسول اللہ ﷺ سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

جہری نمازوں میں امام کا بلند آواز سے سورت الفاتحہ کا پڑھنا واجب ہے لیکن ثناء کا آہستہ آواز سے پڑھنا سنت ہے چاہے نماز جہری ہو یا سری ہو۔

"وواجبها قراءة الفاتحة وضم سورة ...... الى والجهر والاسرار فيما يجهر ويسر وفي البحر (قوله والجهر والاسرار فيمايجهر) ويسر واماالجهر في الصلاة الجهرية فواجب على الامام فقط "......(البحر الرائق : ۵۱۰،۵۲۷/۱)

"وسننها رفع اليدين للتحريمة ونشر اصابعه وجهر الامام بالتكبير والثناء والتعوذ والتسمية والتامين سرا الى اخره والثناء والتعوذ والتسمية والتامين سرا قال في البحر وقوله سرا راجع الى الاربعة "......(البحر الرائق : ۵۲۸/۱ ،هكذافي الهندية : ۷۲/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جمعہ والے دن فجر کی نماز میں سورۃ السجدۃ اور سورۃ الدہر پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۱۹۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں

(۱) جمعہ والے دن صبح کی نماز میں سورت، سجدہ کا آخری رکوع اور سورت دہر کا آخری رکوع پڑھنے سے کیا سنت ادا ہو جائے گی۔

(۲) جمعہ والے دن صبح کی نماز میں سورت سجدہ اور سورت دہر کے علاوہ کسی اور سورت کا پڑھنا سنت ہے، اگر ہے تو وہ کونسی ہے؟

(۳) جمعہ والے دن اگر امام صاحب صبح کی نماز میں سورت سجدہ اور سورت دہر پوری پڑھتے ہیں اور بعض حضرات اعتراض کرتے ہیں تو پھر اس میں سنت ادا کرنے کا کونسا طریقہ ہے؟

(۴) کیا ہر جمعہ والے دن سورت سجدہ اور سورت دہر کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، یا کبھی کبھی نہ بھی پڑھی تو بھی جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) جمعہ کے دن صبح کی نماز میں سورت سجدہ کا آخری رکوع اور سورت دہر کا آخری رکوع پڑھنے سے سنت قراءت پوری نہ ہوگی کیونکہ سنت قراءت کم از کم چالیس آیات پڑھنا ہے۔

"ومقتضاه انه لانظر الی مقدار معین من حیث عددالآیات مع انه ذکر فی النھر ان القراءة من المفصل سنة والمقدار المعین سنة اخری ثم قال وفی الجامع الصغیر یقرء فی الفجر فی الرکعتین سورة الفاتحة وقدر اربعین اوخمسین واقتصر فی الاصل علی الاربعین "......(فتاویٰ شامی : ۱/۳۹۹)

(۲) مسلم ونسائی وابوداؤد وترمذی وغیرہ کتب میں حضور علیہ السلام کا عمل مبارک جمعہ کے دن صبح کی نماز میں ان دوسورتوں (سجدہ، دہر) کے پڑھنے کا مذکور ہے ان کے علاوہ نظر سے نہیں گزرا لیکن اس پر دوام ثابت نہیں۔

"عن ابن عباس ان النبی علیه السلام کان یقرء فی صلوة الصبح یوم الجمعة تنزیل السجدة وهل اتی"......(سنن نسائی: ۱/۱۵۲)

"قوله الم تنزیل قال علمائنا لادلالة فیه علی المداومة علیهما نعم قدثبت قراء تهما فینبغی للائمة قرأتهما ولایحسن المداومة علی ترکهما المرة "

......(حاشیة الامام السندهی علی النسائی : ۱/۱۵۲)

(۳) جمعہ کے دن صبح کی نماز میں سورۃ سجدہ ودہر کو پوری پڑھنے پر اگر بعض لوگ قراءت کے طویل ہونے کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں تو امام قراءت کو اس کے آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے، حدر کی صورت میں پڑھے، اور اسی طرح دونوں رکعتوں میں چالیس آیات پڑھنے سے سنت قراءت ادا ہو جائے گی اور نماز میں تخفیف بھی ہو جائے گی۔

"ان النبی ﷺ قال اذاام احدکم الناس فلیخفف فان فیهم الصغیر والکبیر والضعیف والمریض اذاصلی وحده فلیصل کیف شاء قال الشیخ التخفیف

فماتظهر في القراءة لافي الركوع والسجود وتعديل الاركان كماهومعلوم عن صاحب الشريعة "......(العرف الشذى: ١٥٨/١، معارف السنن: ٢/٣٣٥)

(۴) جمعہ کے دن صبح کی نماز میں سورۃ سجدہ ودہر کا پڑھنا مستحب ہے اوراس کو ہمیشہ اور ہر جمعہ کے لیے مخصوص کرنا مکروہ ہے، کبھی کبھی چھوڑ دیں، اکثر پڑھ لیا کریں یہی زیادہ اولیٰ ہے۔

"السور الماثورة في الصلوت مستحبة .... كمافي البحر والحلية ويدعهامرة اومرتين كيلايفسدعقائد من خلفه من عدم صحة الصلوة بدون هذا السور"......(العرف الشذى: ١/٣٣٠)

"ومذهب الخليفة في ذلك ماقاله في الدر وحاشيته ويكره التعليق كالسجدة وهل اتى لصبح كل جمعة لان الشارع اذالم يعين عليه شيئا تيسيرا عليه كره له ان يعين وعلله في الهداية بقوله لان فيه هجر الباقي وايهام التفضيل بل يندب قرائتهمااحيانا"......(بذل المجهود: ٢/١٧٣)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز میں کلام کرنے کا حکم:

مسئلہ(۱۹۶): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں

(۱) جماعت کی نماز میں مقتدی نے کسی وجہ سے غیر نماز کی کلام کرلی مثلاً اگلی صف کے نمازی کا پاؤں اس کے سر پر آگیا تو اس کی زبان سے لفظ ''کیا'' نکل گیا، تو کیا اس کی نماز فاسد ہوئی یا نہیں؟ نیز اس نماز کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

(۲) امام صاحب سے قراءت کرتے ہوئے لحن جلی ہوگئی مثلاً "هذه جهنم التي يكذب بهاالمجرمون" کی جگہ یوں پڑھ دیا "هذه جنة التي يكذب بهاالمجرمون" لیکن پھر دوبارہ صحیح کرکے پڑھ دیا تو کیا نماز صحیح ہوگئی یا لوٹانی پڑے گی؟

(۳) فرض نماز میں امام صاحب کے بھول جانے پر مقتدی کو لقمہ دینا چاہیے یا نہیں اس سے مقتدی کی نماز فاسد ہونے کا خطرہ تو نہیں ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

(۱)　اگرلفظ ''کیا'' نمازی کی زبان سے نکل گیاتواس سے نماز فاسد ہوگئی اوراس کااعادہ ضروری ہے۔

(۲)　نماز صحیح ہوگئی، چونکہ ''حا'' اور ''ہا'' میں فرق عام لوگوں کے لیے انتہائی مشکل ہے لہذا حروف کی اس قسم کی تبدیلی سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(۳)　اگرامام صاحب چھوٹی تین آیتوں یابڑی ایک آیت کی بقدر تلاوت کرچکے ہوں اوروہ بھول جائیں توانہیں چاہیئے کہ وہ رکوع کرلیں، مقتدی کولقمہ دینے پر مجبور نہ کریں، لیکن اگر بالفرض مقتدی لقمہ دے دے تواس کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔

" قولہ یفسدالصلوۃ التکلم لحدیث مسلم ان صلوتنا ھذہ لایصلح فیھاشیء من کلام الناس انما ھو التسبیح والتکبیر وقراء ۃ القرآن ،وفی روایۃ البیھقی انماھی ومالایصلح فیھا مباشرتہ یفسدھا مطلقا......والنص یقتضی انتفاء الصلاح مطلقا اطلقہ فشمل العمدوالنسیان والخطاء والقلیل والکثیر لاصلاح صلوتہ اولاولھذا عبربالتکلم دون الکلام یشمل الکلمۃ الواحدۃ ......وینبغی ان یقال ادناہ حرفان اوحرف مفھم کع امرا وکذ ق فان فسادالصلوۃ بھماظاھر"......(البحرالرائق: ۲/۲)

"ان ذکرحرفا مکان حرف ولم یغیرالمعنی بان قرأ ان المسلمون ان الظالمون وماشبہ ذلک لم تفسدصلوتہ وان غیرالمعنی فان امکن الفصل بین الحرفین من غیرمشقۃ کالطاء مع الصاد فقرارالطالحات مکان الصالحات تفسدصلوتہ عندالکل وان کان لایمکن الفصل بین الحرفین الابمشقۃ کالظاء مع الضاد والصاد مع السین والطاء مع التاء اختلف المشائخ قال اکثرھم لاتفسدصلوتہ ھکذافی فتاویٰ قاضی خان وکثیرمن المشائخ افتوبہ "......(فتاویٰ عالمگیری: ۷۹/۱)

"وفی الدر بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لایفسدمطلقا لفاتح واٰخذ بکل حال

(قولہ بکل حال) ای سواء قرأ الامام قدرماتجوزبہ الصلوۃ ام لاانتقل الی اٰیۃ اخریٰ ام لاتکررالفتح ام لاھوالاصح".....(فتاویٰ شامی : ۱/۳۶۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نمازتراویح کے دوران باہر والے اسپیکر چلانے کا حکم:

مسئلہ(۱۹۷): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد جامع مسجد حنفیہ سوری روڈ میں ہمارے موجودہ امام صاحب نے قرآن پاک کا حوالہ دے کر مسجد کے باہر کے اسپیکر نماز تراویح کے وقت بند کرادیے،کیاباہر کے اسپیکر نماز کے وقت چلائے جائیں یانہیں؟جب کہ مسجد کے اندربھی چھوٹے اسپیکرموجود ہیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز کے وقت بقدرضرورت مسجد کے اندروالے اسپیکر چلانے میں کوئی حرج نہیں ہے،لیکن باہروالے اسپیکر چلانازائدازضرورت ہےاوردوسروں کے لئے باعث تکلیف ہونے کی صورت میں ممنوع ہے۔

"قولہ ویجھر الامام وجوبا بحسب الجماعۃ فان زادعلیہ اساء وفی الزاھدی عن ابی جعفر لوزاد علی الحاجۃ فھوافضل الااذااجھد نفسہ اواذیٰ غیرہ قھستانی ".....(ردالمحتار : ۱/۳۹۳)

"ولایجھدالامام نفسہ بالجھر وفی السراج الوھاج الامام اذاجھر فوق حاجۃ الناس فقداساء " ......(البحرالرائق : ۱/۵۸۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حرف ضاد کا اصل مخرج کیاہے؟

مسئلہ(۱۹۸): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں لفظ ضاد کا اصل مخرج کیاہے؟کیااس کو داد پڑھ سکتے ہیں؟اگرحرف ضاد کو داد یاظ یازیاذ پڑھ دیاتونماز کاکیاحکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

علامہ جاراللہ زمخشری تفسیر کشاف جلد نمبر ۴ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"واتقان الفصل بين الضاد والظاء واجب ،ومعرفة مخرجيهما ممالابدمنه للقارىء فان اكثر العجم لايفرقون بين الحرفين وان فرقوا ففرقا غيرصواب وبينهما بون بعيد فان مخرج الضاد من اصل حافة اللسان ومايليهامن الاضراس من يمين اللسان اويساره وكان عمربن الخطاب رضى الله عنه اضبط يعمل بكلتايديه وكان يخرج الضاد من جانبى لسانه وهى احدالاحرف الشجرية اخت الجيم والشين واما الظاء فمخرجها من طرف اللسان واصول الثنايالعليا وهى احدالاحرف الذولقية اخت الذال والثاء ولواستوى الحرفان لماثبتت فى هذه الكلمة قراء تان اثنتان واختلاف بين جبلين من جبال العلم والقراءة ولمااختلف المعنى والاشتقاق والتركيب فان قلت فان وضع المصلى احدالحرفين مكان صاحبه قلت هوكواضع الذال مكان الجيم والثاء مكان الشين لان التفاوت بين الضاد والظاء كالتفاوت بين اخواتهما"......(تفسير كشاف :۴/۲۱۳)

ملاعلی القاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ الاکبر میں رقمطراز ہیں،

"وفى المحيط سئل الامام الفضلى عمن يقرء الظاء المعجمة مكان الضاد المعجمة اويقرء اصحاب الجنة مكان اصحاب النار اوعلى العكس ؟فقال لاتجوزامامته ولوتعمد يكفر قلت اماكون تعمده كفرافلاكلام فيه اذالم يكن فيه لغتان"......(شرح فقه الاكبر : ۱۶۷)

مفتی اعظم ہند مولانا عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند الموسوم عزیز الفتاویٰ میں ذکر کرتے ہیں۔

بے شک ان دونوں حرفوں (یعنی دال مفخم وضاد) میں مشابہت ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ فرق ان میں دشوار ہے ادھر یہ بھی حکم ہے کہ ہر ایک حرف کو اس کے مخرج سے پڑھنا چاہیئے ، بالقصد ایک حرف کی جگہ دوسرے حرف کو نہ پڑھو خصوصاً ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے میں سخت اندیشہ ہے کہ بعض روایات میں اس میں خوف کفر لکھا ہے، جیسا کہ شرح فقہ الاکبر میں ملاعلی القاری حنفی تحریر فرماتے ہیں۔

”وفی المحیط سئل الامام الفضلی عمن یقرء الظاء المعجمة مکان الضاد المعجمة اویقرء اصحاب الجنة مکان اصحاب النار اوعلی العکس ؟فقال لاتجوزامامته ولوتعمد یکفر قلت اماکون تعمده کفرافلاکلام فیه اذالم یکن فیه لغتان“......(شرح فقه الاکبر : ۱۶۷ ،فصل القراء ة والصلوة)

اس خوف اور معروف تفسیر تمیز کی وجہ سے غالب علماء وقراء عرب نے قاطبہ دال مفخم کواس کی جگہ اختیار فرمایا ہے اور میں نے اپنے استاد علامہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی قدس سرہ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ علماء وقراء عرب نے اس پر اتفاق فرمایا ہے کہ ضاد معجمہ کودال مفخم کی صورت سے ادا کرنا چاہیئے غالباً وجہ اس اتفاق کی خوف مذکور ہے لہذا اس میں بہت احتیاط لازم ہے،اور قصداً ضاد کوظاء پڑھنے سے قطعاً احتراز لازم ہے اگر بلاقصد بلکہ باوجود قصد اخراجها عن المخرج مشابہ ظاء کے ہوجاوے تونماز فاسد نہ ہوگی،”وینبغی السعی فی تصحیح مخرجه وتلفظه“......(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱/۱۴۰)

مشکوۃ المصابیح میں ایک روایت ہے کہ جس میں قرآن کریم کولحون عرب پر پڑھنے کاحکم دیا گیا ہے۔

”وعن حذیفة قال قال رسول الله ﷺ اقرؤا القرآن بلحون العرب واصواتها وایاکم ولحون اهل العشق ولحون اهل الکتابین وسیجیء بعدی قوم یرجعون بالقرآن ترجیع الغناء والنوح لایجاوزحناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب الذین یعجبهم شانهم رواه البیهقی فی شعب الایمان ورزین فی کتابه“......(مشکوۃ المصابیح :۱/۱۹۳)

یہ حدیث طبرانی میں بھی ہے،بحوالہ مرقات ص۵/۸۶۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام رکعت کوکتنا لمبا کرے؟

مسئلہ(۱۹۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام مسجد کونماز میں چھوٹی رکعتیں رکھنی چاہئیں یا لمبی؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امام مسجد کو مقدار مسنون کا خیال رکھتے ہوئے نماز پڑھانی چاہیے کہ لوگوں پر گراں نہ ہو۔

"وینبغی للامام ان لایطول بھم الصلوۃ بعدالقدر المسنون وینبغی له ان یراعی حال الجماعة ھکذا فی الجوھرۃ النیرۃ"......(ھندیة : ۱/۸۷)

"وذکر ابوبکر رحمه الله تعالی الافضل ان یطول القراءۃ اذاکان یصلی وحدہ واذاکان بجماعة لا تیسیرا علی الناس"...... (تاتارخانیه: ۱/۱۳۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غلط آیت پڑھ لینے کے بعد صحیح پڑھ لینے سے نماز کا حکم:

مسئلہ(۲۰۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے نماز کے اندر اس طرح آیت پڑھی "ان الذین کفروا لھم مغفرۃ واجر عظیم" اور بعد میں صحیح پڑھا "ان الذین کفروا لھم عذاب شدید" دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس شخص کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ اگر نماز صحیح نہیں ہوئی تو کیا اس شخص پر دوبارہ اعادہ ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں امام نے غلطی اگر خود صحیح کر لی یا مقتدی کے لقمہ دینے سے صحیح کر لے تو نماز درست ہو جائے گی اعادے کی ضرورت نہیں ہے۔

"ذکر فی الفوائد لوقرأ فی الصلوۃ بخطأ فاحش ثم رجع وقرأ صحیحا قال عندی صلاته جائزۃ"......(فتاوی الھندیة: ۱/۸۲)

"ولوقرأ واحل لکم صیدالبر مع انه قرأھا بعدھا وحرم علیکم صیدالبر لاتفسد"......(خلاصة الفتاوی ۱/۱۱۶)

"المصلی اذافتح علی من لیس فی الصلوۃ ان ارادبه قراءۃ القرآن لاتفسد صلاته عندالکل وان ارادبه تعلیم ذلک الرجل تفسد صلوته وھل

بشترط تكرار الفتح لفساد صلوته الاصح انه ليس بشرط ولوفتح على المصلي رجل ليس في الصلوة فاخذالمصلي بفتحه تفسدصلوته ولوفتح على امامه ان كان ذلك قبل ان يقرأ قدرما يجوزبه الصلوة ولم ينتقل الى اية اخرىٰ لاتفسدصلاته اخذالامام بفتحه اولم ياخذ وان كان بعد ما قرأ قدرمايجوزبه الصلوة ان انتقل الامام من اية الىٰ اية اخرىٰ لاينبغي له ان يفتح فان فتح واراد به التعليم فسدت صلوته وان اخذالامام بفتحه تفسدصلاة الكل وان قرأ الامام قدرمايجوزبه الصلوة الاانه توقف ولم ينتقل الى اية اخرىٰ حتى فتح المقتدى اختلفوا فيه والاصح انه لاتفسدصلاة المقتدى وان اخذ الامام بفتحه لاتفسدصلاتهم ولاينبغي للمقتدى ان يفتح قبل الاستفتاح ولاينبغي للامام ان يلجي المقتدى ويركع ان قرأ قدر ما يجوزبه الصلوة اوينتقل الى اية اخرىٰ وفي الجامع الصغير للصدرالشهيد لوقرأ قدرما يجوزبه الصلوة قالواينبغي ان تفسد صلوته وصلوتهم ان اخذالامام والفتوىٰ على انه لاتفسد بكل حال"......(خلاصة الفتاوى: ۱۲۰، ۱۲۱/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بھول کر خلاف ترتیب قراءت سے نماز کا حکم:

مسئلہ(۱۰۱): محترم ومکرم جناب مفتی صاحب

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

مسئلہ یہ دریافت کرنا ہے کہ عشاء کی نماز میں امام نے غیر دانستہ طور پر پہلی رکعت میں سورۃ القدر اور دوسری رکعت میں سورۃ التین پڑھ لی ہے، کیا نماز صحیح ادا ہوگئی یا اس کا اعادہ ضروری ہے، احادیث مبارکہ کی روشنی میں فتویٰ تحریر فرمادیں، جزاكم الله خيرا.

بعض کم علم مقتدی امام پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور ان کو اپنے وضو طہارت کی تو خبر ہوتی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ دین کے علم کا فہم عطا فرمائے (آمین)

الجواب باسم الملک الوھاب

غیر دانستہ طور پر امام کا پہلی رکعت میں سورۃ القدر اور دوسری رکعت میں سورۃ التین پڑھنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، اور نماز صحیح ہو جاتی ہے اور اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

"ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ وان یقرء منکوسا الا اذا ختم فیقرء من البقرۃ وفی القنیۃ قرأ فی الاولیٰ الکافرون وفی الثانیۃ ألم تر أو تبت ثم ذکر یتم وقیل یقطع ویبدأ ولایکرہ فی النفل شیء من ذلک (قولہ ثم ذکر یتم) افاد ان التنکیس او الفصل بالقصیرۃ انما یکرہ اذا کان عن قصد فلو سھوا فلا"......(درمع الرد: ۱/۴۰۴)

"ویکرہ ان یقرء فی الثانیۃ سورۃ فوق التی قرأھا فی الاولیٰ لان فیہ ترک الترتیب الذی اجمع علیہ الصحابۃ رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین ھذا اذا کان قصدا واما سھوا فلا"......(حلبی کبیری: ۴۲۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
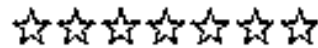
(رکوع وسجدہ)

رکوع اور سجود کی مقدار:

مسئلہ(۲۰۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ رکوع یا سجدے میں ایک تسبیح پڑھنا یا اتنی مقدار رکنا واجب ہے یا سنت؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں رکوع اور سجدہ میں ایک تسبیح کی مقدار رکنا واجب ہے اور تسبیحات کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

"(ویقول سبحان ربی العظیم ثلاثاوذلک ادناہ) ھذامن تتمۃ الحدیث ثم بین المصنف رحمہ اللہ ان مرادرسول اللہ ﷺ من قولہ ادناہ ای ادنی کمال الجمع وادنی کمال السنۃ لا ان یکون المرادادنی مایجوزبہ الصلاۃ اویقام بہ الواجب لانہ لایمکن اثبات فرضیۃ التسبیح بھذا الخبر لانہ لاتجوز الزیادۃ علی الکتاب بخبر الواحدولا اثبات الوجوب ایضالانہ علیہ الصلاۃ والسلام لم یعلم ذلک الاعرابی حین علمہ الفرائض والواجبات ولوکان القول بہ ثلاث مرات من الواجبات لعلمہ"...... (کفایۃ علی فتح القدیر: ۱/۲۵۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

رکوع اور سجدے میں الصاق کعبین کا حکم:

مسئلہ(۲۰۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا الصاق کعبین رکوع اور سجدے میں سنت ہے؟ اگر سنت نہیں ہے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور رکوع اور سجدہ دونوں میں ایک حکم ہے یا الگ الگ؟ جواب دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں الصاق کعبین رکوع اور سجدے میں سنت نہیں ہے۔

" قول الشارح ویسن ان یلصق کعبیه ،قال الشیخ ابوالحسن السندی الصغیر فی تعلیقته علی الدر هذه السنة انماذکرها من ذکرها من المتاخرین تبعا للمجتبیٰ ولیس لهاذکرفی الکتب المتقدمة کالهدایة وشروحها وکان بعض مشائخنا یری انها من اوهام صاحب المجتبیٰ ولم ترد فی السنة علی ماوفقنا علیه وکانهم توهموا ذالک مماورد ان الصحابة کانوا یهتمون بسدالخلل فی الصفوف حتی یضمون الکعاب والمناکب ولایخفی ان المراد هناالصاق کعبه بکعب صاحبه لاکعبه مع کعبه الآخر اه قلت ولعل الشیخ اباالحسن لحظ الی الآثار الواردة فی ان التراوح بین القدمین فی الصلاة مطلقا افضل من الصاقهما اه سندی وقدذکرالآثار الواردة فی التراوح فانظره "

......(تقریرات رافعی علی الرد : ۱/۶۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز میں دونوں سجدے فرض ہیں:

مسئلہ(۲۰۴): محترم ومکرم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ میں نے فقہ کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ نماز کے اندر دو سجدے فرض ہیں، جب کہ ایک عالم صاحب یہ فرماتے ہیں کہ پہلا سجدہ فرض ہے اور دوسرا سجدہ واجب ہے، جناب یہ مسئلہ کہاں تک درست ہے؟ اگر واقعی یہی مسئلہ ہے تو مہربانی فرما کر حوالہ ضرور لکھ دیجئے نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوهاب

راجح قول کے مطابق دونوں سجدے فرض ہیں جیسا کہ عالمگیری میں موجود ہے۔

"السجود الثانی فرض کالاول باجماع الامة کذافی الزاهدی"......(فتاویٰ الهندية: ۱/۷۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(قعدہ اخیرہ)

تشہد سے پہلے بسم اللہ پڑھنا:

مسئلہ(۲۰۵): کیا نماز کے دوران تشہد سے پہلے بسم اللہ پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

تشہد سے پہلے بسم اللہ پڑھنا جائز ہے مگر عندالاحناف مکروہ تنزیہی ہے۔

”عن جابرؓ قال کان رسول اللہ ﷺ یعلمنا التشھد کمایعلمنا السورۃ من القرآن بسم اللہ التحیات للہ والصلوات الخ“.....(مرقات المفاتیح: ۲/۵۸۶)

”ولھذا قال وفی السراج ویکرہ أن یزیدفی التشھدحرفا أویبتدیٔ بحرف قبل حرف قال أبوحنیفۃ رحمہ اللہ تعالی ولونقص من تشھدہ أوزادفیہ کان مکروھالأن أذکارالصلوۃ محصورۃ فلایزادعلیھاوالکراھۃ عندالإطلاق للتحریم(قولہ وجزم الخ) وکذاجزم بہ فی النھروالخیرالرملی فی حواشی البحرحیث قال أقول الظاھرأن الخلاف فی الأولویۃ ومعنی قولھم التشھدواجب أی التشھدالمروی علی الإختلاف لاواحدبعینہ وقواعدناتقتضیہ ثم رأیت فی النھرقریبامماقلتہ وعلیہ فالکراھۃ السابقۃ تنزیھیۃ الخ“.....(ردالمحتار: ۱/۳۷۶)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قعدہ اخیرہ میں امام سے پہلے سلام پھیرنے سے نماز کا حکم:

مسئلہ(۲۰۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر تمام مقتدی جماعت کی آخری رکعت میں بیٹھے ہوں اور التحیات مکمل ہونے کے بعد امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کسی نے غلطی سے سلام پھیرلیا تو ایسی صورت حال میں کیا کرنا چاہیے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر مقتدی شروع سے آخر تک امام کے ساتھ شریک رہا پھر غلطی سے التحیات مکمل کرنے کے بعد امام کے سلام پھیرنے سے پہلے سلام پھیر دیا تو اس صورت میں مقتدی کی نماز تو درست ہوگی البتہ بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

"وهل يلزمه سجود السهو لاجل سلامه ينظر ان سلم قبل تسليم الامام اوسلما معالايلزمه لان سهوه سهو المقتدى وسهو المقتدى متعطل"......(بدائع الصنائع: ۱/۴۲۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

تشہد میں کئی دعائیں پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۲۰۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آدمی نماز میں ایک دعا کی جگہ کئی دعائیں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

آخری قعدہ میں کئی دعائیں درود شریف کے بعد پڑھی جاسکتی ہیں۔

"وقال ﷺ لابن مسعود اذاقلت هذا اوفعلت هذا فقدتمت صلوتك ثم اختر من الدعوات ماشئت ولكن ينبغي ان يدعوا بمالايشبه كلام الناس"......(بدائع الصنائع: ۱/۴۹۹)

"والدعاء اى لنفسه ولوالديه ان كانامؤمنين ولجميع المؤمنين والمؤمنات لمافي صحيح مسلم ثم يتخير من المسئلة ماشاء"......(البحر الرائق: ۱/۵۳۰)

"الدعاء فى آخر الصلوة بمايشبه الفاظ القرآن والاعدية المأثورة كمامر"......(حلبی کبیری: ۱/۳۳۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

نماز میں درود ابراہیمی کی جگہ کوئی دوسرا درود پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۲۰۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا نماز میں درود ابراہیمی کی جگہ کوئی دوسرا درود پڑھا جا سکتا ہے؟ اور سب سے اچھا درود کون سا ہے؟ جو انسان ہر وقت پڑھ سکے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز میں درود ابراہیمی پڑھنا مسنون ہے اس کے علاوہ دوسرا درود شریف پڑھنے سے نماز تو ہو جائے گی لیکن خلاف سنت ہوگی، اور سب سے افضل درود شریف درود ابراہیمی ہے۔

”(قوله وصلی علی النبی ﷺ) قال فی شرح المنية والمختار فی صفتها مافی الكفاية والقنية والمجتبی قال سئل محمدعن الصلوة علی النبی ﷺ فقال يقول اللهم صل علی محمدالخ“......(فتاویٰ شامی ۱/۳۷۸)

”والافضل العبارات علی ماقال المرزوقی اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد وقيل هو التعظيم فالمعنی اللهم عظمه فی الدنيا باعلاء ذكره وانفاذ شريعته وفی الآخرة بتضعيف اجره وتشفيعه فی امته كماقاله ابن اثير“......(فتاویٰ شامی: ۱/۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(سلام)

نماز کے خاتمہ پر "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہنا سنت ہے:

مسئلہ(۲۰۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز کے اختتام پر الفاظ السلام علیکم کا ادا کرنا فرض ہے، واجب ہے، سنت ہے یا پھر مستحب ہے اس کی شرعی حیثیت معلوم کرنا ہے؟ نیز اگر امام صاحب یا نمازی اپنی نماز ادا کرتے وقت ان الفاظ کو "السلام علیکم" کے بجائے "سلام علیکم" کے طور پر ادا کرتا ہے تو اسکی شرعی حیثیت کیا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز کے اختتام پر صرف سلام کا ادا کرنا واجب ہے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر سلام پھیرنا سنت ہے۔

"ویجب لفظ السلام ھکذافی الکنز"......(الھندیۃ : ۷۲/۱)

" قال العلامۃ ابن نجیم وفی قولہ لفظ السلام اشارۃ ......الی ان الواجب "السلام "فقط دون علیکم"......(البحرالرائق: ۵۲۵/۱)

"ثم یسلم عن یمینہ ویسارہ حتی یری بیاض خدہ مع الامام کالتحریمۃ قائلا السلام علیکم ورحمۃ اللہ ھو السنۃ"......(تنویر الابصار مع الدر : ۳۸۷/۱)

۲۔ سلام علیکم کہنے سے نماز تو ہو جائے گی لیکن خلاف سنت ہے۔

"(قولہ ھو السنۃ) قال فی البحر وھو علی وجہ الاکمل ان یقول السلام علیکم ورحمۃ اللہ مرتین فان قال السلام علیکم أو السلام أو سلام علیکم او علیکم السلام اجزأہ وکان تارکا للسنۃ"......(ردالمحتار : ۳۸۸/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سلام پھیرنے کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کا حکم:

مسئلہ(۲۱۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سلام پھیرنے کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کا کیا حکم ہے؟ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ایسا نفلی عمل کہ جس سے نماز پڑھنے والے کی نماز یا سونے والے کی نیند میں یا تلاوت کرنے والے کی تلاوت میں خلل واقع ہو درست نہیں ہے، اس بات پر اہل السنۃ والجماعۃ کا اتفاق ہے۔

"اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرھا الاان یشوش جھرھم علی نائم اومصلی اوقاریٔ"......(ردالمحتار: ۱/۴۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرضوں کے فوراً بعد وعظ کرنے کا حکم:

مسئلہ(۲۱۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں امام صاحب مغرب کی نماز پڑھانے کے فوراً بعد کھڑے ہو کر کچھ وعظ کرتے ہیں جس کی وجہ سے بعض اوقات ان لوگوں کی نماز میں بھی خلل واقع ہوتا ہے جو اپنی بقیہ رکعتیں ادا کر رہے ہوتے ہیں، کیا امام صاحب کا اس طرح وعظ کرنا درست ہے؟ نیز مغرب کے فرضوں اور سنتوں کے درمیان کتنا وقفہ کرنا جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جن نمازوں میں فرضوں کے بعد سنتیں ادا کرنی ہوں وہاں فرائض اور سنن کے درمیان صرف اتنی دیر کا وقفہ کرنا چاہیے جس میں آدمی "اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذالجلال والاکرام" یا اس مقدار کے قریب کوئی اور دعا پڑھ سکے اس سے زیادہ تاخیر مکروہ تنزیہی ہے، لہٰذا امام صاحب کا عمل درست نہیں ہے۔

"ویکرہ تاخیر السنۃ الابقدر اللھم انت السلام (قولہ الابقدر اللھم الخ) لمارواہ مسلم والترمذی عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت کان رسول اللہ ﷺ لایقعد الابمقدار مایقول اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذالجلال والاکرام واماماوردمن الاحادیث فی الاذکار عقیب الصلاۃ فلادلالۃ فیہ علی الاتیان بھاقبل السنۃ بل یحمل علی الاتیان بمابعدھا"......(ردالمحتار: ۱/۳۰۱)

" ولوتكلم بين السنة والفرض لايسقطها ولكن ينقص ثوابها قوله ولوتكلم وكذالوفصل بقراءة الاوراد لان السنة الفصل بقدر اللهم انت السلام الخ حتى لوزاد تقع سنة لافى محلها المسنون "......(ردالمحتار: ۱/۵۰۳)

"القيام الى اداء السنة التى تلى الفرض متصلابالفرض مسنون غيرانه يستحب الفصل بينهما كماكان عليه السلام اذاسلم يمكث قدرمايقول اللهم انت السلام ومنك السلام ......ولم يثبت عنه عليه السلام الفصل بالاذكار التى يواظب عليها فى المساجد فى عصرنا من قراءة آية الكرسى والتسبيحات واخواتها ثلاثا وثلاثين وغيرها"......(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى : ۳۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سلام پھیرنے کے بعد امام چہرہ کس جانب کرے گا؟

مسئلہ(۲۱۲): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام صاحب سلام پھیر کر قبلہ رو ہوکر درود، وظیفہ کرتے رہتے ہیں جب کہ عام مساجد میں امام صاحب سلام پھیرنے کے بعد شمال یا مقتدیوں کی طرف منہ کرتے ہیں، ان دونوں میں کونسا طریقہ شرعاً درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

سلام پھیرنے کے بعد امام کے لیے دعا کرنے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ایسی نماز ہے جس کے بعد سنتیں پڑھی جاتی ہیں ان میں سلام پھیرنے کے بعد "اللهم انت السلام" الخ دعا پڑھ کر امام کو کھڑا ہونا چاہیے اور اپنی جگہ سے بھی ہٹ جانا چاہیے ،زیادہ دیر تک بیٹھنا خلاف سنت ہے اور اگر ایسی نماز ہے جس کے بعد سنتیں نہیں پڑھی جاتیں تو اس میں امام صاحب کو اختیار ہے خواہ قبلہ رخ ہوکر دعا کرے یا بائیں یا دائیں جانب منہ کرکے یا نمازیوں کی طرف منہ کرکے ہرصورت جائز ہے۔

"القيام الى اداء السنة التى تلى الفرض متصلا بالفرض مسنون غيرانه

یستحب الفصل بینهما کما کان علیه الصلوۃ والسلام اذاسلم یمکث قدرمایقول اللهم انت السلام"......(مراقی الفلاح علی حاشیة الطحطاوی: ۳۱۱)

"وفی الخانیة یستحب للامام التحول یمین القبلة یعنی یسار المصلی لتنفل اوورد وخیره فی المنیة بین تحویله یمینا وشمالا واماماوخلفاوذهابه لبیته واستقباله الناس"......(حاشیة الطحطاوی: ۳۱۲)

"(قوله وخیره الخ) الضمیر المنصوب للامام لکن التخییر الذی فی المنیة هوانه ان کان صلاۃ لاتطوع بعدها فان شاء انحرف عن یمینه اویساره اوذهب الی حوائجه اومستقبل الناس بوجهه وان کان بعدهاتطوع وقامه یصلیه یتقدم اویتاخراوینحرف یمینا اوشمالااویذهب الی بیته فیتطوع ثمة اه"......(ردالمحتار: ۱/۳۹۲)

(وهکذافی حلبی کبیری: ۲۹۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
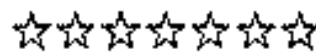
(دعا)

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کا حکم:

مسئلہ(۲۱۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا فرض نماز کے بعد درود شریف اونچی آواز سے پڑھنا درست ہے؟ اور کیا فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعا ثابت ہے اور کیا سنتوں کے بعد اور نفلوں کے بعد اجتماعی دعا جائز ہے؟ اور کیا گھر میں فرض نماز پڑھی جا سکتی ہے جبکہ آدمی کو معلوم ہو کہ مسجد میں جماعت ہو چکی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

فرض نمازوں کے بعد اونچی آواز سے درود شریف وغیرہ پڑھنا درست ہے بشرطیکہ نمازیوں کی نماز میں اور آرام کرنے والوں کے آرام میں مخل نہ ہو، فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعا کرنا ثابت ہے اور مانگنا بھی چاہیئے، اسی طرح سنتوں اور نفلوں کے بعد اجتماعی دعا کرنا جائز ہے اور اس کا التزام بدعت ہے جب کہ دوام بدعت نہیں ہے، اگر مسجد میں جماعت ہو چکی ہو تو آپ گھر پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

"اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرها الا ان یشوش جهرهم علی نائم اومصل اوقاری"

......(ردالمحتار: ۱/ ۳۸۸)

"ویقویه مااخرجه الحافظ ابوبکر بن ابی شیبة فی المصنف عن الاسود العامری عن ابیه قال صلیت مع رسول الله ﷺ الفجر فلماسلم انصرف ورفع یدیه دعا"......(اعلاء السنن: ۳/ ۲۰۱)

"ورحم الله طائفة من المبتدعة فی بعض اقطار الهند حیث واظبوا علی ان الامام ومن معه یقومون بعدالمکتوبة بعد قراء تهم اللهم انت الخ ثم اذافرغوا من فعل السنن والنوافل یدعوا الامام عقب الفاتحة جهرا بدعاء مرة ثانیة والمقتدون یؤمنون علی ذلک وقدجری العمل منهم بذلک علی سبیل الالتزام والدوام حتی ان بعض العوام اعتقدوا ان الدعاء بعدالسنن والنوافل باجماع الامام والمامومین ضروری واجب حتی انهم اذاوجدوا من الامام تاخیرا لاجل اشتغاله بطویل السنن والنوافل اعترضوا علیه قائلین انا منتظرون

للدعاء ثانیا وھو یطیل صلاته حتی ان متولی المسجد یجبرون الامام الموظف علی ترویج ھذا الدعاء المذکور بعد السنن والنوافل علی سبیل الالتزام ومن لم یرض بذلک یعزلونه عن الامامة ویطعنون ولایصلون خلف من لایصنع بمثل صنیعھم وایم الله ان ھذا امر محدث فی الدین "......(اعلاء السنن : ۳/۲۰۵)

"وذکر القدوری انه اذا فاتته الجماعة جمع باھله فی منزله وان صلی وحده " ......(بدائع الصنائع : ۱/۳۸۵)

"فائدة واعلم ان الادعیة بھذه الھیئة الکذائیة لم تثبت عن النبی ﷺ ولم یثبت عنه رفع الایدی دبر الصلوات فی الدعوات الا اقل قلیل ومع ذلک وردت فیه ترغیبات قولیة والامر فی مثله ان لایحکم علیه بالبدعة فھذه الادعیة فی زماننا لیست بسنة بمعنی ثبوتھا عن النبی ﷺ ولیست ببدعة بمعنی عدم اصلھا فی الدین والوجه فیه ماذکرته فی رسالتی نیل الفرقدین ص۱۳۳ ان اکثر دعاء النبی ﷺ کان علی شاکلة الذکر لایزال لسانه رطبا به ویبسطه علی الحالات المتواردة علی الانسان من الذین یذکرون الله قیاما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ومثل ھذا فی دوام الذکر علی الاطوار لاینبغی له ان یقصر امره علی الرفع فان حالة خاصة لمقصد جزئی وھو وعاء المسئلة فان ذقت ھذا نفس عن کرب ضاق بھا الصدر لاان الرفع بدعة فقدھدی الیه فی قولیات کثیرة وفعله بعدالصلاة قلیلا وھکذا شانه فی باب الاذکار والاوراد اختار لنفسه مااختاره الله له وبقی اشیاء رغب فیھا للامة فان التزم احدمنا الدعاء بعدالصلوة برفع الید فقد عمل بمارغب فیه وان لم یکثره بنفسه فاعلم ذلک "......(فیض الباری علی صحیح البخاری : ۲/۱٦۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعا کا ثبوت:

مسئلہ(۲۱۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرض نمازوں کے بعد اجتماعی طور پر دعا کرنا کیسا ہے؟ نیز بعض لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں اس کے بارے میں شرعی طور پر وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

فرض نمازوں کے بعد دعا ثابت ہے اور امت کا صدیوں سے اس پر تعامل بھی ہے لہذا اس کو بدعت قرار دینا درست نہیں ہے، تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں کتاب" النفائس المرغوبة فی حکم الدعاء بعد المکتوبة " از حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ تعالی۔

"عن ابی امامة رضی اللہ تعالی قال قیل یارسول اللہ ای الدعاء اسمع قال جوف الیل الآخرودبر الصلوات المکتوبات، اخرجه الترمذی وقال حسن،فتح الباری ۱۱ :۱۳،وقال فی الدرایة ۱۳۸ بعدماعزاه الی الترمذی والنسائی رجاله ثقات"......(اعلاء السنن :۳/۱۹۴)(مشکوۃ: ۱/۹۰)

"عن انس رضی اللہ عنه عن النبی ﷺ انه قال مامن عبدبسط کفیه فی دبر کلصلوۃ ثم یقول اللھم الھی واله ابراھیم واسحاق ویعقوب واله جبرئیل ومیکائیل واسرافیل اسئلک ان تستجیب دعوتی فانی مضطر وتعصمنی فی دینی فانی مبتلی وتنالنی برحمتک فانی مذنب وتنفی عنی الفقر فانی متمسکن الاکان حقاعلی اللہ عزوجل ان لایردیدیه خائبین"......(اعلاء السنن:۳/۲۰۰)

"اخرجه الحافظ ابوبکرابن ابی شیبه فی المصنف عن الاسود العامری عن ابیه قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ الفجرفلماسلم انصرف ورفع یدیه ودعا"......(اعلاء السنن:۳/۲۰۱)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا:

مسئلہ(۲۱۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم ہمیشہ سے فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں جب کہ اب ہم نے مفتی رشید احمد صاحب کے وعظ میں پڑھا ہے کہ فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مسنون نہیں ہے، مگر جب کوئی حاجت ہو تو مانگ سکتے ہیں جب کہ اس سے پہلے بہت سی کتابوں میں یہ پڑھتے آئے ہیں کہ فرض نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مسنون ہے، اور اگر یہ کہا جائے کہ اگر کوئی ضروری حاجت ہو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ سکتے ہیں تو یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان تو ہر صورت میں حاجت مند ہے اب یہاں ضروری حاجت سے کیا مراد ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا صحیح ہے البتہ آہستہ آواز سے بہتر ہے، اور اس کا لازمی سمجھنا درست عقیدہ نہیں ہے، دعا کے اندر دوام درست ہے، البتہ دوام اور التزام میں فرق ہے، مفتی صاحب التزام کو درست نہیں مانتے۔

"عن الاسود العامری عن ابیه قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ الفجر فلما سلم انصرف ورفع یدیه ودعا"......(مجموعة الفتاوی: ۱/ ۱۰۰)

"عن ابی هریرة ان رسول اللّٰه ﷺ رفع یدیه بعد ما سلم وهو مستقبل القبلة فقال اللهم خلص الولید بن الولید ذکر ابن کثیر فی تفسیر قوله تعالیٰ الا المستضعفین من الرجال "......(معارف السنن: ۳/ ۱۲۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

دعا بعد الصلوۃ:

مسئلہ(۲۱۶): کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز ظہر عشاء اور نماز جمعہ (یعنی ایسی نماز جس کے بعد سنتیں وغیرہ ادا کی جاتی ہیں) کے بعد امام کی اجتماعی لمبی دعا کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور اس میں سنت طریقہ کیا ہے؟ نیز نماز فجر اور عصر کے بعد امام کے لیے کتنی لمبی اجتماعی دعا کرنا سنت ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان کے بعد زیادہ لمبی دعائیں مانگنا خلاف اولیٰ ہے اور جن کے بعد سنتیں نہیں اس کے بعد انفرادی طور پر جتنی لمبی دعائیں مانگنا چاہیں مانگ سکتے ہیں، اجتماعی دعا میں حاضرین کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

"قال الشیخ فی فتح القدیر فی باب النفل (۱/ ۳۱۳،۳۱۴) ملخصه ان المسنون عدم الفصل بین الفریضة والسنن الاقدر مایقول اللهم انت السلام کمافی حدیث عائشة عندمسلم والترمذی وهوالذی ذکره فی شرح الحاکم الشهید"......(معارف السنن: ۳/ ۱۱۸)

"کل صلوة بعدها سنة یکره القعود بعدها والدعاء بل یشتغل بالسنة کی لایفصل بین السنة والمکتوبة وعن عائشة رضی الله عنها ان النبی ﷺ کان یقعدمقدارمایقول اللهم انت السلام الخ کماتقدم فلایزید علیه اوعلی قدره"......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرائض کے بعد دعا کے دوام اور التزام میں فرق ہے:

مسئلہ(۲۱۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم ہمیشہ سے فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں جبکہ اب ہم نے مفتی رشید احمد صاحب کے وعظ میں پڑھا ہے کہ فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مسنون نہیں ہے مگر جب کوئی حاجت ہو تو مانگ سکتے ہیں جبکہ اس سے پہلے بہت سی کتابوں میں یہ پڑھتے آئے ہیں کہ فرض نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مسنون ہے اوراگر یہ کہا جائے کہ اگر کوئی ضروری حاجت ہو تو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ سکتے ہیں تو یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان تو ہر صورت میں حاجت مند ہے اب یہاں ضروری حاجت سے کیا مراد ہے؟، نیز ہم نفل نماز کے بعد سجدہ میں جا کر دعا مانگتے ہیں، اب ہم نے یہ پڑھا ہے کہ کسی بھی نماز یعنی (نفل یا فرض) کے بعد سجدہ میں جا کر دعا مانگنا مکروہ تحریمی ہے، یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر سجدہ میں دعا کب مانگی جائے قرآن وسنت کی روشنی میں جواب سے مطلع فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے البتہ اخفاء بہتر ہے" خیر الدعاء الخفی" حدیث کی وجہ سے اور اس کا التزام یعنی عقیدۂ ضروری سمجھنا درست نہیں کہ تارک کو ہدف ملامت بنایا جائے دوام درست ہے دوام اور التزام میں فرق ہے مفتی رشید احمد صاحب بھی اس کو ثابت مانتے ہیں البتہ التزام اور جہر کو درست نہیں مانتے۔

"عن الاسود العامری عن ابیه قال صلیت مع رسول الله ﷺ الفجر فلما سلّم انصرف ورفع یدیه ودعا.....(مجموعة الفتاوی: ۱/۱۰۰)

"املی علی المغیرة بن شعبة فی کتاب الی معاویة ان النبی ﷺ کان یقول فی دبر کل صلوة مکتوبة لا اله الا الله وحده لاشریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شئ قدیر، اللهم لامانع لما أعطیت ولامعطی لمامنعت ولاینفع ذا الجدمنک الجد".....(رواه البخاری: ۱/۱۱۷)

"ویستحب للامام.....یدعون لأنفسهم وللمسلمین رافعی ایدیهم ثم یمسحون بهاوجوههم".....(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۱۶)

"عن أبی هریرةؓ ان النبی ﷺ رفع یدیه بعدماسلم وهو مستقبل القبلة فقال"اللهم......فهذه وماشاکلهامن الروایات فی الباب تکادتکفی حجة لما اعتاده الناس فی البلادمن الدعوات الاجتماعیة دبر الصلوات".....(معارف السنن: ۳/۱۲۳)

۲۔ کسی مخصوص نماز کے بعد سجدہ شکر میں جا کر دعا مانگنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے بغیر عقیدہ تخصیص وقت نفس سجدہ شکر مستحب ہے۔

"(وسجدة الشکر مستحبة به یفتی لکنهاتکره بعدالصلوة) الضمیر للسجدة مطلقاقال فی شرح المنیة آخر الکتاب عن شرح القدوری للزاهدی امابغیر سبب فلیس بقربة ولامکروه ومایفعل عقیب الصلوة فمکروه لان الجهال یعتقدونهاسنة أوواجبة وکل مباح یؤدی الیه فمکروه(قوله فمکروه)

الظاھر انھا تحریمیۃ لانہ یدخل فی الدین مالیس منہ"......(الدر مع الرد: ۱/ ۵۷۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دعا بعد المکتوبات میں اخفاء افضل ہے:

مسئلہ(۲۱۸): ہماری مسجد میں امام صاحب فرض جماعت کے بعد اجتماعی دعا کے لیے جہری الحمد للہ کہہ کر ہاتھ اٹھا کر خاموش ہوجاتے ہیں مختصر وقفہ کے بعد جہری اجمعین کہہ کر منہ پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں تو مقتدی بھی آمین کہہ کر منہ پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں چند مقتدی اعتراض کرتے ہیں کہ جہری دعا مانگی جائے؟

۲۔ امام صاحب سلام پھیر کر قبلہ رو ہو کر بیٹھے درود، وظیفہ کرتے رہتے ہیں جبکہ عام مساجد میں امام صاحب سلام پھیرنے کے بعد شمال یا مقتدیوں کی طرف منہ کرتے ہیں۔

۳۔ امام صاحب جماعت کراتے وقت سر پر ٹوپی کے علاوہ رومال سے سر، گردن اور کان چھپا لیتے ہیں، حالانکہ مسجد میں دو ہیٹر لگے ہوتے ہیں سردی کا عذر نہ ہونے کے باوجود سر کان، گردن رومال سے چھپا لیتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

خاموشی سے دعا مانگنا زیادہ افضل ہے، کیونکہ قرآن پاک میں آیا ہے کہ "ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ" (سورہ اعراف) نیز آپ حضرات جان بوجھ کر امام صاحب کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا کریں امام صاحب کا رومال سے سر، کان، گردن کا چھپا لینا یہ کوئی خلاف شرع کام نہیں ہے، لہٰذا آپ ایسی باتوں کی طرف توجہ نہ دیا کریں، امام صاحب کا انداز تعامل امت کے موافق ہے، سلام پھیرنے کے بعد امام کو اختیار ہے، خواہ دائیں طرف مڑ جائے یا بائیں طرف یا اپنی جگہ سے اٹھ جائے، البتہ خاص طور پر وہ نمازیں جن کے بعد سنن و نوافل بھی ہیں ان میں قبلہ کی طرف رخ کر کے نہ بیٹھے فقہاء نے اسے بدعت کہا ہے۔

"فاذاتمت صلوۃ الامام فھو مخیر ان شاء انحرف عن یسارہ وان شاء انحرف عن یمینہ وان شاء ذھب الی حوائجہ"......(حلبی کبیری: ۲۹۶)

"قالوا ان کان اماما وکانت صلوۃ یتنفل بعدھا فانہ یقوم ویتحول عن مکانہ اما یمنۃ أو یسرۃ وخلفہ والجلوس مستقبلا بدعۃ وان کان لایتنفل

بعدهايقعدمكانه وان شاء انحرف يمينا أو شمالاوان شاء استقبلهم بوجهه الا ان يكون بحذائه مصلي"......(البحر الرائق: ۱/۵۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کرنے کا حکم:

مسئلہ(۲۱۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دعا نماز سنت کے فراغت کے بعد امام اور جملہ مقتدی کرتے ہیں اور اسی طریقہ کو عین سنت نبوی کہتے ہیں اور اسی طریقہ پر دعا نہ کرنے والے کو لعن طعن کی جاتی ہے مہربانی فرما کر قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

سنتوں کے بعد انفرادی دعا مسنون ہے، اجتماعی دعا نہ سنت ہے نہ بدعت، لہذا نہ کرنے والوں پر نکیر نہ کی جائے اور کرنے والوں پر بھی نکیر نہ کی جائے۔

"واعلم ان الادعية بهذه الهيئة الكذائية لم تثبت عن النبي ﷺ ولم يثبت عنه رفع الايدى دبر الصلوات في الدعوات الاقل قليل ومع ذلک وردت فيه ترغيبات قولية والامر في مثله ان لايحكم عليه بالبدعة فهذه الادعية في زماننا ليست بسنة بمعنى ثبوتها عن النبي ﷺ وليست ببدعة بمعنى عدم اصلها في الدين والوجه فيه ماذكرته في رسالتي نيل الفرقدين ص ۱۳۳، ان اكثر دعاء النبي ﷺ كان على شاكلة الذكر لايزال لسانه رطبابه "......(فيض البارى: ۲/۱۶۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرضوں کے بعد اجتماعی دعا کا حکم:

مسئلہ(۲۲۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز فرض باجماعت کے بعد امام صاحب اجتماعی دعا مانگ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

حضورﷺ کے اقوال وافعال کو دیکھتے ہوئے یہ خلاصہ نکلتا ہے کہ ہر اجتماعی عمل کے بعد اجتماعی دعا ہے اور انفرادی عمل کے بعد انفرادی دعا کرنا مرغوب اور مطلوب ہے۔

"واعلم ان الادعیة بهذه الهیئة الکذائیة لم تثبت عن النبی ﷺ ولم یثبت عنه رفع الایدی دبر الصلوات فی الدعوات الاقل قلیل ومع ذلک وردت فیه ترغیبات قولیة والامر فی مثله ان لایحکم علیه بالبدعة فهذه الادعیة فی زماننا لیست بسنة بمعنی ثبوتها عن النبی ﷺ ولیست ببدعة بمعنی عدم اصلها فی الدین والوجه فیه ماذکرته فی رسالتی نیل الفرقدین ص ۱۳۳، ان اکثر دعاء النبی ﷺ کان علی شاکلة الذکر لایزال لسانه رطبابه "......(فیض الباری : ۲/۱۶۷)

"عن ابی امامة قال قیل یارسول الله ای الدعاء اسمع ؟ قال جوف اللیل الاخیر ودبر الصلوات المکتوبات (الحدیث) وقال العلامة ظفر احمد عثمانی ،قلت فیه اثبات الدعاء بعدالصلاة ......قدثبت ذلک عنه ﷺ قولا وفعلا فهذاحدیث ابی امامة فیه ارشادالامة بالدعاء بعدالصلوات المکتوبات واماتاویله بان المراد من دبرالصلوات ماقبل السلام کمازعمه ابن القیم فباطل ......والحاصل ان ماجری به العرف فی دیارنا من ان الامام یدعوفی دبرالصلوات مستقبلا للقبلة لیس ببدعة بل له اصل فی السنة "......(اعلاء السنن : ۳/۱۹۹،۱۹۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرض نماز کے بعد دعا کرنے کا حکم:

مسئلہ(۲۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرض نماز کے بعد دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

فرض نماز کے بعد دعا مانگنا جائز ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ "استحباب الدعوات عقیب الصلوات" جو کہ خلاصہ ہے کتاب "مسلک السادات الی سبیل الدعوات" کا، دعا کا مستحب ہونا لکھا ہے ہر منفرد اور امام اور جماعت کے لیے، اور اس کو احادیث معتبرہ اور مذاہب اربعہ کی روایات فقہیہ سے ثابت فرمایا ہے (امداد الفتاویٰ:۱/۵۵۹)

"فان التزم احدنا الدعاء بعدالصلاۃ برفع الیدفقدعمل بمارغب فیه وان لم یکثرہ بنفسه فاعلم ذلک اھ" ......(فیض الباری : ۲/۱۶۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرض نمازوں کے بعد دعا کی شرعی حیثیت:

مسئلہ(۲۲۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرض نمازوں کے بعد دعا کی شرعی حیثیت (بلند آواز یا دل میں) تضرعا وخفیۃ کی تشریح کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا سنت نبوی ہے۔

"حدثنامحمدبن یحیٰ الاسلمی قال رأیت عبداللہ بن زبیر ورای رجلا رافعایدیه قبل ان یفرغ من صلاته فلمافرغ منها قال له ان رسول اللہ ﷺ لم یکن یرفع یدیه حتی یفرغ من صلاته اخرجه ابن ابی شیبة ورجاله ثقات"

......(اعلاء السنن : ۳/۱۶۱)

"عن الفضل بن عیاض رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ الصلوۃ مثنی مثنی تشھدفی کل رکعتین وتخشع وتفرغ وتمسکن وتقنع یدیک یقول ترفعھماالی ربک مستقبلا ببطونھا وجھک وتقول یارب یارب من لم یفعل ذلک فھی کذافھی کذا رواہ ترمذی والنسائی وابن خزیمة فی صحیحه

وترددفی ثبوتک قال الترمذی وقال غیرابن المبارک فی ھذالحدیث من لم یفعل ذلک فھی خداج قلب وھو کذالک عندابی داؤدوابن ماجة والحدیث رجالہ ثقات "......(اعلاء السنن : ۱۶۵/ ۳)

"واماذکرنا معہ من اثرالاسود العامری عن ابیہ انہ صلی مع رسول اللہ ﷺ الفجر فلماسلم انصرف رفع یدیہ ودعا"......(اعلاء السنن :۱۶۷/ ۳)

"فثبت ان الدعاء مستحب بعدکل صلوۃ مکتوبۃ متصلا بھا برفع الیدین کماھوشائع فی دیارنا ودیارالمسلمین قاطبۃ"......(اعلاء السنن : ۱۶۷/ ۳)

واضح رہے کہ سنت سے مراد سنت زائدہ ہے، جہراگرکبھی کبھی تعلیم کی نیت سے ہوتو جائز ہے ہمیشہ کے لیے جہردرست نہیں ہے۔

"وفی البزازیۃ اذادعا بالدعاء الماثور جھرا وجھرمعہ القوم ایضالیتعلموا الدعاء لاباس بہ واذاتعلموا یکون الجھر بدعۃ "......(السعایۃ علی شرح الوقایۃ : ۲۶۱/ ۲)

جونمازیں اجتماعی طورپریعنی جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہوں ان کے بعداجتماعی دعامستحب ہے،جیسا کہ نمازاستسقاء، کسوف، تراویح وغیرہ ، اور جوسنن یانوافل انفرادی طورپریعنی بغیرجماعت کے اداہوں ان کے بعد انفرادی دعابہتر ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرضوں کے بعداجتماعی دعا کی شرعی حیثیت اورسنت طریقہ؟

مسئلہ(۲۲۳): کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نمازظہرعشاء اورنمازجمعہ (یعنی ایسی نمازجس کے بعدسنتیں وغیرہ ادا کی جاتی ہیں) کے بعدامام کی اجتماعی لمبی دعا کی شرعی حیثیت کیاہے؟اوراس میں سنت طریقہ کیاہے؟نیزنمازفجراورعصرکے بعدامام کے لیے کتنی لمبی اجتماعی دعاکرناسنت ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

فرض نمازوں کے بعداجتماعی لمبی دعاکرنا جیسا کہ ہمارے دیار میں متعارف ہے کہ سب جمع ہوکرہیئت

اجتماعیہ کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور امام جہرا دعا کرتا ہے اور باقی سب مل کر اس کی دعا میں شریک ہوتے ہیں یہ مکروہ ہے الا یہ کہ امام کبھی کبھار تعلیم عوام کے لیے ایسا کرے تو گنجائش ہو سکتی ہے۔

" اذادعابالدعاء الماثور جهرا ومعه القوم ايضا ليتعلموا الدعاء لاباس به واذاتعلموا حينئذ يكون جهرا القوم بدعة"......(فتاوىٰ الهندية : ۵/۳۱۸)

باقی فرض نمازوں کے بعد دعا کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ادا کرنی ہوں ان نمازوں میں امام فرض ادا کرنے کے بعد "اللهم انت السلام ومنك السلام تباركت ياذالجلال والاكرام" یہ دعا کہنے کے بعد یا اس کے بقدر کوئی مسنون دعاء مانگ کر سنتیں ادا کرنے میں مشغول ہو جائے اور سنتیں ادا کرنے کے لیے دائیں یا بائیں جانب کو سرک جائے، اور سنتوں کے بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے، اور اگر فرض نماز کے بعد سنتیں نہ ہوں تو فرض نماز کے بعد ہی مقتدیوں کی جانب منہ کر کے بیٹھ جائے، پھر کچھ دیر اوراد کر لیے جائیں، جن میں بہتر یہ ہے کہ جو آپ ﷺ سے ثابت ہیں ان کو کر لیں، پھر اس کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں اور دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر مسح کر لیں۔

"(القيام الى السنة متصلابالفرض مسنون) غيرانه يستحب الفصل بينهما كماكان عليه السلام اذسلم يمكث قدرمايقول اللهم انت السلام ومنك السلام واليك يعودالسلام تباركت ياذالجلال والاكرام ثم يقوم الى السنة "......(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى : ۳۱۲)

"ويستحب للامام بعدسلامه ان يتحول الى يساره لتطوع بعدالفرض وان يستقبل بعده الناس ويستغفرون الله ويقرؤن آية الكرسى والمعوذات وليسبحون ثلاثا وثلاثين ويحمدونه كذالك ويكبرونه كذلك ثم يقولون لااله الاالله وحده لاشريك له له الملك وله الحمد وهوعلى كل شىء قدير ،ثم يدعون لانفسهم وللمسلمين رافعى ايديهم ثم يمسحون بهاوجوههم فى آخره"......(نورالايضاح : ۸۰)

"وان لم يكن له نافلة يستقبل الناس "......(حاشية نورالايضاح)

"كل صلوة بعدهاسنة يكره القعود بعدها والدعاء بل يشتغل بالسنة كى

لایفصل بین السنة والمکتوبة وعن عائشة ان النبی ﷺ کان یقعد مقدار مایقول اللھم انت السلام الخ کما تقدم فلایزید علیه اوعلی قدره "

......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۳۱۲

ان تمام عبارات سے امام کے لیے مسنون طریقہ ثابت ہوجاتا ہے لیکن جو مروجہ طریقہ بعض مساجد میں پایا جاتا ہے کہ سب مل کر جہراً اجتماعی دعا کا اہتمام کرتے ہیں یہ ثابت نہیں، لہذا یہ مکروہ تنزیہی ہے، الا یہ کہ تعلیم کی غرض سے ہو تو گنجائش ہو سکتی ہے۔

"اذادعا المذکر علی المنبر دعاء ماثورا والقوم یدعون معه ذلک فان لتعلیم القوم فلاباس به وان لم یکن لتعلیم القوم فهومکروه "......(فتاویٰ الهندیة: ۵/۳۱۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز کے بعد دعا کرنے کا حکم:

مسئلہ(۲۲۴): جناب مؤدبانہ گزارش ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں یہ مسئلہ ہمیں بتادیں کہ نماز کے بعد دعا کرنا ثواب ہے دعا نہ کرنا گناہ تو نہیں ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

نماز کے بعد دعا کرنا شریعت مطہرہ سے ثابت ہے اور دعا کرنا ثواب کا کام ہے اور اگر نہ کریں تو گناہ بھی نہیں ہے۔

" ثم یدعوا لانفسهم وللمسلمین بالادعیة الماثورة الجامعة لقول ابی امامة قیل یارسول الله ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الاخیرودبر الصلوات المکتوبات ......رافعی ایدیهم حذاء الصدر وبطونها ممایلی الوجه بخشوع وسکون ......ثم یمسحون بهاای بایدیهم وجوههم فی آخره"......(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح: ۷۳)

"ان کان صلوۃ لاتطوع بعدھا یتخیر ان شاء انحرف عن یمینه اوعن یسارہ وان شاء ذھب فی حوائجه"......(فتاویٰ التاتارخانیة: ۱/۳۰۵)

" فاذاتمت صلوۃ الامام فھومخیران شاء انحرف عن یسارہ.....وان شاء ذھب الی حوائجه لانه قضی صلوته وقدقال اللہ تعالیٰ ،فاذاقضیت الصلوۃ فانتشروافی الارض والامر للاباحة وکونه فی الجمعة لاینفی کونه فی غیرھا بل یشتبه بطریق الدلالة "......(حلبی کبیری: ۲۹۶)

"ثم یدعوابحاجته لقوله تعالی ،فاذافرغت فانصب والی ربک فارغب، قیل معناہ اذافرغت من الصلوۃ فانصب للدعاء وارغب الی اللہ تعالی بالاجابة "

......(المبسوط :۱/۱۲۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرض نماز کے بعد سرا دعا کرنے کا حکم:

مسئلہ(۲۲۵): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں امام صاحب فرض جماعت کے بعداجتماعی دعاکے لیے جہری الحمدللہ کہہ کر ہاتھ اٹھاکر خاموش ہوجاتے ہیں،مختصر وقفہ کے بعد جہری اجمعین کہہ کرمنہ پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں تو مقتدی بھی آمین کہہ کرمنہ پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں، چند مقتدی اعتراض کرتے ہیں کہ جہری دعامانگی جائے؟شرعی حکم تحریر فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ امام صاحب کاطریقہ دعاصحیح ہے کیونکہ خفیہ طور پردعامانگ رہاہےاورافضل دعامیں یہ ہے کہ دل دل میں دعامانگی جائے لہٰذاامام صاحب کوجہراًدعاکرنے پرمجبورنہ کیاجائے۔

"ادعوا ربکم تضرعاوخفیة "......(سورۃ الاعراف)

"ولیحذراواجمیعا من الجھر بالذکر والدعاء عندالفراغ من الصلاۃ ان کانت فی جماعة لان ذالک من البدع"......(خلاصة الفتاویٰ : ۳/۲۳۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کے التزام کا حکم:

مسئلہ(۲۲۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان صاحبان اس مسئلے کی بابت کہ آج کل جو طریقہ دیہاتوں میں رائج ہے کہ سنت ونوافل پڑھنے کے بعد لوگ دعا کے لیے بیٹھے رہتے ہیں اور امام صاحب فارغ ہوکر دعا منگواتے ہیں بلکہ امام صاحب کو دعا منگوانے پر مجبور کرتے ہیں آیا یہ طریقہ استلزام خلاف سنت ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ کے اندر جو سنتیں ونوافل فرض نماز کے بعد پڑھی جاتی ہے،ان سنتوں کے بعد انفرادی دعا مسنون ہے جب کہ اجتماعی دعا نہ سنت ہے اور نہ بدعت،اور اس پر امام کو مجبور کرنا جہالت ہے،صحابہ کرام اور بالخصوص آنحضرت ﷺ کا معمول یہ تھا کہ سنن اور نوافل گھر جا کر ادا کرتے تھے۔

”واعلم ان الادعية بهذه الهيئة الكذائية لم تثبت عن النبي ﷺ ولم يثبت عنه رفع الايدى دبر الصلوات في الدعوات الاقل قليل ومع ذلک وردت فيه ترغيبات قولية والامر في مثله ان لايحكم عليه بالبدعة فهذة الادعية في زماننا ليست بسنة بمعنى ثبوتها عن النبي ﷺ وليست ببدعة بمعنى عدم اصلها في الدين“......(فيض البارى: ۲/۱۶۷)

”عن زيد بن ثابت ان النبي ﷺ قال صلوة المرء في بيته افضل من صلوته في مسجدى هذا الا المكتوبة“......(سنن ابى داؤد: ۱/۱۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز کے بعد دعا میں دیر کرنا:

مسئلہ(۲۲۷): محترم مفتی صاحب دامت برکاتہم گزارش ہے کہ ایک مسئلے کی وضاحت فرمادیں کہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے فوراً بعد دعا مانگنے سے پہلے مسجد میں رومال پھیر کر چندہ اکٹھا کرنا اور اس دوران چندہ جمع ہونے تک امام صاحب کا دوبارہ وعظ شروع کردینا کس حد تک شریعت کی رو سے درست ہے؟ اور آیا نماز جمعہ یا کسی اور فرض نماز کے بعد دعا فوراً مانگنی چاہیئے یا تاخیر سے مانگنی چاہیئے برائے مہربانی شفقت فرما کر اس مسئلہ کی شرعی حیثیت واضح فرمادیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مسجد کی ضروریات کے لیے مسجد میں چندہ کرنا درست ہے، لیکن اس چندہ کے لیے امام صاحب کا سنتوں میں زیادہ تاخیر کرانا درست نہیں ہے، وہ فرض نمازیں جن کے بعد سنتیں ہیں ان کے بارے میں فقہاء نے فرمایا ہے کہ نماز ادا کرنے کے بعد دعا میں اختصار کرنا چاہیے، اور جتنا جلدی ہو سکے سنتیں ادا کرنی چاہئیں۔

"یکرہ اعطاء سائل المسجد الا اذا لم یتخط رقاب الناس فی المختار لان علیا رضی اللہ عنہ تصدق بخاتمہ فی الصلاۃ فمدحہ اللہ تعالی بقولہ ویوتون الزکوۃ وھم راکعون "......(ردالمحتار : ۱/۳۸۸)

"(قولہ الابقدر اللھم) لمارواہ مسلم والترمذی عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت کان رسول اللہ ﷺ لایقعد الا بمقدار مایقول اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذاالجلال والاکرام واماماوردمن الاحادیث فی الاذکار عقیب الصلاۃ فلادلالۃ فیہ علی الاتیان بھا قبل السنۃ بل یحمل علی الاتیان بھا بعدھا " ......(ردالمحتار : ۱/۳۹۱)

"قولہ الاشتغال بالسنۃ عقیب الفرض افضل من الدعاء ذکر شمس الائمۃ الحلوانی انہ لا باس بان یقرء بین الفرض والسنۃ الاوراد انتھی، اقول لاباس یستعمل لما ترکہ اولی وماترکہ اولی مرجعہ الی کراھۃ التنزیہ فیستفاد منہ ان قراءۃ الاوراد بین الفریضۃ والسنۃ مکروہ تنزیھا"......(شرح الاشباہ والنظائر : ۱/۳۶۵)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کرنا:

مسئلہ(۲۲۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرضوں کے بعد اجتماعی دعا کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

فرض نمازوں کے بعد اصل سنت ہاتھ اٹھا کر انفرادی طور پر دعا کرنا ہے کیونکہ حضور ﷺ اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اجتماعی دعا بعد از صلوۃ مکتوبہ ثابت نہیں ہے۔

البتہ اجتماعی دعا کو بدعت نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ اصول دین کے خلاف نہیں ہے البتہ عمل قلیل اور ترغیبات قولیہ اس میں کافی موجود ہیں، لہٰذا اجتماعی دعا کرنا جائز ہے اگر اجتماعی دعا کو لازمی سمجھ لیا جائے اور اسمیں شامل نہ ہونے والوں کو سب وشتم کیا جائے تو یقیناً یہ بدعت ہے بشرطیکہ سب وشتم دعا کے چھوڑنے کی وجہ سے ہو نہ کہ دعا کے انکار پر۔

"(مکث الامام فی مصلاه بعد السلام) واعلم ان السنة الاكثريه بعد الصلوات الانصراف الى البيوت بدون مكث الابقدر خروج النساء وكان فى الاذكار والادعية كل امير نفسه ولم يثبت شاكلته الجماعة فيها كما هو المعروف الان الافى نذر من المواضع.(فيض البارى: ٢/٣١٧)

واعلم ان الادعية بهذه الهيئة الكذائية لم يثبت عن النبى ﷺ ولم يثبت عنه رفع الايدى دبر الصلوات فى الدعوات الا أقل قليل ومع ذلك وردت فيه ترغيبات قولية والامر فى مثله ان لايحكم عليه بالبدعة فهذه الادعية فى زماننا ليست بسنة بمعنى ثبوتها عن النبى ﷺ وليست ببدعة بمعنى عدم أصلها فى الدين"......(فيض البارى: ٢/١٦٧)

"كان النبى ﷺ لايرفع يديه فى شئ من دعائه الافى الاستسقاء وفى مراسيل أبى داود انه كان لايرفعهما كل الرفع الافى الاستسقاء فعلم ان المراد منه المبالغة فى الرفع البليغ.ومن توهم منه على نفى رفع الايدى فى غيره فقد أبعد عن الصواب.وقد أخرج الشيخ محى الدين النووىؒ نحواً من ثلاثين حديثا على ثبوت الرفع عند الدعاء فهذا التوهم غلط قطعا،ثم ان هذا الرفع البليغ فى الاستسقاء على نظير ماعند"......(سنن أبى داؤد(ص: ٢/٣٨٠)

"عن ابن عباسؓ من تقسيم الادعية وفيه دعاء ابتهال ويبالغ فيه الرفع"......(فيض البارى: ٢/٣٨٠)

" ثم ان ماراج فی کثیر من بلادالهندالجنوبیة الدعاء بکیفیة مخصوصة بعدالرواتب یستقبل الامام المقتدین ویدعون رافعی ایدیهم ثم ینادی الامام بصوت عال،الفاتحة،فیقرأ هو والمقتدیون الفاتحة ثم یصلون علی النبی ﷺ وبعضهم یتفنن فیه الی روح النبی ﷺ الفاتحة ویواظبون علی هذاطول اعمارهم فی جمیع صلواتهم ویلتزمونه التزام واجب وینکرون علی امام ومأموم لایفعل ذلک،وربمایفضی بهم الانکارالی خصام شدیدوجدال قبیح بل یؤدی الی قبائح وفظائع من الجهالات الفاحشة ففی مثل هذه یقال انه بدعة تضمنت بدعات کثیرة لا أری لمثل هذاوجهة من السنة فافتتاح الدعاء بالثناء علی الله ماهو أهله ثم الصلاة علیه السلام وان کان له أصل فی الشریعة ولکن الاختتام بالفاتحة والنداء لاعلام بقراء تهابصوت رفیع الفاتحة،ثم هذا التزام ثم تشدیدعلی التارک کل ذلک بعیدعن السنة.والله یقول الحق وهویهدی السبیل"......(معارف السنن:۱۲۴/۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز کے بعد امام دعا کے لیے منہ کس طرف کرے؟

مسئلہ(۲۲۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرض نماز کے بعد امام مقتدیوں کی طرف منہ کر کے دعا کرے گا یا قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا کرے گا کونسا طریقہ زیادہ بہتر ہے ان میں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں امام کو چاہیے کہ جن نمازوں کے بعد سنن ونوافل وغیرہ نہ ہوں تو وہ مقتدیوں کی طرف منہ کرے اگر سامنے کوئی مسبوق نہ ہو اور اگر مسبوق ہو تو پھر دائیں یا بائیں پھر جائے یہ صورت بہتر ہے لیکن قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے رہنا مکروہ ہے۔

"وفی صلوة لاتطوع بعدهاکالفجروالعصریکره المکث قاعدافی مکانه

مستقبل القبلة والنبی علیه السلام سمی هذا بدعة.........ثم هوبالخیاران شاء ذهب وان شاء جلس فی محرابه الی طلوع الشمس وهوأفضل ویستقبل القوم بوجهه اذالم یکن بحذائه مسبوق فان کان ینحرف یمنة اویسرة والصیف والشتاء سواء هوالصحیح کذافی الخلاصة"......(الهندیة : ۱/۷۷)

" اذافرغ الامام من الصلاة فلایخلواما ان کانت صلوة لاتصلی بعدهاسنة أوکانت صلاة تصلی بعدهاسنة فان کانت صلاة لاتصلی بعدهاسنة کالفجروالعصرفان شاء الامام قام وان شاء قعدفی مکانه یشتغل بالدعاء لانه لاتطوع بعدهاتین الصلاتین فلابأس بالقعودالا انه یکره المکث علی هیئة القبلة ....الی قوله:ویستقبل القوم بوجهه ان شاء ان لم یکن بحذائه أحدیصلی.هکذافی حاشیة الطحطاوی"......(بدائع الصنائع: ۱/۳۹۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا:

مسئلہ(۲۳۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو لوگ فرض نماز پڑھ کر اور مکمل نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرتے ہیں غیر مقلدین حضرات ہمیں منع کرتے ہیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا حدیث سے ثابت ہے۔

"حدثنامحمدبن یحیی الاسلمی قال رأیت عبدالله بن الزبیرؓ ورأی رجلارافعایدیه یدعوقبل ان یفرغ من صلاته فلمافرغ منهاقال له ان رسول اللهﷺ لم یکن یرفع یدیه حتی یفرغ من صلوته أخرجه ابن أبی شیبة رجاله ثقات"......(اعلاء السنن: ۳/۱۹۶)

"عن ابی أمامةؓ قال قیل یارسول الله ﷺ الذی أسمع قال جوف اللیل

الاخیر ودبر الصلوات المکتوبات رواہ الترمذی وقال حسن فی الروایۃ بعدماابتداہ الی الترمذی والنسائی رجالہ ثقات“.....(اعلاء السنن: ۳/۱۹۴)

باقی سنت نماز کے بعد اجتماعی دعا کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ اجتماعی طور پر دعا ایک ہی بار ہے پھر دوبارہ سنتوں کے بعد مقتدیوں کے لیے امام کو اجتماعی طور پر دعا کے لیے مجبور کرنا درست نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تراویح کے بعد دعا مانگی جائے یا وتروں کے بعد؟:

مسئلہ(۲۴۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز تراویح کے بعد امام صاحب دعا مانگتے ہیں اور پھر نماز وتر شروع کرتے ہیں اور وتر پڑھنے کے بعد پھر اجتماعی دعا مانگتے ہیں کیا یہ دوبارہ مانگنے کا عمل صحیح ہے یا نہیں؟ وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں امام کا صلوۃ تراویح یا وتر کے بعد ایک مرتبہ دعا کروانا کافی ہے، مگر افضل یہ ہے کہ نماز وتر کے بعد دعا کروائی جائے، کیونکہ وتر قیام اللیل کا حصہ ہے اور افضل یہ ہے کہ دعا قیام اللیل سے فارغ ہو کر کی جائے، چونکہ تراویح بھی قیام اللیل میں سے ہے اس لیے اگر کوئی دعا تراویح کے بعد کر لے تو اس کی بھی گنجائش ہے، اس لیے نماز تراویح کے بعد دعا کرنے والے پر طعن وتشنیع کرنا درست نہیں ہے۔

”حدثنا محمد بن یحیی الاسلمیؒ قال رأیت عبداللہ بن الزبیر رأی رجلا رافعا یدیہ قبل ان یفرغ من صلوتہ فلما فرغ عنہا قال لہ ان رسول اللہ ﷺ لم یکن یرفع یدیہ حتی یفرغ من صلوۃ أخرجہ ابن أبی شیبۃ ورجالہ ثقات اھ“.....(اعلاء السنن: ۳/۱۶۲ س)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(خشوع، متفرق)

فرض نماز کے بعد بقیہ نماز کہاں پڑھنی چاہیئے؟

مسئلہ(۲۳۲): محترم مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک مسئلہ درپیش تھا جس کی وجہ سے آپ کو زحمت دینی پڑی، مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے محلّہ کے امام صاحب فرض نماز پڑھا کر باقی نماز اپنے کمرے میں جا کر پڑھتے تھے پوچھنے پر بتایا گیا کہ سنت طریقہ یہی ہے، کیا یہ درست ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

سنت کو مسجد میں ادا کرنا جائز ہے لیکن گھر یا ساتھ والے کمرے میں ادا کرنا افضل ہے، اور حضورﷺ کا اکثر معمول یہی تھا لہٰذا اگر آدمی کو معلوم ہو کہ گھر میں جا کر کوئی ایسی مشغولیت نہیں ہوگی جس کی وجہ سے سنت چھوٹ جائے تو گھر میں ادا کرنی چاہئیں۔

"التطوع في المساجد حسن وفي البيت افضل وبه كان يفتي الشيخ ابوجعفر"......(التاتارخانية: ۱/۶۶۹)

"وفي الجامع الصغير اذا صلى الرجل المغرب بالجماعة يصلي ركعتي المغرب في المسجد ان كان يخاف انه لو رجع الى بيته يشتغل بشيء وان كان لا يخاف فالافضل ان يصلي في بيته لقوله عليه السلام خير صلوة الرجل في المنزل الا المكتوبة"......(المحيط البرهاني: ۲/۲۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

امام بقیہ نماز کس جگہ ادا کرے؟

مسئلہ(۲۳۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام نماز پڑھانے کے بعد اپنی جگہ پر ہی نماز پڑھے یا وہاں سے ہٹ کر بقیہ نماز ادا کرے اس کے بارے میں کوئی حدیث ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امام کا فرض نماز پڑھانے کے بعد اپنی نماز کی جگہ سے بقیہ نماز کے لیے ہٹنا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے، بلکہ مقتدیوں کو بھی چاہیئے کہ وہ جگہ تبدیل کریں۔

"عن مغيرة بن شعبة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لايصلي الامام في الموضع الذي يصلي فيه حتى يتحول"......(سنن ابی داؤد: ۱/۳۴۵)

"عن ابي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ انه قال الحجر احدكم من صلوته ان يتقدم اويتاخرعن ابن عمررضي الله انه كره للامام ان يتنفل في المكان الذي ام فيه ،قال في البدائع روى عن ابي بكروعمر انهما كانااذافرغامن الصلوة قاما كانهماعلى الرضف"......(بذل المجهود: ۱/۳۴۵)

"واماالسنن التي بعدالفرائض فلاباس به بالاتيان بهافي المسجدفي المكان الذي يصلي فيه الفريضةوالاولى ان يمشي خطوه اوخطوتين والامام يتاخرعن المكان الذي صلى الفريضة لامحالة"......(المحيط البرهاني: ۲/۲۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

فرضوں کے بعد اور سنتوں سے پہلے کوئی وظیفہ پڑھنا:

مسئلہ(۲۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرض نماز کے فوراً بعد سنت پڑھنے سے پہلے کوئی مخصوص ذکروغیرہ کرنا جائز ہے یا منع ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

فرض نماز کے فوراً بعد سنن کی ادائیگی سے پہلے کوئی بھی مسنون مختصر ذکر و تسبیح کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے متفرق احادیث میں کافی سارے اذکار وادعیہ منقول ہیں مثلاً "اللھم انت السلام ومنک السلام والیک یعود السلام" پڑھنا ثابت ہے اوراس کی جگہ کوئی بھی دوسرا مختصر ذکر پڑھنا درست ہے، البتہ طویل اذکار واوراد کو سنن کی ادائیگی سے قبل پڑھنے سے احتراز کرنا چاہیے اور سنتوں کے بعد پڑھنا چاہیے کیونکہ جن فرائض کے بعد سنن ہیں ان کے بعد طویل اذکار وادعیہ کا ثبوت مشکل ہے البتہ جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے بعد طویل ذکر و تسبیحات کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

"(الاذکار الواردة بعد) صلاة (الفرض) وفصلها وغیرها (القیام الی) اداء (السنة) التی تلی الفرض (متصلا بالفرض مسنون) غیر انه یستحب الفصل بینهما کما کان علیه السلام اذا سلم یمکث قدر مایقول "اللهم انت السلام ومنک السلام والیک یعود السلام تبارکت یاذا الجلال والاکرام ثم یقوم الی السنة..... وقال الکمال (عن شمس الائمة الحلوانی) انه قال (لابأس بقرأة الاوراد بین الفریضة والسنة) فالاولی تأخیر الاوراد عن السنة فهذا ینفی الکراهة ویخالفه ماقال فی الاختیار کل صلاة بعدها سنة یکره القعود بعدها والدعاء بل یشتغل بالسنة کی لایفصل بین السنه والمکتوبة وقوله ﷺ لفقراء المهاجرین تسبحون وتکبرون وتحمدون دبر کل صلاة الخ یقتضی وصلها بالفرض بل کونها عقب السنة من غیر اشتغال بمالیس من توابع الصلوة فصح کونها دبرها قوله ویخالفه ماقال فی الاختیار کل صلاة بعدها سنة یکره القعود بعدها والدعاء بل یشتغل بالسنة کی لایفصل بین السنه والمکتوبة قال الطحطاوی تحت هذه العبارة تنتفی المخالفة بحمل الکراهة المذکورة فی الاختیار علی التنزیهیة وهی معنی قول الحلوانی لابأس......أو یحمل مافی الاختیار علی کراهة التحریم ویحمل علی الادعیة الطویلة".....(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ۳۱۲) (کذافی غنیة المستملی) (۲۹۷) (والدرمع الرد: ۳۹۱/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دوران نماز اگر خیالات منتشر ہوں تو کیا کریں؟

مسئلہ (۲۳۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر نماز میں خیالات منتشر ہو جائیں تو کیا کرنا چاہیے؟ جب کہ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اس کا علاج یہ ہے کہ دل ہی دل میں "غفرانک" پڑھ لیا جائے، کیا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر نماز کے دوران کسی کے خیالات منتشر ہو جاتے ہیں تو اس کے علاج میں "غفرانک" کے الفاظ دل ہی دل میں پڑھنا ثابت نہیں ہے، البتہ ایسے آدمی کو چاہیئے کہ دوران نماز خشوع کو لازم سمجھے، اور جس جگہ نگاہ رکھنے کے بارے میں امر وارد ہے وہاں اپنی نظروں کو خوب جمائے رکھے، اور اپنے خیالات کی طرف توجہ دیئے بغیر نماز پڑھتا رہے۔

"وفی التھذیب ثم ینبغی ان یکون فی الصلاۃ حاضر القلب، خاشعا بنفسہ وقبلہ فیکون منتھی بصرہ فی القیام الی موضع سجودہ وفی الرکوع الی قدمیہ الی اخر مامر"......(فتاوی التاتارخانیۃ: ۱/۴۰۲)

"وعن القاسم بن محمد ان رجلاسالہ فقال اھم فی صلاتی فیکثر ذالک علی فقال لہ امض فی صلاتک فانہ لن یذھب ذالک عنک حتی تنصرف وانت تقول ماا تممت صلاتی، رواہ مالک، فقال لہ امض فی صلاتک سواء کانت الوسوسۃ خارج الصلاۃ اوداخلھا ولاتلتفت الی موانعھا فانہ لن یذھب ذالک عنک وذالک اشارۃ الی الوھم المعنی بہ الوسوسۃ، والحاصل ان الخلاص من الشیطان انماھوبعون الرحمن والاعتصام بظواھر الشریعۃ وعدم الالتفات الی الخطرات والوساوس الذمیمۃ ولاحول الاباللہ العلی العظیم" ......(مرقاۃ المفاتیح: ۱/۲۳۹)

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ تعالیٰ تجاوزعن امتی ماوسوست بہ صدورھا مالم تعمل بہ اوتتکلم"......(مشکوۃ المصابیح علی المرقاۃ: ۱/۲۲۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز میں خشوع اور قلبی سکون کس طرح حاصل ہوگا؟

مسئلہ(۲۳۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں حالت نماز میں کہ اردگرد کی خبریں

اور عجیب وغریب خیالات بہت آتے ہیں جس کی وجہ سے قلبی سکون حاصل نہیں ہوتا، آپ کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ جس سے خشوع پیدا ہو اور قلبی سکون بھی؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ مذکورہ میں نماز کے آداب کی رعایت رکھی جائے مثلاً نمازی آدمی قیام کے دوران اپنی نظر سجدہ کی جگہ پر رکھے اور رکوع میں اپنے پاؤں کی انگلیوں پر نظر رکھے اور سجدہ کے اندر اپنی ناک پر نظر رکھے اور قعدہ کے اندر اپنی گود میں نظر رکھے اسی طرح نمازی آدمی یوں خیال کرے کہ میں اللہ رب العزت کے سامنے کھڑا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں یا اللہ رب العزت مجھے دیکھ رہے ہیں اسی طرح الفاظ پر غور کرنے سے بھی خیالات رفع ہو جاتے ہیں۔

”ومنها ان يكون نظره في قيامه الى موضع سجوده وفي الركوع الى اصابع رجليه وفي السجود الى ارنبة انفه وفي قعوده الى حجره“......(فتاویٰ التاتارخانية: ١/٣٨٦)

”ماالاحسان قال الحافظ رحمه الله تعالىٰ واشار في الجواب الى حالتين ارفعهما ان يغلب عليه مشاهدة الحق بقلبه حتى كانه يراه بعينه وهو قوله كانك تراه اى وهو يراك والثانية ان يستحضر ان الحق مطلع عليه يرى كل مايعمل وهو قوله فانه يراك وقال النووى معناه انك انماتراعى الآداب المذكورة اذاكنت تراه ويراك لكونه يراك لالكونك تراه فهو دائما يراك فاحسن عبادته وان لم تره ، فتاويل الحديث فان لم تكن تراه فاستمر على احسان العبادة فانه يراك انتهىٰ ملخصا ،واعلم ان لفظ الاحسان شامل لجميع انواع البر من الاذكار والاشغال وغيرها اه“ ......(فيض البارى : ١/١٣٩)

”عن ام رومان والدة عائشة رضى الله عنهماقالت رانى ابوبكررضى الله عنه اتميل فى صلاتى فزجرنى زجرة كدت انصرف عن صلاتى ثم قال سمعت رسول الله ﷺ يقول اذاقام احدكم فى الصلاة فليسكن اطرافه لايتميل

تمیل الیھود فان سکوت الاطراف فی الصلاۃ من تمام الصلوۃ ،وقال فی الکشاف من الخشوع ان یستعمل الآداب وذکر من ذلک توقی کف الثوب والتمطی والتثاؤب والتغمیض وتعظیمه الجم والسدل والفرقعة والتشبیک وتقلیب الحصی"......(تفسیر روح المعانی :۱۸/۴،۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز میں اگر امام کا دل نماز میں متوجہ نہ ہو تو نماز کا حکم:

مسئلہ(۲۳۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر امام صاحب نماز پڑھا رہے ہوں اوران کا دل نماز میں متوجہ نہ ہو تو امامت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

تکبیر تحریمہ کے وقت حضور قلب کا ہونا ضروری ہے،اس کے بعد اگر دوران نماز کوئی خیال آ جائے (بشرطیکہ امام صاحب خود سستی نہ کریں) تو اس سے نماز میں یا ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی،لہذا اگر امام میں کوئی اور وجہ عدم استحقاق امامت کی نہ پائی جاتی ہو تو ان کی امامت درست ہے۔

" یجب حضور القلب عند التحریمة فلو اشتغل قلبه بتفکر مسئلة مثلا فی اثناء الارکان فلا تستحب الاعادة وقال البقالی لم ینقص اجره الااذا قصر "

......(ردالمحتار :۱/۳۰۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فضائل اعمال کی تعلیم سے اگر نماز میں خلل آتا ہو تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ(۲۳۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک مسجد میں عصر کے بعد اور عشاء کے بعد فضائل اعمال کی تعلیم ہوتی ہے تو کچھ نمازی معترض ہوں نماز میں خلل کی وجہ سے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز میں خلل کی وجہ سے نمازیوں کا اعتراض بالکل بجا ہے،اگر نمازی پہلے سے وہاں نماز میں مشغول

ہوں تو نماز پڑھنے والوں سے ذرا دور چلے جانا چاہئے، اور اگر پہلے سے وہاں کتاب کی تعلیم ہو رہی ہو تو پھر نمازی کو وہاں قریب کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھنی چاہئے، اور اگر مسجد چھوٹی ہو تو پھر کتاب پڑھنے والے کو تھوڑی دیر انتظار کر لینا چاہئے، کہ تمام نمازی اپنی نماز سے فارغ ہو جائیں۔

اور جب کتب فقہ میں یہ بات مصرح ہے کہ کوئی نماز میں مشغول ہو تو باآواز بلند قرآن کریم کی تلاوت کرنا صحیح نہیں ہے، تو پھر فضائل اعمال اور تبلیغی نصاب پڑھنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

"وفي حاشية الحموي عن الامام الشعراني اجمع العلماء سلفا وخلفا على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها الاان يشوش جهرهم على نائم اومصل او قارئ"......(ردالمحتار: ۱/۴۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سوراخوں والی ٹوپی پہننے سے نماز کا حکم:

مسئلہ (۲۳۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صاحب سوراخوں والی سفید ٹوپی پہن کر نماز کرواتے ہیں، حالانکہ نبی کریم ﷺ عمامہ ٹوپی کے اوپر پہنتے تھے، کیا ایسے نماز پڑھنی پڑھانی درست ہے جب کہ ان سوراخوں میں سے بال نظر آتے ہیں، سفید رنگ کی ٹوپی میں سوراخ ہوتے ہیں وہ کروشیا سے بنی ہوتی ہے، اس وجہ سے اس پر پورا دھاگہ نہیں چلتا تو اس وجہ سے ٹوپی میں بے حد سوراخ ہوتے ہیں کیا اس ٹوپی سے نماز پڑھنی یا پڑھانی درست ہے؟ حدیث شریف کے حوالہ سے فتویٰ لکھا جائے، کیونکہ حدیث شریف سے ٹوپی کے اوپر عمامہ باندھنا ثابت ہے، تا کہ سر کے بال دکھائی نہ دیں اگر بال نظر آئیں تو ٹوپی پہننے کا فائدہ کیا ہے؟ حدیث شریف سے فتویٰ صادر فرمایا جائے، نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے، عرف میں سوراخوں والی ٹوپی لوگ پہنتے ہیں، جو لباس پہن کر کسی محفل میں جا سکتے ہیں عرف میں وہ برا نہیں سمجھا جاتا ہے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

"قال الحسن كان القوم يسجدون على العمامة والقلنسوة"......(صحیح بخاری: ۱/۵۶)

”وقد ذکروا ان المستحب ان یصلی فی قمیص وازار وعمامۃ ولایکرہ الاکتفاء بالقلنسوۃ ولاعبرۃ لمااشتھر بین العوام من کراھۃ ذلک وکذامااشتھر ان المؤتم لوکان معتمالعمامتہ والامام مکتفیا علی قلنسوۃ یکرہ“......(عمدۃ الرعایۃ: ۱/۱۹۸)

”مطلب فی الخشوع(وصلاتہ حاسرا) ای کاشفا(رأسہ للتکاسل) ولاباس بہ للتذلل واماللاھانۃ بھافکفر ولوسقطت قلنسوتہ فاعادتھا افضل الااذااحتاجت لتکویر اوعمل کثیر“......(درمختارعلی ھامش الرد: ۱/۴۷۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مرداورعورت کی نماز میں فرق:

مسئلہ(۲۲۰): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ عورت اورمرد کی نماز میں کوئی فرق نہیں ہے،یعنی جس طرح مرد کانوں تک ہاتھ اٹھاتا ہے اسی طرح عورت بھی کانوں تک ہاتھ اٹھائے گی،اوردیگراعمال بھی مرد کی طرح اداکرے گی،اوربطوردلیل کے یہ حدیث پیش کرتا ہے ”صلوا کمارایتمونی اصلـــی“ کیامذکورہ شخص کااس حدیث سے یہ استدلال کرناصحیح ہے؟قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مرداورعورت کی نماز میں درج ذیل امورمیں فرق ہے۔

(۱) عورت تکبیرتحریمہ کے وقت اپنی ہتھیلیوں کوظاہرنہیں کرے گی۔

(۲) اوردونوں ہاتھوں کوکندھوں تک اٹھائے گی۔

(۳) اوراپنی انگلیوں کورکوع میں نہیں کھولے گی۔

(۴) اورکہنیوں کوسجدہ میں بغل کے ساتھ ملائے گی اس لیے کہ اس میں زیادہ ستر ہے۔

(۵) اورسجدہ میں اپنے پیٹ کورانوں کے ساتھ ملائے گی۔

(۶) اور ہر قعود میں تورک کرے گی یعنی بائیں سرین پر بیٹھ کر دونوں پاؤں دائیں طرف نکالے گی، اور اپنی دائیں پنڈلی کو بائیں پنڈلی پر رکھے گی۔

(۷) عورت مردوں کی امامت نہیں کر سکتی۔

(۸) اور صرف عورتوں کی جماعت مکروہ ہے اور اگر جماعت کرائیں تو ان کی امام درمیان صف میں کھڑی ہوگی۔

(۹) اور جہری نمازوں میں جہر نہیں کرے گی۔

(۱۰) اور نہ ان کے حق میں اسفار بالفجر مستحب ہے۔

اور شخص مذکور کا یہ استدلال بالکل باطل ہے حدیث ہذا سے

"وعنه قال قال لنارسول الله ﷺ صلوا كمارايتموني اصلي واناحضرت الصلوة فليؤذن لكم احدكم ثم ليؤمكم اكبركم متفق عليه "......(مشكوة المصابيح:۶۷/۱)

مراد شروط اور ارکان کی رعایت کرنے یا ان چیزوں کی رعایت کرنے میں مساوات ہے جو کہ ان سے اہم ہیں نہ یہ کہ مرد اور عورت کی نماز میں بالکلیہ مساوات ہے۔

"قوله (ويسن وضع المرء ة يديها على صدرها من غير تحليق لانه استرلها) المرأة تخالف الرجل في مسائل منهاهذه ومنها انهالاتخرج كفيها من كميها عندالتكبير وترفع يديهاحذاء منكبيها ولاتفرج اصابعها في الركوع وتنحني في الركوع قليلا بحيث تبلغ حدالركوع فلاتزيد على ذلك لانه استرلها وتلزم مرفقيها بجنبيها فيه وتلزق بطنهابفخذيها في السجود وتجلس متوركة في كل قعود بان تجلس على اليتها اليسرىٰ وتخرج كلتارجليها من الجانب الايمن وتضع فخذيها على بعضهما وتجعل الساق الايمن على الساق الايسر كمافي مجمع الانهر ولاتؤم الرجال وتكره جماعتهن ويقف الامام وسطهن ولاتجهر في موضع الجهر ولايستحب في حقها الاسفار بالفجر والتتبع ينفي الحصر"......(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح : ۲۵۹)

"(وعنه) اى عن مالك(قال قال لنا رسول الله ﷺ صلوا كمارأيتموني

اصلی) ای فی مراعاۃ الشروط والارکان اوفیما هواعم منهما "......(مرقاۃ المفاتیح : ۲/۳۵۱)

"قوله والمرأۃ تخفض وتلزق بطنها بفخذیها لانه استرلها فانها عورۃ مستورۃ ویدل علیه ماروا ابوداؤدفی مراسیله انه علیه السلام مرعلی امرأتین تصلیان فقال اذاسجدتما فضمابعض اللحم الی الارض فان المرأۃ لیست فی ذلک کالرجل"......(البحرالرائق : ۱/۵۶۱)

"عن وائل بن حجر رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ یاابن حجر اذاصلیت فاجعل یدیک حذاء اذنیک والمرأۃ تجعل یدیها حذاء ثدییها رواہ الطبرانی فی حدیث طویل فی مناقب وائل من طریق میمونۃ بنت حجر عن عمتها ام یحییٰ بنت عبدالجبار ولم اعرفها وبقیۃ رجاله ثقات"......(مجمع الزوائد ۱/۱۸۲)

"حدثنا خطاب هوابن عثمان عن اسماعیل هوابن عیاش عن عبدربه بن سلیمان بن عمیر قال رأیت ام الدرداء رضی الله عنها وهی الکبریٰ الصحابیۃ ترفع یدیها فی الصلاۃ حذومنکبیها"......(اعلاء السنن : ۲/۱۸۳)

"حدثنا هشیم قال لناشیخ لنا قال سمعت عطاء سئل عن المرأۃ کیف ترفع یدیها فی الصلاۃ قال حذوثدییها"

"حدثنا یونس بن محمد قال حدثنی یحیی بن میمون قال حدثنی عاصم الاحول قال رأیت حفصۃ بنت سیرین کبرت فی الصلاۃ واومأت حذوثدییها ووصف یحیی فرفع یدیه جمیعا"......(مصنف بن ابی شیبۃ: ۱/۲۷۰)

" عن علی قال اذاسجدت المرأۃ فلتحفروالتضم فخذیها " ......(کنزالعمال : ۸/۷۹)

" عن ابن عباس انه سئل عن صلاۃ المرأۃ فقال تجتمع وتحتفر "

"عن ابراهیم قال اذاسجدت المرأۃ فلتضم فخذیها ولتضع بطنها علیها"

"عن مجاهد انه كان يكره ان يضع الرجل بطنه على فخذيه اذاسجد كماتضع المرأة"

"عن ابراهيم قال اذاسجدت المرأة فلتزق بطنها بفخذيها ولاترفع عجيزتهاولاتجافي كمايجافي الرجل"......(مصنف ابن ابی شیبة: ۱/۳۰۳،۳۰۲)

"(والآخر)حديث ابی مطيع الحكم بن عبدالله البلخي عن عمربن ذرعن مجاهد عن عبدالله ابن عمرقال قال رسول الله ﷺ اذاجلست المرأة في الصلوة وضعت فخذها على فخذها الاخرىٰ فاذاسجدت الصقت بطنها في فخذها كاسترمايكون لها فان الله تعالیٰ ينظر اليهاويقول ياملائكتي اشهدكماانی قدغفرت لها"......(سنن الكبرىٰ للبيهقي: ۲/۲۲۳،كنزالعمال: ۷/۲۲۲)

"وقدروينا عن يزيد بن ابی حبيب مرسلا ان رسول الله ﷺ مرعلی امرأتين تصليان فقال اذاسجدتما فضما بعض اللحم الى الارض فان المرأة ليست في ذلك كالرجل"......(سنن الكبرىٰ للبيقی :۲/۲۲۳)

" عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ لان تصلی المرأة في بيتها خيرلها من ان تصلي في حجرتها ولان تصلي في حجرتها خيرلهامن ان تصلي في الدار ولان تصلي في الدار خيرلها من ان تصلي في المسجد"......(سنن البيهقي: ۳/۱۳۲)

"عن عبدالله عن النبی ﷺ صلاة المرأة في بيتها افضل من صلاتها في حجرتها وصلاتها في مخدعها افضل من صلاتها في بيتها"......(سنن البيهقي: ۳/۱۳۱)

" عنهاقالت لورأى رسول الله ﷺ مااحدث النساء بعده لمنعهن المساجد كمامنعت نساء بني اسرائيل"......(البيهقي: ۳/۱۳۳)

”عن عائشة قالت بينما رسول الله ﷺ جالس فى المسجد اذدخلت امرأة من مزينة ترفل فى زينة لهافى المسجد فقال النبى ﷺ ياايهاالناس انهوا نساء كم عن لبس الزينة والتبختر فى المسجد فان بنى اسرائيل لم يلعنوا حتىٰ لبس نسائهم الزينة وتبخترن فى المساجد “......(سنن ابن ماجة:٢٨٨)

”عن عاصم عن مولى ابى رهم اسمه عبيدان اباهريرة لقى امرأة متطيبة تريدالمسجد فقال ياامة الجبار اين تريدين قالت المسجد قال تطيبت قال نعم قال فانى سمعت رسول الله ﷺ يقول ايماامرأة تطيب ثم خرجت الى المسجد لم تقبل لهاصلوة حتى تغسل“......(سنن ابن ماجة:٢٨٨)

”عن مورق عن ابى الاحوص عن عبدالله عن النبى ﷺ قال صلوة المرأة فى بيتها افضل من صلوتها فى حجرتها وصلوتها فى مخدعها افضل من صلوتها فى بيتها، هذاحديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه وقداحتجابالمودق بن مشمخ العجلى “......(المستدرک للحاکم : ١/٣٣٩)

”عن عائشة قالت لوادرک رسول الله ﷺ مااحدث النساء لمنعهن المسجد“......(صحيح بخارى : ١/١٢٠ ،صحيح مسلم:١/١٨٣)

”عن ام سلمة زوج النبى ﷺ خيرمساجدالنساء قعربيوتهن “ ......(مستدرک للحاکم : ١/٣٣٩)

”اخبرنا يحيى بن ابراهيم بن محمدبن يحيى واحمدبن الحسن قالاثناابوالعباس محمدبن يعقوب ثنابحربن نصرقال قرء على ابن وهب اخبرک مالک وابن ابى ذئب وهشام بن سعد وغيرهم ان محمدبن زيد القرشى حدثهم عن امه انها سالت ام سلمة زوج النبى ﷺ ماذاتصلى فيه المرأة من الثياب ؟فقالت تصلى فى الخمار والدرع السابغ الذى يغيب ظهورقدميها...... ورواه عثمان بن عمرعن عبدالرحمن بن عبدالله بن دينار عن محمدبن زيد مرفوعا“......(بيهقى: ٢/٢٣٢)

" عن انس بن مالک ان جدته ملیکة دعت رسول الله لطعام صنعته فاکل منه ثم قال قوموا فلنصل بکم قال انس فقمت الی حصیر لناقداسود من طول مالبس فنضحته بالماء فقام رسول الله وصففت علیه انا والیتیم وراءه والعجوز من ورائنا فصلی بنا رکعتین ثم انصرف قال ابوعیسیٰ حدیث انس حدیث صحیح والعمل علیه عنداهل العلم "......(جامع ترمذی: ۱/۱۵۷)

" حدثنا وکیع عن ابن ابی لیلیٰ عن عطاء عن عائشة انها کانت تؤم النساء تقوم معهن فی الصف "

"حدثنا هشیم قال اخبرنا یونس عن الحسن ومغیرة عن ابراهیم وحصین عن الشعبی قال تؤم المرأة النساء فی صلاة رمضان تقوم معهن فی صنفهن "

"حدثناابوبکر قال حدثنا وکیع عن ابن ابی ذئب عن مولی لبنی هاشم عن علی قال لاتؤم المرأة "

" حدثنا عبدالوهاب بن عطاء عن ابن عون قال کتبت الی نافع أساله أتوم المرأة النساء فقال لااعلم المرأة تؤم النساء "......(مصنف ابن ابی شیبة /۵۳۷،۵۳۶

"حدثناوکیع عن سفیان عن عبدالله بن محمد بن عقیل عن جابر قال قال رسول الله ﷺ خیرصفوف للنساء اخرها وشرها مقدمها"......(مصنف ابن ابی شیبة: ۲/۲۷۸)

"عن نافع ابن عمر انه سئل کیف کن النساء یصلین علی عهدرسول الله ﷺ قال کن یتربعن ثم امرن ان یحتفزن"......(مسندامام اعظم: ۷۳)

" اخبرنا ابوزکریا المزکی وابوبکر بن الحسن القاضی قالاثنا ابوالعباس محمد بن یعقوب ثنابحربن نصر قال قرء علی ابن وهب اخبرک عبدالله بن عمر عن نافع عن ابن عمر انه قال لیس علی النساء اذان ولااقامة"......(سنن الکبریٰ للبیهقی: ۱/۴۰۸)

"عن اسماء قالت قال رسول الله ﷺ ليس على النساء اذان ولا اقامة ولا جمعة ولا اغتسال جمعة ولا تقدمهن امرأة ولكن تقوم في وسطهن "

......(بیہقی: ۱/۴۰۸)

" عن ابی صالح عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ التسبيح للرجال والتصفيق للنساء "......(جامع الترمذی: ۱/۱۹۳)

"عن ابی الاحوص عن عبدالله عن النبی ﷺ قال المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشيطان "......(جامع ترمذی : ۱/۳۵۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرضوں کے بعد سنتوں کی بجائے وظائف میں مشغول ہونا:

مسئلہ(۴۲۹): جناب اقدس مفتی صاحب

(۱) علماء کرام اور مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جن فرض نمازوں کے بعد سنتیں ادا کرنی ہوتی ہیں ان نمازوں کے بعد بعض حضرات وظائف اور تسبیحات پڑھتے ہیں اور اس کے بعد سنن ادا کرتے ہیں، فرض اور سنن کے درمیان جو وقفہ کرتے ہیں اور تسبیحات وظائف وغیرہ میں لگے رہتے ہیں کیا ان کا یہ عمل سنت کے مطابق ہے یا نہیں؟

(۲) نمازوں کے بعد جو وظائف اور تسبیحات احادیث میں آئی ہیں پھر وہ کس وقت پڑھنی چاہئیں؟ تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) صورت مسئولہ میں جن نمازوں کے بعد سنتیں ادا کرنی ہوتی ہیں، وہاں فرائض اور سنن کے درمیان صرف اتنی دیر کا وقفہ کرنا چاہیے، جس میں "اللهم انت السلام ومنك السلام تباركت ياذالجلال والاكرام" یا اس مقدار کے قریب قریب کوئی اور دعا پڑھ سکے، لہٰذا ان نمازیوں کا عمل سنت کے مطابق نہیں ہے بلکہ مکروہ تنزیہی ہے۔

(۴) جو وظائف اور تسبیحات احادیث میں وارد ہوئے ہیں ان کو فقہاء کرام نے اس بات پر محمول کیا ہے کہ وہ سنتوں کے بعد پڑھنے چاہئیں۔

”ویکرہ تاخیر السنة الابقدر اللهم انت السلام (قوله الابقدر اللهم) لمارواه مسلم والترمذی عن عائشة رضی الله عنها قالت کان رسول الله ﷺ لایقعد الابمقدار مایقول اللهم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذاالجلال والاکرام “......(الدرمع ردالمحتار: ۱/۳۹۱)

”واما ماورد من الاحادیث فی الاذکار عقیب الصلوة فلادلالة فیه علی الاتیان بهاقبل السنة بل یحمل علی الاتیان بهابعدها “......(ردالمحتار: ۱/۳۹۱)

” ولم یثبت عنه علیه السلام الفصل بالاذکار التی یواظب علیهافی المساجدفی عصرنا من قراء ةآیة الکرسی والسبیحات “......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز کے فوراً بعد فضائل اعمال کی تعلیم کرنا:

مسئلہ(۲۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں جامع مسجد خضراء کا نمازی ہوں اور ہماری مسجد میں پانچوں نمازیں باجماعت ادا کی جاتی ہیں عصر کی جماعت میں کچھ لوگوں کی ایک دو، تین یا بعض اوقات چاروں رکعات بھی رہ جاتی ہیں جو وہ سلام پھیرنے کے بعد پورا کر لیتے ہیں، لیکن جماعت ختم ہونے کے بعد اور دعا سے پہلے ایک شخص کھڑا ہو کر فضائل اعمال کتاب پڑھنا شروع کر دیتا ہے، جس کی وجہ سے وہ نمازی جو اپنی رکعات جماعت کے بعد پوری کر رہے ہیں انکی نمازمیں خلل پیدا ہوتا ہے اور وہ نماز میں بار بار بھول جاتے ہیں مہربانی فرما کر اس بات کی وضاحت کریں کہ اس شخص کا یہ فعل نمازیوں کی نماز کے دوران جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

فضائل اعمال کا پڑھنا اور لوگوں کو سنانا کہ اس سے ان کے اندر دین دار اور صالح بننے کی ترغیب پیدا ہو اچھا عمل ہے مگر نماز پڑھنے والے حضرات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ان کی نماز میں خلل نہ آئے، لہٰذا جب

نمازی نماز سے فارغ ہوجائیں تو اس وقت پڑھیں یا پھر مسجد کے کسی ایسے حصہ میں پڑھیں کہ نمازیوں کی نماز میں خلل نہ آئے باقی اس شخص کا مذکورہ طریقہ درست نہیں ہے۔

"فی حاشية الحموی عن الامام الشعرانی أجمع العلماء سلفاو خلفاعلى استحباب ذكر الجماعة في المساجدوغيرها الا ان يشوش جهرهم على نائم أومصل أوقارئ الخ"......(ردالمحتار: ۱/۴۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام فرض نماز کے بعد باقی نماز کس جگہ ادا کرے؟

مسئلہ(۴۴۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام نماز پڑھانے کے بعد اپنی جگہ پر ہی نماز پڑھے یا وہاں سے ہٹ کر بقیہ نماز ادا کرے؟ اس بارے میں افضل عمل کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

امام کا فرض نماز پڑھنے کے بعد اسی جگہ پر باقی نماز ادا کرنا جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ اس جگہ سے ہٹ کر بقیہ نماز ادا کرے۔

"عن علیؓ قال من السنة ان لايتطوع الامام حتى يتحول من مكانه. رواه ابن ابی شيبة باسنادحسن"......(فتح الباری: ۲/۲۷۸) و(اعلاء السنن: ۱/۳۴۸)

"دل الحديث على النهی عن الصلوة النافلة للامام فی مواضع المكتوبة وادناه الكراهة واليه ذهب علماء ناولم يقل بالتحريم احدفيما اعلم قال فی الدروفی الجوهرة يكره للامام النفل فی مكانه لاللمؤتم وفی الطحطاوی أی تنزيهابل يتقدم أويتأخر أوينحرف يمينا أوشمالا أويذهب الى بيته فيتطوع فيه وهو افضل"......(اعلاء السنن: ۳/۳۴۸)

"ويكره للامام التنفل فی مكانه لاللمؤتم وقيل يستحب كسر الصفوف وفی الخانية يستحب للامام التحول يمين القبلة يعنی يسار المصلی لتنفل

اوور دو خیرہ فی المنیة بین تحویله یمیناو شمالاو اماماو خلفاو ذهابه الی بیته واستقباله الناس"......(در علی ردالمحتار: ۱/۲۹۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

﴿الباب الخامس فی الامامة﴾

(امام وامامت)

معذور کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۲۲۴): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس شخص کے بارے میں جو کہ ایک حادثہ میں معذور ہو چکا ہے اور وہ دائیں بازو سے محروم ہو چکا ہے، آیا اب اس کے پیچھے نماز اور خطبہ جمعہ وعیدین وغیرہ ادا کی جا سکتی ہیں یا نہیں؟ جب کہ مذکور شخص ایک عرصہ تقریباً تیرہ سال سے امامت وخطابت کے فرائض انجام دے رہا ہے اور مصنوعی بازو لگنے کی کوئی صورت نہیں رہی ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

"قوله ومفلوج وابرص شاع برصه وكذلك اعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيره اولى تاترخانية وكذا اجذم بيرجندى ومجبوب وحاقن ومن له يد واحدة فتاوى الصوفية عن التحفة والظاهر ان العلة النفرة ولذا قيد الابرص بالشيوع ليكون ظاهرا ولعدم امكان اكمال الطهارة ايضا فى المفلوج والاقطع والمجبوب اه "......(فتاویٰ شامی : ۱/۵۶۲)

دائیں ہاتھ سے معذور شخص سے طبعی طور پر نفرت ہوتی ہے نیز ایسے شخص کے لیے طہارت کاملہ بھی ممکن نہیں ہوتی اس لیے کسی دوسرے صحیح امام کی موجودگی میں اس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر اس سے زیادہ مستحق امامت شخص موجود نہ ہو تو اس صورت میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تیمم کرنے والے کا امامت کروانا:

مسئلہ(۲۲۵): السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ ہم بے سمجھ لوگ ہیں جو بات دل میں آئے کہتے رہتے ہیں اس ضمن میں فکر ہوا کہ ہم تیمم کے بعض مسائل کو نہیں جانتے کوئی صاحب کچھ کہتے ہیں اور کوئی صاحب کچھ کہتے ہیں اور کوئی صاحب کچھ کہتے ہیں

جو صاحب ایسا نحیف ہو جسے وضو کرنے سے بیمار ہونے کا خطرہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھا سکتا ہے؟ برائے مہربانی واضح فرمائیں تاکہ گھر میں نماز پڑھنے کی تسلی ہو جائے اور اس صورت میں عرض ہے کہ وہ مسجد میں نہ جا سکتا ہو، تو کیا غیر متیمم اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں اگر امام نے کسی عذر سے تیمم کیا ہے تو اس کی امامت صحیح ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ کسی اور شخص متوضی کو امام بنایا جائے البتہ اگر کوئی اور شخص امامت کے قابل موجود نہ ہو تو تیمم کرنے والا خود ہی پڑھا دے اور نماز جنازہ میں بالاتفاق تیمم کرنے والے کی امامت جائز ہے، اگر مقتدی بالغ کوئی نہ ہو تو صرف نابالغ سمجھدار بچوں کو مقتدی بنانے سے جماعت کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔

"فی الدر (وصح اقتداء متوضئ) لاماء معه (بمتیمم) وقال العلامة الشامی ای عندھما...... وقال محمد لایصح فی غیر صلاۃ الجنازۃ اھ" ......

(الدر المختار علی ھامش ردالمحتار: ۱/۴۳۵)

"اذازاد علی الواحد فی غیر الجمعة فھو جماعة وان کان معه صبی عاقل کذافی السراجیة"......(فتاویٰ الھندیة: ۱/۸۳)

"اذا کان مع الامام رجل واحد اوصبی یعقل الصلوۃ قام عن یمینه وھو المختار"......(فتاویٰ الھندیة: ۱/۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مرد کی موجودگی میں خسرے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۲۴۶): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ محلے کی مسجد میں باوجود حافظ اور مولوی ہونے کے امامت کے لیے ایک خسرے کو مقرر کرتے ہیں کیا ایسے آدمی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

اگر اور آدمی نہیں ہے صرف خسرا موجود ہے کیا خسرا نماز پڑھا سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں خنثیٰ کی امامت جائز نہیں ہے بلکہ خنثیٰ اپنے ہم جنس کا بھی امام نہیں بن سکتا، البتہ اس سے عورتوں کی اقتداء درست ہے۔

”قال فی الدر (ولا یصح اقتداء رجل بامرء ۃ) وخنثیٰ(وصبی مطلقا)ولو فی جنازۃ ونفل علی الاصح وفی الشامی(قولہ ولا یصح اقتداء الخ) .... والخنثیٰ البالغ تصح امامتہ للانثیٰ مطلقا فقط لا لرجل ولا لمثلہ لاحتمال انوثتہ وذکورۃ المقتدی ویصح اقتداؤ ہ بالرجل لا بمثلہ ولا بانثیٰ مطلقا لاحتمال ذکورتہ“......(ردالمحتار:۱/۴۲۷)

”قال فی البحر کتاب الصلوۃ باب الامامۃ فی شرح (وفسداقتداء رجل بامرأ ۃ اوصبی).......... وبالخنثیٰ فیہ تفصیل فان کان المقتدی رجلا فھو غیر صحیح لجواز ان یکون امرأۃ ان کان امرأۃ فھوصحیح الاان یتقدم ولا یقوم وسط الصف حتی لاتفسدصلاتہ بالمحاذاۃ وان کان خنثیٰ لایجوز لجواز ان یکون امرأۃ والمقتدی رجلا (وقال علامۃ الشامی فی شرح وان کان خنثیٰ الخ) قال الرملی یعلم بہ فساداقتداء الخنثیٰ بالمرأۃ لاحتمال انہ رجل فیکون فیہ اقتداء الرجل بالمرأۃ وھولایجوز“......(البحر الرائق مع منحۃ الخالق : ۱/۶۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

خائن اور بددیانت کی امامت:

مسئلہ(۲۴۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع محمد ﷺ کی روشنی میں اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب کہ ایک مسلمان ڈاڑھی منوائے اور حد شریعت سے کم کرنے والا فاسق ہے، جواذان واقامت اور امام مسجد نہیں بن سکتا ہے، اس کے برعکس دوسرا آدمی متشرع یعنی ڈاڑھی سنت کے مطابق پنجگانہ نمازی مگر خائن اور بددیانت ہو، جس نے چندہ مسجد کے ہزاروں روپے کی خیانت کی ہو جس کا منتظمین مسجد کو واضح طور پر علم ہو اس کے علاوہ متقی پرہیزگار بن کر دوستوں سے قرض حسنہ لے کر واپس نہیں کرتا، کئی آدمی پیچھے پھر رہے ہیں، کیا ایسا آدمی اذان واقامت وامامت کے فرائض انجام دے سکتا ہے یا نہیں؟ براہ مہربانی واضح طور پر فتویٰ تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص خیانت اور مسجد کا چندہ خرد برد کرنے کی وجہ سے فاسق ہے اور فاسق کی اذان واقامت وامامت مکروہ تحریمی ہے۔

"وکرہ اذان الجنب واقامتہ واقامۃ المحدث واذان المرءۃ والفاسق والقاعد والسکران "......(البحر الرائق : ۱/۴۵۸)

"وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا "......(کنز الدقائق: ۱/۳۶)

"واما الفاسق فقدعللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لایھتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقدوجب علیھم اھانتہ شرعا"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
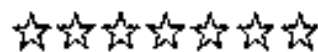
عالم غیر عالم سے امامت کا زیادہ حق دار ہے:

مسئلہ(۱۴۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں حافظ قرآن اور عالم دین عرصہ 15 سال سے امام وخطیب کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اب ایک قاری صاحب طلباء کے لیے رکھے گئے ہیں، قاری صاحب کہتے ہیں کہ امام صاحب کے پیچھے میری نماز نہیں ہوتی کیونکہ میں قاری ہوں اور امام صاحب سادہ قرآن پڑھتے ہیں میں تجوید پڑھا ہوا ہوں، قاری صاحب صرف حافظ اور قاری صاحب ہیں عالم نہیں ہیں کیا قاری صاحب کی نماز امام کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟ امام صاحب ہر سال خود قرآن پاک نماز تراویح میں پڑھاتے ہیں محلہ والے قاری صاحب کی اس بات پر بہت پریشان ہیں امام صاحب نے قاری صاحب کو عالم کی فضیلت بھی بتائی مگر قاری صاحب نے نہ مانی لہذا فتویٰ جاری کر کے ہماری پریشانی کو دور کریں مہربانی ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں عالم صاحب زیادہ حق دار ہیں امامت کے قاری صاحب سے اور عالم صاحب کی قرأت میں جب تک واضح ایسی غلطیاں نہ ہوں جو مفسد صلوۃ ہوں، تو قاری کی اقتداء امام کے پیچھے صحیح ہے اور قاری صاحب کا اعتراض درست نہیں ہے۔

"(والاحق بالامامة) تقديما بل نصبا مجمع الانهر (الاعلم باحكام الصلاة) فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدر فرض وقيل واجب وقيل سنة (ثم الاحسن تلاوة) وتجويدا (للقراءة) "......(الدر المختار على هامش الرد: ۱/۴۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

چوری کا فون استعمال کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۴۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک صاحب چوری کا ٹیلی فون اپنے کاروبار کے لیے استعمال کرتا ہے جو کہ ایک اخلاقی اور قانونی جرم ہے اور وہ اس بات کو جانتا بھی ہے یہ مسئلہ پوچھنا ہے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا کہ نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ بتا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص بوجہ چوری کرنے کے فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، لہذا اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

"وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع والاعمى وولدالزنا اه"......(كنز الدقائق: ۱/۳۶)

"واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۵۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ایک ایسے امام وخطیب کے بارے میں جو دیوبند کے مدارس سے فارغ التحصیل ہے بذات خود اس کا اعتقاد درست ہے یعنی اصول مسائل میں اہل سنت والجماعت کے ساتھ اتفاق

کرتا ہے مثلاً حضور ﷺ کو بشر مانتا ہے اور آپ علیہ السلام کو عالم الغیب نہیں مانتا لیکن فروعی مسائل میں اختلاف کرتا ہے دعا از بعد نماز جنازہ کا قائل ہے، اور رمضان میں تراویح کے بعد اس کے مقتدی ''الصلوۃ علی محمد'' کے کلمات باواز بلند کہتے ہیں اور خود نہیں کہتا لیکن ان کو نہیں روکتا، اور یہ جھنڈیاں لگانے والا کام بھی اس کے مقتدی کرتے ہیں یہ خود تو دلچسپی نہیں لیتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا باپ پورے علاقے کا قاضی تھا اور اس کو خدشہ یہ ہے کہ اگر میں حق بیان کروں گا تو یہ حق بیان کرنا اپنے باپ کی مخالفت کے مترادف ہے، اور پوری قوم کی مخالفت کے مترادف ہے، کیونکہ عوام میرے باپ کی اس قدر معتقد ہے کہ میرے منہ سے اپنے باپ کی مخالفت سنتے ہی میری مخالف ہو جائے گی، اگر علیحدگی میں کوئی بات پوچھو تو بالکل ٹھیک بتاتا ہے اور عوام مکمل جاہل اور بدعتی ہے، اور عوام تمام تر بدعات کی مرتکب ہے اور عوام اس امام اور خطیب کو اپنا پیشوا مانتی ہے اور اس کی بات کو اپنے لیے حق سمجھتی ہے اور اس امام کے پیچھے اس طالب علم کا نماز پڑھنا کیسا ہے جو درس نظامی میں پڑھ رہا ہے، اور مستقبل میں معاشرے کی اصلاح کا عزم رکھتا ہے اگر اس امام خطیب کے پیچھے وہ طالب علم نماز نہیں پڑھتا تو وہ طالب علم عوام کی نگاہوں میں نشانہ بن جاتا ہے، اور اس کا یہ نشانہ بننا یا اس کے مستقبل کے عزائم کی راہ میں رکاوٹ ہے اور واضح رہے کہ اس کی مسجد میں اذان سے پہلے صلوۃ اور نماز کے بعد کلمہ والی بدعت بھی نہیں ہے، اب ان مذکورہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ قرآن وسنت کی روشنی میں بتلائیں کہ اس کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال مذکور امام کے عقائد نہ تو مفضی الی الکفر ہیں اور نہ ہی اہل سنت والجماعت کے برخلاف ہیں، ہاں ''امر بالمعروف ونہی عن المنکر'' میں کمزوری ہے جو کہ اقتداء نماز کے لیے مانع کا درجہ نہیں رکھتی ہے، لہذا ایسے امام کی اقتداء درست ہے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا قاعدہ بھی کچھ اس طرح ہے کہ اگر انسان کو لوگوں کی طرف سے تہمت اور گالیاں نکالنے کا خوف غالب ہو تو اس کو ترک کرنا افضل ہے البتہ امام کی ذمہ داری ہے کہ حکمت وبصیرت کے ساتھ جس قدر ممکن ہو لوگوں کے عقائد ونظریات کی اصلاح کرنے کی فکر کرے اور رسومات وبدعات کو ختم کرنے کی پوری کوشش کرے۔

''ویکرہ تقدیم المبتدع ایضا لانه فاسق من حیث الاعتقاد وھو اشد من الفسق من حیث العمل ...... والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئا علی خلاف مایعتقد اھل السنة والجماعة وانما یجوز الاقتداء به مع الکراھة اذالم یکن مایعتقده یؤدی

الی الکفر عنداھل السنة امالو کان مؤدیا الی الکفر فلایجوز اصلا "......(غنیة المستملی فی شرح المنیة:۴۴۳)

"ولذاکره امامة الفاسق العالم لعدم اھتمامه بالدین فتجب اھانته شرعا فلایعظم بتقدیمه للامامة ......والفسق لغة خروج عن الاستقامة وھو معنی قولھم خروج الشیء عن الشیء علی وجه الفساد وشرعا خروج عن طاعة اللہ بارتکاب کبیرة قال القھستانی ای واصراره علی صغیرة "......(حاشیة الطحطاوی :۳۰۳)

"ذکر الفقیه فی کتاب البستان ان الامر بالمعروف علی وجوه ان کان یعلم باکبر رأیه انه لو امر بالمعروف یقبلون ذلک ویمتنعون عن المنکر فالامر واجب علیه ولایسعه ترکه ولو علم باکبره رأیه انه لو امرھم بذلک قذفوه وشتموه فترکه افضل وکذلک لو علم انھم یضربونه ولایصبر علی ذلک ویقع بینھم عداوة ویھیج منه القتال فترکه افضل ولو علم انھم لوضربوه فصبروا علی ذالک ولایشکوا الی احد فلاباس بان ینھی عن ذلک وھو مجاھد ولو علم انھم لایقبلون منه ولایخاف منه ضربا ولاشتما فھو بالخیار والامر افضل کذافی المحیط "......(فتاویٰ الھندیة: ۵/۳۵۲،۳۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امامت کروانے کے لیے کتنی ڈاڑھی ہونی ضروری ہے؟

مسئلہ(۲۵۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آدمی کی ڈاڑھی کتنی ہونی چاہیے کہ وہ جماعت کرواسکے ،آیا چھوٹی ڈاڑھی والا شخص بھی جماعت کرواسکتا ہے کہ نہیں؟ قرآن وحدیث کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ایک مشت ڈاڑھی رکھنا ضروری ہے اس سے کم رکھنا یا منڈوانا ناجائز اور حرام ہے، ایسا کرنے والا فاسق اور گناہ گار ہے، اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"ویکرہ امامۃ عبدواعرابی وفاسق واعمی"......(تنویر الابصار علی الرد: ۱/۴۱۳،۴۱۴)

"تطویل اللحیۃ اذاکانت بقدرالمسنون وھو القبضۃ اہ واماالاخذ منھاوھی دون ذلک کمایفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد"......(الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار: ۲/۱۲۳)

"والسنۃ فی اللحیۃ القبضۃ ولذایحرم علی الرجل قطع لحیتہ"......(الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار: ۵/۲۸۸)

"اخرج الحاکم فی مستدرکہ مرفوعا ان سرکم ان یقبل اللہ صلاتکم فلیؤمکم خیارکم فانھم وفدکم فیمابینکم وبین ربکم"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۵)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر تم یہ چاہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نماز قبول فرمائے تو چاہیے کہ امامت وہ لوگ کرائیں جو تم میں بہتر ہوں اس لیے کہ امام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قوم کا نمائندہ ہوتا ہے، اور ظاہر ہے کہ خلاف سنت کام کرنے والا کیسے بہتر ہوسکتا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں کیسے پسندیدہ ہوسکتا ہے، لہٰذا ایسے کرنے والے کی امامت مکروہ ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ٹی وی دیکھنے اور مسجد کی بجلی کا ناجائز استعمال کرنے والے کی امامت:

مسئلہ (۲۵۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد سے ملحقہ کمرے میں امام مسجد صاحب نے ٹیلی ویژن رکھا ہوا ہے اور اس کمرے میں مسجد کی بجلی استعمال ہوتی ہے اور امام صاحب اسی بجلی سے ٹیلی ویژن کے نظارے کرتے ہیں، آیا ایسے امام مسجد کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال ایسے امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ فاسق ہے، یہ ڈبل مجرم ہے (۱) ٹی وی دیکھنا (۲) مسجد کی بجلی کا ناجائز استعمال کرنا۔

"ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی الاان یکون اعلم القوم ومبتدع ای محرمة (قولہ فاسق) من الفسق وھوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر..... وفی المعراج قال اصحابنا لاینبغی ان یقتدی بالفاسق ......واماالفاسق فقدعللوا کراھة تقدیمہ بانہ لایھتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامة تعظیمہ وقدوجب علیھم اھانتہ شرعا"......(درمع الرد:۱/۴۱۴)

واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

افعال قبیحہ سے باز نہ آنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۲۵۳): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مولوی صاحب نے قبضہ گروپ کے ہاتھ چڑھ کر ایک دینی درس گاہ کے کوارٹر پر قبضہ کیا ہوا ہے، نہ ہی وہ اس دینی درس گاہ کے ملازم ہیں اور نہ ہی انتظامیہ نے ان کو کرایہ پر کوارٹر دیا ہے اور نہ ہی مولوی صاحب بجلی اور سوئی گیس کے بل ادا کرتے ہیں، قبضہ گروپ نے مولوی صاحب کے تعاون سے دینی درس گاہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کی جسے ناکام بنا دیا گیا، بلکہ مولوی صاحب نے تھانیدار کو بھی ایک تحریر لکھ کر دی تھی کہ کوارٹر میں اس گروپ سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص ہرگز نہیں آئے گا، لیکن وہ آتے جاتے رہتے ہیں، اور مولوی صاحب کا قبضہ گروپ کے ساتھ مکمل گٹھ جوڑ ہے، جب قبضہ گروپ نے دینی درس گاہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی تو مولوی صاحب نے ان کے ساتھ مکمل تعاون کیا تھا، اور ہر سازش میں شریک رہا، جب یہ صورت حال مولوی صاحب کے مقتدیوں کو بتائی گئی تو انہوں نے اپنی طرف سے ایک الگ کوارٹر لے کر دیا، تاکہ وہ دینی درس گاہ کا کوارٹر خالی کردیں، لیکن مولوی صاحب وہاں منتقل نہ ہوئے اور دینی درس گاہ کے کوارٹر پر ہی قبضہ کیا ہوا ہے، قبضہ گروپ اس مولوی صاحب کے ذریعہ ہی دینی درس گاہ پر ناجائز قبضہ کرنا چاہتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ مسجد کی انتظامیہ کے لیے ایسے کردار کے حامل شخص کو امام رکھنا جائز ہے یا کہ نہیں؟ کیا ایسے امام کے پیچھے نمازیں ہوجاتی ہیں، اور جو نمازیں پڑھی گئی ہیں ان کو لوٹایا جائے گا یا نہیں؟ تفصیلا جواب سے نوازیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ تحریر کے حقیقت پر مبنی ہونے کی صورت میں اگر پیش امام صاحب واقعتاً ایسے افعال کے مرتکب ہوئے ہیں اور حقائق کے بیان کرنے میں کسی قسم کی غلط بیانی سے کام نہیں لیا گیا ہے تو ان افعال کے ارتکاب کی وجہ سے شخص مذکور فاسق بن گیا ہے اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، تاوقتیکہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ نہ کرلے، البتہ اگر پیش امام صاحب اپنے ان افعال قبیحہ شنیعہ سے باز نہ آئے تو مسجد انتظامیہ کے لیے ایسے شخص کو اپنے اختیار سے امام بنانا جائز نہیں ہے اور کسی صالح متدین اور متبع شریعت شخص کو اس کی جگہ امام مقرر کرے اور جب تک صالح، متدین اور متبع شریعت شخص میسر نہ ہو اس وقت تک انفرادی طور پر نماز پڑھنے سے بہتر ہے کہ اسی امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے اور جو نمازیں پیش امام صاحب کے پیچھے پڑھ لی ہیں ان کو لوٹانا واجب نہیں ہے، اور اس کا گناہ مسجد انتظامیہ پر ہوگا۔

"وتجوز امامة الاعرابی والاعمی والعبد وولدالزنا والفاسق کذافی الخلاصة الاانهاتکره هکذافی المتون " ......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۸۵)

"ویکره تقدیم المبتدع ایضالانه فاسق من حیث الاعتقاد وهواشدمن الفسق من حیث العمل "......(حلبی کبیری:۴۴۳)

"ویکره تقدیم العبد ......والفاسق لانه لایهتم لامردینه ......وان تقدموا جازلقوله علیه السلام صلوا خلف کل بروفاجر"......(الهدایة: ۱/۱۲۲)

"وکره امامة العبدوالاعرابی والفاسق والمبتدع)......واماالکراهة فمبنیة علی قلة رغبة الناس فی الاقتداء بهؤلاء فیؤدی الی تقلیل الجماعة المطلوب تکثیرها تکثیرللاجر "......(البحر الرائق: ۱/۶۰۷،۶۱۰)

"وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق لانه لایهتم لامردینه ولان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا "......(تبیین الحقائق: ۱/۱۳۴)

"ولذاکره امامة(الفاسق العالم) لعدم اهتمامه بالدین فتجب اهانته شرعافلایعظم بتقدیمه للامامة ......تبع فیه الزیلعی ومفاده کون الکراهة فی الفاسق تحریمیة "......(طحطاوی علی المراقی الفلاح : ۳۰۲،۳۰۳)

"(ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی الاان یکون اعلم القوم ومبتدع) ای صاحب بدعة(قوله صاحب بدعة) ای محرمة (قوله فاسق) من الفسق وھوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر...... وفی المعراج قال اصحابنا لاینبغی ان یقتدی بالفاسق ......واماالفاسق فقدعللوا کراھة تقدیمه بانه لایھتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیھم اھانته شرعا"......(درالمختارھامش علی الشامی:۱/۴۱۳)

(ومثله فی الھندیة:۱/۸۴)

(ومثله فی البحرالرائق:۱/۳۴۸)

"(والاحق بالامامة) تقدیما بل نصبا مجمع الانھر(الاعلم بالاحکام الصلاة) فقط صحة وفسادابشرط اجتنابه للفواحش الظاھرة"......(درمختارمع الرد ۱/۴۱۲:)

"(ولوام قوماوھم له کارھون) ان الکراھة (لفسادفیه اولانھم احق بالامامة منه کرہ) له ذلک تحریما لحدیث ابی داؤد لایقبل الله صلاة من تقدم قوماوھم له کارھون "......(درمختارھامش علی الشامی:۱/۴۱۳)

"صلی خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعة ......(قوله نال فضل الجماعة)......افادان الصلاة خلفھما اولی من الانفراد لکن لاینال کما ینال خلف تقی ورع لحدیث من صلی خلف عالم تقی فکانماصلی خلف نبی"......(الدرمع الرد:۱/۴۱۵)

(ومثله فی الھندیة:۱/۸۴)

(ومثله فی البحرالرائق : ۱/۳۴۸،۳۴۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جاہل ان پڑھ کوامام بنانے کاحکم:

مسئلہ(۲۵۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو کہ جاہل ہے اور کبھی کسی

استاذ کے پاس بیٹھ کر نہیں پڑھا، قرآن پاک بھی نہیں پڑھا، اور ناظرہ بھی غلط پڑھتا ہے، وہ ایک جگہ امامت کرواتا ہے اور امامت میں لحن جلی غلطیاں کرتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ چوریاں بھی کرتا ہے اور ظاہر یہ کرتا ہے کہ میں جامعہ اشرفیہ کا فاضل ہوں حالانکہ بالکل جاہل ہے اور اکثر گالی گلوچ بھی کرتا ہے، اور متہم بالکذب بھی ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس شخص کا امامت کروانا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال ایسا شخص جو قرأت صحیح نہیں کرسکتا وہ منصب امامت کا اہل نہیں اور بوجہ گالیاں دینے اور چوریاں کرنے کے وہ فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"واما شروط الامامة فقد عدها في نور الايضاح على حدة فقال وشروط الامامة للرجال الاصحاء ستة اشياء الاسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراءة والسلامة من الاعذار كالرعاف الخ"......(ردالمحتار: ۱/۴۰۶)

"(ويكره) تنزيها (امامة عبد) (قوله ويكره تنزيها الخ)...... فان امكن الصلاة خلف غيرهم فهو افضل والافالاقتداء اولى من الانفراد"

......(ردالمحتار: ۱/۴۱۳)

"بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم"......

(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۲۵۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو امام بدعات کا مرتکب ہوتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ فتاوی دارالعلوم دیوبند میں مکروہ تحریمی لکھا ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے البتہ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے بدعتی کے پیچھے نماز پڑھی تو واجب الاعادہ نہ ہوگی۔

"واما الفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعا ولايخفى انه اذا كان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلي بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره امامته بكل حال مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم"......(ردالمحتار : ۱/۴۱۴)

"وامامة صاحب الهوى والبدعة مكروهة"......(بدائع الصنائع : ۱/۳۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم:

مسئلہ(۲۵۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں صحیح العقیدہ لوگوں کی کوئی مسجد نہیں ہے اور جو مسجدیں ہیں ان کے ائمہ بدعتی ہونے کی وجہ سے مفتی حضرات ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی قرار دیتے ہیں اور دوسرا گاؤں جہاں صحیح العقیدہ لوگوں کی مسجد ہے پانچوں وقت وہاں آنا جانا بہت مشکل ہے اس صورت میں شریعت مطہرہ کیا حکم صادر فرماتی ہے مسجد میں اکیلے نماز پڑھی جائے یا گھر میں جماعت کروالی جائے، بینوا توجروا۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جب تک کوئی صحیح العقیدہ امام میسر نہیں ہوتا اس وقت تک انفرادی نماز پڑھنے سے انہی کے پیچھے مسجد میں نماز پڑھنا اولی ہے البتہ ان کی تقریر سننے سے اجتناب ضروری ہے۔

"وفي السراج الوهاج فان قلت فما الافضلية ان يصلي خلف هؤلاء او الانفراد؟ قيل اما في حق الفاسق فالصلاة خلفه اولى لماذكر في الفتاوى كما قدمناه واما الاخرون فيمكن ان يكون الانفراد اولى لجهلهم بشروط الصلوة ويمكن ان يكون على قياس الصلاة خلف الفاسق والافضل ان يصلي خلف غيرهم فالحاصل انه يكره لهؤلاء التقدم ويكره الاقتداء بهم كراهة

تنزيهة فان امكن الصلاة خلف غيرهم فهو افضل والا فالاقتداء اولى من الانفراد"......(البحر الرائق : ۱/۱ ۲۱)

"قال المرغيناني تجوز الصلاة خلف صاحب هوى وبدعة وقال بعدسطر ان كان هوى لايكفر به صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة والا فلا هكذا في التبيين و الخلاصة"......(هندية : ۱/۸۴)

"وفي السراج هل الافضل ان يصلي خلف هؤلاء ام الانفراد قيل اما في الفاسق فالصلاة خلفه اولى وهذا انما يظهر على ان امامته مكروهة تنزيها اما على القول بكراهة التحريم فلا واما الاخرون فيمكن ان يقال الانفراداولى لجهلهم بشروط الصلاة ويمكن اجراء هم على قياس الصلوة خلف الفاسق وجزم في البحر بان الاقتداء بهم افضل من الانفراد "......(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى :۳۰۳)

"(ويكره) تنزيها(امامة عبد)الى قوله(ومبتدع) اى صاحب بدعة وهي اعتقادخلاف المعروف عن الرسول لابمعاندة بل بنوع شبهة وكل من كان من قبلتنا(لايكفر بها) قوله ويكره تنزيها لقوله في الاصل امامة غيرهم احب الى،بحر عن المجتبىٰ والمعراج ثم قال فيكره لهم التقدم ويكره الاقتداء بهم تنزيها فان امكن الصلاة خلف غيرهم فهو افضل والا فالاقتداء اولى من الانفراد"......(الدرمع الرد : ۱/۴۱۳،۴۱۴)

"والمراد بالمبتدع من يعتقد شيئا على خلاف مايعتقده اهل السنة والجماعة وانما يجوز الاقتداء به مع الكراهة اذالم يكن مايعتقده يؤدى الى الكفر عن اهل السنة والجماعة امالو كان مؤديا الى الكفر فلايجوز اصلاً"......(حلبى كبيرى:۴۴۳)

"وذكر في المنتقى رواية عن ابى حنيفة انه كان لايرى الصلاة خلف المبتدع

والصحیح انہ ان کان ھوی یکفرہ لاتجوز وان کان لایکفرہ تجوز مع الکراھۃ "......(بدائع الصنائع : ۱/۳۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کے بغیر امامت کروانے کا حکم:

مسئلہ(۲۵۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ڈاڑھی رکھے بغیر انسان امامت کرواسکتا ہے یانہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

ڈاڑھی منڈوانے والا اور قبضہ سے کم کرنے والا فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

"ومفادہ کون الکراھۃ فی الفاسق تحریمیۃ"......(حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی :۳۰۳)

"امامۃ الفاسق الاعلم فلایقدم لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقدوجب علیھم اھانۃ شرعاومفادہ ھذا کراھۃ التحریم "......(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر : ۱/۲۴۳)

"واماالفاسق فقدعللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لایھتم لامردینہ الخ تکرہ امامتہ بکل حال بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم " ......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فاسق کے پیچھے نماز کا حکم:

مسئلہ(۲۵۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے جو ڈاڑھی کترواتا ہے اور اس کی ڈاڑھی مٹھی بھر سے کم ہو۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگرامام کی ڈاڑھی مٹھی سے کم ہواور کٹواتا ہے تو فاسق اور گنہگار ہے لہذا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

”وتجوز امامة الاعرابی والاعمی والعبد وولدالزنا والفاسق کذا فی الخلاصه الا انها تکره هکذافی المتون“......(هندیة: ۱/۸۵)

”و کره امامة العبد والاعرابی والفاسق “......(البحر الرائق : ۱/۳۴۸)

”قال اماالفاسق فتجوز الصلاة خلفه ......ولکن مع هذا یکره تقدیمه لمافیه من تقلیل الجماعةقلما یرغب الناس فی الاقتداء بالفاسق “......(المحیط البرهانی : ۲/۱۷۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اہل حدیث کے پیچھے دیوبندی کی نماز کا حکم:

مسئلہ(۲۵۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسلک اہل حدیث عصر کی نماز اول وقت میں پڑھتے ہیں جب اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کے نزدیک عصر کا وقت بعد میں شروع ہوتا ہے کیا اس وقت میں اہل حدیث امام کے پیچھے ان کی نماز درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ صورت میں حنفی کی نماز اہل حدیث امام کے پیچھے درست نہیں ہے، کیونکہ احناف کے نزدیک مثل اول کے بعد عصر کا وقت شروع نہیں ہوتا۔

”وروی اسد بن عمر عن ابی حنیفة انه اذا صار ظل کل شیء شیء مثله خرج وقت الظهر ولایدخل وقت العصر حتی یصیر ظل کل شیء مثلیه“......(المحیط البرهانی : ۲/۶)

”وذکر شیخ الاسلام ان الاحتیاط لایوخر الظهر الی المثل وان لایصلی

العصر حتی یبلغ المثلین لیکون مؤدیا للصلاتین فی وقتھما بالاجماع"......(البحر الرائق : ۱/۴۲۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

داڑھی کم کروانے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۶۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں مسجد کی امامت کے لیے امام صاحب کی ریش مبارک کتنی ہونی چاہیے؟ ہمارے علاقے کی مسجد میں ایک امام صاحب نے دوسری مسجد کے خادم کو مقرر کر رکھا ہے، بڑے امام صاحب کی ریش مبارک ایک مٹھی سے زائد ہے، مگر خادم مسجد کی ریش مبارک مٹھی بھر نہیں، بلکہ جب وہ سر کے بال تراشتے ہیں تو داڑھی مبارک بھی کٹواتے ہیں بڑے امام صاحب کی موجودگی میں خادم مسجد نماز مغرب عشاء اور فجر میں امامت کرواتے ہیں، چونکہ ان کی قرات قدرے بہتر ہے بڑے امام صاحب سے، کیا وہ ایسا کر سکتے ہیں؟ کیا نمازیوں کی نماز میں تو کوئی فرق نہیں پڑیگا، کیا نماز اس طرح صحیح ہو جاتی ہے؟ برائے مہربانی اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

داڑھی کا مٹھی بھر سے کم کرنا ناجائز ہے، خواہ امام ہو یا مؤذن ہو یا عام مسلمان، منڈانا مٹھی سے کم ہو تو منڈانا فعل حرام ہے، اور موجب فسق ہے، اور فاسق کو امام یا مؤذن مقرر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

"یحرم علی الرجل قطع لحیتہ"......(الدرالمختار : ۲/۲۵۰)

"واما الاخذ منھا وھی دون ذلک کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد واخذ کلھا فعل یھود الھند ومجوس الاعاجم"......(الدر علی الرد : ۲/۱۲۳)

"واما الفاسق الاعلم فلایقدم لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا"......(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر : ۱/۲۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

داڑھی منڈوانے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۶۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اکثر حفاظ رمضان المبارک سے ایک ماہ قبل اس نیت سے داڑھی رکھ لیتے ہیں کہ نماز تراویح پڑھائیں گے اور جیسے ہی رمضان کا مہینہ گزرتا ہے داڑھی کٹوا دیتے ہیں آیا ایسے حفاظ کا جو تراویح اور فرض نماز پڑھاتے ہیں ان کا یہ عمل قرآن وحدیث کی روشنی میں درست ہے یا نہیں؟ اور مقتدیوں کی نماز کا کیا حال ہے آیا وہ اپنی گذشتہ نمازوں کا اعادہ کریں، اور جو لوگ ڈنکے کی چوٹ پر ایسا کرتے ہیں ان کے بارے میں کیا وعید ہے؟

مسئلہ کی وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ والسلام

الجواب باسم الملک الوهاب

داڑھی ایک مشت سے کم کروانا حرام ہے احادیث میں اس سے منع کیا گیا ہے لہذا جو شخص داڑھی ایک مشت سے کم کرواتا ہو اور قوم کو اس کی اس عادت کا علم بھی ہو تو ایسے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، خواہ وہ فرض نماز ہو یا نماز تراویح، مقتدیوں پر گذشتہ نمازوں کا اعادہ واجب نہیں ہے لیکن محلے والوں پر لازم ہے کہ کسی متبع شریعت شخص کو اپنا امام مقرر کریں اور داڑھی ایک مشت سے کم کروانے والا شخص فاسق ہے۔

”یحرم علی الرجل قطع لحیته“......(الدر المختار: ۲/ ۲۵۰)

”واما الاخذ منها وهی دون ذلک کمایفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احدواخذ کلها فعل یهود الهند ومجوس الاعاجم فتح“......(در علی الرد: ۲/ ۱۲۳)

”وفی الکبریٰ ویکره ان یکون الامام فاسقاویکره للرجال ان یصلواخلفه“......(الفتاوی التاتارخانیة: ۱/ ۴۳۸)

”وتجوزامامة الاعرابی والاعمی والعبدوولدالزناوالفاسق کذا فی الخلاصة الاانها تکره هکذافی المتون “ ......(الهندیة: ۱/ ۸۵)

”اماالفاسق الاعلم فلایقدم لان فی تقدیمه تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا“......(طحطاوی علی الدر: ۱/ ۲۴۳)

"ولذاکره امامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدین فتجب اهانته شرعافلایعظم بتقدیمه للامامة"......(الطحطاوی علی المراقی:۳۰۳)

"ومفاده کون الکراهة فی الفاسق تحریمیة"......(الطحطاوی علی المراقی:۳۰۳)

"عن ابن عمر رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ خالفوا المشرکین احفوا الشوارب واوفوا اللحی"......(الصحیح مسلم: ۱۲۹/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

حیات نبی کے منکر کے پیچھے نماز کا حکم:

مسئلہ(۲۶۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو شخص حضور ﷺ کی حیات مبارکہ کا منکر ہو یا قبر میں سماع درود کا منکر ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

جو شخص حضور علیہ الصلوات والتسلیمات کی قبر میں حیات مبارکہ کا منکر ہو وہ مبتدع ہے، کیونکہ حضور علیہ السلام کی قبر میں حیات مبارکہ ثابت ہے لہذا ایسے شخص کے پیچھے فرض نماز یا تراویح پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"حیاة الانبیاء والشهداء فی القبر کحیاتهم فی الدنیا ویشهد له صلاة موسی فی قبره فان الصلاة تستدعی جسدا حیا "......(الحاوی للفتاویٰ ۵۵۹/۱)

"ان الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون کماورد فی الحدیث "......(رسائل ابن عابدین : ۲۰۳/۲)

"عن ابی هریرة ان رسول الله ﷺ قال مامن احد یسلم علی الا رد الله علی روحی حتی ارد علیه السلام " ......(ابوداؤد: ۲۵۹/۱)

"وینبغی لمن قصد زیارة النبی ﷺ ان یکثر الصلاة علیه فانه یسمعها وتبلغ الیه "......(حاشیة الطحطاوی علی المراقی الفلاح: ۷۴۲)

"وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا"......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

"وکرہ امامۃ الفاسق والمبتدع بارتکابہ ماحدث علی خلاف الحق الملتقی عن رسول اللہ ﷺ"......(حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی الفلاح: ۳۰۲،۳۰۳)

"واما الفاسق فقد عللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لا یھتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقدوجب علیھم اھانتہ شرعا ولایخفی انہ اذاکان اعلم من غیرہ لاتزول العلۃ فانہ لایؤمن ان یصلی بھم بغیر طھارۃ فھوکالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم"......(شامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

گرل فرینڈ رکھنے والے امام کے پیچھے نماز کا حکم:

مسئلہ(۲۶۴): مفتی صاحب ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ ایک شخص جو کہ متقی پرہیزگار شریف ابن شریف ہے بظاہر اس میں کوئی برائی نہیں ہے قاری عالم فاضل دیوبند ہے، امام مسجد، پانچ وقت نماز جامع مسجد پڑھاتا ہے اس کے پیچھے سینکڑوں نمازی اپنی نمازیں عیدین وجمعہ ادا کرتے ہیں، مگر اس امام صاحب نے اپنی گرل فرینڈ بھی رکھی ہوئی ہے جن کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات رکھے ہوئے ہیں، مثلاً بات چیت، اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا اور جنسی تعلقات بھی، اب مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ

(۱) کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے؟

(۲) کیا اس کی امامت میں دوسرے نمازیوں کی نمازیں ہوجائیں گی؟ یا فاسد ہوئیں؟

(۳) اس امام صاحب کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جب کہ نمازی حضرات امام صاحب کے کردار کے اس رخ سے واقف نہیں، البتہ امام صاحب کے اہل خانہ اس بات سے واقف ہیں، اس مسئلے کا شافی جواب از روئے قرآن وحدیث دے کر مشکور فرمائیں، نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوہاب

بشرط صحت سوال اگر شہادت شرعیہ سے امام کے نامحرم عورتوں سے ناجائز تعلقات ثابت ہو جائیں تو مذکورہ امام فاسق ہے لہذا اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے البتہ مقتدیوں نے اس کے پیچھے جو نمازیں پڑھی ہیں وہ کراہت کے ساتھ ادا ہو چکی ہیں ان کا لوٹانا لازم نہیں ہے ایسے امام کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اس کو معزول کر دیا جائے اس کی جگہ صالح اور پرہیزگار امام رکھنا چاہیئے تاکہ جماعت کے ثواب کے ساتھ ساتھ متقی امام کی اقتداء کا ثواب بھی مل جائے۔

”وفی السراج الوهاج فان قلت فما الافضلية ان يصلی خلف هؤلاء اوالانفراد؟ قيل اما فی حق الفاسق فالصلاة خلفه اولی لما ذكره فی الفتاوی كما قدمناه واما الآخرون فيمكن ان يكون الانفراد اولی لجهلهم بشروط الصلاة ويمكن ان يكون علی قياس الصلاة خلف الفاسق والافضل ان يصلی خلف غيرهم فالحاصل انه يكره لهؤلاء التقدم ويكره الاقتداء بهم كراهة تنزيه فان امكن الصلاة خلف غيرهم فهوافضل والا فالاقتداء اولی من الانفراد“......(البحر الرائق : ۱/ ۶۱۱)

”لقوله ﷺ صلوا خلف كل بر وفاجر وصلوعلی كل بر وفاجر وجاهدوا مع كل بر وفاجرروا ه الدارقطنی كما فی البرهانی وقال فی مجمع الروايات واذاصلی خلف فاسق اومبتدع يكون محرزا ثواب الجماعة لكن لاينال ثواب من يصلی خلف امام تقی “......(حاشية الطحطاوی علی المراقی الفلاح:۳۰۳)

”ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا اوغيره كنكاح وطلاق ووكالة ووصية واستهلال صبی ولوللارث “......(الدرالمختار: ۴/ ۳۱۳)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فاسق شخص کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۲۶۴): ایسا شخص جو جھوٹ بولتا ہو، اور بے ہودہ گفتگو کا عادی ہو، مسجد کی حدود میں مقتدیوں کے سامنے

بالکل برہنہ ہوکر نازیبا الفاظ کہے، جُوابازبدمعاش لوگوں سے تعلق رکھے اوران سے نمازیوں کو بے عزت کروائے مسجد کاسامان بغیر اجازت بیچ دے یابغیر معاوضہ کے کسی کودے دے، کیاایسے شخص کوشریعت امامت کروانے کی اجازت دیتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مندرجہ بالا امور کامرتکب شخص فاسق ہے اوراس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"واما الفاسق فقدعللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لایھتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقدوجب علیھم اھانتہ شرعا ولایخفی انہ اذاکان اعلم من غیرہ لاتزول العلۃ فانہ لایؤمن ان یصلی بھم بغیر طھارۃ فھوکالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم" ......(شامیۃ : ۱/ ۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ناجائز فعل سے توبہ کرنے کے بعد امامت کاحکم:

مسئلہ(۲۶۵): محترمی ومکرمی جناب مفتی حمید اللہ جان صاحب دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج سے چندسال قبل بندہ نے ایک ایسے شخص کوکاروبار کے لیے کچھ رقم دی جس کاپریشرککر اوردیگر چھوٹے موٹے سپیئر پارٹس کا کاروبار تھاتقریباایک سال ہم نے حساب وکتاب کیااورمنافع طے شدہ معاہدہ کے مطابق نصف نصف حاصل کیا،سرمایہ میراتھاجب کہ محنت دوسرے نصیرنامی شخص کی تھی ،تقریباایک سال بعداس نے کہاکہ اتنی چھوٹی موٹی چیزوں کاہرماہ حساب وکتاب کرنابہت مشکل ہےایک سال میں ہمیں اندازہ ہوگیاہے کہ ہرماہ کتنامنافع ہواہے، لہذامیں آپ کاہرماہ منافع (Fix) فکس کردیتاہوں،جس پرمیں نے اتفاق کیااورالحمدللہ کاروبار اچھا چلتارہامیرے ایک دوست نے توجہ دلائی کہ رقم فکس کرناسودہوتاہے،جس کے بعدمیں نے آپ سے رابطہ کیاتوآپ نے بھی اسے سودقراردیاجس کے بعدمیں نے اندازے سے کچھ رقم صدقہ کردی اوراس شخص سے کاروبارختم کرکے توبہ کی ،اورپھر

ایسے شخص سے کاروبار شروع کیا جس میں باقاعدہ نفع ونقصان کا ہم حساب وکتاب کرتے ہیں جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ الحمد اللہ میں نے سچی توبہ کی اور تقریباً دو سال سے اس قسم کا سودی کاروبار نہیں ہے۔

میں ایک مسجد میں تراویح پڑھاتا ہوں اب چند افراد نے یہ مسئلہ اٹھایا ہے کہ حافظ صاحب نے ماضی میں سودی کاروبار کیا اس لیے اس کے پیچھے تراویح نہیں ہوتی مہربانی فرما کر بندہ کی راہنمائی فرمائیں، پیشگی شکریہ،

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر سوال میں ذکر کردہ تحریر حقیقت پر مبنی ہے کہ آپ نے اپنے ناجائز فعل سے توبہ کر لی تھی اور عملی طور پر بھی اس کو مکمل طور پر ترک کر دیا تھا تو اس صورت میں آپ کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا شرعاً جائز ہے بشرطیکہ امامت کے منافی کوئی دوسری چیز موجود نہ ہو۔

"انی لغفار لمن تاب ،الایة"......سورة الطور)

"وعن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب ای توبة صحیحة کمن لاذنب له ای فی عدم المواخذة بل قدیزید علیه بان ذنوب التائب تبدل حسنات "......(مرقاة المفاتیح :۵/۲۶۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فاسق کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۲۶۶): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام ایسے امام کے بارے میں جس کے افعال وکردار سے اہل محلہ نمازی نالاں ہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا پسند نہیں کرتے، جنازہ پڑھنا پسند نہیں کرتے، اس شرط پر کہ وہ جنازہ پڑھائے تو وہ آتے ہی نہیں، اس کی وجہ سے بہت سے لوگ غیر مقلدین کی مسجد میں نماز پڑھنے لگے اور بریلویوں کی مسجد میں بھی اور پڑھنے والے بہت سے بچے ہٹا لیے، کچھ نے دوسری جگہ داخل بھی کروا لیے، یہی حال جمعہ کا ہے، چند لوگ مجبوراً اس مسجد میں نماز کے لیے آتے ہیں، مسجد کی کمیٹی میں تین چار افراد اس کی حمایت میں ہیں، جن میں گاؤں کا نمبردار بھی شامل ہے، اس کے اثر ورسوخ کی وجہ سے گاؤں والے امام کو معزول نہیں کر سکتے امام کی خرابیاں اور افعال شنیعہ یہ ہیں۔

۱۔مسجد کے بیت المال میں جمع ہونے کے لیے ملنے والے زیور(9 بالیاں سونے کی اور 2 کڑے چاندی کے)کو خرد برد کرنے کا الزام ہے،جس کی صفائی امام پیش نہیں کرسکتا،(جس کے ذریعے عوام کو تسلی ہو)

۲۔بہت سے اہل محلہ نمازی امام کو جھوٹ بولنے کا الزام دیتے ہیں جو کہ ثابت بھی ہو چکا ہے۔

۳۔نمازیوں میں امیر وغریب کا فرق کرتا ہے،عام آدمی سے اچھی طرح سلام وکلام بھی نہیں کرتا جب کہ امیر آدمی کے ساتھ بہت خاطر ومدارات اور جھکتے ہوئے پیش آتا ہے،صرف انہی کی بات کو اہمیت دیتا ہے۔

۴۔مسجد اور اس سے منسلک مدرسے کی تعمیر کرنے والے مخلص شخص(یعنی اکثر کام اسی نے کروایا)نے امام کے لالچی ہونے کی وجہ سے اضافی وظیفہ اور مدرسے کا باقی کام بند کردیا۔

۵۔مذکورہ امام اور کمیٹی کے تین چار آدمیوں کی ملی بھگت سے منسلک مدرسہ کے مدرس کو بلا وجہ نکال دیا گیا جو تقریبا 13 سال سے حفظ کی کلاس کی خدمت میں مصروف تھے اور تقریبا تمام گاؤں کے لوگ ان کی کارکردگی سے مطمئن تھے اور اب تین ماہ سے مدرسہ بند ہے۔

اس وضاحت کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالوں کے جوابات مطلوب ہیں۔

(۱) ایسے امام کے نماز پڑھانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(۲) ایسے امام کو برقرار رکھنا شرعی طور پر کیسا ہے؟

(۳) مذکورہ کردار والے امام کو ہٹانے کے لیے شرعی طور پر لوگوں کا کوشش کرنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال اگر واقعی مذکورہ امام کے افعال شنیعہ کے بارے میں شرعی ثبوت موجود ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اس امام کو برقرار رکھنا شرعی طور پر درست نہیں،لہذا امام مذکور کو ہٹانے کی حتی الامکان کوشش کی جائے اور جب تک دوسرا امام متعین نہ ہو اور قریب میں کوئی اور مسجد بھی میسر نہ ہو تو بحالت مجبوری اسی امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔

”ومن ام قوما وهم له كارهون ان كانت الكراهة لفساد فيه اولانهم احق بالامامة كره له ذلك وان كان هو احق بالامامة لم يكره لان الفاسق والجاهل يكرهان العالم والصالح “......(محيط برهانی : ۱۸۰/۲)

”وفی الخلاصة وغیرها رجل ام قوماوهم له کارهون ان کانت الکراهیة لفساد فیه اولانهم احق بالامامة یکره له ذلک وان کان هواحق بالامامة لایکره له ذلک “.....(بحرالرائق : ۱/ ۲۰۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کٹوانے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۶۷): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام ڈاڑھی کٹی والا ہونا چاہیے یاڈاڑھی والا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

چونکہ ڈاڑھی مشت سے کم کرنا حرام ہے لہذا ڈاڑھی مشت سے کم کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اور مرتکب کبیرہ فاسق ہے فاسق کوامام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

”قوله وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی“.....(البحرالرائق : ۱/ ۶۱۰)

”ویکره تقدیم العبد لانه لایتفرغ للتعلم والاعرابی لان الغالب فیهم الجهل والفاسق لانه لایهتم لامر دینه “ ......(الهدایة: ۱/ ۱۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

جھوٹ بولنے والے شخص کی امامت کاحکم:

مسئلہ(۲۶۸): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر امام مسجد مسجد میں جھوٹ بولے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیساہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر امام صاحب کوجھوٹ بولنے کی عادت ہے تو یہ فاسق ہے اور فاسق کوامام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

"قوله وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع والاعمیٰ الخ"......(البحر الرائق: ۱/۲۱۰)

"ويكره تقديم العبد لانه لايتفرغ للتعلم والاعرابي لان الغالب فيهم الجهل والفاسق الخ"......(الهداية: ۱/۱۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کو کب معزول کیا جا سکتا ہے؟

مسئلہ(۲۶۹): السلام علیکم ورحمة الله وبركاته

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ انتظامیہ نے امام خطیب مقرر کیا تھا جس کے ذمہ پانچ وقت کی نماز پڑھانا، جمعہ کی نماز پڑھانا اور درس قرآن دیتا تھا، ان تمام کاموں کی بھاری تنخواہ مقرر کی گئی ہے اب یہ شخص اپنے فرائض میں بہت کوتاہی کرتا ہے، مسجد کے اکثر نمازی اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا ناپسند کرتے ہیں یہ ممبر پر بیٹھ کر جھوٹ بولتے ہیں بہتان لگاتے ہیں اور نمازیوں میں انتشار کا باعث ہیں، لہذا اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ انتظامیہ اس کو ہٹا سکتی ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں ان سوالوں کا جواب دیں اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال اگر واقعتاً امام صاحب اپنے فرائض میں کوتاہی کرتا ہے اور اسی طرح دیگر افعال مذکورہ کا بھی مرتکب ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، لہذا انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ اس امام کو معزول کر کے کسی نیک صالح اور متقی شخص کو امام مقرر کردیں۔

"وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع"......(البحر الرائق: ۱/۲۱۰)

"امامة الفاسق الاعلم فلايقدم لان في تقديمه تعظيمة وقد وجب عليهم اهانة شرعا ومفاده هذا الكراهة التحريم في تقديمه"......(طحطاوی علی الدر: ۱/۲۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مشت سے کم ڈاڑھی رکھنے والے کی امامت کا حکم؟

مسئلہ(۲۷۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مشت سے کم ڈاڑھی رکھنے والے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں ڈاڑھی ایک مشت سے کم رکھنے والا فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع"......(البحر الرائق: ۲۱۰/۱)

"امامۃ الفاسق الاعلم فلایقدم لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقدوجب علیھم اھانتہ شرعا ومفادہ ھذاالکراھۃ التحریم فی تقدیمہ"......(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر: ۲۴۲/۱)

"ومفادہ کون الکراھۃ فی الفاسق تحریمیۃ "......(طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

گالیاں دینے والے امام کی اقتدا کا حکم:

مسئلہ(۲۷۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد کا امام بہت گالیاں دیتا ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ تفصیل کے ساتھ مع الدلائل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ گالی دینا گناہ کبیرہ ہے اور مرتکب گناہ کبیرہ فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"امامۃ الفاسق الاعلم فلایقدم لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقدوجب علیھم اھانۃ

شرعا ومفاده هذاالكراهة التحريم فى تقديمه“ ......(حاشية الطحطاوى على الدر : ۱/ ۲۴۳،۲۴۲)

”وكره امامة العبد والاعرابى والفاسق والمبتدع “......(البحر الرائق : ۱/ ۲۱۰)

”ومفاده كون الكراهة فى الفاسق تحريمية “......(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح : ۱/ ۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

عنین کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۲۷۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کے بارے میں مشہور (افواہ) ہے کہ وہ عنین ہے تو کیا ایسے آدمی کو امام بنانا اور اس کی اقتداء میں نمازیں پڑھنا درست ہے؟ جب کہ وہ ایک متقی اور پرہیزگار عالم دین ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں عنین کو امام بنانا اور اقتداء کرنا شرعا درست ہے کیونکہ عنین ہونے میں شرعا کوئی خرابی نہیں ہے۔

”وشروطه صحة الامامة للرجال الاصحاء ستة اشياء الاسلام ،والبلوغ ، والعقل ،والذكورة ،والقراءة والسلامة من الاعذار“ ......(مراقى الفلاح : ۲۸۷)

” قال ابن عابدين (قوله ومفلوج وابرص شاع برصه)وكذلك اعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيرهااولىٰ تاترخانية (الى قوله)والظاهر ان العلة النفرة“......(شامى : ۱/ ۴۱۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

انگوٹھے چومنے والے امام کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۲۷۳): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے امام صاحب دوسرے فرقے سے تعلق رکھتے ہیں، جس وقت حضور ﷺ کا نام نامی اسم گرامی آتا ہے تو انگوٹھے چومتے ہیں، کیا ایسے امام کے پیچھے ہماری نماز ہوجاتی ہے یا نہیں یا ہمارے لیے جماعت کے بغیر نماز پڑھنا بہتر ہے جبکہ صورت حال یہ ہے کہ یہاں باڈر ایریا ہے یہاں دوسری جماعت کا اہتمام بھی نہیں ہوسکتا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں مذکورہ امام صاحب بدعتی ہیں لہٰذا ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریکی ہے، البتہ منفرد نماز پڑھنے سے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے، ہاں اگر ان کا اعتقاد کفریہ ہو تو ان کو امام بنانا درست نہیں اور نہ ہی ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے۔

”وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع وولدالزنا“.....(کنز علی البحر: ۱/ ۳۱۵)

”(ویکرہ امامۃ عبد) ولو معتقا (واعرابی وفاسق واعمی)“ .....(الدرالمختار: ۱/ ۴۱۳ تا ۴۱۴)

”کراھۃ تقدیم الفاسق والمبتدع کراھۃ التحریم اھ“.....(منحۃ الخالق علی البحر الرائق: ۱/ ۶۱۱)

”لو صلی خلف مبتدع اوفاسق فھو محرز ثواب الجماعۃ لکن لاینال مثل ماینال خلف تقی کذافی الخلاصۃ“.....(الھندیۃ: ۱/ ۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی ایک مشت سے کم رکھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۷۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص خطیب صاحب کی غیر موجودگی میں جمعہ کی نماز پڑھاتا ہے اور اس شخص کی ڈاڑھی ایک مشت سے کم ہے اور ایسے حضرات موجود ہیں، جن کی ڈاڑھیاں پوری ہیں اب یہ شخص نماز پڑھا سکتا ہے اور اس کے پیچھے پڑھی جانے والی نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

چونکہ ڈاڑھی ایک مشت رکھنا ضروری ہے اس سے کم رکھنا یعنی کتروانا یا منڈوانا ناجائز اور حرام ہے ایسا کرنے والا گنہگار اور فاسق ہے اور ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے اگر اتفاقاً کوئی نماز پڑھالی تو ہو جائے گی اور اعادہ ضروری نہیں۔

"واما الفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لأمر دينه وبان فى تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعا.....بل مشى فى شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لماذكرنا ".....(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

"واماالاخذمنهاوهي دونهاذلك ....فلم يبحه احد والسنة فيها القبضة ولذايحرم على الرجل قطع لحيته".....(ردالمحتار: ۵/۲۸۸)

جولوگ ایک مشت ڈاڑھی والے ہیں اگر ان کو احکام نماز معلوم ہوں اور سنت قراءت کے حافظ ہوں اور فواحش ظاہرہ سے بھی اجتناب کرتے ہوں تو اس صورت میں مذکورہ شخص کی بجائے انہیں جماعت کرانی چاہیے۔

"اذا اجتمع قوم الخ.............فالأعلم باحكام الصلوة الحافظ مابه سنة القرأة ويجتنب الفواحش الظاهرة وان كان غيرمتبحرفي بقية العلوم أحق بالامامة اه".....(مراقى الفلاح: ۲۹۹، ۳۰۰ طبع قديمى)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سماع موتی کے قائل شخص کی امامت:

مسئلہ (۲۷۵): گزارش یہ ہے کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ مردہ جو قبر میں مدفون ہے، انہیں آنکھوں اور انہیں کانوں کے ساتھ سنتا اور دیکھتا ہے کیا ایسا اعتقاد رکھنے والے شخص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ نیز یہ بھی فرمائیں کہ جو شخص اس عقیدہ کا حامل ہے وہ اہل سنت والجماعت سے ہے یا اس سے خارج ہے؟ مہربانی فرما کر اس سوال کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں سائل کی مراد احوال قبر و برزخ کو دیکھنا اور سننا ہو یا دنیا والوں کی بات سننا اور ان کو دیکھنا ہو دونوں دلائل کی روشنی میں ثابت ہیں، لہٰذا ایسا عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز درست ہے اور یہ شخص اہل سنت والجماعت میں سے ہے۔

"قال العلامة الألوسي والجمهور على عودالروح إلى الجسدأوبعضه وقت السوال على وجه لايحس به اهل الدنيا إلامن شاء الله تعالى منهم"......(روح المعاني: ۲۱/۵۷،ادارة الطباعة المنيرية بيروت)

"(وإعادة الروح) اى ردها أوتعلقها(الى الجسد) أى دفعة بجميع اجزائه اوببعضهامجتمعة أومستغرقة (فى قبره حق)"......(شرح الفقه الاكبر: ۱۰۰،رحمانيه)

"عن براء رضی اللہ عنہ قال رسول الله ﷺ...... ويعاد روحه فى جسده"......(المشكوة : ۱/۲۶)

ان تمام حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ عذاب ثواب اور سماع وغیرہ کے تمام احوال اسی دنیوی جسم کے ساتھ پیش آتے ہیں، چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ مذکورہ عبارت "والجمہور......الخ" ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"والحق أن الموتى يسمعون فى الجملة"......(روح المعاني: ۲۱/۵۷)

"وبمافى الصحيحين من قوله ﷺ ان العبدإذاوضع فى قبره وتولى عنه اصحابه انه ليسمع قرع نعالهم"......(روح المعاني:۵۶/۲۱)

"وبماأخرج ابن عبدالبروقال عبدالحق الاشبيلى اسناده صحيح عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعامامن احديمربقبرأخيه المؤمن كان يعرفه فى الدنيايسلم عليه الاعرفه ورد عليه"......(روح المعاني: ۲۱/۵۵)

"عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت كنت ادخل بيتى الذى فيه رسول الله صلى عليه وسلم وانى واضع ثوبى وأقول إنماهوزوجى وأبى فلمادفن عمر رضى الله عنه معهم

فواللہ مادخلتہ إلاوأنامشدودۃ علی ثیابی حیاء من عمر (رضی اللہ عنہ) رواہ احمد"......مشکوۃ المصابیح: ۱/۱۵۶)

"قال فی الإحیاء والمستحب فی زیارۃ القبورأن یقف مستدبر القبلۃ، مستقبلا وجہ المیت ....فیہ دلالۃ علی أن المستحب فی حال السلام علی المیت أن یکون لوجہہ وأن یستمر کذالک فی الدعاء ایضاوعلیہ عمل عامۃ المسلمین"......(حاشیۃ الطحطاوی: ۱۲۱)

"وفی شرح اللباب للملاعلی القاری ثم من آداب الزیارۃ ماقالوامن أنہ یأتی الزائرمن قبل رجلی المتوفی لامن قبل رأسہ لأنہ اتعب لبصرالمیت"......(ردالمحتار: ۱/۶۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
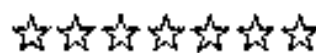
معاہدے کی خلاف ورزی کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۷۶): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سارے محلے کے سامنے تحریر کردہ معاہدہ جس پر امام مسجد کے دستخط بھی موجود ہیں دس سال گزرنے کے باوجود اپنے وعدے کو پاس نہ رکھنے والے امام مسجد کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے چہ جائیکہ وہ امام اس چیز (راستہ) کو صرف اور صرف اپنے ذاتی استعمال ومفاد میں لا رہا ہو؟

الجواب باسم الملک الوہاب

واضح رہے کہ ایفائے معاہدہ شرعاضروری ہے، بشرطیکہ معاہدہ کسی خلاف شرع کام کا نہ ہومعاہدے کے خلاف کرنے والا فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے جن لوگوں کو امام رکھنے یاہٹانے کا اختیار ہے یاجن کو اچھا امام مل سکتا ہوان کی نماز فاسق امام کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے اور واجب الاعادہ ہوگی اور جن لوگوں کو یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہوں ان کی تنہا نماز پڑھنے کے بجائے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہے۔

"قال فی الھندیۃ :رجل ام قوماوھم لہ کارھون ان کانت الکراھۃ لفسادفیہ اولأنھم أحق بالامامۃ یکرہ لہ ذلک وان کان ھوأحق بالامامۃ لایکرہ ھکذافی المحیط"......(الھندیۃ : ۱/۸۷)

" قال في منحة الخالق :قال الرمل ذكر الحلبي في شرح منية المصلي ان كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم.اه"......(منحة الخالق على هامش البحر: ۱/ ۶۱۱)

" قال في الهندية لوصلى خلف مبتدع أو فاسق فهو محرز ثواب الجماعة لكن لاينال مثل ماينال خلف تقي كذافي الخلاصة"......(الهندية: ۱/ ۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بدعتی کی امامت:

مسئلہ(۲۷۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم تبلیغی اسفار کے دوران مشرک وبدعتی حضرات کی مسجد میں نماز وغیرہ پڑھتے ہیں تاکہ وہ بھی ہدایت پر آجائیں کیا ہمارا اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

حکمت عملی کے طور پر بدعات کا مرتکب ہونا اور ہمیشہ کے لیے بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے آپ حضرات پر شرعی اصول کے تحت محنت کرنا ضروری ہے ہدایت دینا نہ دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے بدعتی کی امامت مکروہ تحریمی ہے البتہ اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کا لوٹانا واجب نہیں ہے۔

"واما الفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لأمر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعا........بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لماذكرنا "......(ردالمحتار: ۱/ ۴۱۴)

" وكره امامة العبدوالاعرابي والفاسق والمبتدع وولدالزنا"......(البحر الرائق: ۱/ ۶۰۷)

"(ويكره امامة عبد)ولومعتقا(واعرابي وفاسق واعمى)"...... (الدر المختارعلى الشامي: ۱/ ۴۱۴)

"ان کراهة تقدیم الفاسق والمبتدع کراهة التحریم اه"......(منحة الخالق علی هامش البحرالرائق: ۱/۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ٹی وی دیکھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۷۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام مسجد نے مسجد کے حجرے میں ٹی وی رکھا ہوا ہے اور ٹی وی دیکھتا رہتا ہے، جس میں مسجد کی بجلی بھی استعمال کرتا ہے، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ امام کا اگر یہ معمول ہے تو فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور اگر وہ اپنے اس فعل سے توبہ کرے تو اسکی امامت جائز ہے۔

"وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع وولدالزنا"......(البحرالرائق: ۱/۶۰۷)

"واما الفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لأمر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا........بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لماذکرنا"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جھوٹ، منافقت اور لڑائی جھگڑا کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۷۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں شروع سے ہی ناظرہ اور حفظ کا انتظام کیا گیا ہے، جس کی ذمہ داری امام صاحب ہی کی تھی کچھ عرصہ تو تدریس کا نظام قدرے ٹھیک رہا پھر آہستہ آہستہ امام صاحب کی لاپرواہی اور لاتوجہی کی وجہ سے سلسلہ مدہم پڑھ گیا۔ مسجد کی کمیٹی نے تدریس کے لیے ایک الگ قاری صاحب مقرر کئے، امام صاحب کو یہ بات اچھی نہ لگی، اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ میرے سوا اس مسجد میں کوئی تدریس نہ کرے اس مقصد میں کامیاب ہونے کے لیے انہوں نے جائز اور ناجائز طریقے استعمال کیے

ہیں اسی طرح گزشتہ دنوں مسجد کی کمیٹی کا الیکشن ہوا۔تو امام صاحب نے بڑھ چڑھ کر اپنے مقصد کی کمیٹی کو کامیاب کرانے کی ہر جائز اور ناجائز کوشش کی جس میں وہ کامیاب نہ ہوسکے امام صاحب کے اس طرز عمل کو دیکھ کر بہت سے نمازیوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی آپ سے گزارش ہے کہ آپ صرف یہ بتائیں کہ امام مذکور کے پیچھے ہماری نماز ہوجاتی ہے یا نہیں مہربانی ہوگی۔شکریہ

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں اگر امام صاحب ایسے امور (جھوٹ، منافقت، لڑائی، جھگڑا وغیرہ) کا واقعی مرتکب ہو جن کی وجہ سے آدمی فاسق بن جاتا ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور انتظامیہ ایسے امام کو معطل کرکے نیک آدمی کا انتظام کرے اور اگر امام مذکورہ امور کا مرتکب نہ ہو تو بلا کراہت اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے، واضح رہے کہ ائمہ مساجد کو بلاوجہ شرعیہ پریشان کرنے سے گریز کریں، کیونکہ وہ آپ کی نمازوں کے امین ہیں، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:"الامام ضامن" کہ امام مقتدی کی نماز کا ضامن ہے۔

"ویکرہ امامة عبدواعرابی وفاسق واعمیٰ:قال الشامیؒ تحت قولہ(فاسق) من الفسق وھوالخروج عن الاستقامة ولعل المرادبه من یرتکب الکبائر کشارب الخمروالزانی وآکل الرباونحوذلک کذافی البرجندی اسماعیل وفی المعراج وقال أصحابنالاینبغی أن یقتدی بالفاسق الافی الجمعة لانه فی غیرھایجدامامًاغیرہ اہ قال فی الفتح وعلیه فیکرہ فی الجمعة اذاتعددت اقامتھافی المصرعلی قول محمدؒ المفتیٰ به لانه بسبیل الی التحول"
......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

"ویکرہ ان یکون الامام فاسقا، ویکرہ للرجال ان یصلواخلفه اہ"......(التتارخانیة : ۱/۴۳۸)

"وفیه اشارة الی انھم لوقدموافاسقایأثمون بناء علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم لعدم اعتنائه بامور دینه وتساھله فی الاتیان بلوازمه اہ"......(الشرح الکبیر للحلبی: ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

جھوٹ بولنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۸۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے امام مسجد پاکستان کے کسی بھی مدرسے سے سندیافتہ نہیں اس لیے تعلیم کی کمی کی وجہ سے اکثر جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں اس لیے گمراہی پھیل رہی ہے، آیا ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے جس کی وجہ سے فتنہ وفساد کا خطرہ پیدا ہوسکتا ہے؟ اس شخص کے متعلق فتویٰ دے کر مشکور فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مرقومہ میں بیان کردہ آدمی اگر واقعی جھوٹ بولنے کا عادی ہو چکا ہے تو یہ فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اور اگر وہ اپنے اس فعل سے توبہ کرے تو اس کی امامت جائز ہے۔

"وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع وولد الزنا"......(البحر الرائق: ۱/۶۰۷)

"(ویکرہ امامۃ عبد) ولو معتقا (واعرابی وفاسق واعمی)"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

"ان کراھۃ تقدیم الفاسق والمبتدع کراھۃ التحریم اھ"......(منحۃ الخالق علی ھامش البحر الرائق: ۱/۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کا مقتدیوں کی نسبت اونچی جگہ پر کھڑا ہونا:

مسئلہ(۲۸۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام کے لیے مقتدیوں سے کتنی اونچائی پر کھڑے ہونے کی گنجائش ہے برائے مہربانی جلد از جلد جواب سے مطلع فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں اگر امام اکیلا اتنی اونچائی پر کھڑا ہو کہ اس کے اور مقتدیوں کے درمیان امتیاز واقع ہوتا ہو تو امام کا اتنی اونچائی پر کھڑا ہونا مکروہ ہے اور بعض نے ایک ذراع کیساتھ تخصیص کی ہے کہ اگر امام اکیلا ایک ذراع کے بقدر اونچا کھڑا ہو تو مکروہ ہے اور اگر اونچائی ذراع سے کم ہو تو مکروہ نہیں۔

”قال صاحب البحر تحت قوله(وانفرادالامام علی الدکان وعکسه) قال قاضی خان فی شرح الجامع الصغیرانه مقدربذراع اعتبارابالسترۃ وعلیه الاعتمادوفی غایة البیان وهوالصحیح وفی فتح القدیروهوالمختارلکن قال الاوجه الاطلاق وهویقع به الامتیازلان الموجب وهوشبه الازدراء یتحقق فیه غیرمقتصرعلی قدرالذراع اه“ ......(البحرالرائق: ۲/۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پندرہ سالہ بے ریش حافظ قاری کی امامت:

مسئلہ(۲۸۲): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک طالب علم حافظ قرآن ایک سال تجویدوقرأت بھی کی ہواوردرجہ ثانیہ میں زیرتعلیم ہواورعمر۱۵سال ہولیکن ڈاڑھی نہ آئی ہواورامام کی عدم موجودگی میں کبھی کبھارنمازپڑھانی پڑے تواس کے لیے کیاحکم ہے جبکہ نمازیوں میں ڈاڑھی والے موجودہوں لیکن قرآن صحیح پڑھنے والے نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں جوحافظ قاری قرآن ہےاوراس کی عمر۱۵سال ہےاس کی امامت بنسبت ڈاڑھی والے غیرقاری سے بہترہے بشرطیکہ وہ حسین نہ ہوجیساکہ ہمارے فقہاءنے فرمایاہے۔

”(قوله :وکذا تکره خلف امرد)الظاهرانهاتنزیهة أیضاوالظاهرأیضاکماقال الرحمتی ان المرادبه الصبیح الوجه لانه محل الفتنة وهل یقال هنا أیضا اذاکان أعلم القوم تنتفی الکراهة فان کانت علت الکراهة خشیة الشهوة وهوالأظهر“......(ردالمحتار: ۱/۴۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کوبرابھلاکہنے والے کی اقتداکاحکم:

مسئلہ(۲۸۳): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کاامام مسجدسے کسی بھی وجہ

سے مثلاً سیاسی، مذہبی عقائد نظریاتی طور پر اختلاف ہے دل سے امام مسجد کو اچھا نہیں جانتا اس کے خلاف کھلم کھلا لوگوں میں باتیں کرتا ہے اور اختلاف کرتا ہے غرض یہ کہ امام کی نہ دل سے قدر کرتا ہے اور نہ ہی کسی طور سے اس کو اچھا جانتا ہے کیا ایسے شخص کی امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے محلے کی مسجد ہونے کی وجہ سے اور انتشار کی وجہ سے اگر وہ شخص امام کے پیچھے نماز ادا کرتا ہے تو کیا اسے نماز دہرانا ہو گی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں ایسے آدمی کی امام کے ساتھ مذہبی عقائد نظریاتی طور پر اختلاف کی بنا پر اس شخص کا ایسے امام کو دل سے اچھا نہ جاننا وغیرہ ان تمام باتوں کے باوجود اس شخص کی ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ امام صاحب کے عقائد ایسے غلط نہ ہوں جن کی وجہ سے امامت جائز نہ ہو البتہ اس شخص کا امام پر طعن و تشنیع کرنے کا گناہ اس کو الگ سے ہوگا۔

"قال المرغيناني تجوز الصلاة خلف صاحب هوى وبدعة ولاتجوز خلف الرافضي والجهمي والقدري والمشبهة ومن يقول بخلق القرآن وحاصله ان كان هوى لايكفربه صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة والافلاهكذافي التبيين والخلاصة"......(الهندية : ۱/۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر مقلدین اور بریلویوں کے پیچھے نماز کا حکم:

مسئلہ(۱۸۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) کبھی کبھی ڈیوٹی سے آتے ہوئے دیر ہو جاتی ہے تو جس کی وجہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھنا پڑھتی ہے کیا جماعت کے اہتمام کی وجہ سے میری نماز ہو جائے گی دوبارہ لوٹانے کی ضرورت تو نہیں۔(۲) سفر وغیرہ میں باوجود کوشش کے دیوبندیوں کی مسجد نہیں ملتی، کیا بریلویوں کے پیچھے نماز ادا کی جاسکتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں ضرورت کے وقت آپ کا یہ عمل درست ہے، بشرطیکہ پیش امام سے ایسا عمل آپ کے علم میں نہ آئے جو ائمہ احناف کے نزدیک مفسد نماز ہو۔

"وامام الاقتداء بالمخالف فی الفروع کالشافعی فیجوز مالم یعلم منه مایفسد الصلوۃ علی اعتقاد المقتدی علیه الاجماع انما اختلف فی الکراھة"......(ردالمحتار: ۳۱۶/۱)

۲۔ اگر صحیح العقیدہ لوگوں کی مسجد نہ ملتی ہو تو محض جماعت کے اہتمام کی غرض سے بریلویوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے، بشرطیکہ ان کے عقائد کفریہ نہ ہوں، بلکہ صرف بدعات ورسومات میں مبتلا ہوں۔

"(ویکرہ تنزیھا) لقوله فی الاصل امامة غیرھم احب الی بحر عن المجتبی والمعراج ثم قال فیکرہ لھم التقدم ویکرہ الاقتداء بھم تنزیھا فان امکن الصلوۃ خلف غیرھم فھو افضل والا فالاقتداء اولی من الانفراد" ......(ردالمحتار: ۳۱۴/۱)

"فان قلت فما الافضلیة ان یصلی خلف ھؤلاء أو الانفراد؟ قیل أمافی حق الفاسق فالصلوۃ خلفه أولی لما ذکر فی الفتاوی کما قدمناه"......(البحر الرائق: ۶۱۱/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بامر مجبوری بریلوی امام کے پیچھے نماز پڑھنا:

مسئلہ (۲۸۵): جس جگہ ہماری رہائش ہے وہاں پر حنفی دیوبندی مسلک کی مسجد نہیں ہے کیا ہماری بریلوی مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے سے نماز کی ادائیگی ہوگی، اگر نہیں ہوتی تو ہمارے لیے کیا لائحہ عمل ہوگا؟ جبکہ ایک طرف غیر مقلد مسلک کی مسجد ہے، دوسری طرف بریلوی مسلک کی مسجد ہے، برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں ہمیں بتائیں کہ ہم کیا کریں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں دونوں مسلک والوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز کرنا چاہیے کیونکہ غیر مقلد فرائض اور واجبات میں فقہ حنفی کی مخالفت کرتے ہیں اور بریلوی بدعتی ہیں بہتر صورت یہ ہے کہ اپنی الگ مسجد بنا کر باجماعت نماز ادا کی

جائے جب تک صحیح العقیدہ امام مسجد کی سہولت میسر نہ ہو تو بامر مجبوری بریلوی امام کے پیچھے نماز پڑھیں اکیلے نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

"ولو صلی خلف مبتدع أو فاسق فهو محرز ثواب الجماعة لكن لاينال مثل ماينال خلف تقي"......(الهندية : ۱/۸۴)

"ويكره تقديم المبتدع ايضا لانه فاسق من حيث الاعتقاد وهو اشد من الفسق من حيث العمل الا ان الفاسق من حيث العمل يعترف بانه فاسق ويخاف ويستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من يعتقد شيئا على خلاف مايعتقده أهل السنة والجماعة وانما يجوز الاقتداء به مع الكراهة اذ لم يكن مايعتقده يؤدي الى الكفر عند أهل السنة اما لو كان مؤديا الى الكفر فلايجوز اصلا"......(حلبی کبیری:۴۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

معذور کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۲۸۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صرف قرآن پڑھا ہوا ہے اور اس کی کمر پر زخم ہے جو کہ خشک نہیں ہے بلکہ تازہ رہتا ہے، لیکن کبھی کبھی خشک ہو جاتا ہے اور پھر تازہ ہو جاتا ہے ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ایسا امام جو معذور ہو اس کے پیچھے غیر معذوروں کی نماز جائز نہیں ہے اور سوال میں جو درج ہے کہ امام صرف قرآن پڑھا ہوا ہے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے فرائض واجبات وغیرہ مسائل نماز نہیں جانتا ایسے امام کو تبدیل کرنا چاہیے کسی اچھے اور تندرست عالم کو اپنا امام مقرر کیا جائے۔

"قال في الخانية :يجب ان يكون امام القوم في الصلوة افضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والحسب والنسب والجمال على هذا اجماع الامة"......(التتارخانية : ۱/۳۳۶)

"وفي البحر: (وفسد اقتداء رجل بامرأة أو صبي وطاهر بمعذور) (قوله وطاهر بمعذور) أي فسد اقتداء طاهر لصاحب العذر المفوت للطهارة لان الصحيح أقوى حالا من المعذور والشيء لايتضمن ماهو فوقه والامام ضامن بمعنى تضمن صلاته صلاة المقتدي"......(البحر الرائق: ۶۲۸/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امرد پرست امام کی امامت:

مسئلہ(۲۸۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ(۱) مذموم فعل قوم لوط(یعنی ہم جنس پرستی رجنسی بدفعلی) میں مبتلا شخص کے بارے میں از روئے قرآن وسنت راہنمائی فرمائیں کہ اس کا یہ گناہ کیسا ہے اور کیا از روئے شریعت قابل تعزیر جرم ہے یا نہیں؟(۲) کیا اگر مذکورہ بالا شخص مسجد میں امامت کا فریضہ انجام دے رہا ہوتو اس کی امامت درست ہے اور اس کی اقتداء میں مقتدیوں کی نماز درست ہے؟(۳) مگر مذکورہ بالا شخص سالہاسال سے مذکورہ بالا شرعی عیب ہونے کے باوجود امامت کراتا رہا ہو اور مقتدی لاعلمی کی بنا پر اسکی اقتداء میں نمازیں(بشمول نماز جمعہ وعیدین تراویح، وتر، جنازہ استسقاء وغیرہ) پڑھتے رہے ہوں اور جب انہیں معلوم ہوا کہ ہمارا امام مذکورہ عیب میں مبتلا ہے تو مقتدی اب باجماعت نمازیں پڑھ کر لوٹالیں، یا پھر سرے سے اس امام کے پیچھے نمازیں ہی نہ پڑھیں اور گھر میں اکیلے نماز پڑھ لیں، دوسرا یہ کہ ان مذکورہ بالا نمازیوں کی جو لاعلمی میں ان کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں اس کی حیثیت کیا ہوگی ادا ہوگئیں یا لوٹانی پڑھیں گی،(۴) کیا انتظامیہ جس نے اس امام صاحب کو مقرر کیا اس کو امامت کے فرائض سے سبکدوش کردیں یا فتنہ فساد سے بچنے کے لیے پردہ پوشی پر مداہنت پسندی اختیار کرلیں اور معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں اور لاتعلقی اختیار کریں اس صورت میں انتظامیہ کا عمل اللہ کے ہاں کیسا ہوگا۔

الجواب باسم الملک الوهاب

قوم لوط کا فعل گناہ کبیرہ اور قابل تعزیر جرم ہے، لیکن اس جرم کو شرعی طریقہ سے ثابت کرنا ضروری ہے اور تعزیر کا حق صرف حکومت کو ہے، ایسا شخص امامت کے قابل نہیں جس شخص کو کوئی اور صالح امام مل سکتا ہو اس کی نماز اسکے پیچھے مکروہ تحریمی ہے البتہ جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی جا چکی ہیں وہ ادا ہوگئیں انکا اعادہ نہیں ہے۔

"وفی الکبری ویکرہ ان یکون الامام فاسقا ویکرہ للرجال ان یصلوا خلفه"......(التتارخانیة : ۱/۳۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بچے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۲۸۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نابالغ بچے کی امامت کیسی ہے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں نابالغ بچے کی امامت جائز نہیں ہے۔

"وعلى قول أئمة بلخ يصح الاقتداء بالصبيان فی التراويح والسنن المطلقة كذافی قاضيخان المختار انه لايجوز فی الصلوات كلها كذافی الهداية وهو الاصح هكذافی المحيط وهو قول العامة وهو ظاهر الرواية هكذافی البحر الرائق"......(الهندية : ۱/۸۵)

"قوله والبلوغ فلايصح اقتداء بالغ بصبی مطلقا سواء كان فی فرض لان صلاة الصبی ولو نوى الفرض نفل أو فی نفل لان نفله لايلزمه أی ونفل المقتدی لازم مضمون عليه فيلزم بناء القوی على الضعيف وبهذا التقرير تعلم ان فی كلام الشرح توزيعا وقال بعض مشائخ بلخ يصح اقتداء البالغ بالصبی فی التراويح والسنن المطلقة والنفل والمختار عدم الصحة بلاخلاف بين أصحابنا نقله السيد عن العلامه مسكين"......(حاشية الطحطاوی: ۲۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سونے کی انگوٹھی پہننے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۸۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سونے کی انگوٹھی پہننے والے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں سونے کی انگوٹھی استعمال کرنے والا فاسق ہے کیونکہ سونے کی انگوٹھی مردوں کے لیے حرام ہے، لہٰذا اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، البتہ نماز واجب الاعادہ نہیں ہے۔

"وتجوز امامة الاعرابی والاعمی والعبد وولد الزنا والفاسق کذافی الخلاصة الا انها تکره هکذافی المتون"......(الهندية : ۱/ ۸۵)

" (قوله فيحرم بغيرها) لماروى الطحاوى باسناده الى عمران بن حصين رضی اللہ عنہ وأبى هريرة رضی اللہ عنہ قال نهى رسول الله ﷺ عن خاتم الذهب...فعلم ان التختم بالذهب والحديد والصفر حرام"......(ردالمحتار : ۵/ ۲۵۳)

" (قوله ولذاكره امامة الفاسق) أى لماذكر من قوله حتى اذاكان الاعرابى الخ فكراهته لافضلية غيره عليه والمراد الفاسق بالجارحة لابالعقيدة لان ذاسيذكر بالمبتدع والفسق لغة خروج عن الاستقامة وهو معنى قولهم خروج الشئ عن الشئ على وجه الفساد وشرعا خروج عن طاعة الله بارتكاب كبيرة قال القهستانى أى أو اصرار على صغيرة وينبغى ان يراد بلاتأويل والافيشكل بالبغاة وذلك كنمام ومراء وشارب خمر"......(حاشية الطحطاوى: ۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

"اللہ اکیلا کچھ نہیں کرسکتا نبی کا محتاج ہے" کہنے والے کی امامت:

مسئلہ (۲۹۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں کی جامع مسجد کے پیش امام نے اپنی تقریر کے دوران یہ الفاظ کہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلا کچھ نہیں کرسکتا، حضور ﷺ کا محتاج ہے برائے کرم قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ ایسے امام کی امامت وخطابت کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مرقومہ میں مذکورہ الفاظ کہنے والا شخص اسلام سے خارج ہو چکا ہے، اس کے لیے

تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے اور مسجد کی انتظامیہ پر فرض ہے کہ اس شخص کو عہدہ امامت وخطابت سے معزول کردیں۔

"ولو قال للہ تعالیٰ شریک أو ولدأوزوجۃ أوھو جاھل أو عاجز أو نقص بذاتہ أو صفاتہ کفر"......(التتارخانیۃ :۵/۳۱۵)

"وان رضی بکفرہ لیقول فی اللہ مالایلیق بصفاتہ یکفروعلیہ الفتوی"......(التتارخانیۃ :۵/۳۱۳)

" اذاوصف اللہ بمالایلیق بہ اوسخرباسم من اسماء اللہ تعالیٰ اوبامرمن اوامرہ اوانکروعدہ اووعیدہ یکفر" ......(التتارخانیہ :۵/۳۱۴)

" ومن اتی بلفظۃ الکفرمع علمہ انہالفظۃ الکفرعن اعتقادہ فقدکفرولولم یعتقداولم یعلم انہالفظۃ الکفرولکن اتی بہاعلی اختیارفقدکفرعندعامۃ العلماء ولایعذربالجہل"......(التتارخانیۃ : ۵/۳۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نکاح پر نکاح پڑھانے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۹۱): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارا گاؤں ضلع جھنگ میں واقع ہے۔یہاں کا پیش امام مولانا منظوراحمد ہے اس میں چندخامیاں ہیں:(۱) مذکورہ مولاناصاحب نے نکاح پرنکاح پڑھاہے اس عورت کو پہلے حمل بھی تھا۔(۲) اوربھی ایسے دونکاح علاقہ میں پڑھائے تھے جن کے شریعت کے مطابق گواہ بھی نہ تھے۔(۳) پیش امام کیاکسی جگہ قسم دے سکتاہے اس کے بارے میں وضاحت دیں کہ اگر جھوٹی قسم دے تو کیا اس کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے۔(۴) مسجد کی آمدنی اکٹھی کر کے خود کھا گیا ہے جبکہ مسجد کی حالت خستہ ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر یہ مذکورہ باتیں عدالت میں ثابت ہوجائیں تو یہ شخص فاسق ہے اورفاسق کوامام بنانا مکروہ تحریمی ہے اوراگرثبوت نہ ہوسکے توالزام لگانے والے گنہگار ہونگے واضح رہے کہ اگرامام کے مذکورہ الزامات پر دودیندار گواہ گواہی دیتے ہیں تب بھی اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

”وکرہ امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا“......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

” واما الفاسق فقدعللوا کراھة تقدیمه بانه لایھتم لأمر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیھم اھانته شرعاولایخفی انه اذاکان اعلم من غیرہ لاتزول العلة فانه لایؤمن من ان یصلی بھم بغیرطھارۃ فھو کالمبتدع.تکرہ امامته بکل حال،بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم لماذکرنا.قال ولذالم تجزالصلوۃ خلفه اصلاعندمالک“......(ردالمحتار: ۱/۴۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سودی کاروبار کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۹۲): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں ایک امام جوسودی کاروبار کرتا ہے اور مسلسل کر رہا ہے مقتدیوں کواس کا حال بھی معلوم ہے ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال سودی کاروبار کرنے والا شخص فاسق ہے اورفاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے،لہٰذا مقتدیوں کوچاہیے کہ ایسے امام کوتبدیل کریں۔

”وکرہ امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا“......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کافر امام کے پیچھے نماز جنازہ پڑھنا:

مسئلہ(۲۹۳): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص ایک کافر کے پیچھے نماز جنازہ

پڑھتا ہے کیا اس شخص کو دوبارہ مسلمان ہونے کے لیے کلمہ پڑھنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ نیز اس کا نکاح بھی ٹوٹ گیا ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں کافر کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً جائز نہیں، اگر کسی نے کافر کے پیچھے جائز سمجھتے ہوئے نماز جنازہ پڑھی تو اس پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے اور اگر کسی نے محض جہالت کی وجہ سے نماز پڑھی تو اس نے گناہ کا کام کیا اس پر توبہ واستغفار لازم ہے۔

"وقیده في المحیط والخلاصة والمجتبی وغیرهابان لاتکون بدعته تکفره فان کانت تکفره فالصلاة خلفه لاتجوزوعبارة الخلاصة هکذاوفي الاصل الاقتداء بأهل الاهواء جائزالا الجهمیة والقدریة والروافض الغالی الخ"......(البحر الرائق: ۱/۶۱۱)

"یکره تقدیم المبتدع ایضا.....والمرادبالمبتدع من یعتقدشیئاعلی خلاف مایعتقده أهل السنة والجماعة وانمایجوزالاقتداء به مع الکراهة اذالم یکن مایعتقده یؤدی الی الکفرعنداهل السنة امالوکان مؤدیا الی الکفرفلایجوزاصلاکالغلاة من الروافض الذین یدعون الالوهیة لعلی رضی اللہ عنہ"

......(الحلبی کبیری: ۴۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تنخواہ لینے والے کی امامت درست ہے:

مسئلہ(۲۹۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر مسجد میں امام صاحب دن میں تین وقت یعنی (فجر، مغرب، عشاء) کی نمازوں کی امامت کروائیں اور امام صاحب امامت کروانے کے لیے تقریباً سائیکل پر پندرہ منٹ کی مسافت طے کر کے مسجد میں پہنچتے ہوں اور اس کا ذریعہ معاش بھی کوئی خاص نہ ہو غیر شادی شدہ ہو اور اس کی عمر تقریباً ۲۰ ر سے ۲۳ سال کے درمیان ہو جناب امام صاحب باقاعدہ دو وقت کی نماز

ظہر وعصر کے لیے بھی امامت کروانا چاہتے ہیں لیکن مسجد کے نامکمل ہونے اور موسمی حالات موافق نہ ہونے کی وجہ سے ان دو اوقات کی نمازیں مسجد میں ادا نہیں ہو سکتی ہیں؟(۱) امام صاحب کی خدمت کرنا جائز ہے جبکہ آج سے ڈیڑھ ماہ قبل جب یہ سلسلہ شروع ہوا تھا تو امام صاحب نے فی سبیل اللہ خدمت کرنے کا فرمایا تھا جبکہ اب خدمت کروانے کا مطالبہ کر رہے ہیں،(۲) اگر امام صاحب پانچوں وقت کی نمازوں کی امامت کا فریضہ انجام دیں اور اہل محلہ کے بچوں کو دینی تعلیم دیں تو ان حالات میں خدمت جائز ہے یا نہیں۔(۳) امام صاحب کی ماہوار تنخواہ مقرر کر دی جائے تو مقتدیوں کی نماز ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امام صاحب کا تنخواہ کا مطالبہ کرنا شرعاً درست ہے اور تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، اور کوئی گناہ بھی نہیں فقہاء متاخرین نے اس کو جائز کہا ہے اور اسی پر فتوی ہے تنخواہ مقرر ہوتے ہوئے اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ وہ اس قدر معقول ہو کہ اس پر انسان بآسانی اپنا گزر اوقات کر سکے۔

"اما علی المختار للفتوی فی زماننا فیجوز أخذ الاجر للامام والمؤذن والمعلم والمفتی کما صرحوا به فی کتاب الاجارات"...... (البحر الرائق: ۱/۴۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

چوری، غصب اور بدنظری کرنے والے کی امامت:

مسئلہ (۲۹۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے ضلع شیخوپورہ پل نوریاں کے امام مسجد میں مندرجہ ذیل نقائص ہیں، جن کی بنا پر ہمارے گاؤں کے لوگ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھ رہے ہیں برائے مہربانی مندرجہ ذیل نکات کی روشنی میں فتوی دیں کہ آیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟(۱) مولوی صاحب دوسروں کی باری کا پانی رات کو چوری کر کے اپنے کھیتوں کو لگاتا ہے۔(۲) کسی نے اپنی فصل بیچنے کے لیے اس کے حوالہ کی اس نے خریدنے والے کو آٹھ کنال فصل بتائی، جبکہ اصل میں چار کنال تھی آٹھ کنال فصل کے پیسے وصول کر کے چار کنال کے پیسے مالک کو دیے۔(۳) مسجد کے نام جمع ہونے والا چندہ کھا جاتا ہے۔ (۴) لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف اکساتا ہے اِدھر کی باتیں اُدھر اور اُدھر کی باتیں اِدھر کرتا ہے۔(۵) گاؤں کا امام مسجد ہونے کے باوجود بدنظری کرتا ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال ایسا امام جس میں مذکورہ قباحتیں موجود ہیں اس کو امام بنانا مکروہ ہے اس کو امام بنانے والی انتظامیہ گنہگار ہے۔

”(والاحق بالامامة) تقديمابل نصبامجمع الانهر(والاعلم باحكام الصلوة) فقط صحة وفسادابشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة“......(الدر المختار على الرد: ۱/ ۴۱۲)

”واما الفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لأمر دينه وبان فى تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعاولايخفى انه اذاكان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلى بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع.تكره امامته بكل حال،بل مشى فى شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لماذكرنا.قال ولذالم تجز الصلوة خلفه اصلاعندمالك“

......(ردالمحتار: ۱/ ۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
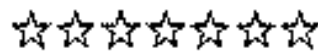
مربی کو حقیقی باپ کہنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۹۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے ایک بچہ گود میں لیا اور پرورش کی،اب وہ بچہ سن شعور و بلوغت کو پہنچ چکا ہے اور اسے باور کرا دیا گیا کہ تمہارا مربی تمہارا حقیقی باپ نہیں ہے پھر بھی وہ اپنے کاغذات و اسناد میں مربی کو حقیقی باپ کے طور پر متعارف کرواتا ہے اور لکھتا ہے اس طرح وہ نص قرآنی ”ادعوهم لابائهم“ کی عملی مخالفت پر کمر بستہ ہے کیا ایسے شخص کو جو قرآن کے حکم کے صریح خلاف ورزی کا مرتکب ہو بطور امام متعین کیا جا سکتا ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں امام مذکور کو اگر یہ بخوبی معلوم ہے کہ مربی میرا حقیقی باپ نہیں باوجود اس کے وہ اس کو حقیقی باپ کے نام سے متعارف کرواتا ہے،اس کا امامت کروانا حرام ہے تاوقتیکہ توبہ نہ کرے جائز نہیں۔

"روی الصحیح عن سعدبن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وابی بکرۃ رضی اللہ عنہ کلاهماقال سمعته اذنای ووعاہ قلبی محمداً صلی اللہ علیہ وسلم یقول من ادعی الی غیرابیه وهویعلم انه غیرابیه فالجنة علیه حرام وفی حدیث ابی ذرانه سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیس من رجل ادعی لغیرابیه وهویعلمه الاکفر"......(القرطبی: ۱۲۱/۱۴)

"وقال العلامة آلوسی رحمہ اللہ تحت قول الله عزوجل(ادعوهم لابائهم هواقسط عندالله) وعدبعضهم ذلک من الکبائرلما اخرج الشیخان وابوداودعن سعدبن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ادعی الی غیرابیه وهویعلم انه غیرابیه فالجنة علیه حرام"......(روح المعانی: ۱۴۹/۲۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دیوبندی امام کے پیچھے بریلوی کی نماز:

مسئلہ(۲۹۷): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دیوبندی کے پیچھے بریلوی کی نماز ہوجاتی ہے یانہیں؟ برائے مہربانی فتوی عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بریلوی کی دیوبندی امام کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے کیونکہ علماء دیوبند کے عقائد سوفیصد دینی عقائد ہیں جواہل سنت والجماعت کے ہیں اورتمام امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں اور"ما اناعلیه واصحابی"فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پرکامل طورپرعمل پیراہیں جن پرتمام علماء متفق ہیں۔علمائے مکہ ومدینہ منورہ وعلماء قاہرہ ودمشق وممالک عربیہ نے ان عقائد پرتصدیقات ثبت کی ہیں ان میں سے چندملاحظہ فرمائیں:

"انابحمدالله ومشائخنارضوان الله علیهم اجمعین وجمیع طائفتناوجماعتنامقلدون لقدوة الانام وذروة الاسلام امام الهمام الامام الاعظم ابی حنیفة الی آخر.اهومنتبون من طرق الصوفیة الی الطریقة العلیة المنوبة الی السادة النقشبندیة والطریقة الزکیة المنسوبة الی السادة الجشتیة والی الطریقة البهیة المنسوبة الی السادة القادریة والی الطریقة

المرضیة المنسوبة الی السادة السهروردیة رضی الله عنهم اجمعین"......(المهند علی المفند: ۲۹)

" فان البقعة الشریفة والرحبة المنیفة التی ضم اعضائه ﷺ افضل مطلقا حتی من الکعبة ومن العرش والکرسی کما صرح به فقهائنا اه"......(ایضا: ۴۱)

" یستحب عندنا تکثیر الصلوة علی النبی ﷺ وهو من ارجی الطاعات واحب المندوبات سواء کان بقراءة الدلائل والاوراد الصلوتیة اعتقادنا واعتقاد مشائخنا ان سیدنا ومولانا حبیبنا وشفیعنا محمد رسول الله ﷺ افضل الخلائق کافة وخیرهم عندالله تعالیٰ لایساویه احد بل ولایدانیه ﷺ فی القرب من الله تعالیٰ اه"......(المهند علی المفند)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جاہل، غلط قرآن پڑھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۹۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک جاہل آدمی غلط قرآن پڑھا ہوا ہے اور نماز کے فرائض وواجبات سے بھی واقف نہیں ہے حقہ اور سگریٹ کا بھی عادی ہے نسوار اس کی غذا ہے، حالانکہ یہاں پر ایک عالم بھی موجود ہے جو کہ ایک مستند ادارہ سے فارغ ہے۔ اس کی موجودگی میں یہ شخص امامت کر سکتا ہے یا نہیں اور جو لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں امام کا جاہل اور غلط قرآن پڑھنا اور نماز کے فرائض وواجبات سے بھی واقف نہ ہونا وغیرہ ایسی چیزیں ہیں کہ جن کی وجہ سے اس کو امام بنانا جائز نہیں اور مسجد کی کمیٹی کو چاہیے کہ فوراً اس امام کو ہٹا کر کسی عالم صالح کو جو نماز کے فرائض وواجبات جانتا ہو مقرر کرے، ورنہ جو لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے اس کا گناہ ان پر ہوگا۔

"ولو صلى خلف مبتدع أو فاسق فهو محرز ثواب الجماعة لكن لاينال مثل ماينال خلف تقي كذافي الخلاصة"......(الهندية : ۱/۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جھوٹی قسم کھانے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۹۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے قرآن پاک کا حلف اٹھایا کہ فلاں اور فلاں جائے وقوعہ پر موجود تھے لڑائی میں بھی شامل تھے، جبکہ عینی گواہ کہتے ہیں کہ قرآن پاک کے اٹھانے والا آدمی تو خود بھی جائے وقوعہ پر موجود نہیں تھا، بلکہ وہ جائے وقوعہ سے تین کلومیٹر کے فاصلے پر تھا اور یہ واقعہ رات دس بجے کے قریب ہوا، حالانکہ عینی گواہ کہتے ہیں کہ یہ تینوں آدمی موقع پر موجود تھے لیکن لڑائی میں شامل نہ تھے جب کہ حلف اٹھانے والے کے بیان کے مطابق وہ لڑائی میں شامل تھے اب عینی گواہان کے بیان کے مطابق تو حلف اٹھانے والا جھوٹا ہے، اب اگر وہ حلف میں شامل نہ تھے، جب کہ حلف اٹھانے والوں کے بیان کے مطابق وہ لڑائی میں شامل تھے، اب اگر وہ حلف اٹھانے والا امامت کرائے تو اس کی امامت درست ہوگی یا نہیں اس کی امامت میں نماز ہو جائے گی یا نہیں یا اگر ہو جائے گی تو اس میں کراہت وغیرہ ہوگی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اگر مذکورہ شخص نے قصداً جھوٹی قسم اٹھائی ہے تو یہ شخص فاسق ہے اس کی امامت مکروہ ہے اگر اس کے پیچھے نماز پڑھ لی تو نماز واجب الاعادہ نہیں ہوگی۔

"من حلف بالله كاذبا أدخله الله النار(قوله ولا كفارة لها الا الاستغفار) يعني مع التوبة لقوله تعالىٰ ان الذين يشترون بعهدالله وايمانهم ثمناقليلا اولئك لاخلاق لهم في الآخرة آلاية ولم يذكر الكفاره وقال عليه السلام ثلث من الكبائر اليمين الغموس .اه"......(الجوهرة النيرة : ۲/۲۷۴)

" وفيه اشارة الى انهم لوقدموافاسقايأثمون بناء على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه اه"......(حلبي كبيري: ۴۴۲)

" (وكره امامة العبد.......والفاسق) العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب اهانته شرعافلايعظم بتقديمه للامامة اه"......(حاشية الطحطاوى مع مراقى الفلاح: ۳۰۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بیمہ زندگی کرانے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۰۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی اپنی زندگی کا بیمہ کچھ رقم کے عوض کرتا ہے کیا یہ شخص امامت کے قابل ہے یا نہیں؟ اور وہی شخص زکوۃ کمیٹی کا ممبر بھی ہے ایک نابینا شخص سے ۳۰۰ روپے پر دستخط کرا کر اس کو پچاس روپے دیتا ہے کیا یہ شخص امامت کا اہل ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور ایسا شخص امامت کے قابل نہیں کیونکہ ایسا شخص فاسق ہے اور اگر نماز پڑھائی تو واجب الاعادہ نہیں۔

"قال صاحب ردالمحتار: وبماقررناه يظهرجواب ماكثرالسؤال عنه فى زماننا وهوانه جرت العادة ان التجاراذا استأجروامركبامن حربى يدفعون له أجرته ويدفعون أيضامالاً معلومالرجل حربى مقيم فى بلاده يسمى ذلك المال سوكرة على انه مهماهلك من المال الذى فى المركب بحرق أوغرق أونهب أوغيره فذلك الرجل ضامن له بمقابلة مايأخذه منهم وله وكيل عنه مستأمن فى دارنايقيم فى بلادالسواحل الاسلامية باذن السلطان يقبض من التجارمال السوكرة واذاهلك من مالهم فى البحرشئ يؤدى ذلك المستأمن للتجاربدله تماما. والذى يظهرلى انه لايحل للتاجرأخذبدل الهالك من ماله لان هذا التزام مالايلزم"......(ردالمحتار: ۲۷۳/۳)

" قال صاحب التتارخانية :وفى الكبرى "ويكره ان يكون الامام فاسقا،ويكره

للرجال أن يصلوا خلفه ....وفي "الكافي" وان تقدم لفاسق جاز"......(التتارخانية : ۱/ ۴۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امرد پرستی سے توبہ کرنے والے کی امامت:

مسئلہ (۳۰۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک حافظ قرآن قوم لوط کے فعل میں ملوث پایا جائے اور دوران تحقیق بات کا اعتراف بھی کرلے کہ میں فاعلیت اور مفعولیت میں مبتلا ہوں، البتہ اب اس نے اس برے فعل سے سچی توبہ کی ہے، لہٰذا اس کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کا کیا حکم ہے کیا ایسے حافظ قرآن کے پیچھے پڑھی گئی نمازیں درست مان لی جائیں گی قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب درکار ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں مذکورہ امام کو اپنے ناجائز اور قبیح فعل سے توبہ کرلینے کی وجہ سے امام بنانا درست ہے جو نمازیں ان کے پیچھے پڑھی گئیں ہیں وہ درست ہیں ان کا لوٹانا ضروری نہیں ہے۔

"وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع والاعمى وولد الزنا"......(البحر الرائق: ۱/ ۶۱۰)

"واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لأمر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا ولا يخفى انه اذا كان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلي بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره امامته بكل حال، بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا. قال ولذا لم تجز الصلوة خلفه اصلا عند مالك"

......(ردالمحتار: ۱/ ۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حیات برزخی میں تعلق روح مع الجسد کے منکر کی امامت:

مسئلہ(۳۰۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس طرح شہداء کے بارے میں آتا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور اللہ کے نزدیک رزق بھی کھاتے ہیں اور خوش رہتے ہیں اس طرح انبیاء کرام کی اللہ تعالیٰ کے ہاں اعلیٰ زندگی سمجھتے ہیں اور اگر آپ جسم کی بابت اور روح کا تعلق جسم سے پوچھتے ہیں تو ہمارا جواب یہ ہے کہ "ان اللہ یسمع من یشاء" کی طرح ہم مانتے ہیں یعنی ہم جسم کا تعلق روح سے براہ راست نہیں مانتے یہ عقیدہ جو شخص رکھے کیا وہ امام بن سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ عقیدہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق نہیں ہے اس لیے ایسے عقیدے کے حامل شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

" الانبیاء احیاء فی قبورھم کما وردفی الحدیث"......(رسائل ابن عابدین: ۲۰۲/۲)

"لان الانبیاء علیھم الصلاۃ والسلام احیاء فی قبورھم"......(ردالمحتار: ۲۵۹/۳)

"قال العلامۃ حصکفیؒ ویکرہ امامۃ مبتدع ای صاحب بدعۃ"......(الدر المختار: ۸۳/۱)

"قال ابن نجیمؒ فی البحر وکرہ امامۃ العبدوالاعرابی والفاسق والمبتدع"......(البحر الرائق: ۶۱۰/۱)

" قال الشیخ الکاسانیؒ ذکرفی المنتقی روایۃ عن ابی حنیفۃؒ انہ کان لایری الصلاۃ خلف المبتدع"......(بدائع الصنائع: ۳۸۷/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حیات النبی ﷺ کا انکار کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۰۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کوئی شخص جوکہ مسجد کا امام ہے اس

کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ نہیں ہیں، جبکہ سلف صالحین پر اکثر و بیشتر لعن وطعن بھی کرتا رہتا ہے، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مرقومہ میں ایسا امام (جس کا یہ عقیدہ ہو کہ آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ نہیں) اجماع امت کا منکر ہے، ایسا شخص اعتقادی یا عملی طور پر مبتدع ہے اور بعض سلف صالحین کو برا بھلا کہنے کی وجہ سے فاسق بھی ہے اور بدعتی اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"وامامة صاحب الھوی والبدعة مکروھة نص علیه ابویوسف ؒ فی الأمالی فقال أکرہ ان یکون الامام صاحب ھوی وبدعة لان الناس لایرغبون فی الصلاۃ خلفه"......(بدائع الصنائع: ۱/۳۸۷)

" قال العلامة حصکفی ؒ: ویکرہ امامة مبتدع ای صاحب بدعة"......(الدرالمختار: ۱/۸۳)

" قال ابن نجیم ؒ فی البحر: وکرہ امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع"......(البحرالرائق: ۱/۶۱۰)

" قال الشیخ الکاسانی ؒ: ذکر فی المنتقی روایة عن ابی حنیفة ؒ انه کان لایری الصلاۃ خلف المبتدع، والصحیح انه ان کان ھوی یکفرہ لاتجوز، وان کان لایکفرہ تجوزمع الکراھة"......(بدائع الصنائع: ۱/۳۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بہتان لگانے اور بدگمانی کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۰۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص دوسرے شخص پر بہتان اور الزام لگاتا ہے تو بہتان اور الزام کونسا گناہ ہے اور اسکی دنیاوی اور اخروی سزا کیا ہے ایک شخص دوسرے شخص پر بدگمانی کرتا ہے تو بدگمانی کتنا بڑا اور کونسا گناہ ہے اور اسکی دنیاوی اور اخروی سزا کیا ہے ان گناہوں کے مرتکب امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال کسی مسلمان پر بہتان باندھنا اور اسکی طرف ناجائز اعمال کی نسبت کرنا گناہ کبیرہ ہے جس کی وجہ سے انسان فاسق ہوجاتا ہے اور اسکی سزا اسلامی حکومت کی طرف سے تعزیر دینا ہے۔جس کی تعداد کا تعین قاضی کی صوابدید پر ہے مگر قاضی اس تعزیر کو حدود کی مقدار تک نہیں پہنچا سکتا۔اور اگر وہ اس گناہ پر توبہ نہیں کرتا تو ایسے امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ ”سباب المسلم فسوق الخ کذافی خلاصة الفتاوی وغیرھا“

”المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده اھ“......(بخاری:۱/۶)

” (وعزر کل مرتکب منکر أو موذی مسلم بغیر شق بقول أو فعل)“......(الدر علی الرد:۳/۱۹۹)

” واما الفاسق فقد عللوا کراھة تقدیمه بانه لایھتم لأمر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیھم اھانته شرعا ولایخفی انه اذا کان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بھم بغیر طھارة فھو کالمبتدع تکره امامته بکل حال،بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم لماذکرنا.قال ولذالم تجز الصلوة خلفه اصلاعندمالک“

......(ردالمحتار:۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ فیملی سے نسبی تعلق رکھنے والے سنی امام کی امامت:

مسئلہ(۳۰۵): ایک شخص اہل سنت والجماعت سے ہے اور پڑھا لکھا عقلمند خوبصورت اور شادی شدہ بھی ہے اور اسکی تمام فیملی شیعہ حضرات ہے لیکن اس کی شادی مسلک اہل سنت کے گھر سے ہوئی ہے نہ تو وہ خود شیعہ ہے اور نہ اس کا عقیدہ شیعہ حضرات والا ہے تو مجھے برائے مہربانی یہ بتائیں کہ اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں مذکورہ شخص کو امام بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

"یجب ان یکون امام القوم فی الصلوۃ افضلھم فی العلم والورع والتقوی والقراءۃ والحسب والنسب والجمال علی ھذا اجماع الامۃ" ......

(التتارخانیۃ : ۱/۳۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قوم لوط کا فعل کروانے والے مفعول کی امامت اور فاعل کی اقتدا کا حکم:

مسئلہ(۳۰۶): اگر بچپن جوانی میں آدمیوں نے آپس میں لواطت کی ہو اور موجودہ وقت مفعول امام اور فاعل مقتدی ہو تو ایسی صورت میں مقتدی (جو کہ فاعل ہے) کی نماز اس مفعول امام کے پیچھے جائز ہے یا نہیں نیز امام مفعول جس نے بچپن میں یہ غلط کام کروایا ہو امامت کے فرائض ادا کرسکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

لواطت کرنا اور کروانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے ان کی احادیث میں بڑی وعیدیں آئیں ہیں لواطت کرنے والے اور کروانے والے دونوں کی امامت مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ وہ فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، بقول آپ کے جوانی میں یہ غلط حرکت ہوئی تھی، اگر امام نے مفعول بننے سے توبہ کرلی ہے تو پھر اس امام کی اقتداء کرنا فاعل وغیرہ کے لیے ٹھیک ہے۔

"التائب من الذنب کمن لاذنب لہ"......(المشکوۃ : ۱/۲۰۹)

" کرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا"......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کا نکاح اور اس کا جنازہ پڑھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۰۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے سنی لڑکی کا نکاح شیعہ مرد سے پڑھایا تھا یا شیعہ کا جنازہ پڑھاتا ہے تو کیا اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

شیعہ اپنے عقائد باطلہ کی وجہ سے کافر ہیں، ان سے کسی قسم کا غیر ضروری اختلاط رکھنا جائز نہیں، اسی طرح سنی لڑکی کا نکاح شیعہ مرد سے شرعاً درست نہیں، لہٰذا مذکورہ شخص اگر ان سے اپنے تعلقات ختم نہیں کرتا اور توبہ نہیں کرتا تو ایسا شخص شرعاً فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

"قال في التقرير: وجعل الرملي في حاشية المنح المعتزلي والرافضي بمنزلة اهل الكتاب حيث قال قوله وصح نكاح كتابية: اقول يدخل في هذا الرافضة بانواعها والمعتزلة فلايجوزان تتزوج المسلمة السنية من الروافض لانهامسلمة وهو كافر فدخل تحت قولهم لايصح تزوج مسلمة بكافر وقال الرستغفني لاتصح المناكحة بين اهل السنة والاعتزال اه فالرافضة مثلهم أو أقبح والرملي جعلهم من قبيل اهل الكتاب فيجوز نكاح نسائهم ولايزوجون ولعله اعدل الاقوال لانه لايشك في كفر الرافضة"......(تقرير المختار ۲/۱۸۳)

"ولايصلي على الكافر"......(التتارخانية: ۲/۱۲۲)

"وفي الدر (ويكره امامة عبد)......وفاسق......(ومبتدع) أي صاحب بدعة"......(الدر المختار على رد المحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر مقلد امام کے پیچھے پڑھی گئیں نمازیں واجب الاعادہ نہیں:

مسئلہ (۳۰۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اس کے پیچھے جو نمازیں پڑھی گئی ان کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

موجودہ دور میں اکثر غیر مقلد حضرات ائمہ مجتہدین اور اسلاف صالحین کی توہین کرتے ہیں اور ایک عام

مسلمان کی توہین بھی قابل مواخذہ جرم ہے اس لیے یہ حضرات فاسق ہیں، فاسق اور بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، البتہ اگرکوئی غیر مقلد معتدل ہو اور طہارت کا اہتمام کرتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں جو نمازیں آپ نے غیر مقلد امام کے پیچھے پڑھی ہیں وہ واجب الاعادہ نہیں ہیں۔

"قال صاحب فتح القدیر وروی محمد عن ابی حنیفةؒ وابی یوسفؒ ان الصلوۃ خلف اھل الاھواء لاتجوز"......(فتح القدیر: ۱/۳۰۴)

" قال ابن نجیم فی البحر وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع"......(۱/۶۱۰)

"قال الرملی ذکر الحلبی فی شرح منیۃ المصلی ان کراھۃ تقدیم الفاسق والمبتدع کراھۃ التحریم"......(منحۃ الخالق علی البحر الرائق: ۱/۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دوسروں پر الزام تراشی کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۰۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی منافقت سے کام لیتا ہے مثلاً علاقہ میں ایک معزز آدمی ہے ہر آدمی ان کو سچا کہتا ہے اور ان کی عزت کرتا ہے اور یہ آدمی ان پر الزام تراشی کرتا ہے اور انہیں الزامات کی وجہ سے لوگوں کے ذہنوں کو خراب کرتا ہے امام صاحب کو امامت سے ہٹا دیا ہے حالانکہ قاری صاحب نے اس مسجد کی چھ سال بے لوث خدمت کی ہے پھر جب اس آدمی سے کہا جاتا ہے کہ یہ آپ کیا باتیں کرتے ہیں تو وہ جھوٹی قسمیں کھاتا ہے یہ خود عالم نہیں اپنے آپ کو عالم کہلواتے اور امامت بھی کرواتے ہیں اور لوگوں کے عقائد خراب کرر ہے ہیں آیا ان کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال ایسا شخص فاسق ہے اور اسکی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"(ویکرہ امامۃ عبد واعرابی وفاسق واعمی)(قولہ وفاسق) من الفسق وھو الخروج عن الاستقامۃ ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی وآکل الربا ونحو ذلک اھ"......(درمع الرد: ۱/۴۱۴)

"وفیه اشارة الی انهم لو قدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لعدم اعتنائه بامور دینه وتساهله فی الاتیان بلوازمه اه"......(الشرح الکبیر للحلبی: ۴۴۲)

"ویکره ان یکون الامام فاسقا، ویکره للرجال ان یصلوا خلفه اه"
......(التتارخانیة: ۴۳۸/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

گرلز سکول میں پڑھانے والی عورت کے خاوند کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۱۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری بیوی گرلز سیف سکول میں بچیوں کو تعلیم دیتی ہے اس میں کوئی بچہ نہیں پڑھتا اور اس میں کوئی مرد بھی نہیں ہے لیکن کبھی کبھار سکول آفیسر اور کوئی اے ڈی آئی وغیرہ آتے ہیں اور انہیں پردہ نہیں ہوتا اس میں کوئی شرعی اعتبار سے جواز ہے یا نہیں اور میں امام مسجد ہوں لوگوں کی امامت کرتا ہوں آپ صاحبان اس مسئلہ کی وضاحت لکھیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں اسکول آفیسر اے ڈی آئی مرد بھی ہیں اور غیر محرم بھی ہیں اور ان سے پردہ کرنا ضروری ہے اگر نہ ہوسکے تو ملازمت ترک کردینا ضروری ہے اس میں آپ کا کہنا نہ مانے تو گنہگار ہوگی اور اگر آپ نہ کہیں تو آپ کی امامت مکروہ ہوگی۔

"(ویکره) تنزیها (امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی) (قوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر"......(الدر مع ردالمحتار: ۴۱۴/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شادی دفتر کھولنے اور چلانے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۱۱): کیا ایک امام مسجد اور خطیب عالم دین کو شادی دفتر بنا کر رشتے کرنے اور کرانے کی رقم طے کرکے

وصول کرنا جائز ہے؟۔(۲) کیا غیر محرم عورتوں کو بغیر پردہ کے روبرو بٹھا کر رشتہ کی باتیں کرنا جائز ہے؟(۳) کیا لڑکوں اور لڑکیوں کی تصویریں اپنے پاس رکھنا اس کو دکھا کر رشتہ کرانا جائز ہے؟(۴) کیا رشتہ کرانے کے کام کو فروغ دینے کے لیے علمائے کرام اور معززین محلّہ کا حوالہ دینا جبکہ علمائے کرام اس معاملہ میں اس کیساتھ نہ ہوں اور نہ ہی اہل محلّہ کے معززین اس کے ساتھ ہوں غلط بیانی کرتا ہو کہ علمائے کرام میرے ساتھ ہیں اور معززین محلّہ میرے ساتھ ہیں ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں امام صاحب کا رشتے کروانا جائز ہے اگر دھوکہ سے کام نہ کرتے ہوں، غیر محرم عورتوں کو بغیر پردہ کے دیکھنا اور باتیں کرنا جائز نہیں، تصویریں رکھنا بھی ممنوع ہے، رشتہ کرانے کے لیے ایسے کام کرنا جو مذکور ہیں اگر ان تمام باتوں کا مرتکب ہے اور ان پر اصرار بھی کرتا ہے تو وہ فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے، مگر اکیلے نماز پڑھنے سے اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا افضل ہے، البتہ صالح اور متقی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے برابر نہیں ہوگا۔

"(ویکرہ) تنزیھا(امامۃ عبد واعرابی وفاسق واعمی)(قولہ وفاسق من الفسق وھو الخروج عن الاستقامۃ ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر"......(الدر مع ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

"وفی الفتاوی: لو صلی خلف فاسق أو مبتدع ینال فضل الجماعۃ لکن لاینال کما ینال خلف تقی ورع لقولہ علیہ السلام من صلی خلف عالم تقی فکأنما صلی خلف نبی اھ"......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۱۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ایسا امام وخطیب جو دیوبند کے مدرسہ سے فارغ التحصیل ہے، بذات خود اعتقاد درست ہے یعنی اصول مسائل میں اہل سنت والجماعت کے ساتھ اتفاق کرتا ہے، مثلاً حضور ﷺ کو بشر مانتا ہے۔

آپ ﷺ کو عالم الغیب نہیں مانتا مختار کل نہیں مانتا حاضر ناظر نہیں مانتا لیکن فروعی مسائل میں اختلاف کرتا ہے اور دعا بعد از نماز جنازہ کے قائل ہیں اور رمضان میں تراویح کے بعد اس کے مقتدی ''الصلوۃ بر محمد'' کے کلمات باواز بلند کہتے ہیں اور خود نہیں کہتا لیکن ان کو روکتا بھی نہیں، اور جھنڈیاں لگانے والا کام بھی اس کے مقتدی کرتے ہیں یہ خود دلچسپی نہیں لیتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا باپ پورے علاقے کا قاضی تھا اور اس کو خدشہ یہ ہے کہ اگر میں حق بیان کروں تو یہ حق بیان کرنا اپنے باپ کی مخالفت کے مترادف ہے اور پوری قوم کی مخالفت کے مترادف ہے کیونکہ عوام میرے باپ کے اس قدر معتقد ہیں کہ میرے منہ سے اپنے باپ کی مخالفت سنتے ہی میری مخالف ہوجائے گی اگر علیحدگی میں کوئی بات پوچھو تو بالکل ٹھیک بتاتا ہے اور عوام مکمل جاہل ہے اور بدعتی ہے اور عوام تمام تر بدعات کی مرتکب ہے اور عوام اس خطیب کو اپنا پیشوا مانتی ہے اور اس کی بات کو اپنے لیے حق سمجھتی ہے، لہٰذا اس امام کے پیچھے اس طالب علم کا نماز پڑھنا کیسا ہے، جو درس نظامی میں پڑھ رہا ہے اور مستقبل میں معاشرے کی اصلاح کا عزم رکھتا ہو، اگر اس امام وخطیب کے پیچھے وہ طالب علم نماز نہیں پڑھتا تو وہ طالب علم عوام کی نگاہوں میں نشانہ بن جاتا ہے اور اس کا یہ نشانہ بننا یا اس کے مستقبل کے عزائم کی راہ میں رکاوٹ ہے اور واضح رہے کہ اس کی مسجد میں اذان سے پہلے ''الصلوۃ والسلام.....'' اور نماز کے بعد کلمہ والی بدعت بھی نہیں ہے، اب ان مذکورہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ قرآن وسنت کی روشنی میں بتلائیں کہ اس کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

بشرطِ صحت سوال مذکورہ امام صاحب کے عقائد نہ تو مفضی الی الکفر ہیں اور نہ ہی اہل سنت والجماعت کے برخلاف ہیں ہاں امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں کمزوری ہے جو کہ اقتداء نماز کے لیے مانع کا درجہ نہیں رکھتی ہے، لہٰذا ایسے امام کی اقتداء درست ہے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا قاعدہ بھی کچھ اس طرح ہے کہ اگر انسان کو لوگوں کی طرف سے تہمت اور گالیاں نکالنے کا خوف غالب ہو تو اس کو ترک کرنا افضل ہے البتہ امام کی ذمہ داری ہے کہ حکمت وبصیرت کے ساتھ جس قدر ممکن ہو لوگوں کے عقائد ونظریات کی اصلاح کی فکر کرے اور رسومات وبدعات کو ختم کرنے کی پوری کوشش کرے۔

''وفي غنية المستملي: ويكره تقديم المبتدع أيضا لانه فاسق من حيث الاعتقاد وهو أشد من الفسق من حيث العمل....والمراد بالمبتدع من يعتقد شيئا على خلاف مايعتقده أهل السنة والجماعة انما يجوز الاقتداء به مع

الکراھة اذالم یکن مایعتقده یؤدی الی الکفر عنداھل السنة امالو کان مؤدیاً الی الکفر فلایجوز أصلا اه"......(غنیة المستملی: ۴۴۳)

" ذکر الفقیه فی کتاب البستان ان الامر بالمعروف علی وجوه: ان کان یعلم بأکبر رأیه انه لوأمر بالمعروف یقبلون ذلک منه ویمتنعون عن المنکر فالامر واجب علیه ولایسعه ترکه ولوعلم باکبر رأیه انه لوامرھم بذلک قذفوه وشتموه فترکه افضل، وکذلک لوعلم انھم یضربونه ولایصبر علی ذلک ویقع بینھم عداوة ویھیج منه القتال فترکه افضل ولوعلم انھم لوضربوه صبر علی ذلک ولایشکوالی أحدفلابأس بان ینھی عن ذلک وھو مجاھد ولوعلم انھم لایقبلون منه ولایخاف منه ضرباولاشتمافھو بالخیار والامر افضل کذافی المحیط"......(الھندیة ۵/۳۵۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

لحن خفی کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۱۳): کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں ایک مسلک کی دومساجد ہیں اور دونوں میں ایک قسم کے امام کوصحیح طریقہ سے قرآن کی قرأت نہیں آتی اور تلفظ بھی اچھے طریقہ سے ادانہیں کرسکتااوروہ گاؤں کامقامی اور رہائشی ہے جبکہ دوسری مسجدمیں ایک نابیناحافظ ہے آوازبھی اچھی ہے اور قرآن بھی اچھاپڑھتاہے اور دینی لحاظ سے علم میں بھی زیادہ ہے جبکہ عیدین یاکوئی نماز جنازے کاوقت ہوتومقامی امام جس کے پاس نابیناحافظ قرآن کی بنسبت علم کم ہے وہ کہتاہے کہ میری حافظ صاحب کے پیچھے نمازنہیں ہوتی وجہ یہ ہے کہ نابیناہے حافظ قرآن بھی ہے اور بہت ذہین آدمی بھی ہے اور ہم لوگوں نے حافظ صاحب کواپنا امام مقررکیاہواہے مہربانی فرماکربتائیں کہ ان مواقع پرامامت کاحقدارکون ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرطِ صحت سوال اگرامام صاحب کی قرأت میں لحن جلی ہے تووہ امامت کے اہل نہیں ہیں اوراگرصرف لحن خفی ہے توامامت جائز ہے مگرزیادہ حقدارنابیناہیں کیونکہ وہ دینی علم اورصحیح قرأت کی وجہ سے افضل ہیں۔

"قید کراھة امامة الاعمی فی المحیط وغیرہ بان لایکون افضل القوم فان کان افضلھم فھو اولی"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

" الاولی بالامامة اعلمھم باحکام الصلوۃ ھکذافی المضمرات"......

(الھندیة : ۱/۸۳)

" فان تساووافاقرؤھم أی أعلمھم بعلم القرأة یقف فی موضع الوقف ویصل فی موضع الوصل ونحوذلک من التشدیدوالتخفیف وغیرھماکذافی الکفایة"......(الھندیة : ۱/۸۳)

" وتجوزامامة الاعرابی والاعمی والعبدالخ"......(الھندیة : ۱/۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
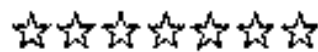
سیاسی اختلاف کی بناء پر مقتدیوں میں تفرقہ ڈالنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۱۴): السلام علیکم مفتی صاحب! میں نے علمائے دین کا جھنڈا گھر پر لگایا اس پر ہماری مسجد کے امام صاحب نے اعتراض کیا، جو پارٹی کے آدمی ہیں انہوں نے امام صاحب کو بھڑکایا کہ اس نے مخالف پارٹی کا جھنڈا اپنے گھر پر کیوں لگایا انہوں نے مغرب کی نماز میں ہمارے گھر آکر بے عزتی کی کہ یہ جھنڈا کیوں لگایا کیونکہ یہ ہماری مخالف پارٹی ہے اس کے بعد وہ خاموش رہے اس کے بعد دوسرے دن عصر کی نماز پڑھنے کے لیے جاتا ہوں کیونکہ مولوی صاحب جو کہ مسجد کے امام ہیں وہ اس فتنے سے باز نہیں آئے تھے تو پھر وہی جھنڈے کا قصہ لے کر بیٹھ گئے کہا کہ کتنی بری بات ہے کہ ایک محلے کے اندر علمائے دین کا جھنڈا لگایا جائے ،اس وقت میں نہیں بولا لیکن کسی مقتدی نے اس کا جواب نہیں دیا دوبارہ مولوی صاحب نے غصے سے کہا کہ کتنی بری بات ہے کہ مسجد کے سامنے لگایا گیا کیونکہ میرا گھر مسجد کے سامنے ہے پھر میں نے جواب دیا کہ مخالف پارٹی تمہاری ہوگی ہماری نہیں ہمارے واسطے وہ بھی علمائے دین ہیں اور یہ بھی علمائے دین ہیں کیونکہ ہمارے عقیدے کے مطابق یہ بالکل صحیح ہیں ،لیکن مولوی صاحب نے کہا کہ میں نے دوسرے ساتھیوں سے اتروادیئے ہیں کہا کہ پہلے بھی میرے گھر پر حق چار یار والا جھنڈا لگا ہوا تھا ،لیکن مولوی صاحب نے مجھے کہا کہ یہ جھنڈا مجھے واپس دیدو میں نے انہیں واپس دیدیا ،لیکن علمائے دین کا جھنڈا اپنے گھر سے نہیں اتارا۔ پھر دوسرے دن مولوی صاحب نے اپنی پارٹی کے دو آدمی میرے

گھر بھیجے انہوں نے کہا کہ یہ جھنڈا اتاردو میں نے کہا کہ میں نہیں اتاروں گا پھر انہوں نے میرے گھر مجھے گالیاں دیں اور مجھ سے جھگڑنے لگے اور کہا کہ آئندہ مسجد میں قدم رکھا تو ٹانگیں توڑ دیں گے، یہاں تک کہ مولوی صاحب پہلے بھی چغلیاں کرتے تھے اور بعد میں بھی چغلیاں کرتے رہے، لیکن فتنے سے باز نہیں آئے اور ہمارے محلے کے کئی آدمی اس وجہ سے مولوی صاحب سے ناراض ہوگئے ہیں اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے؟ آپ صاحبان قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ ایسے امام کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مقتدیوں کو ایک دوسرے سے لڑانا اور ایک دوسرے کی مخالفت پر اکسانا فسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ ہے۔

"کرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولد الزنا"......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امامت کی پابندی نہ کرنے والے اور لوگوں سے زبردستی فطرانے، کھالیں لینے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۱۵): قابل احترام مفتی صاحب السلام علیکم! سلام کے بعد عرض یہ ہے کہ درج ذیل سوالات کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں دے دیں؟ جناب والا گزارش ہے کہ ہمارے گاؤں میں امام صاحبان دو سگے بھائی ہیں اور دونوں اپنے آپ کو امام صاحب کہتے ہیں۔اور یہ دونوں ہمارے گاؤں میں سب سے زیادہ امیر ہیں اور اپنا کاروبار کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ دونوں گاؤں سے اکثر باہر رہتے ہیں اور کئی دفعہ ہفتوں کے ہفتے گاؤں میں داخل نہیں ہوتے جس کہ وجہ سے جماعت نہیں ہوتی ہے اور ہماری مسجد میں صبح اور عشاء کی نماز نہیں ہوتی اور یہ کہ ہمارے گاؤں کی اکثر آبادی ہمارے امام صاحب کی مقروض ہے اور جس کی وجہ سے انہیں کوئی بھی پوچھنے کی ہمت نہیں کرتا،اور ہمارے امام صاحبان فطرانہ، عشر اور کھالیں لوگوں سے زبردستی لیتے ہیں اور فتوی دیتے ہیں کہ یہ ہمارا حق ہے اور امام صاحب کے بیٹے نے گاؤں کے ایک بندے کو قتل کردیا تھا اور بعد میں ہمارے امام صاحبان اور ان کے درمیان چپقلش اور دشمنی چل رہی ہے جس کی وجہ سے لوگ امام صاحبان کے پیچھے نہ تو مسجد میں نماز پڑھتے

ہیں اور نہ ہی اس کی وجہ سے جنازے میں شریک ہوتے ہیں لیکن ہمارے امام صاحبان نے اس کے متعلق بھی فتوی دیا ہے کہ امام مسجد کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا آدمی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھا سکتا جس کی وجہ سے لوگ جن کی امام صاحبان کے ساتھ دشمنی ہے وہ اپنے عزیز واقارب اور دوست احباب کے جنازے سے محروم رہتے ہیں، لہذا میری گزارش ہے کہ ایسے امام صاحبان قابل احترام فریضہ کے بھی اہل وقابل ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں ذکر کردہ مفاسد ونقائص اگر واقعی امام صاحبان میں موجود ہوں تو یہ امام صاحبان امامت کے لائق نہیں ہیں، لہذا نمازیوں کو چاہیے کہ وہ اپنا نیا امام مقرر کریں اور باجماعت نماز کا اہتمام کریں اگر امام صاحبان اس مسجد کی امامت کسی اور کے ذمہ نہ کریں تو پھر اس کے پیچھے نماز پڑھنا علیحدہ نماز پڑھنے سے بہتر ہے گناہ اور وبال امام صاحب پر ہوگا۔

"عن الحسن قال سمعت انس بن مالک قال لعن رسول الله ﷺ ثلاثة رجل أم قوماوهم له كارهون"......(ترمذی: ۱/۱۹۰)

"رجل أم قوماوهم له كارهون ان كانت الكراهة لفسادفيه أو لانهم احق بالامامة يكره له ذلك وان كان هواحق بالامامة لايكره هكذافى المحيط"......(الهندية: ۱/۸۷)

" ومن أم قوماوهم له كارهون ان كانت الكراهة لفسادفيه أو لانهم احق بالامامة كره له ذلك وان كان هواحق بالامامة لم يكره "......(التتارخانية: ۱/۴۳۹)

" قال الرملي ذكرالحلبي في شرح منية المصلي ان كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم"......(منحة الخالق على البحر: ۱/۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نسب کو تبدیل کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۱۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنی ذات تبدیل کرلیتا ہے، مثلاً پہلے وہ سید نہیں تھا لیکن اب وہ اپنے آپ کو سید کہلواتا ہے کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

بشرط صحت سوال اپنے نسب کو تبدیل کرنا فسق ہے بشرطیکہ وہ قصداً اور جھوٹے طور پر ایسا کر چکا ہو، اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"عن عبدالله بن عمرو قال سمعت سعداً وابابكرة وكل واحدمنهمايقول سمعت اذناى ووعى قلبى محمداً ﷺ يقول من ادعى الى غير ابيه وهويعلم انه غير ابيه فالجنة عليه حرام"......(مصنف ابن ابى شيبه: ١٨٦/٦)

"عن عبدالله بن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ من ادعى الى غير ابيه لم يرح رائحة الجنة وان ريحهاليوجدمن مسيرة خمس مائة عام"......(سنن ابن ماجه: ١٨٧)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جماعت اسلامی اور مماتیوں کے پیچھے نماز پڑھنا:

مسئلہ(۳۱۷): کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جماعت اسلامی والے حضرات اور جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ (مماتی) حضرات کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

صورت مرقومہ میں ان حضرات کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ ان میں بعض آدمی بداعتقادی یا لاعلمی کی وجہ سے مبتدع ہیں اور بعض صالحین کو برا بھلا کہنے کی وجہ سے فاسق ہیں بدعتی اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"وكره امامة العبدوالاعرابى والفاسق والمبتدع الخ"......(البحرالرائق: ٦١٠/١)

"قال صاحب فتح القديرروى محمدعن ابى حنيفةؒ وابى يوسفؒ ان الصلوة خلف اهل الاهواء لاتجوز"......(فتح القدير: ٣٠٤/١)

"ذکر فی المنتقی روایۃ عن ابی حنیفۃؒ انہ کان لایری الصلاۃ خلف المبتدع، والصحیح انہ ان کان ھوی یکفرہ لاتجوز، وان کان لایکفرہ تجوز مع الکراھۃ"......(بدائع الصنائع: ۱/۳۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز کے ضروری مسائل سے لاعلم کی امامت:

مسئلہ(۳۱۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض مساجد میں پنجگانہ نماز کی امامت کے فرائض ایسے قاری یا حافظ دین جو بالکل معمولی علم رکھنے والے یا نام نہاد عالم انجام دے رہے ہیں جن کی ڈاڑھیاں ایک قبضہ (مشت) سے کم ہوتی ہیں سر پر انگریزی طرز کے بال ہوتے ہیں اور ایسا عام حالات میں ہو رہا ہے اور پھر ان حضرات کی اکثریت دینی علوم سے بالکل ناواقف ہوتی ہے، حتی کہ بعض حضرات حافظ قرآن مجید ہوتے ہیں اور باقی دینی و دنیوی طور پر بالکل ان پڑھ ہوتے ہیں، نماز کے مسائل کا علم بھی نہیں ہوتا؟ ایسے حضرات پنجگانہ نماز پڑھانے کے لیے ماہوار معاوضہ چکا لیتے ہیں، جبکہ فیصلہ یوں ہوتا ہے کہ اتنے پیسوں کے عوض پورا مہینہ روزانہ وقت پر امامت کرائیں گے، اور اپنی عدم موجودگی میں متبادل پابند شریعت اور امامت کے اہل آدمی کو مامور کریں گے لیکن بعض حضرات اس معاہدہ کی پرواہ نہیں کرتے خصوصاً صبح کے اوقات میں نماز کے لیے نہیں آتے اور بغیر اطلاع دیئے اور بغیر کسی کو امامت کے لیے مامور کئے غیر حاضر رہتے ہیں نتیجتاً نماز باجماعت نہیں ہوتی یا کوئی غیر اہل امامت کرا دیتا ہے اور پھر یہ حضرات پورے ماہ کی تنخواہ وصول کر لیتے ہیں اور اگر کوئی زیادہ تنخواہ پیش کرے تو خاموشی سے لے لیتے ہیں اور کہیں جانا ہو تو بغیر اطلاع کے چلے جاتے ہیں قرآن وسنت کی روشنی میں ان کے متعلق وضاحت کریں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں اگر یہ لوگ ایسے ہیں کہ جنہیں نماز کے ضروری مسائل کا علم نہیں تو یہ امامت کے اہل نہیں ہیں، اور اگر انہوں نے ڈاڑھی ایک مشت سے کم کروائی ہوئی ہے تو وہ فاسق ہیں اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے امام اگر سال بھر میں ایک ہفتہ سے زیادہ غیر حاضر ہے اور کسی کو نائب بھی مقرر نہ کیا ہو تو ان ایام کی اجرت کا مستحق نہیں ہوگا، اور اگر کسی کو نائب مقرر کیا ہے تو پھر اجرت کا مستحق ہوگا۔

"(والاحق بالامامة) تقديمابل نصبا"مجمع الانهر"(الاعلم باحكام الصلاة) فقط صحة وفسادابشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدرفرض وقيل واجب وقيل سنة (وفي الشامية) وعبارة الكافي وغيره الاعلم بالسنة اولى الا ان يطعن عليه في دينه لان الناس لايرغبون في الاقتداء به"......(الدر مع الرد: ۱/۴۱۲)

"واما الفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لأمر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعاولايخفى انه اذاكان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلي بهم بغيرطهارة فهوكالمبتدع.تكره امامته بكل حال،بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لماذكرنا.قال ولذالم تجزالصلوة خلفه اصلاعندمالك الخ"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

"قال العلامة الشامي وفي القنية من باب الامامة امام يترك الامامة لزيارة اقربائه في الرساتيق اسبوعا أونحوه أولمصيبة أولاستراحة لابأس به ومثله عفوفي العادة والشرع وهذامبني على القول بان خروجه أقل من خمسة عشريوما بلاعذرشرعي لايسقط معلومه فقدذكرفي الاشباه في قاعدة العادة محكمة عبارة القنية هذه وحملهاعلى انه يسامح اسبوعافي كل شهر واعترضه بعدمحشيه بان قوله في كل شهرليس في عبارة القنية مايدل عليه قلت والاظهرمافي آخرشرح منية المصلي للحلبي ان الظاهران المرادفي كل سنة"......(ردالمحتار:۳/۴۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حسب نسب اور جانشینی کے طور پر بنائے جانے والے غیر عالم امام کا حکم:

مسئلہ(۲۶۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دیہات کی ایک مسجد میں کئی

سالوں سے ایک منتخب امام ہے جو نہ حافظ، قاری اور نہ عالم ہے بلکہ بنیادی ضروری مسائل سے بھی ناواقف ہے قرآن مجید پڑھنے کی یہ حالت ہے کہ سورت فاتحہ میں لحن جلی اور خفی تک کرتا ہے، مثلاً "الحمد" کی جگہ "المخمد" اور "انعمت" کی جگہ "ننعمت" وغیرہ وغیرہ، اس کے پیچھے ہر وقت کوئی نہ کوئی حافظ قاری یا عالم کھڑا ہوتا ہے، ایسے شخص کو لوگ حسب نسب کے طور پر امام بناتے ہیں اور جانشینی کے طور پر بناتے ہیں کیا علماء اور قراء کرام کے ہوتے ہوئے عوام الناس کا ایسے ان پڑھ کو امام بنانا درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال ایسے آدمی کو امام بنانا جائز نہیں، محلہ والوں کو چاہیے کہ وہ ایسے شخص کو امام بنائیں جو قرآن کو صحیح پڑھتا ہو اور نماز کے ضروری مسائل سے واقف ہو۔

"وحاصل هذا ان كان الفصل بلامشقة كالطاء مع الصادفقرأ الطالحات مكان الصالحات تفسدوان كان بمشقته كالظاء مع الضادو الصادمع السين والطاء مع التاء قيل تفسد"......(فتح القدير: ۱/ ۲۸۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز میں اللہ کی طرف توجہ نہ کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۴۰): اگر امام صاحب نماز پڑھا رہے ہوں اور ان کا دل نماز میں متوجہ نہ ہو تو امامت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ایسے امام کی اقتداء درست ہے، لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ مقتدیوں کو امام کی دلی حالت کا علم کیسے ہوا۔

"ان الله تعالىٰ تجاوز لامتى اماحديث به أنفسهامالم يتكلم به أو عمل به الحديث"......(البوادر النوادر: ۱/ ۲۱)

" لو اشتغل قلبه بتفكر مسئلة مثلافي اثناء الاركان فلا تستحب الاعادة وقال البقالي لم ينقص اجره الا اذاقصر"......(ردالمحتار: ۱/ ۳۰۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

لحن جلی اور خفی کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۴۱): جو شخص امام ہو اور لحن جلی اور لحن خفی کیساتھ قرأت کرے بہت سے قاری حضرات ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں کیا ان مقتدیوں کی نماز ہو جائے گی امام صاحب" لتسئلن " کی بجائے ثم "لاتسئلن" پڑھتے ہیں عین کی بجائے ہمزہ اور حاء پڑھتے ہیں اس مسجد کے جو حضرات کمیٹی والے ہیں یعنی جو تنخواہ دیتے ہیں وہ لوگ اس امام کو ہٹانے کے لیے تیار نہیں چونکہ وہ خود بھی نمازی نہیں وہ کہتے ہیں کہ آپ میں سے جس نے نماز پڑھنی ہے وہ پڑھے جس نے نہیں پڑھنی وہ نہ پڑھے اگر دوسرا امام رکھیں گے تو فساد کا خدشہ ہے کہ دو جماعتوں کی وجہ سے بھی فتنہ پھیلے گا، تو سوال یہ ہے کہ مقتدی حضرات ایسے حالات میں کیا کریں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں امام صاحب اپنی طرف سے اگر الفاظ کو انکے مخارج سے صحیح طور پر ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ کمی رہ جاتی ہے تو نماز ادا ہو جائے گی ہاں اگر امام صاحب واقعۃً جان بوجھ کر لحن جلی اور لحن خفی کے مرتکب ہوتے ہیں الفاظ کو ان کے مخارج سے نکالنے کی کوشش بھی نہیں کرتے بلکہ لاپرواہی کرتے ہیں تو ان کی اقتداء میں نماز صحیح نہیں ہے، آپ کو چاہیے کہ آپ امام صاحب کو خوش اسلوبی اور ہمدردانہ طریقہ سے سمجھائیں اگر وہ نہیں مانتے تو آپ اپنی نماز ایسے شخص کے پیچھے ادا کریں جو صحیح تجوید کے ساتھ قرآن پاک پڑھنے والا ہو۔

" فنقول ان الخطأ اما فی الاعراب ای الحرکات والسکون ویدخل فیه تخفیف المشدد وقصر الممدود وعکسهما اوفی الحروف بوضع حرف مکان آخر اوزیادته اونقصه اوتقدیمه اوتأخیره اوفی الکلمات اوفی الجمل کذلک اوفی الوقف ومقابله والقاعدة عندالمتقدمین ان ماغیر المعنی تغیرا یکون اعتقاده کفرا یفسدفی جمیع ذالک سواء کان فی القرآن اولا الاما کان من تبدیل الجمل مفصولا بوقف تام وان لم یکن التغییر کذلک فان لم یکن مثله فی القرآن والمعنی بعیدمتغیر تغیرا فاحشا یفسد ایضا".....(ردالمحتار: ۱/۶۶۲)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

مقتدیوں کے ناپسندیدہ امام کی امامت:

مسئلہ(۳۲۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تین سال کا عرصہ ہوا ہمارے گاؤں کے امام کو بوجہ اختلاف امامت سے فارغ کر دیا گیا تھا، لیکن اب وہ منت سماجت کر کے امامت پر آ گیا ہے جونہی امامت پر آیا تو نصف سے زیادہ نمازیوں نے امام کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی کیونکہ امام پر یہ اعتراضات ہیں۔(۱) تین سال کے عرصہ میں جب اس امام کو مسجد کی امامت سے فارغ کیا تو اس امام نے مسجد میں نماز نہیں پڑھی۔(۲) امام شیعہ کے گھر نماز کے لیے گیا ہے۔(۳) پارٹی بازی کرتا ہے کیا اس امام کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں اگر مذکورہ شخص کی اقتداء میں اکثر لوگ نماز پڑھنے سے انکاری ہیں اور اس ناپسندیدگی کی وجہ سے مقتدیوں کا امام مذکورہ سے کوئی ذاتی بغض وعناد نہیں بلکہ واقعتاً ایسی وجوہات کی بنا پر ہے جن کا وجود ایک امام کے شایان شان نہیں جیسا کہ کچھ وجوہات سوال میں بھی مذکور ہیں نیز سائل نے زبانی بتایا ہے کہ ایسا صالح امام موجود ہے جس کی اقتداء میں تمام لوگ متفقہ طور پر نماز پڑھنے پر راضی ہیں، لہٰذا اس ساری صورت حال کے پیش نظر مسجد کی انتظامیہ کو چاہیے کہ اس شخص کو امامت سے فارغ کر کے نیک صالح امام کو امامت کے لیے مقرر کریں۔

”(ولو امّ قوماوھم له کارھون ان) الکراھة (لفسادفیه اولانھم احق بالامامة منه کره) له ذلک تحریمالحدیث ابی داود”لایقبل الله صلاة من تقدم قوماوھم له کارھون(وان ھواحق لا) والکراھة علیھم“......(الدرعلی الرد: ۱/۴۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قاتل کے باپ کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۲۳): جناب قابل قدر مفتی حمید اللہ جان صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! جناب والا مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل سوال کا قرآن وسنت کی روشنی میں تفصیل سے فتویٰ چاہیے، وہ یہ ہے کہ امام مسجد کی اجازت کے بغیر دوسرا بندہ امامت کروا سکتا ہے یا نہیں؟ تفصیل کچھ یوں ہے کہ ہمارے امام صاحب کے بیٹے نے ایک لڑکے کو قتل کر دیا تھا بعد میں ان کے گھر والے نہ تو اس امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور نہ ہی جنازہ پڑھتے ہیں، حالانکہ

گاؤں میں سب لوگ اور یہ دونوں فریق ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، جس کی وجہ سے اس کے گھر والے عزیز واقارب اور دوست احباب جنازے میں شریک نہیں ہوتے بلکہ عین وقت پر صف سے نکل جاتے ہیں کیونکہ سوچتے ہوں گے کہ شاید ان کو رحم آگیا ہوگا ہمارے امام صاحب اس بات پر بضد ہیں کہ انہوں نے تو باقاعدہ فتوی دیا ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے ان کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا بندہ جنازہ کی امامت بھی نہیں کرواسکتا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

فقہاء کرام نے اس مسئلہ کی تصریح یہ کی ہے کہ اصل حق امامت کا حاکم یعنی قاضی کو ہے اگر وہ نہ ہو تو مستحب یہ ہے کہ امام مسجد پڑھائے دوسرے کا پڑھانا خلاف اولی ہوگا البتہ درست ہوگی، مذکورہ صورت میں قاتل امام نہیں اس کا بیٹا ہے اس لیے اس کے بیٹے کو امام بنانا مکروہ ہے اور اگر امام بھی اپنے بیٹے کے اس عمل سے راضی ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے لیکن نماز کا فریضہ ادا ہو جائے گا۔

”واولی الناس بالصلوۃ علی المیت السلطان ان حضر فان لم یحضر فالقاضی ثم امام الحی لان فی التقدم علیه ازدراء به فان لم یحضر فالقاضی لانه صاحب ولایة فان لم یحضر فیستحب تقدیم امام الحی لانه رضیه فی حال حیاته.اھ“......(الھدایة : ۱/ ۱۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سودخور کی امامت:

مسئلہ(۳۲۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی امام مسجد سود لے کر استعمال کرتا ہو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں اگر واقعی امام سود لیکر استعمال کرتا ہو تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

”ویکرہ امامة عبدالخ وفاسق من الفسق ھو الخروج عن الاستقامة ولعل

المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك"......(الدرمع الرد: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حرام تنخواہ والے کی امامت:

مسئلہ(۳۲۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے محلہ میں امام صاحب بہت ضعیف بزرگ ہیں کچھ عرصہ پہلے وہ یہ کہہ کے چلے گئے کہ میں جارہا ہوں میری صحت اجازت نہیں دیتی کہ ذمہ داری ادا کرسکوں اس سلسلہ میں کوئی چھٹی بھی نہیں لی اور خود چھوڑ کر چلے گئے پھر دوبارہ ایک ماہ سے زیادہ کے بعد تشریف لے آئے اس دوران انہوں نے گھر بیٹھے ہی تنخواہ وصول کرلی، اب دوبارہ تھانہ پولیس میں پیش ہوکر کہا کہ میں بحال ہوگیا ہوں حالانکہ انتظامیہ کمیٹی نے نہ تو انہیں جواب دیا تھا اور نہ نکالا تھا اس وجہ سے آپ سے رجوع کررہا ہوں کہ آپ میری رہنمائی فرماتے ہوئے کرم نوازی فرمائیں کہ کیا ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے اور کیا بغیر کام کیے اجرت لینا جائز ہے؟ اس سلسلے میں شرعی حکم کیا ہے؟ مہربانی فرماکر فوراً جواب سے نوازیں اس میں آپ مجھے مایوس نہیں فرمائیں گے، میں آپ کا تازندگی احسان مند رہوں گا میری دعا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ تازندگی دین کی استقامت اور صحیح راہنمائی کرنے کی توفیق عطا فرمائے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرطِ صحت سوال جب وہ خود جواب دیکر چلے گئے اور کام نہیں کیا تو تنخواہ لینا درست نہیں اور جب تک توبہ نہ کرے اور یہ مذکورہ تنخواہ واپس جمع نہ کرے ان کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ ایسا امام جو مال حرام استعمال کرے وہ فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لأمر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا ولا يخفى انه اذا كان اعلم من غيره لا تزول العلة فانه لا يؤمن ان يصلي بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع. تكره امامته بكل حال، بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة

تحریم لماذکرنا.قال ولذالم تجز الصلوۃ خلفه اصلاعندمالک

الخ"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غلط عقیدے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۲۶): جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ حضرت محمد ﷺ اور باقی فوت شدہ اولیاء اور شہداء پیر وغیرہ ہماری ندا اور پکار کو سنتے ہیں اور ہمارے حالات کو دیکھ رہے ہیں اور دیکھتے ہیں اور ہماری ہر مشکل سے واقف ہیں اور مشکل کو رفع کر سکتے ہیں اور یہ عقیدہ بھی رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول، اللہ تعالیٰ کے نور میں سے نور ہیں اور یہ بھی کہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سوائے وحدت کے اور کیا ہے جو کچھ لینا ہے ہم لے لیں گے محمد ﷺ سے؟ اسی طرح شرک فعلی کرتا ہے قبر پر سجدہ طواف چومنا چاٹنا اور نیاز غیر اللہ کے نام پر دیتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ فوت شدہ بزرگ نفع ونقصان پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں عالم الغیب بھی ہیں مختار کل بھی ہیں وغیرہ وغیرہ، کیا ایسے شخص کی امامت میں نماز پڑھنا جائز ہے اس کے ساتھ قربانی کرنا نکاح کرنا جائز ہے کیا ایسے شخص کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام کیا یہ شخص شیطان ہے یا مرتد؟ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرما کر ہماری اصلاح فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر سوال حقیقت پر مبنی ہے سوال میں کسی قسم کی مبالغہ آرائی سے کام نہیں لیا گیا تو مسئول عنہ کا امام بنانا قطعاً جائز نہیں ہے بلکہ ان کا دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا خطرہ ہے اور اگر ان باتوں پر اعتقاد رکھتا ہے اور کوئی تاویل بھی نہیں کرتا تو کافر ہے اس کے ساتھ کسی مسلمان عورت کا نکاح کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے قربانی اور ذبیحہ کا بھی یہی حکم ہے واضح رہے کہ عام بریلوی حضرات کا حکم اس سے مختلف ہے۔

"اذاوصف الله بمالایلیق به،اوسخرباسم من اسماء الله تعالیٰ اوبامر من اوامره اوانکروعده اووعیده یکفر"......(التتارخانیة: ۵/۳۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر اللہ کی نذر ماننے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۷۷): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں امام صاحب گیارھویں یعنی نذر غیر اللہ کو جائز قرار دیتے ہیں اور لوگوں کو بھی اس کی ترغیب دیتے ہیں اور اس کی دعوت بھی دیتے ہیں مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ جو امام اس عقیدہ کا حامل ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

غیر اللہ کی نذر ماننا جائز اور حرام ہے، لہٰذا جو شخص اس کو جائز قرار دیتا ہے اور لوگوں کو اسکی ترغیب دیتا ہے وہ بدعتی ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔البتہ اگر نذر اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو اور ثواب بزرگوں کی ارواح کو پہنچایا جائے، تو یہ جائز ہے۔

"واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام ومایؤخذمن الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل وحرام"......(الدرعلی الرد: ۱۳۹/۲)

" وامامة صاحب الھوی والبدعة مکروھة،نص علیه ابویوسفؒ فی الامالی فقال أکرہ ان یکون الامام صاحب ھوی وبدعة،لان الناس لایرغبون فی الصلاۃ خلفه"......(بدائع الصنائع: ۳۸۷/۱)

" (فالحاصل انه یکرہ) قال الرملی ذکرالحلبی فی شرح منیة المصلی ان کراھة تقدیم الفاسق والمبتدع کراھة التحریم"......(منحة الخالق علی البحر: ۶۱۱/۱)

" الاصل فی ھذا الباب ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیرہ صلوۃ اوصوما اوصدقة اوغیرھاعنداھل السنة والجماعة"......(الھدایة : ۲۹۶/۱)

" من صام اوصلی اوتصدق وجعل ثوابه لغیرہ من الاموات اوالاحیاء جازویصل ثوابھا الیھم عنداھل السنة والجماعة،وقدصح عن رسول اللہ ﷺ انه ضحی بکبشین أملحین أحدھماعن نفسه والآخرعن امته ممن آمن بوحدانیة اللہ وبرسالته ﷺ"......(بدائع الصنائع: ۲۵۴/۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سلسل بول کے مریض کی امامت:

مسئلہ(۳۲۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کو قطرات کی بیماری ہے اور وہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرتا ہے اور اس کو یہ مسئلہ بھی معلوم ہے کہ اس کے پیچھے دوسرے لوگوں کی نمازیں نہیں ہوتیں اگر اس نے اس کے باوجود نماز پڑھائی تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس پر کفر لازم آئے گا یا نہیں اور اس کی تلافی کی کیا صورت ہے اور اگر ایسا مریض ظہر کے وضو سے عصر کی نماز پڑھے اور اس کا دل مطمئن بھی نہ ہو اور وہ اسے گناہ بھی سمجھے اور اس نماز کا اعادہ بھی کرلے لیکن پڑھتا شرم کی وجہ سے ہے کہ استاد کیا کہے گا کہ بغیر وضو کے نماز پڑھتے ہو اس صورت میں کیا حکم لگے گا گنہگار ہوگا یا کفر لازم آئے گا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں یہ شخص دونوں صورتوں میں کافر نہیں ہوگا یعنی چاہے خود نماز پڑھے یا دوسروں کو پڑھائے، البتہ ایسا کرنا بڑا گناہ ہے جس پر توبہ واستغفار ضروری ہے۔ نیز جو نمازیں پڑھی یا پڑھائی ہیں ان کا اعادہ ضروری ہے۔

"واذاظھر حدث امامہ وکذاکل مفسد فی رأی مقتد بطلت فیلزم اعادتھا لتضمنھا صلوۃ المؤتم صحۃ وفسادا کمایلزم الامام اخبار القوم اذا امّھم وھو محدث اوجنب اوفاقد شرط اورکن وھل علیھم اعادتھا ان عدلا نعم"......(الدرالمختار: ۱/۸۶)

"قلت وبہ ظھر ان تعمد الصلوۃ بلاطھر غیر مکفر کصلاتہ لغیر القبلۃ اومع ثوب نجس وھو ظاھر المذھب کمافی الخانیۃ" ...... (الدرالمختار: ۱/۱۶)

واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

نبی ﷺ کو حاضر ناظر سمجھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۲۹): اگر کوئی مولوی نبی ﷺ کو حاضر ناظر سمجھ کر یارسول اللہ ﷺ مدد لکھ کر محراب میں لگا دے تو کیا اسکے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مذکورہ امام بدعتی اور فاسق ہے اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور ایسے امام کو معزول کرنا ضروری ہے۔

"واما الفاسق فقد عللوا کراھة تقدیمه بانه لایھتم لأمر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیھم اھانته شرعا ولایخفی انه اذا کان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بھم بغیر طھارة فھو کالمبتدع. تکره امامته بکل حال، بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم لما ذکرنا. قال ولذا لم تجز الصلوة خلفه اصلا عند مالک الخ"......(ردالمحتار: ۱/ ۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غلطی سے ڈاڑھی پر قینچی لگانے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۴۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی ایک مسجد میں چار سال سے امامت کرا رہا ہے اب پندرہ بیس دن ہوئے ہیں کہ اس نے غلطی سے اپنی ڈاڑھی کو معمولی سی قینچی لگوالی اس کو اپنی غلطی کا احساس ہوگیا ہے، اس نے وہاں جو آدمی امامت کے قابل تھے ان کو بتا دیا کہ آپ چند دن کے لیے جماعت کرا دیا کریں اب جس کو عارضی طور پر مقرر کیا ہے اس کی غیر موجودگی میں اصل امام خود نماز پڑھا سکتا ہے؟ اور اس کی امامت کروانے کے وقت جو شخص بھی پیچھے سے آئے وہ نماز پڑھ سکتا ہے یا کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر امام صاحب اپنی اس غلطی پر صدق دل سے پشیمان ہیں اور آئندہ مٹھی سے کم نہ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے تو ان کی امامت درست ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ جب تک ایک مٹھی ڈاڑھی پوری نہ ہوجائے کسی اور کو امام بنایا جائے۔

"واما الفاسق فقد عللوا کراھة تقدیمه بانه لایھتم لأمر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیھم اھانته شرعا ولایخفی انه اذا کان اعلم من

غیرہ لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بهم بغیر طهارة فهو کالمبتدع. تکره امامته بکل حال، بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لماذکرنا. قال ولذا لم تجز الصلوة خلفه اصلا عندمالک الخ"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

واپڈا والوں کو دھوکہ دینے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۳۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک قاری صاحب واپڈا میں ملازم ہیں انہوں نے واپڈا والوں کو ایک مکان دکھلایا کہ یہ میں نے کرایہ پر لیا ہوا ہے، لہٰذا واپڈا مجھے اس کا کرایہ دے چنانچہ قاری صاحب واپڈا سے کرایہ وصول کر رہے ہیں جبکہ قاری صاحب اس کرائے کے مکان میں نہیں رہتے بلکہ مسجد کے کمرے میں رہتے ہیں نیز قاری صاحب نے مالک مکان کو واپڈا کی بجلی بھی فری استعمال کے لیے دی ہوئی ہے کیا قاری صاحب کے لیے مکان کا کرایہ لینا جائز ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں اور مالک مکان جو واپڈا کی فری بجلی استعمال کر رہا ہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں قاری صاحب کے لیے کرایہ لینا شرعاً جائز نہیں ہے اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے فسق آ گیا ہے اور فقہاء نے تحریر فرمایا ہے کہ فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے تاوقتیکہ توبہ کر لے اور اس گناہ کو چھوڑ دے اور اسی طرح مالک مکان کا مفت بجلی استعمال کرنا شرعاً ناجائز ہے۔

"وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا"......(البحرالرائق: ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

گناہ سے توبہ کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۳۲): اگر یہی امام اپنے گناہ سے سچے دل کیساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کر لے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے

گناہ کی معافی مانگ لے اور آئندہ کے لیے یہ عزم کر لے کہ میں آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس گناہ سے خود بھی بچوں گا اور جہاں تک ممکن ہو دوسروں کو بھی اس گناہ سے بچنے کی تلقین کروں گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ تو اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر توبہ کر لے اور اس کی توبہ پر اعتماد ہو جائے تو پھر امامت بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ اور کوئی سبب کراہت کا نہ ہو۔

"عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ ﷺ التائب من الذنب کمن لا ذنب له. رواه ابن ماجه والبیهقی فی شعب الایمان اه"......(المشکوۃ: ۲۰۹/۱)

" ثم تاب ولم یحد فی الدنیا هل یحد له فی الآخرة قال الحدود حقوق الله تعالیٰ الا انه تعلق بها حق الناس وهو الانزجار فاذا تاب توبة نصوحا ارجو ان لا یحد فی الآخرة فانه لا یکون اکثر من الکفر والردة وانه یزول بالاسلام والتوبة "......(ردالمحتار: ۱۵۴/۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کالر والا لباس پہننے اور ننگے سر نماز پڑھانے والے کی امامت:

مسئلہ (۳۳۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص امام مسجد ہے جس کے گھر میں ٹیلی ویژن ہے آیا اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی؟ (۲) اس امام مسجد کی اولاد مدرسہ میں زیر تعلیم نہیں ہے بلکہ سکول میں پڑھ رہی ہے، (۳) اور امام مسجد فی الحال قمیص پر کالر استعمال کر رہا ہے آیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۴) امام مسجد ننگے سر نماز ادا کرتا ہے کیا اس کی نماز ہو جاتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں اگر مذکورہ امام میں یہ صفات پائی جاتی ہیں تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے نماز ہو جائے گی لوٹانا ضروری نہیں البتہ اگر امام صاحب ان سے توبہ تائب نہیں ہوتے تو انکو امامت سے برخاست کرنا ضروری ہے، ننگے سر نماز پڑھنا فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔

"ویکرہ الصلوۃ حاسرا رأسه تکاسلا"......(المحیط البرهانی: ۱۳۹/۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کی انتظامیہ کی جائز شرائط کے خلاف کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۳۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں جامع مسجد میں امام صاحب کے انتقال کے بعد ہم نے ایک مولوی صاحب کو امام وخطیب رکھا اور ان سے تمام عقائد وشرائط طے کیں، عقائد کھلم کھلا بتادیئے، جن پر مولوی صاحب نے نہ صرف (آمنا وصدقنا) کہا، بلکہ جو لوگ ان عقائد کے مخالف تھے، ان کی کھل کر تردید کی، لہٰذا انتظامیہ نے ان کو امام وخطیب مقرر کیا ایک سال تک مولوی صاحب نے معاہدہ کے مطابق بیان کیا اور بیان کردہ عقائد کی حدود میں رہ کر تقریر کرتے رہے لیکن ایک سال کے بعد انہوں نے انتظامیہ کے خلاف بیان کرنا شروع کیا انتظامیہ کو اپنے عقائد کے خلاف بیان اور معاہدہ کی خلاف ورزی پر تشویش ہوئی اسی اثناء میں امام نے کچھ لوگوں کو اپنا ہم خیال کرلیا، اب مسجد میں اس صورت حال سے غیر جانبدار نمازیوں کو کراہت ہے کچھ مولوی صاحب کے ہمنوا ہیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال اگر واقعی امام صاحب کے عقائد انتظامیہ کے طے شدہ صحیح شرعی عقائد کے خلاف ہیں تو ان کو امامت سے معزول کرنا اور ہٹانا انتظامیہ کی اولین ذمہ داری ہے اور ان پر ضروری ہے، کیونکہ اس کی جماعت سے تمام نمازیوں کی نماز خراب ہوجاتی ہے فقہاء کرام نے بدعتی امام کی امامت کو مکروہ تحریمی لکھا ہے اور اگر اس شخص کے عقائد کفر کی حد تک پہنچے ہوں تو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

"وامامة صاحب الهوی والبدعة مکروهة، نص علیه ابویوسفؒ فی الامالی فقال أکره ان یکون الامام صاحب هوی وبدعة، لان الناس لایرغبون فی الصلاة خلفه"......(بدائع الصنائع: ۳۸۷/۱)

"(فالحاصل انه یکره) قال الرملی ذکر الحلبی فی شرح منیة المصلی ان کراهة تقدیم الفاسق والمبتدع کراهة التحریم"......(منحة الخالق: ۶۱۱/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

خوشامد پرست جھوٹے کی امامت:

مسئلہ(۳۳۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو کہ مسجد میں امام وخطیب ہے امام صاحب اپنے آپ کو اشاعت وتوحید سنی ظاہر کرتا ہے اور اپنے آپ کو توحید پرست کہلاتا ہے امام جعفر صادق کے کونڈوں کی نیاز کا ختم دیتا ہے اور مروجہ تمام رسومات کے اندر ملوث ہے بعد نماز جنازہ دعا بھی مانگتا ہے فرائض نماز کے بعد دعا کا ذکر بعض نمازیوں سے کیا ہے کہ فرائض نماز کے بعد دعا کا کوئی ثبوت نہیں ہے، یہ خفیہ بات ہوئی، لیکن خود فرائض نماز کے بعد دعا مانگتا ہے اگر دعا نہ مانگے تو اسے ڈر لاحق ہوجاتا ہے کہ مجھے مسجد سے نہ نکال دیں ایک ختم کے دوران بھائی سلیم نامی شخص کے گھر میں سید عنایت شاہ صاحب نے ختم کے بارے میں بات کی کہ مولانا صاحب توحیدی ہیں، ختم بھی پڑھتے ہیں تو امام صاحب شاہ صاحب کی بے عزتی کرنے کے بعد ختم سے اٹھ کر چلے گئے شاہ صاحب نے ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی پھر امام نے بھری مسجد میں سب لوگوں سے اعلان کیا کہ میری سفارش کریں کہ شاہ صاحب مجھے معاف کردیں اس طرح کئی نمازی اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ گئے ہیں، جبکہ مسجد صحیح العقیدہ لوگوں کی ہے اور پھر سابقہ رمضان المبارک میں اللہ کے گھر یعنی مسجد میں اعتکاف کے لیے بیٹھے ہوئے امام کے جوان لڑکے تیمور نے ایک نوجوان بے ریش لڑکے سے جو کہ اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے اس کے ساتھ بدفعلی کی، آیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جھوٹ بولتا ہے اور خوشامد پرست ہے آیا اس کو مسجد سے نکال دینا جائز ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں تفصیلا جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں اگر واقعی سوال حقیقت پر مبنی ہے غلط بیانی پر مشتمل نہیں ہے اور امام مذکور میں واقعی یہ عیوب پائے جاتے ہیں تو ان کی امامت مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا انتظامیہ کو چاہیے کہ اگر وہ توبہ نہ کریں تو ان کو امامت سے ہٹادیں اور ان کی جگہ کسی نیک صحیح العقیدہ عالم دین کو امام مقرر کریں، البتہ بیٹے کی بدفعلی کے ارتکاب سے والد کی امامت پر اثر نہیں پڑتا تاوقتیکہ والد اس پر راضی نہ ہو۔

"وفیہ اشارۃ الی انھم لو قلموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کرھۃ تحریم لعدم اعتناءہ بامور دینہ. الخ"......(حلبی کبیری: ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ نظریات کے حامی امام کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کا حکم:

مسئلہ(۳۳۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو قاری حافظ اور عالم کچھ بھی نہیں ہے اور درست قرأت کی بھی بحسب ضرورت طاقت نہیں رکھتا نیز عموماً ایسے واقعات ومضامین بیان کرتا ہے جو قرآن وحدیث کے خلاف ہوتے ہیں، مثلاً ایک جمعہ کے موقع پر اس نے کہا کہ حضرت علی مشکل کشا ہیں اور جو لوگ انہیں مشکل کشا نہیں مانتے ان کے کانوں میں پیشاب کریں اس تفصیل کے بعد تین باتوں کا جواب شرعاً مطلوب ہے۔(۱) ایسے نظریات کا حامل شخص مسلمانوں کے لیے امامت جمعہ وعیدین کی اہلیت رکھتا ہے یا نہیں جبکہ علماء کی کمی نہیں؟(۲) جو لوگ ایسے شخص کے لیے جمعہ وعیدین کے لیے مصر ہیں ان کا کیا حکم ہے؟(۳) اگر مذکورہ بالا اوصاف کا شخص اپنے بیان کیے گئے مضامین سے براءت کا اعلان کرے اور تائب ہوکر آئندہ کے لیے احتیاط کلام کا وعدہ کرے تو پھر وہ مذکورہ بالا تفصیل سے شرعاً امامت جمعہ وعیدین کی اہلیت رکھتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں ہے بلکہ توبہ کے بعد بھی امامت کا اہل نہیں ہے اس کو معزول کر کے کسی صحیح العقیدہ متبع سنت عالم کو امام وخطیب بنانا چاہیے ورنہ انتظامیہ گنہگار ہوگی۔ اسی طرح جن کو اچھا امام مل سکتا ہے اور اس کے باوجود اس کے پیچھے نمازیں پڑھیں گے تو وہ بھی گنہگار ہوں گے اور ان کی نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

"ويكره تقديم المبتدع أيضالانه فاسق من حيث الاعتقادوهو أشدمن الفسق من حيث العمل.....والمرادبالمبتدع من يعتقدشيئاعلى خلاف مايعتقده أهل السنة والجماعة وانمايجوزالاقتداء به مع الكراهة اذالم يكن مايعتقده يؤدى الى الكفرعنداهل السنة امالوكان مؤدياً الى الكفرفلايجوزاصلاً كالغلاة من الروافض الذين يدعون الالوهية لعلى رضى الله عنه"......(حلبى كبيرى: ۴۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کا بحیثیت متولی اپنی تنخواہ میں از خود اضافہ کرنا:

مسئلہ(۳۳۷): ایک امام جو کہ ۷ رسال سے ایک مسجد میں امامت کے فرائض سرانجام دے رہا ہے اور خود ہی

مسجد کا متولی ہے موجودہ تنخواہ اس کی ۲۰۰۰ روپے ہے اور کوئی اور ذریعہ آمدنی نہیں ہے اور مہنگائی کا دور ہے اور ایک خاندان کے لیے ۲۰۰۰ روپے میں گزارا مشکل ہے کیا متولی کی حیثیت سے یہ امام اپنی تنخواہ میں اضافہ کرسکتا ہے اور کتنی حد تک اضافہ کرسکتا ہے قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں امام صاحب اس علاقہ کی مساجد کے آئمہ کی تنخواہوں کی بقدر اپنی تنخواہ بڑھا سکتے ہیں اور اگر ان کی تنخواہیں اتنی ہوں کہ امام صاحب کا گزارہ اس سے نہ چل سکے اور امام صاحب کی مسجد میں ڈیوٹی ایسی ہو کہ وہ اس کی وجہ سے کوئی اور کاروبار وغیرہ نہ کرسکیں یعنی ان کا سارا وقت مسجد کی ڈیوٹی میں صرف ہو تو پھر امام صاحب اس علاقہ کے کسی متقی و پرہیزگار عالم دین کی رائے سے بقدر ضرورت اپنی تنخواہ بڑھا سکتے ہیں۔

"(یستحق القاضی الاجر علی کتب الوثائق) والمحاضر والسجلات (قدر مایجوز لغیرہ کالمفتی) فانہ یستحق اجر المثل الخ"......(الدر علی الرد: ۵/۲۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

خسرے کی امامت:

مسئلہ (۳۲۸): محلہ کی مسجد والے باوجود حافظ اور مولوی ہونے کے امامت کے لیے ایک خسرا کو مقرر کرتے ہیں، کیا ایسے آدمی کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر اور آدمی نہیں صرف خسرا موجود ہے تو کیا خسرا نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

بشرط صحت سوال ہیجڑے کے پیچھے مردوں کی نماز جائز نہیں۔

۲۔ اگر مقتدی تمام ہیجڑے اور عورتیں ہوں ان کے لیے ہیجڑے کی اقتداء جائز مع الکراہت ہے بشرطیکہ وہ آگے کھڑا ہو محاذات میں کھڑا نہ ہو۔

"فی البحر...... وبالخنثی فیہ تفصیل فان کان المقتدی رجلا فھو غیر صحیح

لجواز ان یکون امرأۃ، ان کان امرأۃ فھو صحیح الا ان یتقدم ولایقوم وسط الصف حتی لاتفسد صلاتہ بالمحاذاۃ، وان کان خنثی لایجوز لجواز ان یکون امرأۃ والمقتدی رجلا کذا ذکر الاسبیجابی وقید بفساد الاقتداء لان صلاۃ الامام تامۃ علی کل حال"......(البحر: ۱/ ۱۲۸)

" (قولہ لایصح اقتداء الخ) ...... عن شیخہ السید علی البصیر اقول والحاصل ان کلامن الامام والمقتدی اماذکر او انثی اوخنثی وکل منھا امابالغ اوغیرہ فالذکر البالغ تصح امامتہ للکل ولایصح اقتداؤہ الابمثلہ والانثی البالغۃ تصح امامتھاللانثی مطلقافقط مع الکراھۃ ویصح اقتداؤھابالرجل وبمثلھاوبالخنثی البالغ ویکرہ لاحتمال انوثتہ والخنثی البالغ تصح امامتہ للانثی مطلقافقط لالرجل ولالمثلہ لاحتمال انوثتہ وذکورۃ المقتدی ویصح اقتداؤہ بالرجل لابمثلہ ولابانثی مطلقاًلاحتمال ذکورتہ واماغیر البالغ فان کان ذکراًتصح امامتہ لمثلہ من ذکروانثی وخنثی ویصح اقتداء ہ بالذکر مطلقاً وان کان انثی تصح امامتھالمثلھافقط اما الصبی فمحتمل ویصح اقتداؤھابالکل وان کان خنثی تصح امامتہ لانثی مثلہ لالبالغۃ ولالذکر اوخنثی مطلقاً ویصح اقتداؤہ بالذکر مطلقافقط ھذاماظھر لی اخذاً من القواعد"......(ردالمحتار: ۱/ ۳۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عرب ممالک میں ڈاڑھی کٹوانے اور منڈوانے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۳۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے کہ میں ایک عرب ملک میں مقیم ہوں اسّی فیصد ائمہ کرام ڈاڑھی کٹواتے ہیں اور منڈواتے ہیں جن مساجد میں ائمہ باشرع ہیں ان مساجد میں جمعہ کے لیے جو خطیب آجاتا ہے وہ بالکل ڈاڑھی کے بغیر ہوتا ہے پریشانی اس بات کی ہے کہ اس تلاش میں نکلیں کہ امام باشرع مل جائے تو نماز فوت ہوجاتی ہے ایسی صورت میں ہمارے لیے کیا حکم ہے؟(۱) کیا ان کے پیچھے نماز جائز ہے؟(۲)

خاص طور پر اگر جمعہ ہو تو کیا صورت اختیار کریں؟ (۳) پڑھی ہوئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟ (۴) اس امام کے تعین کا وبال کس پر ہوگا؟ (۵) کچھ ائمہ حضرات نماز میں جلسہ استراحت کرتے ہیں ان کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۴،۳،۲،۱) یہ ائمہ فاسق ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر صحیح صالح امام نہ ملے تو نماز جماعت کے ساتھ پڑھیں، لوٹانے کی ضرورت نہیں جن لوگوں نے ان کو امام بنایا ہے وبال انہیں پر ہے جہاں آپ رہتے ہیں وہاں صالح امام نہیں ہیں، لہٰذا نماز ان کے پیچھے پڑھتے رہیں، ان کے پیچھے نماز ہو جائے گی ان کے لیے ہدایت کی دعا کرتے رہیں۔

"وفی الفتاوی:لو صلی خلف فاسق أو مبتدع ینال فضل الجماعة لکن لاینال کماینال خلف تقی ورع لقوله علیه السلام من صلی خلف عالم تقی فکأنماصلی خلف نبی...وذکر الشارح وغیره ان الفاسق اذاتعذرمنعه یصلی الجمعة خلفه،وفی غیرهاینتقل الی مسجدأخر.وعلله فی المعراج بان فی غیر الجمعة یجداماماغیره فقال فی فتح القدیر:وعلی هذافیکره الاقتداء به فی الجمعة اذاتعددت اقامتهافی المصرعلی قول محمدؒ وهوالمفتی به الی ان قال فالحاصل انه یکره لهؤلاء التقدم ویکره الاقتداء بهم کراهة تنزیهه،فان أمکن الصلوة خلف غیرهم فهوافضل والافالاقتداء اولی من الانفرادینبغی ان یکون محل کراهة الاقتداء بهم عندوجودغیرهم والافلاکراهة کمالایخفی"......(البحر الرائق: ۶۱۰/۱)

۵۔ جو ائمہ حضرات نماز میں جلسہ استراحت کرتے ہیں ان کے پیچھے نماز درست ہے جب تک کہ وہ بیٹھنا رکن کی مقدار سے کم ہو۔ اگر رکن کی بقدر یا زیادہ ہو تو سجدہ سہو واجب ہو جائیگی وجہ سے اور پھر سجدہ سہو نہ کرنے کی وجہ سے نماز درست نہیں۔

"(وقدرالکثیر مایؤدی فیه رکن والقلیل دونه) ای بسنته کماقیده فی المنیة قال شارحها ابن امیر حاج ای بماله من السنة ای بماهو مشروع فیه من

الکمال السنی کالتسبیحات فی الرکوع والسجود مثلاوھو تقیید غریب
ووجھه قریب"......(منحۃ الخالق: ۱/ ۴۷۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ٹی وی پر ڈھول یا کبڈی دیکھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۴۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ٹی وی یا ڈھول پر کبڈی دیکھنے والے امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں اگر مذکورہ شخص کی یہ عادت ہے تو یہ فاسق ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر پڑھ لی تو لوٹانا ضروری نہیں ہے۔

"ویکرہ ان یکون الامام فاسقا،ویکرہ للرجال ان یصلوا خلفه اھ"......(التتارخانیة : ۱/ ۳۳۸)

"وفیه اشارۃ الی انھم لو قدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمه کرھۃ تحریم لعدم اعتناء ہ بامور دینه الخ"......(حلبی کبیری: ۴۴۲)

"وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولد الزنا"......(البحر الرائق: ۱/ ۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر مقلدین کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ ضروری نہیں:

مسئلہ(۳۴۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث بھی کہتے ہیں امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور اس کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ واجب ہے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر غیر مقلد امام فرائض یعنی ارکان وشرائط میں ائمہ حضرات کی رعایت رکھتا ہو تو پھر اس کے پیچھے

نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر رعایت نہ رکھتا ہو تو پھر اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے، بلکہ حتی الامکان بچنے کی کوشش کی جائے اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ ضروری نہیں۔

"ان تیقن المراعاة لم یکرہ اوعدمھالم یصح وان شک کرہ" ......(الدر علی الرد: ۱/ ۴۱۶)

" (ان تیقن المراعاة لم یکرہ الخ) ای المراعاة فی الفرائض من شروط وارکان فی تلک الصلوۃ وان لم یراع فی الواجبات والسنن کماھو ظاھر سیاق کلام البحر وظاھر کلام شرح المنیة ایضاحیث قال واما الاقتداء بالمخالف فی الفروع کالشافعی فیجوزمالم یعلم منه مایفسدالصلوۃ علی اعتقادالمقتدی علیه الاجماع وانما اختلف فی الکراھة اہ فقید بالمفسددون غیرہ کماتری وفی رسالة الاھتداء فی الاقتداء لملاعلی القاری ذھب عامة مشائخنا الی الجوازاذاکان یحتاط فی موضع الخلاف والافلاوالمعنی انه یجوزفی المراعی بلاکراھة وفی غیرہ معھاثم المواضع المھمة للمراعاة ان یتوضامن الفصدوالحجامة والقیئ ...... لافیماھوسنة عندہ ومکروہ عندناکرفع الیدین فی الانتقالات ...... لایمکن فیه الخروج عن عھدة الخلاف فکلھم یتبع مذھبه ولایمنع مشربه"......(ردالمحتار: ۱/ ۴۱۶، کذافی حلبی کبیری: ۴۴۴)

"والاعادة لاتجب الاعندفسادالصلوۃ وفسادھابفوات الرکن"......(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۹۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

خائن، غاصب کی امامت:

مسئلہ(۳۴۴): ایک شخص جو کہ مندرجہ ذیل خامیوں کا مرتکب ہے اس شخص کے پیچھے قرآن وسنت کی روشنی میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۱) وہ ایک مقتدی کو ۳۵۰۰ روپے بیعانہ دینے سے انکاری ہو گیا ہو۔ (۲) مدرسہ کی ۴۵ من گندم اور ۳۵۰۰ روپے ویسے ہی ہضم کر گیا ہو۔ (۳) ایک صاحب خیر نے مدرسہ کا خرچ اپنے ذمہ لیا تھا اس سے بھی برابر خرچہ وصول کرتا رہا باوجود ان کے منع کرنے کے بچیوں سے ہاسٹل کے ۴۰۰ روپے بھی وصول کرتا رہا اس کا کوئی کتابی ریکارڈ نہ رکھنا خرد برد کر جانا؟ (۴) مدرسہ کی ایک استانی کی تنخواہ ایک صاحب خیر سے جو کہ مبلغ دو ہزار تھی استانی کو صرف پانچ سو روپے دیتا تھا۔ (۵) کافی تعداد میں اہل محلہ نے جن کو ان کی خامیوں کا علم ہے اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا اس کے علاوہ بد اخلاق بد دیانت ہے اور مقتدیوں سے سخت رویے سے پیش آتا ہے جس پر مقتدیوں کا حلفی بیان موجود ہے، کیا قرآن وسنت میں معزول کرنے کا انتظامیہ کو حق حاصل ہے کہ نہیں ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال جس شخص میں مذکورہ قباحتیں پائی جاتیں ہیں وہ فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے البتہ اگر امام صاحب اپنے ان مذکورہ افعال سے توبہ کرلیں تو امامت صحیح ہے بصورت دیگر امام صاحب اپنے ان افعال سے باز نہ آئیں تو انتظامیہ کو معزول کرنے کا حق حاصل ہے۔

”الفاسق اذا کان یؤم ویعجز القوم عن منعه تکلموا قال بعضهم فی صلاة الجمعة یقتدی به ولا یترک الجمعة بامامته واما فی غیر الجمعة من المکتوبات لاباس بأن یتحول الی مسجد آخر ولا یصلی خلفه ولا یأثم بذلک ومن ام قوما وهم له کارهون ان کانت الکراهة لفساد فیه او لانهم احق بالامامة کره له ذالک وان کان هو احق بالامامة لم یکره“......(التتارخانیة : ۱/ ۳۹ ۶)

”وفی الخلاصة وغیرها رجل ام قوما وهم له کارهون ان کانت الکراهیة لفساد فیه او لانهم احق بالامامة یکره له ذالک وان کان هو احق بالامامة لا یکره له ذالک اه وفی بعض الکتب و الکراهة علی القوم وهو ظاهر لانها ناشئة عن الاخلاق الذمیمة، وینبغی ان تکون تحریمیة فی حق الامام فی صورة الکراهة لحدیث ابی داؤد عن ابن عمرؓ مرفوعا ثلاثة لا یقبل الله منهم صلاة من تقدم قوماً وهم له کارهون رجل اتی الصلاة

دبارا والدبار ان یاتیھا بعدان تفوتہ ورجل اعتبدمحررہ کذافی شرح المنیۃ"......(البحر: ۱/ ۶۰۹)

"وذکر شارح وغیرہ ان الفاسق اذاتعذرمنعہ یصلی الجمعۃ خلفہ وفی غیرھاینتقل الی مسجدآخر وعلل لہ فی المعراج بان فی غیرالجمعۃ یجدامامًاغیرہ فقال فی فتح القدیر وعلی ھذافیکرہ الاقتداء بہ فی الجمعۃ اذاتعددت اقامتھافی المصرعلی قول محمدوھوالمفتی بہ"......(البحر: ۱/ ۶۱۱)

"(قولہ فالحاصل انہ یکرہ الخ) قال الرملی ذکرالحلبی فی شرح منیۃ المصلی ان کراھۃ تقدیم الفاسق والمبتدع کراھۃ التحریم"......(منحۃ الخالق: ۱/ ۶۱۱، کذافی ردالمحتار: ۱/ ۴۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عناد پرست، دست درازی اور باطل کی حمایت کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۴۳): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام وعلمائے عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایسا امام جس میں یہ خامیاں ہوں اس کی امامت کیسی ہے(۱)جب دوفریق لڑتے ہیں توامام صاحب فریق باطل کی حمایت کرتے ہیں۔(۲) بغیرشرعی عذرکے عناد رکھتاہے نمازیوں سے نازیبا الفاظ کہتاہے اوردست درازی کرتاہے اورمقتدیوں کوآپس میں لڑاتاہےاور بدظنی پیدا کرتاہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مذکورہ صفات کاحامل امام فاسق ہےاورفاسق کے پیچھے نمازپڑھنامکروہ تحریمی ہے۔

"(قولہ وفاسق) من الفسق وھوالخروج عن الاستقامۃ ولعل المرادبہ من یرتکب الکبائر"......(ردالمحتار: ۱/ ۴۱۳)

"ویکرہ ان یکون الامام فاسقاویکرہ للرجال ان یصلواخلفہ"......(فتاوی التتارخانیۃ: ۱/ ۴۳۸)

" وفيه اشارة الى انهم لو قدموا فاسقاياثمون بناء على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلايبعدمنه الدخول ببعض الشروط وفعل ماينافيها بل هو الغالب بالنظر الى فسقه ولذالم تجز الصلاة اصلاعندمالک ورواية عن احمدالا اناجوزناه مع الكراهة لقوله عليه السلام صلوا خلف كل بر وفاجر"......(حلبی کبیری: ۱/ ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام اگر سہواً بے وضو نماز پڑھائے تو کیا حکم ہے؟:

مسئلہ(۴۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام نماز مغرب پڑھانے کھڑا ہوا اس یقین کے ساتھ کہ وہ باوضو ہے دو رکعت پڑھا کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہونے لگا تو یاد آیا کہ اس کا وضو نہیں ہے، لیکن اس نے تیسری رکعت بھی پڑھادی ایسے امام اور نمازیوں کے لیے کیا حکم ہے امام نے تو اپنی نماز دہرالی کیا مقتدیوں کی نماز ہوگئی ہے یا نہیں اب مقتدیوں کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مذکور میں نماز نہیں ہوئی امام بھی نماز لوٹائے گا اور مقتدیوں کو بھی نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہے اور امام صاحب پر لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو مقتدی حضرات کو مطلع کردے کہ وہ اس کے پیچھے پڑھی گئی اپنی نماز کا اعادہ کرلیں۔

"ومن اقتدى بامام ثم علم ان امامه محدث اعادلقوله عليه السلام من ام قوماثم ظهرانه كان محدثا اوجنبا اعادصلاته واعادوا"......(الهداية : ۱/ ۱۳۰)

" ولو ام قومامحدث اوجنب ثم علم بعدالتفرق يجب الاخباربقدرالممكن بلسانه اوكتاب اورسول على الاصح"......(البحر: ۱/ ۲۴۱)

"(قوله كمايلزم الامام اخبارالقوم اذا امهم وهومحدث اوجنب

بالقدر الممکن بلسانه او (بکتاب اورسول علی الاصح)"...... (الدر علی الرد: ۱/۴۳۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دوران نماز مکروہ افعال کرنے والے کی امامت:

مسئلہ (۴۴۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلمائے عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے محلہ کی مسجد کے امام صاحب کی عادت ہے وہ دوران نماز ہاتھ بار بار منہ اور ڈاڑھی پر پھیرتے ہیں اور بار بار قمیص کھینچ کر سیدھی کرتے ہیں کیا ایسی حرکات کرنے والے کے پیچھے نماز درست ہوگی؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں امام صاحب کا اپنے فضول کاموں سے اجتناب کرنا لازم ہے کیونکہ اس سے نماز میں کراہت لازم آ جائیگی۔

"ویکرہ ایضا ان یکف ثوبه وھو فی الصلوۃ بعمل قلیل بان یرفعه من بین یدیه او من خلفه عندالسجود اویده فیھا وھو مکفوف کما اذا دخل وھو مشمر الکم اوالذیل وان یرفعه کیلا یتترب"......(حلبی کبیری: ۱/۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سر پر مصنوعی بال لگوانے والے کی امامت:

مسئلہ (۴۴۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلمائے عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کے بال نہیں ہیں اس نے سر کی زینت کے لیے مصنوعی بال لگوائے ہیں اور یہ بال اتارے نہیں جاسکتے، مسئلہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا شخص اگر غسل جنابت کرے گا تو اس کا غسل صحیح ہوگا یا نہیں؟ اور اگر وہ وضو کرے تو اس کا وضو ہوجائے گا یا نہیں؟ کیونکہ وضو میں سر کا مسح کرنا فرض ہے، اگر یہی شخص نماز میں امامت کرائے تو اس کی امامت کروانا درست ہوگا یا نہیں اور اس کے پیچھے پڑھی گئی نماز لوٹانا درست ہے یا نہیں؟ اور بال لگوانا شرعی لحاظ سے کیسا ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں اگر سر پر لگوائے جانے والے بال اپنے ہوں یا کسی جانور کے ہوں یا کیمیکل سے بنے ہوئے مصنوعی بال ہوں تو اس کو سر پر کھال میں پیوست کرنا لگانا جائز ہے اور چونکہ یہ بال بدن کا حصہ بن جاتے ہیں تو ان پر مسح کرنا اور غسل کرنا بھی جائز ہے اور ایسے شخص کی امامت اور اس کی اقتداء بھی درست ہے۔ اگر بال کھال میں پیوست نہ ہوں بلکہ سر پر کسی کیمیکل سے چپکائے ہوئے ہوں تو پھر ان پر مسح نہ ہوگا۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ کسی دوسرے انسان کے بال لگوانا شرعاً درست نہیں۔

"ان استعمال جزء منفصل عن غیره من بنی آدم اهانة بذلک الغیر والآدمی بجمیع اجزائه مکرم ولا اهانة فی استعمال جزء نفسه فی الاعادة الی مکانه اھ"......(بدائع الصنائع: ۳۱۶/۴)

"ولاباس بذالک من شعر البهیمة وصوفها لانه انتفاع بطریق التزین بمایحتمل ذالک اھ"......(بدائع الصنائع: ۳۰۲/۴)

" العضوالمنفصل من الحی کمیتته کالاذن المقطوعة والسن الساقطة الافی حق صاحبه فطاهروان کثرقال الشامی السن الساقطة تقدم فی الطهارة ان المذهب طهارة السن وان کثرای زادعلی وزن الدرهم فلوصلی به وهومعه تصح صلاته"......(الدر مع الرد: ۲۱۸/۵)

"والاذن المقطوعة والسن المقلوعة طاهرتان فی حق صاحبهماوان کانتا اکثر من قدرالدرهم اھ"......(البحر الرائق: ۲۰۱/۱، کذافی الدرالمختار: ۱۵۲/۱)

"وقیل کل ذالک یجزیهم للحرج والضرورة ومواضع الضرورة مستثناة عن قواعدالشرع کذافی الظهیریة "......(الهندیة : ۱۳/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کے فنڈ میں خرد برد کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۳۷): ایک امام صاحب مسجد کا پیسہ کھاتا رہتا ہے اس مسئلہ کے بارے میں چند امور وضاحت طلب ہیں:(۱) کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟(۲) کیا اس کے پاس امانت رکھ سکتے ہیں؟۔(۳) کیا اپنے اختیار کو استعمال کرتے ہوئے اسے برطرف کرنا درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر مذکورہ امام کی ماہانہ تنخواہ مقرر ہے تو وہ شرعاً خائن اور فاسق ہے، لہٰذا ایسے شخص کے پیچھے نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے اور امانت رکھنا بھی درست نہیں، نیز اپنا اختیار استعمال کرتے ہوئے اسے برطرف کرنا درست ہے، اگر تنخواہ مقرر نہیں ہے تو ذمہ دار حضرات کی اجازت سے بقدر ضرورت لے سکتا ہے۔

”وفيه اشارة الى انهم لو قدموا فاسقاً يأثمون بناء على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه اه“......(حلبی کبیری: ۱/۴۴۲)

”(وكره امامة العبد...... الفاسق) العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب اهانته شرعاً فلا يعظم بتقديمه للامامة“......(مراقی الفلاح: ۱/۳۰۲)

”ويكره ان يكون الامام فاسقاً ويكره للرجال ان يصلوا خلفه اه“......(التتارخانية: ۱/۳۳۸)

”ويعزل القاضي المتولي لو كان خائناً نظر اللوقف ولا اعتبار لشرط الواقف ان لا يعزله القاضي والسلطان لانه شرط مخالف بحكم الشرع اه“......(مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى: ۴/۴۲۷)

” (وينزع لو خائناً كالوصي وان شرط ان لا ينزع) اى ويعزل القاضي الواقف المتولي على وقفه لو كان خائناً كما يعزل الوصي الخائن نظر اللوقف واليتيم ولا اعتبار بشرط الواقف ان لا يعزله القاضي والسلطان لانه شرط مخالف لحكم الشرع فبطل اه“......(البحر الرائق: ۵/۴۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

لوگوں کو تیجہ، ساتواں کی ترغیب دینے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۴۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے محلے کا امام مسجد بدعتی بریلوی ہے، تیجہ، ساتواں، چالیسواں کی لوگوں کو ترغیب دیتا ہے کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے اس کے علاوہ کوئی اور شخص موجود نہیں جو امامت کروائے اور آس پاس کوئی اور مسجد بھی موجود نہیں ہے براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں یہ شخص بدعتی ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے البتہ پڑھی ہوئی نمازیں واجب الاعادہ نہیں ہیں آئندہ کے لیے احتیاط کریں، اگر آس پاس کوئی اور مسجد نہیں ہے تو پھر اکیلے پڑھنے سے اس کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھنا بہتر ہے اس لیے کہ جماعت کی نماز اکیلے نماز پڑھنے سے بہرحال افضل ہے۔

”(ویکره امامة عبد...... ومبتدع ای صاحب بدعة)وهی الاعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لابمعاندة بل بنوع شبهة وکل من کان من قبلتنا(لایکفربها)“......(الدرعلی الرد: ۱/۴۱۴)

”ویکره تقدیم المبتدع ایضالانه فاسق من حیث الاعتقادوهواشدمن الفسق من حیث العمل الا ان الفاسق من حیث العمل یعترف بانه فاسق ویخاف ویستغفربخلاف المبتدع والمرادبالمبتدع من یعتقدشیئاً علی خلاف مایعتقده اهل السنة والجماعة وانمایجوزالاقتداء به مع الکراهة اذالم یکن مایعتقده یؤدی الی الکفرعنداهل السنة امالوکان مؤدیا الی الکفرفلایجوز“......(حلبی کبیری: ۴۴۳)

” لوصلی خلف فاسق اومبتدع ینال الجماعة لکن لاینال کماینال خلف تقی“ ......(البحر: ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسافر جمعہ کی امامت کرواسکتا ہے:

مسئلہ(۳۴۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ مسافر آدمی جمعہ کی امامت کرواسکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کے مطابق جواب ارسال فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

مسافر جمعہ کی امامت کرواسکتا ہے، بشرطیکہ جمعہ صحیح ہونے کی دیگر شرائط موجود ہوں۔

"ویجوز للمسافر والعبد والمریض ان یؤم فی الجمعة الخ"......(الهدایة : ۱/۱۷۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جعلی سند سے امام بننے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۵۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ ہماری مسجد کے امام صاحب اوقاف کی طرف سے امام تھے اب بیٹا امام بن چکا ہے انہوں نے غلط طریقے سے شہادت عالیہ کی سند لگا کر اور چند علماء کے جعلی دستخط کر کے ایک تائیدی خط بھی اس سند کے ساتھ منسلک کر کے اپنے بیٹے کی محکمہ اوقاف کی جانب سے تعیناتی کروالی ہے حالانکہ یہ لڑکا پچھلے سال درجہ خامسہ کا طالب علم تھا آیا اس صورت میں ان دونوں افراد کی امامت کرنا کیسا ہے ایسے امام صاحب کے پیچھے نماز ہوگی کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال مسئولہ صورت میں اگر امام صاحب اور ان کا بیٹا دونوں اس فعل بد سے توبہ واستغفار کرلیں تو ان کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے اس لیے کہ حدیث پاک میں آتا ہے"التائب من الذنب کمن لاذنب له'' اور اگر وہ توبہ واستغفار نہیں کرتے تو فاسق ہونے کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

"واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

" وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق الخ"......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فلموں کا کاروبار کرنیوالے کی امامت:

مسئلہ(۳۵۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی فلموں کا کاروبار کرتا ہے ہرقسم کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی کرتا ہے اوراس کے ساتھ وہ قاری بھی ہے، لیکن ڈاڑھی بھی کترواتا ہے بالکل خشخشی ہے منڈوانے کے برابر ہے اور وہ لوگوں کو امامت کراتا ہے کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ایسا آدمی فاسق ہے اوراس کی امامت مکروہ تحریمی ہے اس کو معزول کرکے باشرع آدمی کو امام مقرر کرنا ضروری ہے۔

"واما الفاسق فقدعللوا کراھة تقدیمه بانه لایھتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیھم اھانته شرعا ولایخفی انه اذاکان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بھم بغیر طھارة فھو کالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم لماذکرناقال ولذالم تجز الصلوة خلفه اصلاعندمالک ورواية عن احمد فلذاحاول الشارح فی عبارة المصنف وحمل الاستثناء علی غیر الفاسق"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سماع موتی کے منکر کی امامت:

مسئلہ(۳۵۲): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق کہ ایک آدمی غلام شبیر نامی کہتا ہے کہ تمام انبیاء کرام (علی نبینا وعلیھم الصلوات والسلام) قبروں میں مردہ ہیں۔قبروں کے پاس درودوسلام پڑھنے والے کانہ درود سنتے ہیں اور نہ ہی جواب دیتے ہیں یہ براعقیدہ ہے، جبکہ مولوی عبدالرشید عمر کا یہ کہنا ہے کہ تمام انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں جو شخص قبر کے پاس درود پڑھے اس کو خود سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں جو دور سے پڑھے اس کو فرشتے پہنچاتے ہیں، ان مذکورہ دوشخصوں میں سے کس کا عقیدہ صحیح ہے اوراہل سنت

والجماعت کے مطابق ہے؟ جس شخص کا یہ غلط عقیدہ ہے اس کا قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا حکم ہے ,نیز ایسا عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مرقومہ میں مذکورہ ثانی شخص (مولوی عبدالرشید) کاعقیدہ صحیح اوراہل سنت والجماعت کے مطابق ہے اوراول شخص (غلام شبیر) کاعقیدہ غلط ہے اوراہل سنت والجماعت کے خلاف ہے اورایسا عقیدہ رکھنے والا بدعتی ہے،اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

"عن اوس بن اوسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان من افضل ایامکم یوم الجمعة..... فاکثرواعلیّ من الصلوة فیه فان صلوتکم معروضة علیّ قال قالوایارسول الله وکیف تعرض صلوتناعلیک وقدارمت قال یقولون بلیت فقال ان الله عزوجلّ حرم علی الارض ان تاکل اجسادالانبیاء"......(ابوداود: ۱/۱۵۸)

"عن ابی ہریرةؓ عن النبی ﷺ قال من صلی علیّ عندقبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته"......(المشکوٰۃ: ۱/۸۸)

"والاحسن ان یقال ان حیاته ﷺ لایتعقبهاموت بل یستمر حیاوالانبیاء احیاء فی قبورهم"......(هامش البخاری: ۱/۵۱۷)

"عن ابن عباسؓ مرفوعامامن احدیمربقبراخیه المؤمن کان یعرفه فی الدنیایسلم علیه الاعرفه وردّ علیه"......(روح المعانی: ۲۱/۵۵)

"ومماهومقررعندالمحققین انه ﷺ حیّ یرزق ممتع بجمیع الملاذوالعبادات غیرانه حجب عن ابصارالقاصرین عن شریف المقامات..............ینبغی لمن قصدزیارة النبی ﷺ ان یکثرالصلوة علیه فانه یسمعهاوتبلغ الیه...........فتقف بمقدار..........محاذیالرأس النبی ﷺ ووجهه الاکرم ملاحظانظره السعیدالیک وسماعه کلامک ورده علیک

سلامک وتأمینه علی دعائک وتقول السلام علیک یاسیدی یارسول الله "
......(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح متن حاشیة الطحطاوی: ۲۴۶)
" (ویکره امامة...... مبتدع) ای صاحب بدعة وهی اعتقادخلاف المعروف
عن الرسول"...... (الدرالمختار: ۱/۴۱۴)
" قوله ویکره امامة الفاسق والمبتدع فالحاصل انه یکره الخ قال الرملی
ذکرالحلبی فی شرح منیة المصلی ان کراهة تقدیم الفاسق والمبتدع کراهة
التحریم الخ"......(منحة الخالق: ۱/۶۱۱، کذافی حلبی کبیری: ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امامت میں میراث نہیں چلتی:

مسئلہ(۳۵۳): کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق کہ ضلع مانسہرہ کے ایک علاقے کی مرکزی جامع مسجد میں ایک ہی خاندان کے جید علمائے کرام عرصہ ۵۰،۶۰ سال سے یااس سے کچھ کم عرصہ امامت کے فرائض سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں اس خاندان کے آخری امام جب وفات پاگئے تو انہوں نے اپنے پیچھے تین لڑکے چھوڑے جوکہ دنیاوی کاروبار میں مصروف ہونے کی وجہ سے امامت نہ کراسکے انہوں نے عوام کی رائے اورمشورہ سے اپنانائب ایک عالم کو بنایا کہ جب ہمارے خاندان کاکوئی فردامامت کااہل ہوجائے گاتو آپ کوامامت سے سبکدوش ہوناپڑے گامسجد شریف میں امام اور کمیٹی کے سامنے معاہدہ ہوااب اسی خاندان سے ایک نوجوان حافظ قاری اورمولوی بن کے آگیامسلک کےلحاظ سے بھی خاندان کے مولویوں کی طرح دیوبندی ہے اب جوخلیفہ تھااس نے چندافراداپنے ساتھ ملائے ہیں اورامامت پرزبردستی قابض ہوگیاہے جبکہ مسجد کمیٹی اوراکثریت عوام الناس سابقہ علمی مولوی خاندان کے ساتھ ہے اب جھگڑے کااحتمال ہے سوال یہ ہے کہ اب وہ خلیفہ عندالشرع معزول ہوسکتا ہے یاکہ نہیں اورجومولوی خاندان کانوجوان ہے امامت کے اہل ہونے کے بعداپنے آباءواجداد کی امامت پرمعاہدہ کی روسے فائزہونے کامدعی ہے وہ امامت کامستحق ہے یاکہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگرقابض امام میں کوئی شرعی نقص نہ ہوتواس کونہیں ہٹاناچاہیے لیکن اگرواقعی طورپرفسادکاخطرہ ہوتوامام

صاحب کوخود دستبردار ہونا چاہیے قوم کا بغیر شرعی وجہ کے ناراض ہونا قابل اعتبار نہیں ،قوم کو چاہیے کہ جس میں امامت کی شرائط کامل طور پر پائی جاتی ہوں تو اس کو امام بنائے ،امامت میں یہ ترتیب ہے نماز کے مسائل کو جاننے والا ہو پھر اچھی قرأت کرنے والا ہو اور پھر متقی ہو اور بڑی عمر والا ہو دونوں میں سے یہ شرائط جس میں پائی جائیں وہ امام بنے اور اگر دوسرا باوجود شرائط نہ پائے جانے کے بضد ہے تو وہ گناہ گار ہوگا۔

”(والاحق بالامامة) تقديما بل نصبامجمع الانهر (الاعلم باحكام الصلاة) فقط صحة وفسادابشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدرفرض ......(ثم الاورع ثم الاسن) “......(الدرعلى الرد: ۱/ ۴۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سکول ماسٹر اور حجام عالم کی امامت:

مسئلہ(۳۵۴): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق کہ ایک آدمی سکول ماسٹر ہے حکیم بھی اور ڈاکٹر بھی ہے امامت کرواسکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں، نیز کیا حجام آدمی امامت کرواسکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر وہ ماسٹر صاحب سنت کے مطابق ڈاڑھی والا باشرع اور نماز کے ضروری مسائل سے واقف ہو تو امامت کرواسکتا ہے۔

۲۔ کیونکہ حجام عام طور پر بال کاٹتے ہیں اور ساتھ ڈاڑھیاں بھی مونڈتے ہیں، لہذا اگر حجام صرف بال کاٹتا ہے تو امامت درست ہے اور اگر ڈاڑھی مونڈتا ہو تو ڈاڑھی مونڈنے کی وجہ سے فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

”واما الفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان فى تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعا ولايخفى انه اذكان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلى بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره

امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لماذکرناقال ولذالم تجز الصلوة خلفه اصلاعندمالکؒ وروایة عن احمدؒ فلذاحاول الشارح فی عبارة المصنفؒ وحمل الاستثناء علی غیر الفاسق"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

افیون کھانے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۵۵): کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق کہ کیاافیون کھانے والا آدمی جماعت کرواسکتا ہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

دوا کے طور پرافیون کھاتا ہوتو نماز میں امام بنانا درست ہے اوراگر نشے کے طور پر کھاتا ہوتواسکی امامت مکروہ ہے۔

"وکذاتکره خلف امرد وسفیه ومفلوج وابرص شاع برصه وشارب الخمرواکل الرباونمام ومراء ومتصنع اه"...... (الدرعلی الرد: ۱/۴۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شرک خفی کرنے والے اور بدعتی کے پیچھے نماز جنازہ پڑھنا:

مسئلہ(۳۵۶): کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق کہ شرک خفی وبدعت کرنے والے کے پیچھے نماز جنازہ پڑھ لینا ٹھیک ہے یانہیں جبکہ نہ پڑھنے سے فتنہ پھیلنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہو؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں شرک خفی کے مرتکب اور بدعتی کے پیچھے نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے مگر شرک خفی کے مرتکب اور بدعتی کی امامت مکروہ ہے۔

"و کرہ امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا. والفاسق لایهتم لامر دینه الخ"......(البحر الرائق: ۱/ ۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

یارسول اللہ کہنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۵۷): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص زید امام مسجد ہے وہ جب نماز کے بعد دعا کراتا ہے یہ الفاظ کہتا ہے:"یا اللہ کرم کیجئے مصطفے کے واسطے" پھر بعد میں کہتا ہے:"یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے سے"، آیا اس امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور یہ الفاظ شرکیہ ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مذکورہ میں زید نامی امام بدعتی معلوم ہوتا ہے اور بدعتی کی امامت مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے، اور یہ الفاظ (یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے سے) شرکیہ ہیں۔

"قال ابن عابدینؒ فهو(الفاسق) کالمبتدع تکره امامته بکل حال"......(ردالمحتار: ۱/ ۴۱۴)

"قال الحلبیؒ (بعدماحررمن ان کراهة تقدیم الفاسق کراهة تحریم) یکره تقدیم المبتدع ایضا لانه فاسق من حیث الاعتقاد وهو اشد من الفسق من حیث العمل الا ان الفاسق من حیث العمل یعترف بانه فاسق ویخاف ویستغفر بخلاف المبتدع اه"......(غنیة: ۴۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پگڑی کے بغیر نماز پڑھانا:

مسئلہ(۳۵۸): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق کہ اگر کسی جگہ امام کے لیے

نماز میں پگڑی باندھنا ضروری خیال کیا جاتا ہو اور نہ باندھنے پر طعن وتشنیع کی جاتی ہو اور پگڑی باندھنے کو سنت مؤکدہ سمجھا جاتا ہو یا واجب کا درجہ دیا جاتا ہو ان حالات میں امام کے پگڑی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آیا ان حالات میں امام پگڑی باندھے یا لوگوں کے غلط عقیدے کی اصلاح کے لیے ترک کردے جبکہ امام کی عام عادت پگڑی باندھنے کی نہیں ہے؟ از روئے شریعت مطہرہ دلائل واضحہ کے تناظر میں اس مسئلہ کی وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوہاب

واضح رہے کہ ہر نمازی کے لیے خواہ وہ امام ہو یا مقتدی پگڑی باندھ کر نماز پڑھنا مستحب ہے امام کو چاہیے کہ وہ پگڑی باندھنے کا اہتمام کرے اور مقتدیوں کو بھی پگڑی باندھنے کی ترغیب دے اور کبھی کبھار عمامہ کے بغیر نماز پڑھائے تاکہ عوام کے ذہن سے التزام کا تصور ختم ہو جائے اور عوام کو بھی طعن وتشنیع نہیں کرنا چاہیے، بلکہ ائمہ مساجد کے بارے میں درپیش مسائل کی جید علماء اور مفتیان کرام سے تحقیق کریں، خواہ مخواہ ائمہ حضرات کو پریشان کرنے سے گریز کریں۔

”فی الحدیث ان عمامته ﷺ کانت فی صلاته سبعة اذرع وفی الفقه انه یستحب ان یصلی فی ثلاث ثیاب منها العمامة اماترک العمامة فلیس بمکروه عندی ...... والمحقق عندی انهاتکره فی البلادالتی تعدفیهاشیئاً محترمابخلاف البلادالتی لا اعتیادلهم بهاولا اعتدادفلاتکون مکروهة اه“......(فیض الباری: ۲/ ۸)

”والمستحب للرجل ان یصلی فی ثلاثة اثواب قمیص، وازار وعمامة اه“......(التتارخانیة : ۱/ ۳۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پنجگانہ نماز میں جماعت ترک کرنے والے کی نماز عیدین میں امامت:

مسئلہ (۳۵۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) ایک عالم دین اور حافظ قرآن

عرصہ ۱۸ سال سے اپنے علاقے اور گھر میں موجود ہیں ان کے گھر سے پانچ سات منٹ کی مسافت پر مسجد ہے وہ اس مسجد میں نہ نماز پڑھتے ہیں نہ پڑھاتے ہیں اور ایسے ہی تراویح، مگر عید کے دن صبح سویرے منبر پر بیٹھ جاتے ہیں کیا ایسے عالم کے لیے نماز پڑھانی درست ہے؟ (۲) کیا نماز تراویح پڑھنے پڑھانے والوں کی نماز اس کے پیچھے درست ہے؟ (۳) یہی عالم دین اپنے ہی علاقے میں دوجگہ بدکاری کی ناکام کوشش میں پکڑے گئے اور ان کو جوتے بھی پڑے تو کیا ایسا شخص مدرسۃ البنات چلانے کا اہل ہے؟ (۴) جن حضرات کو ان کی ان حرکات کا ذاتی علم ہو تو ان کی نماز ان کے پیچھے درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

۱۔ جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے اور تارک جماعت فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا جائز نہیں۔

"قال عامة مشائخنا انها واجبة وفي المفيد وتسميتها سنة لوجوبها بالسنة"......(الهندية : ۸۲/۱)

مگر عذر کی وجہ سے (یعنی عذر شرعی) اگر جماعت سے نماز نہیں پڑھتا تو فاسق نہیں اور اس صورت میں امامت کرواسکتا ہے۔

۲۔ فاسق کی امامت سب کے لیے مکروہ تحریمی ہے، البتہ بااختیار لوگوں پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

۳۔ اگر توبہ کر لی تو امامت کرواسکتا ہے، ورنہ نہیں یہی حکم مدرسہ کا بھی ہے۔

"(ويكره امامة عبد واعرابي وفاسق) (قوله وفاسق) ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك اه"......(الدر مع الرد: ۳۱۴/۱)

والله تعالىٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بیوی کو طلاق مغلظہ دینے کے باوجود اپنے پاس رکھنے والے شخص کی امامت:

مسئلہ (۳۶۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے محلے کے امام صاحب نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں فتوی علمائے کرام نے صادر فرمایا ہے عورت کو تین طلاقیں ہوگئی ہیں اب یہ اس آدمی کے گھر نہیں رہ سکتی، اس فتوے کی فوٹو کاپی ہمراہ ہے، لیکن اس فتوی کے جاری ہونے کے بعد اس امام مسجد نے اس مطلقہ

عورت کو چھ ماہ تک اپنے گھر میں آباد رکھا اور ہمبستری بھی کرتا رہا چھ ماہ بعد پھر امام صاحب نے غصہ میں آکر یہ الفاظ کہے "اگر تو روٹھ کر گھر جائے تو تجھے طلاقیں ہیں" عورت نے تین بالغ آدمیوں کے سامنے کہا میں روٹھ کر گئی ہوں میری عدت بھی پورے تین حیض مکمل ہو چکے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اس کو امام رکھنا چاہیے یا فارغ کر دینا چاہیے شرعی مسئلہ تحریر فرمائیں، یہ امام پھر کوشش کر رہا ہے کہ میری سابقہ بیوی بغیر شرعی حلالہ کے میرے گھر واپس آجائے فحش گالیاں جھوٹ بولنا اس کی عادت ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں، کیونکہ یہ شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے فاسق وفاجر ہے، لہٰذا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، مسجد کے اہل محلہ پر لازم ہے کہ اس کو امامت سے معزول کریں کسی دیندار صالح عالم دین کو امام مقرر کریں۔

"وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع"......

(البحر الرائق: ۱/ ۶۱۰)

"(ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق) قوله (وفاسق) ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی وآکل الربا ونحو ذلک اه"......(درمع الرد: ۱/ ۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز جنازہ کے فوراً بعد دعا مانگنے والے اور بریلویوں کا ختم پڑھنے والے کی امامت:

مسئلہ (۳۶۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صاحب ہیں جو نماز جنازہ کے بعد فوراً کھڑے ہو کر دعا مانگتے ہیں اور گھروں میں جا کر بریلویوں والا ختم پڑھتے ہیں اور تیجے، پانچویں اور چالیسویں میں بھی شریک ہوتے ہیں، کیا ایسے امام کے پیچھے مستقل نماز پڑھنا جائز ہے یا کہ ناجائز ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں اگر امام موصوف مذکورہ افعال کا ارتکاب مجبوری یا مصلحت کی وجہ سے کرتا ہے، لیکن عقیدہ

درست ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے، اور اگر عقیدۃً تمام امور کو درست سمجھتا ہے تو پھر وہ بدعتی ہے اور بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے، مستقل طور پر اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

"ویکرہ تقدیم المبتدع ایضالانہ فاسق من حیث الاعتقادوھو اشدمن الفسق من حیث العمل الا ان الفاسق من حیث العمل یعترف بانہ فاسق ویخاف ویستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من یعتقدشیئاعلی خلاف مایعتقدہ اھل السنۃ والجماعۃ وانمایجوز الاقتداء بہ مع الکراھۃ اذالم یکن مایعتقدہ یؤدی الی الکفر عنداھل السنۃ"......(غنیۃ المستملی:۴۴۳)

" وقال ابویوسف اکرہ ان یکون الامام صاحب البدعۃ ویکرہ للرجل ان یصلی خلفہ"......(التتارخانیۃ : ۱/۴۳۷)

"لو صلی خلف فاسق اومبتدع ینال فضل الجماعۃ لکن لاینال کماینال خلف تقی ورع لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام من صلی خلف عالم تقی فکانماصلی خلف نبی"......(البحرالرائق: ۱/۶۱۰)

"والمبتدع بارتکابہ ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ ﷺ من علم اوعمل اومال بنوع شبھۃ اواستحسان وروی محمدعن ابی حنیفۃ وابی یوسف ان الصلوۃ خلف اھل الاھواء لاتجوز والصحیح انھاتصح مع الکراھۃ خلف من لاتکفرہ بدعتہ"...... (حاشیۃ الطحطاوی:۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فاسق امام کی امامت کی ایک صورت اور اسکا حکم:

مسئلہ(۳۶۲): ایک شخص عرصہ دراز سے ایک جامع مسجد کی امامت کر رہا ہے واضح رہے کہ مذکورہ امام نہ حافظ ہے نہ قاری ہے اور نہ عالم ہے ایک ریٹائرڈ ہائی سکول کا ٹیچر ہے، جس کی اخلاقی حالت جھوٹ، غیبت، تہمت اور لوگوں کو گالیاں دینا اس کے لیے معمولی بات ہے، لوگوں کو بالخصوص نمازیوں کو آپس میں لڑانا، بجائے اصلاح کرنے کے ایک دوسرے کو آپس میں لڑانا، غیبت کرنا اس کا معمول بن گیا ہے اور بہت اہم مسائل مثلاً طلاق کے مسئلہ

پر جھوٹی قسم کے بعد گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا اور مسجد کی انتظامیہ کمیٹی کے ایک ممبر کو قتل کی دھمکی تک دے چکا ہے، جس کی وجہ سے اکثر مسجد میں جھگڑا ہو جاتا ہے اور ایسے واقعات کی شدت ہونے کی وجہ سے مذکورہ امام کو مسجد سے نکالا گیا، مگر مذکورہ امام نے لوگوں کی منت سماجت کی جس کے بعد پھر کچھ لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور ساتھ شکوہ بھی کرتے ہیں کچھ دنوں کے بعد پھر لڑائی شروع ہو جاتی ہے، تقریباً دو محلے اس سے متنفر ہو چکے ہیں، کافی تعداد میں نمازی دوسرے محلے میں نماز ادا کرتے ہیں، جن میں مولوی اور محلہ کے معزز لوگ بھی شامل ہیں، مذکورہ امام جب نماز جمعہ پڑھاتے ہیں تو کمیٹی کے چند لوگ مجبوری کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز جمعہ ادا کرتے ہیں، باقی دوسرے محلہ کی مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں آیا ان کی نماز ہو جاتی ہے یا کہ نہیں کیا اس کے پیچھے نماز ادا کی جائے یا علیحدہ پڑھ لی جائے تو اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں مذکورہ امام کے پیچھے نماز و جمعہ مع الکراہۃ ادا ہو جاتی ہیں اور جو لوگ دوسری مسجد میں جا کر نماز پڑھتے ہیں، ان کی نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور اکیلے علیحدہ نماز پڑھنے سے مذکورہ امام کے پیچھے نماز پڑھنا افضل ہے کیونکہ یہ شخص فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا اگرچہ مکروہ ہے مگر اکیلے نماز پڑھنے سے بہر حال افضل ہے۔

”ومن كراهة تقديم الفاسق على مايأتي ان العالم اولى بالتقديم اذا كان يجتنب الفواحش وان كان غيره اورع منه ذكره في المحيط ...... وفيه اشارة الى انهم لو قدموا فاسقا يأثمون بناء على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلايبعدمنه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماينافيها بل هو الغالب بالنظر الى فسقه ولذالم تجز الصلوة خلفه اصلا عندمالک ورواية عن احمدالا اناجوزناه مع الكراهة لقوله عليه السلام صلوا خلف كل بروفاجر وصلوا على كل بروفاجر“......(حلبی کبیری: ۴۴۲)

”الفاسق اذا كان يؤم يوم الجمعة وعجز القوم عن منعه قال بعضهم يقتدى به في الجمعة ولاتترک الجمعة بامامته وفي غير الجمعة يجوزان يتحول الى مسجدآخر ولايأثم به هكذافي الظهيرية“......(الهندية : ۱/ ۸۶)

"وفی السراج الوهاج فان قلت فما الافضلية ان يصلی خلف هؤلاء او الانفراد؟ قيل امافی حق الفاسق فالصلوة خلفه اولی لماذكرفی الفتاوی"......(البحر الرائق: ۱: ۲۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کا وسط صف میں کھڑا ہونا سنت ہے:

مسئلہ(۳۶۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسجد جس کی توسیع کے دوران انتظامیہ مسجد نے بعض وجوہ سے محراب کو مسجد کے وسط میں نہیں بنوایا بلکہ نئی تعمیر میں مسجد کے جنوب کی جانب تقریباً چھ فٹ زیادہ ہے اور محراب بالکل وسط مسجد میں نہیں، بلکہ شمال والی طرف محراب سے مسجد چھ فٹ چھوٹی ہے، لہٰذا ایسی مسجد میں ادا کی جانے والی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

نمازیں تو درست ہیں لیکن امام کا وسط صف میں کھڑا ہونا سنت ہے بنابریں اگر وسط صف میں نہیں تو مکروہ ہے۔

"وينبغی للامام ان يقف بازاء الوسط فان وقف فی ميمنة الوسط اوفی ميسرته فقداساء لمخالفة السنة هكذافی التبيين"......(الهندية : ۱ / ۸۹)

" (قوله ويقف وسطاً) قال فی المعراج وفی مبسوط بكر ،السنة ان يقوم فی المحراب ليعتدل الطرفان ولوقام فی احدجانبی الصف يكره ولو كان المسجدالصيفی بجنب الشتوی وامتلأ المسجديقوم الامام فی جانب الحائط ليستوی القوم من جانبيه والاصح ماروی عن ابی حنيفة انه قال اكره ان يقوم بين الساريتين اوفی زاوية اوفی ناحية المسجداوالی سارية لانه خلاف عمل الامة......يفهم من قوله اوالی سارية كراهة قيام الامام فی غيرالمحراب ويؤيده قوله قبله السنة ان يقوم فی المحراب وكذاقوله فی موضع آخرالسنة ان يقوم

الامام ازاء وسط الصف الاترى ان المحاريب مانصبت الاوسط المساجدوهى قدعينت لمقام الامام"......(ردالمحتار: ۱/ ۴۲۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حضور ﷺ کو حاضر ناظر ماننے والے امام کی امامت:

مسئلہ(۳۶۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے جو حضور اکرم ﷺ کو حاضر و ناظر مانتا ہو نیز اذان سے پہلے اسپیکر پر صلاۃ وسلام پڑھتا ہو اور دیگر بریلوی عقائد رکھتا ہو۔

(۲) کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے جو حضور ﷺ کی قبر کی زندگی کا قائل نہ ہو یعنی یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ حضور ﷺ قبر میں زندہ نہیں ہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب مستند حوالہ جات کے ساتھ مرحمت فرمادیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں دونوں اعتقادی مبتدع ہیں ان کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"قال ابن نجيمؒ فى البحر: وكره إمامة العبدوالأعرابى والفاسق والمبتدع قال فى شرحه إن كان من أهل قبلتناولم يغل فى هواه حتى يحكم بكفره تجوزالصلاة خلفه وتكره"......(البحرالرائق: ۱/ ۶۱۰، ۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بہن یا بیٹی کو فروخت کرنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۶۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی اپنی بیٹی یا بہن کو روپیوں کے عوض فروخت کرے تو اس شخص کی امامت کیسی ہے؟ یعنی اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جس شخص نے اپنی بیٹی یا بہن یا اس کے علاوہ کسی بھی آزاد (حرہ) عورت کو فروخت کرکے رقم لی ہو، وہ مجرم اور فاسق ہے، جب تک رقم واپس نہ کرے، اور اس عمل پر نادم نہ ہوا ہو اس کی امامت ناجائز (مکروہ تحریمی ہے)۔

"اخذاهل المرأة شيئا عندالتسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة (قوله عند التسليم) اى بان ابى ان يسلمها اخوها اونحوه حتى ياخذشيئا وكذا لوابى ان يزوجها فللزوج الاسترداد قائما اوهالكا لانه رشوة "......(درمع الرد: ۲/۳۹۷)

" ولواخذ اهل المرأة شيئاعندالتسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة"......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۳۲۷)

"واماالفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامردينه وبان فى تقديم للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعاولايخفى انه اذاكان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلى بهم بغير طهارة فهوكالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشى فى شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم "......(فتاوىٰ شامى : ۱/۴۱۴)

" ان كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم "......(منحة الخالق على البحر: ۱/۶۱۱)

"ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله فى الاتيان بلوازمه فلايبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماينافيها بل هوالغالب بالنظر الى فسقه "......(حلبى كبيرى: ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پندرہ سالہ لڑکے کو تراویح میں امام بنانے کا حکم:

مسئلہ(۳۶۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکا ہے جس کی عمر ۱۵ سال ہے کیا اس کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر کوئی اور شرعی قباحت نہ ہو اور مسائل امامت سے واقف ہو اور تلفظ صحیح ہو تو چونکہ شرعاً یہ لڑکا بالغ ہے اس لیے اس کی امامت بلا کراہت درست ہے۔

" واما شروط الامامة فقدعدها فی نورالایضاح علی حدة فقال وشروط الامامة للرجال الاصحاء ستة اشیاء الاسلام والبلوغ والعقل والذکورة والقراءة والسلامة من الاعذار"..........(ردالمحتار: ۱/۳۰۲)

" وشروط صحة الامامة للرجال الاصحاء ستة اشیاء الاسلام والبلوغ لان صلاة الصبی نفل ونقله لایلزمه " ......(مراقی الفلاح: ۱۶۷)

"وفی شرح القدوری یجوزامامة الامرد اذاکان بالغا"......(خلاصة الفتاوی ۱/۱۴۸:)

"(بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والجاریة بالاحتلام والحیض والحبل فان لم یوجد فیهما شیء فحتی یتم لکل منهما خمس عشرة سنة به یفتی) لقصر اعمار اهل زماننا (قوله به یفتی) هذا عندهما وهورواية عن الامام وبه قالت الائمة الثلاثة "......(الدرمع الرد: ۵/۱۰۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دشنام طرازی کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۶۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی جو کہ پارٹی باز ہے بات بات پر جھگڑتا ہے، دشنام طرازی کرتا ہے بلکہ مارپیٹ سے بھی گریز نہیں کرتا، کیا ایسا شخص امامت کرواسکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

دشنام طرازی گناہ کبیرہ ہے، اگر یہ توبہ نہیں کرتا تو اس کو امام بنانا درست نہیں، اور یہ حکم غیبت کا بھی ہے۔

"عن عبدالله بن مسعودقال قال رسول الله ﷺ سباب المسلم فسوق وقتاله کفر ،متفق علیه "......(مشکوۃ المصابیح: ۲/۴۲۵)

" عن ابی الدرداء قال سمعت رسول الله ﷺ یقول ان اللعانین لایکونوا شهداء ولاشفعاء یعم القیامة "...... (مشکوۃ المصابیح: ۲/۴۲۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دوجگہ پر متعین امام کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۶۸): (۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صاحب تھانہ میں امام ہے، اور بڑے افسران کے ساتھ تعلقات کی وجہ سے تنخواہ کی وصولی کے باوجود نماز نہیں پڑھاتا، جب کہ ایک دوسرے محلے کی مسجد میں الگ طور پر امام اور خطیب ہے اور وہاں سے بھی پوری تنخواہ وصول کرتا ہے، اس دوطرفہ امام کی امامت اوراس کے پیچھے اقتداء کیسی ہے؟

(۲) ایک امام مسجد ہے، اس کا پرائیویٹ سکول ہے اوراس اسکول کی مسٹر کے ساتھ اس کا میل جول ہے بغیر پردہ کے، اس امام صاحب کی اقتداء کرنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) مذکورہ امام کا طرزِ عمل فاسقانہ ہے لہذا اس کی امامت مکروہ ہے۔

" ولـذا كـره امـامة الـفـاسـق الـعـالـم لعدم اهتمامه بالدين فتجب اهانته شرعا فـلايـعـظـم بتقديمه للامامة واذاتعذر منعه ينتقل عنه الى غير مسجده للجمعة وغيـرهـا وان لـم يـقـم الـجـمـعة الاهو تـصلى معه"......(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح: ۳۰۲)

"(ويـكـره تقديم العبد والاعرابي والفاسق) لانه لايهتم لامر دينه "......(هدايه: ۱/۱۲۴)

(۲) اگر سکول کی مسٹر بوڑھی غیر مشتہاۃ عورت ہو، یا جوان ہو لیکن اس کے ساتھ ایک دودفعہ اتفاقاً ملا ہو، تو اس کی امامت درست ہے، لیکن اگر اس کا اس مسٹر سے ملنا عادت ہواور زیادہ بوڑھی بھی نہیں ہے تو اس کی امامت مکروہ ہے۔

"امـا الـعـجـوز التـى لاتشتهـى فـلابـأس بـمصافحتها ومس يدها اذاامن ومتى جازالمس جازسفره بها ويخلواذاامن عليه وعليها والالا وفي الاشباه الخلوة بالاجنبية حرام "......(درمختارعلى هامش ردالمحتار : ۵/۲۴۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

زانی کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۶۹): بخدمت جناب حضرت اقدس مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد از سلام مسنون امید ہے کہ مزاج اچھے ہوں گے۔

حضرت اقدس چند مسائل درپیش ہیں ان کی وضاحت فرمائیں، شکریہ نوازش ہوگی۔

ایک شخص ہے وہ چند گناہوں کا مرتکب ہے، یعنی زنا کرنا، ٹی وی اور کیبل اور وش دیکھنے کا اور اس کے علاوہ اور بھی کئی گناہوں کا مرتکب ہے، اور فجر کی نماز بھی بالکل نہیں پڑھتا، آیا اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ برائے مہربانی اس کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر یہ سوال مبنی بر حقیقت ہو تو شخص مذکور فاسق ہے اور اس کو امامت سے ہٹانا فی الفور ضروری ہے کیونکہ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"ولاتقربوا الزنی ای تاتوا بدوا عیها من العزم علیه اوعلی بعض مقدما تها فضلا ان تباشروه انه ای الزنی کان فاحشته فعلة ظاهرة القبح زائدته وساء سبیلا بئس طریقا طریقة وهو الغضب علی الابضاع المؤدی الی قطع الانساب وهیجان الفتن عن بریدة عن النبی ﷺ قال ان السماوات السبع والارضین السبع لیلعن الشیخ الزانی وان فروج الزناة لتوذی اهل النار بنتن ریحها رواه البزار عن انس بن مالک عن النبی ﷺ قال المقیم علی الزنا کعابد وثن رواه الخرابطی وعن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ اذازنی الرجل خرج منه الایمان فکان علیه کالظلة فاذاقلع رجع الیه الایمان "......(تفسیر المظهری : ۵/۲۸۲،۲۸۳)

" قال ابن مسعود رضی الله عنه صوت اللهو والغناء ینبت النفاق فی القلب کماینبت الماء النبات قلت وفی البزازیة استماع صوت الملاهی کضرب

قصب ونحوه حرام لقوله عليه الصلوة والسلام استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذبها كفر اى بالنعمة فصرف الجوارح الى غير ما خلق لاجله كفر بالنعمة لاشكر فالواجب كل الواجب ان يجتنب كي لايسمع لماروى انه عليه الصلوة والسلام ادخل اصبعيه في اذنه عندسماعه واشعار العرب لوفيها ذكر الفسق تكره انتهى".....(درمختار على الشامي : ۵/۲۲۶،۲۲۵)

"وذكر شيخ الاسلام في شرح كتاب الصلاة الصلاة خلف اهل الاهواء تكره وقال صاحب الجواب فيه ان كل من كان من اهل قبلتنا ولم يغل في هواه حتى لايحكم بكونه كافرا ولابكونه ماجنا بتاويل فاسدتجوزالصلوة خلفه وان كان اهواء يكفر اهلها كالجهمي والقدرى الذى قال بخلق القرآن والرافضي الغالي الذى ينكر خلافة ابي بكر رضي الله عنه لاتجوز".....(المحيط البرهاني : ۲/۱۷۸)

" فنقول تقديم الفاسق للامامة جائز عندنا ويكره وقال مالك رضي الله عنه لاتجوزالصلاة خلف الفاسق لانه لماظهرت منه الخيانة في الامور الدينية فلايؤتمن في اهم الامور الاترى ان الشرع اسقط شهادته لكونها امانة ولناحديث مكحول ان النبي ﷺ قال الجهاد مع كل امير والصلاة خلف كل امام والصلاة على كل ميت ".....(المبسوط للسرخسي: ۱/۱۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی مونڈھے والے کی اذان وامامت کاحکم:

مسئلہ(۳۷۰): محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) ڈاڑھی مونڈھنے والے کی اذان وامامت واقامت کا کیا حکم ہے؟ نیز شرعی مقدار یعنی یک مشت سے کم رکھنے والا بھی کیا ڈاڑھی مونڈنے والے کے حکم میں ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ایک مشت داڑھی کا رکھنا واجب ہے، اس سے کم میں کتروانا یا منڈوانا جائز نہیں بلکہ حرام ہے، ایسا فسق وفجور کرنے سے آدمی فاسق ہوجاتا ہے اور فاسق کی امامت درست نہیں ہے، اسی طرح اس کی اذان واقامت بھی مکروہ ہے۔

”ویکره اذان الفاسق ولایعاد هکذافی الذخیرة وکره اذان الجنب واقامته باتفاق الروایات والاشبه ان یعاد الاذان ولاتعاد الاقامة ولایکره ......اذان المحدث فی ظاهر الروایة هکذافی الکافی “......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۴)

”قوله وکره امامة العبدوالاعرابی والفاسق المبتدع والاعمی وولدالزنا“......(البحر الرائق: ۱/۲۱۰)

”لاباس بنتف الشیب واخذاطراف اللحیة والسنة فیهاالقبضة وفیه قطعت شعرراسها المت ولعنت زادفی البزازیة وان بان الزوج لانه لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق ولذایحرم علی الرجل قطع لحیته والمعنی المؤثر التشبه بالرجال انتهی“......(درمختار: ۲/۳۵۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

داڑھی مونڈنے سے توبہ کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۷۱): بخدمت جناب حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی!

گزارش ہے کہ اس سے پہلے مؤذن بغیر ڈاڑھی والا اس کے لیے آپ سے فتویٰ حاصل کیا تھا، فتویٰ کے بعد اس نے اعلان کیا کہ میں نے توبہ کرلی ہے اور آئندہ ڈاڑھی پوری رکھوں گا، لیکن اس دوران تو وہ بھی کبھی امام مسجد کی غیر حاضری میں جماعت کرادیتا ہے، اس کی ڈاڑھی بھی ایک انچ کے برابر ہے، اس بارے میں وضاحت فرمادیں کہ کیا وہ جماعت کرواسکتا ہے؟ بہت مہربانی ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بقول آپ کے مؤذن نے شیو کرانے سے توبہ کرلی اور پوری ڈاڑھی رکھنے کا ارادہ کرلیا ہے اور توبہ کے بعد ایک انچ کے برابر ڈاڑھی بڑھ بھی گئی ہے، اب اگر مزید ایک مشت تک بڑھانے کا پختہ ارادہ ہے، مشت سے کم کٹوانے کا ارادہ نہیں ہے تو اب اس مؤذن کی امامت کروانا جائز ہے۔

"لاباس بان یقبض علی لحیته فاذازاد علی قبضة شئ جزه "......(فتاوىٰ سراجية: ۳۳۸)

" قوله والسنة فيهاالقبضة وهوان يقبض الرجل لحيته فمازادمنها على قبضة قطعه "......(فتاوىٰ شامى : ۵/۲۸۸)

" ولاباس بنتف الشيب واخذاطراف اللحية والسنة فيها القبضة وفيه قطعت شعررأسها اثمت ولعنت زادفى البزازية وان باذن الزوج لانه لاطاعة لمخلوق فى معصية الخالق ولذايحرم على الرجل قطع لحيته والمعنى المؤثر التشبه بالرجال انتهى"......(درمختارعلى ردالمحتار: ۲/۲۵۰)

"وعن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب كمن لاذنب له "......(مرقاة : ۵/۲۶۹)

"قدنصوا على ان اركان التوبة ثلاثة الندامة على الماضى والاقلاع فى الحال والعزم على عدم العود فى الاستقبال فالاولى ان يقال معنى الندم توبة انه عمدة اركانها "......(شرح فقه الاكبر: ۱۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پینٹ شرٹ پہن کر نماز پڑھانے کا حکم:

مسئلہ (۳۷۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام کا پینٹ شرٹ پہننا اور اس میں نماز پڑھانا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ایسی صورت میں نماز تو ہوجائے گی لیکن کراہت سے خالی نہیں، ایسے تنگ وچست لباس میں بوقت رکوع وسجدہ اعضائے مستورہ کی ضخامت وساخت وہیئت کذائی صاف طور پر نمایاں ہوتی ہے، نیز کفار وفجار کی مشابہت کرتے ہوئے عوام الناس کا مرغوب لباس پہننے کی سعی لاحاصل امام کے شایان شان نہیں ہے، مالابدمنہ میں ہے "ومسلم راتشبہ بکفار وفساق حرام است" (۱۴۰) مسلمانوں کے لیے کافروں وفاسقوں کے ساتھ تشبہ حرام ہے، حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک امام کو قبلہ کی طرف تھوکتے ہوئے دیکھا تو مصلیوں کو ہدایت فرمائی کہ آئندہ وہ آپ کی امامت نہ کرے۔

"عن ابی سھلۃ السائب بن خلاد قال احمد من اصحاب النبی ﷺ ان رجلا ام قوما فبصق فی القبلۃ ورسول اللہ ینظر فقال رسول اللہ حین فرغ لایصلی لکم"......(سنن ابوداؤد: ۱/۸۱)

لہذا امام کو چاہیے کہ مروجہ لباس ترک کر کے علماء صلحاء کا لباس اختیار کرے، ایک عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

فتشبھوا ان لم تکونوا مثلھم　　　ان التشبہ بالمکرام فلاح

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۳۷۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اہل حدیث حضرات کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور ان کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ واجب ہے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

غیر مقلد امام طہارت وغیرہ میں مواقع خلاف کا مراعی ہو اور پابند شریعت ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔

"وکذاتکرہ خلف امرد وسفیہ ومفلوج ......ومخالف کشافعی لکن فی

وتر البحر ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ اوعدمھا لم یصح وان شک کرہ.....قولہ ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ الخ ای المراعاۃ فی الفرائض من شروط وارکان فی تلک الصلوۃ وان لم یراع فی الواجبات والسنن کماھوظاھرسیاق کلام البحر وظاھر کلام شرح المنیۃ ایضاحیث قال واماالاقتداء بالمخالف فی الفروع کالشافعی فیجوز مالم یعلم منہ مایفسدالصلاۃ علی اعتقاد المقتدی علیہ الاجماع انمااختلف فی الکراھۃ "......(درمختارمع الشامی: ۱/۴۱۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی والے شخص کا ڈاڑھی مونڈے کے پیچھے نماز کا حکم:

مسئلہ(۳۷۴): محترم المقام مفتی صاحب جب بندہ کی ڈاڑھی کٹی ہوئی ہوتو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جب کہ پیچھے مقتدیوں میں وہ لوگ شامل ہوں جن کی ڈاڑھی پوری ہواور وہ علم وعمل کے اعتبار سے ان سے زیادہ ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں ڈاڑھی منڈوانے والا اور ڈاڑھی کٹوا کر قبضہ سے چھوٹی رکھنے والا شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"وکرہ امامۃ العبدوالاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمیٰ وولدزنا والفاسق لایھتم لامر دینہ اہ" ......(البحرالرائق: ۱/۶۱۰)

"قال اصحابنا لاینبغی ان یقتدی بالفاسق الافی الجمعۃ لان فی غیرہ یجدااماما غیرہ"......(فتح القدیر ۱/۳۰۴)

"وقال مالک لاتجوزالصلاۃ خلف الفاسق اہ"......(بدائع الصنائع: ۱/۳۸۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نمازیوں سے کلام نہ کرنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ (۳۷۵): بخدمت جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور

گزارش ہے کہ اگر امام مسجد اور نمازی کے درمیان کوئی تنازعہ ہو اور آپس میں نہ بولتے ہوں تو کیا نماز ہو جاتی ہے؟ مہربانی فرما کر ہمیں اس کا جواب لکھ دیں۔

الجواب باسم الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں اگر امام مسجد بدعتی نہ ہو اور اس میں امامت کی شرائط پائی جاتی ہیں تو محض ذاتی مخالفت کے باوجود اس کے پیچھے نماز باجماعت ادا کرنا جائز ہے، اور اگر فساد امام کی طرف سے ہو بایں طور کہ وہ بدعتی ہو یا اس میں امامت کی شرائط نہ پائی جائیں تو پھر اس کے پیچھے نماز باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے۔

"وفيه لو ام قوما وهم له كارهون فهو على ثلاثة اوجه ان كانت الكراهة لفساد فيه او كانوا احق بالامامة منه يكره وان كان هو احق بها منهم ولا فساد فيه"......(حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۳۰۱)

"رجل ام قوما وهم له كارهون ان كانت الكراهة لفساد فيه او لانهم احق بالامامة يكره له ذلك وان كان هو احق بالامامة لايكره هكذا في المحيط"......(فتاوى الهندية: ۱/۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دوران تشکیل بریلوی اور غیر مقلد کے پیچھے نماز کا حکم:

مسئلہ (۳۷۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرا تعلق تبلیغی جماعت کے ساتھ ہے اور اکثر تشکیل ایسے مقامات میں ہو جاتی ہے جہاں کٹر قسم کے بریلوی حضرات ہوتے ہیں وہ دیوبندیوں اور تبلیغیوں سے شدید نفرت کرتے ہیں ہم لوگ ان کی مسجد میں ہونے کی وجہ سے مجبوراً ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، آپ حضرات فرمائیں کہ ان کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں ہوتی؟ اگر تفصیل ہو تو وہ بھی بیان فرمائیں، نیز اہل حدیث جو پاکستان میں ہوتے ہیں ان کا بھی بتا دیں کہ ان کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں ہوتی؟

الجواب باسم الملک الوھاب

موجودہ دور میں بریلوی اور اہل حدیث مبتدعین ہیں لہٰذا ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر کسی نے ان کے پیچھے نماز پڑھ لی تو اس کی نماز ادا ہو جائے گی، اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

" واما الفاسق فقد عللوا کراھة تقدیمه بانه لایھتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیھم اھانته شرعا ولا یخفی انه اذا کان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بھم بغیر طھارة کالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی انھا کراھة تقدیمه کراھة تحریم لما ذکرنا"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

" وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمیٰ وولد الزنا"......(البحر الرائق : ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر حافظ غیر عالم کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۷۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بستی میں ایک آدمی امامت کرواتا ہے جو نہ حافظ ہے اور نہ عالم ہے اس نے چند سورتیں یاد کی ہوئی ہیں جس سے کبھی کبھار ایسی غلطی صادر ہو جاتی ہے جس سے نماز فاسد ہونے کا خطرہ ہے، اور باقی لوگوں سے یہ بہتر سمجھا جاتا ہے، ہاں اگر یہ آدمی امامت نہ کروائے تو مسجد کے ویران ہونے کا خطرہ ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ آیا اس کی امامت کروانا ٹھیک ہے یا نہیں؟ تمام صورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جواب عنایت فرمائیں، نیز نابالغ بچہ اذان دے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص کا امامت کروانا جائز ہے۔

"امامة الامی لقوم امیین جائزة"......(فتاویٰ سراجیه : ۹۸)

"الاولیٰ بالامامة اعلمھم باحکام الصلوۃ ھکذا فی المضمرات...... ھذا اذا علم

من القراء قدر ما تقوم به سنة القراءة هكذا في التبيين"......(فتاویٰ الهندية: ۱/۸۳)

ایسا عاقل نابالغ لڑکا جو اوقات نماز اور قبلہ کی پہچان رکھتا ہو اس کی اذان جائز اور درست ہے۔

" واهلية الاذان تعتمد بمعرفة القبلة والعلم بمواقيت الصلوة كذا في فتاوىٰ قاضي خان...... اذان الصبي العاقل صحيح من غير كراهة في ظاهر الرواية ولكن اذان البالغ افضل واذان الصبي الذي لا يعقل لا يجوز ويعاد وكذا المجنون هكذا في النهاية "......(فتاویٰ الهندية: ۵۳،۵۴/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حضور ﷺ کو حاضر ناظر سمجھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۷۸): (۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایسے بریلوی کے پیچھے نماز درست ہے جو حضور ﷺ کو حاضر ناظر اور عالم الغیب سمجھتا ہو؟

(۲) اور اگر امام اپنے آپ کو بریلوی تو کہتا ہے مگر یہ بھی کہتا ہے کہ میرے نزدیک اگر کوئی آپ ﷺ کے علم غیب یا حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے، تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) جو اس قسم کا عقیدہ رکھے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۲) اس کے پیچھے نماز درست ہے بشرطیکہ وہ حضور ﷺ کی بشریت کا منکر نہ ہو۔

"قوله وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع والاعمى وولد الزنا "

......(البحر الرائق : ۱/۳۱۰)

"ويكره امامة عبد واعرابي وفاسق واعمى"......(الدر المختار على هامش ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

" وتجوز امامة الاعرابي والاعمى والعبد وولد الزنا والفاسق كذا في الخلاصة الا انها تكره هكذا في المتون " ......(فتاویٰ الهندية: ۱/۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

لڑکی کو بھگانے والے شخص کی امامت:

مسئلہ(۳۷۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) زید کا کسی شخص کی ایک لڑکی سے نکاح ہوگیا تھا، اور کچھ مدت گزرنے سے زید اس شخص کی دوسری لڑکی کو لے کر چلا گیا جو دوسرے کے نکاح میں تھی زید کا جس لڑکی سے نکاح ہوا تھا وہ والد کے گھر میں ہے، جس کو لے کر گیا تھا اس سے شادی کرلی ہے، آپ سے پہلے نکاح کے بارے میں تفصیل معلوم کرنی تھی کہ پہلا نکاح اس کا قائم ہے یا نہیں؟

نیز ایسا شخص امامت کرواسکتا ہے یا نہیں؟

واپس آنے پر اسی محلے میں اس کا جماعت کے ساتھ خود نماز پڑھنا جائز بھی ہے یا کہ نہیں؟

(۲) اکثر آپ کہتے ہیں کہ سنت نماز میں متابعت پاک رسول اللہ ﷺ کہنا جائز نہیں ہے، لیکن دین کا دارومدار حضور ﷺ کی اتباع پر ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) منکوحہ جس کو بھگا کر لے گیا اس کے ساتھ اغوا کنندہ کا نکاح نہیں ہوا کیونکہ وہ تو پہلے سے شادی شدہ ہے اور اس کی بہن بھی اس شخص کے نکاح میں ہے لہذا یہ شادی نہیں بلکہ حرام کاری ہے اور یہ شخص امامت کا اہل نہیں ہے، بلکہ اس کو معزول کر کے کسی صحیح العقیدہ صالح عالم کو امام بنانا ضروری ہے۔

(۲) متابعت کا لفظ بھی درست ہے اور مطلق سنت کی نیت سے بھی نماز ہوجائے گی۔

" ولایجوز نکاح منکوحة الغیر ومعتدة الغیر عندالکل "......(فتاویٰ خانیه علی هامش الهندیة: ۱/۳٦٦)

" امانکاح منکوحة الغیر ومعتدته فالدخول فیه لایوجب العدة ان علم انها للغیر لانه لم یقل احدبجوازه فلم ینعقد اصلا"......(فتاویٰ شامی: ۲/٦٥۹)

"فاما قوله تعالیٰ وان تجمعوابین الاختین معناه حرم علیکم ان تجمعوا بین الاختین لانه معطوف علی اول الآیة والجمع بین الاختین نکاحاحرام"......

(مبسوط للسرخسی: ۴/۲۲۴)

" ولایجمع بین اختین نکاحا ولابملک یمین وطیا لقوله تعالیٰ وان تجمعوا بین الاختین ولقوله علیه السلام من کان یؤمن بالله والیوم الآخر فلایجمعن ماؤه فی رحم اختین "......(الهدایة : ۲/۳۲۸)

" قوله فاسق من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی وآکل الربا ونحوذلک کذافی البرجندی اسماعیل "......(فتاویٰ شامی : ۱/۳۱۴)

"واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا ولایخفی انه اذاکان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بهم بغیر طهارة فهوکالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم "......(فتاویٰ شامی : ۱/۳۱۴)

" ولوانهم قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لعدم اعتنائه باموردینه وتساهله فی الاتیان بلوازمه فلایبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماینافیها بل هوالغالب بالنظر الی فسقه " ......(حلبی کبیری: ۴۴۲)

" وفی سائرالسنن یکفیه مطلق النیة وبه اخذ عامة المشائخ وفی الانفع هوالصحیح وفی الذخیرة والاحتیاط فی السنن ان ینوی الصلوة متابعا لرسول الله ﷺ "......(فتاویٰ تاتارخانیة: ۱/۳۱۶)

" قال المصنف ثم ان کانت الصلوة نفلایکفیه مطلق النیة اقول اظهر ان یقال یکفیه نیة مطلق الصلوة وقال فی السنن یکفیه مطلق النیة علی ظاهرالروایة وهواختیار عامة المشائخ و الاحتیاط فی السنن ان ینوی الصلوة متابعة لرسول الله ﷺ"......(چلپی والکفایة علی الفتح: ۱/۲۳۳،۲۳۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جھوٹے اور بددیانت شخص کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۸۰): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مذکورہ مسائل کے بارے میں کہ

(۱) ایک جامع مسجد کا خطیب وامام جھوٹ بولتا ہے، وعدہ خلافی کرتا ہے، بددیانتی کرتا ہے، لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) سوال میں امام صاحب کے ذاتی کردار کے بارے میں جس قسم کی باتیں تحریر ہیں اگر یہ تمام امور واقع کے مطابق صحیح اور درست ہیں تو اس صورت میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

" قوله فاسق من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحوذلک کذافی البرجندی اسماعيل"......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۴)

"واماالفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامردينه وبان فی تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعا ولايخفی انه اذاكان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلي بهم بغير طهارة فهوكالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشى فی شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم "......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۴)

" ولوانهم قدموا فاسقا ياثمون بناء على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامورديـنـه وتساهله فی الاتيان بلوازمه فلايبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماينافيها بل هوالغالب بالنظر الى فسقه "......(حلبی كبيری: ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کتروانے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۸۱): گرامی قدر حضرت مفتی صاحب دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ ہماری مسجد میں ایک حافظ قرآن خوش الحان مقرر ہے جو کہ چار نمازوں کی امامت کرواتا ہے صبح فجر سے لے کر مغرب کی نماز تک، لیکن انتظامیہ کے کچھ افراد نے زبردستی ایک حافظ قرآن کو مقرر کردیا جو کہ صرف عشاء اور نماز تراویح پڑھاتے ہیں، جن کی ڈاڑھی ایک مشت سے کم ہے، وہ اپنی ڈاڑھی کو مشین سے کترواتے ہیں، البتہ منہ پر ڈاڑھی کا نشان باقی رہتا ہے، مندرجہ ذیل امور کا جواب مطلوب ہے۔

(۱) اس کے پیچھے نماز عشاء اور نماز تراویح جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اور مزید ایسے ارکان کے لیے شریعت مقدسہ کا کیا حکم ہے؟

(۳) ہماری پہلی پڑھی ہوئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں ان مسائل کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ تحریر کے حقیقت پر مبنی ہونے کی صورت میں شخص مذکور کو اپنے اختیار سے امام بنانا مکروہ تحریمی ہے لہذا انتظامیہ پر لازم ہے کہ اس شخص کو امامت سے معزول کر کے کسی نیک، صالح، صحیح العقیدہ شخص کو امام مقرر کردیں، البتہ پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔

" قوله فاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

"واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيم وقد وجب عليهم اهانته شرعا"......(الردالمحتار: ۱/۴۱۴)

" يحرم على الرجل قطع لحيته "......(دربهامش الرد: ۵/۲۸۸)

"والصحيح انه يصليها ولايعيدها "......(الفقه الاكبر: ۱۲۳

" صلوا خلف كل بر وفاجر"......(الهداية: ۱/۱۲۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

خائن کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۸۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مدرسہ کی ایک استانی کی تنخواہ ایک صاحب خیر سے مبلغ دو ہزار وصول کرتا رہا اور استانی کو صرف پانچ سو دیتا تھا، ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ شخص فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

" قوله فاسق من الفسق وھوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحوذلک"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

"ويكره تقديم العبد والاعرابي والفاسق والاعمى وولدالزنا"......
(البحرالرائق : ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا تراویح پڑھانے والا امام وتر پڑھا سکتا ہے؟

مسئلہ(۳۸۳): (۱) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی رمضان کے مہینہ میں فرض نماز پڑھاتا ہے اس کے بعد تراویح دوسرا امام پڑھاتا ہے اب آیا دوسرے امام صاحب وتر بھی پڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) آدمی جب مسبوق ہوجاتا ہے تو کسی بھی رکعت میں مل جاتا ہے اب وہ نیت باندھ کر "سبحانک اللھم" پڑھے گا یا نہیں وضاحت فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) بہتر یہ ہے کہ فرائض کی امامت کرنے والا امام ہی وتر کی بھی امامت کروائے، البتہ اگر تراویح کی امامت کرنے والا امام ہی وتر کی امامت کرے تو بھی نماز ادا ہوجائے گی، جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔

"والافضل ان يصلي التراويح بامام واحد فان صلوها بامامين فالمستحب ان يكون انصراف كل واحد على كمال الترويحة فان انصرف على تسليمة

لایستحب ذلک فی الصحیح واذاجازت التراویح بامامین علی هذاالوجه جازان یصلی الفریضة احدهما ویصلی التراویح الآخر وقدکان عمررضی الله عنه یؤمهم فی الفریضة والوتر وکان أبی یؤمهم فی التراویح کذافی السراج الوهاج "......(۱/۱۱٦)

(۲) مسبوق اگرامام کے ساتھ جہری قرأت والی رکعت میں ملے تو اسے ثناء نہیں پڑھنی چاہیئے ،اوراگرسری قرأت والی رکعت میں ملے تو اسے ثناء پڑھ لینی چاہیئے ،البتہ جب امام تکبیر کے لیے جہر کرے تو اسے ثناء موقوف کردینی چاہیئے ،اوراگرامام کورکوع یاسجدہ میں ملے تو اگراسے یقین ہوکہ اگروہ ثناء پڑھے گا تو امام کے ساتھ اسی رکوع یاسجدہ میں مل جائے گا تو ثناء پڑھ لے ورنہ نہ پڑھے ،اوراگرامام کوقعدہ میں پائے تو ثناء نہیں پڑھنی چاہیئے بلکہ امام کے ساتھ قعدہ میں مل جانا چاہیئے ،جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔

"انه اذاادرک الامام فی القراء ة فی الرکعة التی یجهر فیهالایاتی بالثناء کذافی الخلاصة هوالصحیح ......فاذاقام الی قضاء ماسبق یاتی بالثناء ویتعوذللقراء ة ......وفی صلاة المخافتة یاتی به هکذافی الخلاصة ویسکت المؤتم عن الثناء اذاجهرالامام هوالصحیح ...... وان ادرک الامام فی الرکوع اوالسجود یتحری ان کان اکبررأیه انه لو اتی به ادرکه فی شیء من الرکوع اوالسجود یاتی به قائما والایتابع الامام ولایاتی به واذالم یدرک الامام فی الرکوع اوالسجود لایاتی بهما وان ادرک الامام فی القعدة لایاتی بالثناء بل یکبر للافتتاح ثم للانحطاط ثم یقعد هکذافی البحرالرائق فی صفة الصلاة "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اشارے سے رکوع سجدہ کرنے والے کی امامت کاحکم:

مسئلہ(۲۸۴): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صاحب قیام کرسکتے ہیں اور رکوع وسجدہ اشارہ سے کرتے ہیں تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیساہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

بشرط صحت سوال ایسے امام صاحب جو رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرتے ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

”ویصح اقتداء القائم بالقاعد الذی یرکع ویسجد لااقتداء الراکع والساجد بالمؤمی ھکذافی فتاویٰ قاضی خان “......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جھوٹ بولنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۸۵): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) ایک آدمی امامت کراتا ہے اور اس میں یہ خامیاں موجود ہیں، وہ اپنے آپ کو حافظ قرآن کہتا ہے اور اس نے حفظ قرآن کی سند لا کر دکھائی ہے، جب رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو اس نے کہا کہ مجھے سنانے سے ڈاکٹروں نے منع کیا ہے لہذا میں نہیں سنا سکتا، اس کے بعد جب دوسرا رمضان آیا تو پھر یہی بہانہ کیا، اسی طرح تیسرے رمضان میں کہا کہ مجھے ۱۴ پارے یاد ہیں باقی نہیں، اس سے کہا کہ آپ ۱۴ پارے ہی سنا دیں تو اس نے یہ پارے سنانے سے بھی انکار کر دیا، تو لوگوں نے کہا کہ آپ دو دو گھنٹے تقریر کرتے ہیں اس وقت پٹھوں میں کچھ نہیں پڑتی، قرآن سنانے سے ہی کچھ پڑتی ہے، تو اس نے جھوٹ بولا کہ میں حافظ قرآن ہوں اور حافظ قرآن ہے نہیں تو جھوٹ بولنے کی خامی اس میں موجود ہے۔

(۲) الحبیب مدرسہ کے نام سے پانچ مرلہ ۱۹ ہزار روپے کی جگہ لی، اور پھر اس کے لیے چندہ اکٹھا کیا جس میں فطرانہ، قربانی کی کھالیں، زکوۃ، عشر وغیرہ اس کی قیمت ادا کر دی، پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ جگہ بیالیس ہزار روپے مرلہ بیچ کر اس کی قیمت ہڑپ کر گیا، جس کی وجہ سے لوگ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

(۳) مسجد کی رجسٹری اپنے نام کروانے کی کوشش کی جب کہ زمین وقف کرنے والے مالکوں کو اس بارے میں علم نہیں تھا جس میں سے تین آدمیوں نے دستخط کر دیے، جس چوتھے مالک نے دیکھا اور اس نے رجسٹری تحریر پڑھی جس میں یہ لکھا ہوا تھا تا حیات یہی آدمی امام رہے گا تو اس پر وہ ناراض ہو گئے، اور انہوں نے کہا کہ ہم نے زمین اللہ تعالیٰ کے واسطے وقف کی ہے، تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ آپ اپنے نام اس کی رجسٹری کرائیں تو اس کی رجسٹری رکی ہوئی ہے۔

(۴)　اصل مالکوں اور چوہدریوں نے اپنے محلے کے لوگوں کو بلایا کہ رمضان المبارک آرہا ہے تو سب اس کے پیچھے نماز پڑھیں تو لوگوں نے کہا کہ یہ قرآن سنائے گا تو ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے، تو امام صاحب نے کہا کہ میں قرآن نہیں سناتا جاؤ مجھے تھانے گرفتار کرادو، جس امام میں یہ خامیاں موجود ہوں کیا وہ امامت کرواسکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت بیان اگر امام مندرجہ بالاقبیہ افعال کا مرتکب ہوا ہے تو یہ فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ اس کو ہٹا کر کسی متبع سنت درست عقیدہ والے صالح شخص کو امامت کے لیے تقرر کریں، ورنہ سارا وبال انتظامیہ کے سر ہوگا۔

" ویکرہ امامۃ عبد......وفاسق وفی ردالمحتار قولہ وفاسق من الفسق وھوالخروج عن الاستقامۃ ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر ......وفی المعراج قال اصحابنا لاینبغی ان یقتدی بالفاسق "......(درمختار مع ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قرآن مجید کو بھول جانے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۸۶):　کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جس نے بچپن میں قرآن یاد کیا اور غفلت کی وجہ سے اب مکمل قرآن مجید بھول گیا ہو اور غیر عالم ہو، چھوٹے درجہ تک کی بھی درس نظامی کی کتب نہ پڑھی ہوں اور مدرسہ کی زمین سے کم از کم ۶/ ا فیصد حصہ مٹی کا اکھاڑ کر اپنی ذاتی جگہ ڈیرہ پر ڈال دی ہے، کیا ایسے شخص کو محلہ جامع مسجد میں مستقل امام بنایا جاسکتا ہے کہ نہیں؟ اور مستقل خطیب بنایا جاسکتا ہے کہ نہیں؟ اور اس شخص کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا کیا حکم ہوگا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ ہے لہذا ایسے شخص کو امام مقرر نہ کریں، اور جو نمازیں اس امام کے پیچھے پڑھی گئی ہیں وہ مع الکراہت ادا ہوگئی ہیں ان کا اعادہ واجب نہیں ہے اور اس امام پر توبہ

واجب ہے، جب توبہ کرلے تو پھر اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، نیز مدرسہ کی اٹھائی ہوئی مٹی کو واپس کرنا بھی اس پر ضروری ہے۔

"قوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحوذلک كذافي البرجندی اسماعيل وفي المعراج قال اصحابنا لاينبغي ان يقتدى بالفاسق الافي الجمعة لانه في غيرها يجدامام غيره...... واماالفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان تقديمه للامامة تعظيمه "......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

" الغصب ازالة يدمحققة باثبات يدمبطلة في مال محترم قابل للنقل بغيراذن مالكه ولابخفية وحكمه الاثم لمن علم انه مال الغير وردالعين قائمة والغرم هالكة ولغيرمن علم الاخيران فلااثم لانه خطاء وهومرفوع بالحديث...... ويجب ردعين المغصوب مالم يتغير تغيرافاحشا مجتبیٰ فی مكان غصبه ويبرء بردها ولوبغير علم المالک "......(درالمختار: ۲/۲۰۴)

"قوله تعالیٰ يايهاالذين آمنواتوبوا الى الله توبة نصوحا ،ولم يختلف اهل السنة وغيرهم في وجوب التوبة على ارباب الكبائر...... واتفقوا ان التوبة من جميع المعاصي واجبة وانهاواجبة على الفور ولايجوزتاخيرها سواء كانت المعصية صغيرة اوكبيرة "......(تفسيرروح المعاني : ۲۸/۱۵۹)

" عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب كمن لاذنب له رواه ابن ماجة(التائب من الذنب) اى توبة صحيحة(كمن لاذنب له) اى عدم المؤاخذة بل قد يدعليه بان ذنوب التائب تبدل حسنات "......(مرقاة المفاتيح : ۵/۲۶۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک قبضہ سے کم ڈاڑھی رکھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۸۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں

علامہ عینی حنفی نے اپنی تصنیف عمدة القاری کتاب اللباس باب تقلیم الاظفار میں توفیر اللحیه والی حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام طبری رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے۔

"فقد ثبت الحجة عن رسول الله ﷺ علی خصوص هذالخبر ان اللحية محظور اعفائها وواجب قصها علی اختلاف من السلف فی قدرذلک وحده فقال بعضهم حدذلک ان یزاد علی قدرالقبضة طولا وان ینتشر عرضها فیقبح ذلک وقال اخرون یاخذه من طولها وعرضها مالم یفحش اخذه ولم یجدوا فی ذلک حدا"

گزارش ہے کہ کیا مندرجہ بالا عبارت اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ ایک قبضہ سے زیادہ یا ایک قبضہ سے کم ڈاڑھی والے شخص کی امامت میں نماز پڑھ لی جائے یا نہیں؟ نفی کی صورت میں کیا ایسی نماز لوٹائی جائے گی؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مندرجہ فی السوال عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ایک قبضہ (مٹھی) ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اور اس سے کم میں کتروانا درست نہیں ہے اور ایک قبضہ (مٹھ) سے زائد کاٹنا جائز ہے اور مٹھ سے کم میں کتروانے والا فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ ہے یعنی جن حضرات کا عمل دخل اس امام کو رکھنے یا ہٹانے میں ہے اس کو نماز لوٹانا ہوگی اور جن کا دخل نہیں ہے ان کی نماز ہو جائے گی۔

آج تک دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث حضرات ہر طبقہ کے بزرگوں سے یہی سنا گیا ہے کہ ڈاڑھی رکھنا بہت اہم اور سنت مؤکدہ ہے اور واجب کا درجہ رکھتی ہے، بلکہ اب تو یہ ایک شعار کی حیثیت رکھتی ہے اور ڈاڑھی کی مقدار جو مسنون ہے وہ ایک قبضہ سے زائد ہے قبضہ سے کم جائز نہیں ہے، کم از کم ایک قبضہ ہونی چاہیے۔

"اوتطویل اللحية اذا كانت بقدرالمسنون وهو القبضة وصرح فی النهاية بوجوب قطع مازاد علی القبضة بالضم ومقتضاه الاثم بترکه الاان یحمل الوجوب علی الثبوت واماالاخذمنهاوهی دون ذلک کمایفعله بعض

المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد واخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الاعاجم فتح"...... (الدر المختار علی هامش رد المحتار: ۲/۱۲۳)

ایک مشت ڈاڑھی رکھنا ضروری ہے اس سے کم رکھنا یا منڈانا ناجائز اور حرام ہے، ایسا کرنے والا گناہ گار اور فاسق ہے اور ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اگر اتفاقاً کوئی نماز پڑھ لی تو ہو جائے گی، علامہ شامی البحر الرائق کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

"وكره امامة الاعرابي والعبد والفاسق والمبتدع والاعمىٰ وولد الزناء ......فالحاصل انه يكره لهؤلاء التقدم ويكره الاقتداء بهم كراهة تنزيهية وفي منحة الخالق فالحاصل انه يكره قال الرملي ذكر الحلبي في شرح منية المصلي ان كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم "

......(البحر الرائق مع منحة الخالق: ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سینما دیکھنے والے کی امامت:

مسئلہ (۳۸۸): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے محلّہ کے امام مسجد کو کئی بار سینما دیکھتے ہوئے، کئی مرتبہ گانا سنتے ہوئے اور کئی مرتبہ سنوکر کے کلبوں میں دیکھا گیا ہے، اب سوال یہ ہے کہ ان کی امامت کا کیا حکم ہے؟ ان کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

سینما دیکھنا، گانے سننا، ناجائز اور حرام ہے اگر امام میں یہ باتیں پائی جاتی ہوں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"ودلت المسئلة ان الملاهي كلها حرام ويدخل عليهم بلااذنهم لانكار المنكر قال ابن مسعود صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب كماينبت الماء النبات قلت وفي البزازيه استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام لقوله عليه السلام استماع الملاهي معصية والجلوس

علیھافسق والتلذذبھاکفر ای بالنعمة فصرف الجوارح الی غیر ماخلق لاجله کفربالنعمة لاشکر فالواجب کل الواجب ان یجتنب کی لایسمع لماروی انه علیه السلام ادخل اصبعه فی اذنه عندسماعه (قوله فسق) ای خروجه عن الطاعة ولایخفی ان فی الجلوس علیھااستماعا لھاوالاستماع معصیة فھمامعصیتان "......(الدرالمختارمع ردالمحتار: ۵/۲۲۵)

"ولذاکره امامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدین فتجب اهانته شرعا فلایعظم بتقدیمه للامامة"......(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ۳۰۲)

"واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایھتم لامردینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیھم اهانته شرعا"......(الردالمحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا فاسق کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز واجب الاعادہ ہے؟

مسئلہ(۳۸۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بریلوی، اہل حدیث اور مماتی حضرات کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اگر مجبوراً پڑھ لی جائے تو اس نماز کا اعادہ کرنا لازم آئے گا یا نہیں؟ اور جو پہلے پڑھ لی ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ مسئلہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کریں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بدعتی، فاسق اور جس کے عقائد اہل السنۃ والجماعۃ کے موافق نہ ہوں ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے، البتہ اگر مجبوری ہو مثلاً کوئی دوسرا امام نہ ہو تو انفرادی نماز سے ان کی اقتداء میں پڑھنا درست ہے، اور اس کا اعادہ بھی ضروری نہیں ہے۔

"وکره امامة عبدواعرابی وفاسق وصاحب بدعة"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

"قوله نال فضل الجماعة افاد ان الصلوة خلفھما اولی من الانفراد لکن لاینال کماینال خلف تقی ورع"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نابالغ بچے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۹۰): السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

درج ذیل مسئلہ کی وضاحت مطلوب ہے۔

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نابالغ بچہ کی امامت درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو مجبوری کی صورت میں اس کی کس حد تک اجازت ہے، اور مجبوری کی صورت کیا معتبر ہوگی، اس طرح نابالغ کی اذان کے بارے میں کیا حکم ہے، کیا واجب الاعادہ ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

نابالغ کو امام بنانا فرضوں میں ہو یا تراویح میں جائز نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز نہیں ہوگی، اسی طرح ناسمجھ بچہ کی اذان بھی درست نہیں ہے، البتہ سمجھدار بچے کی اذان جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے، واجب الاعادہ نہیں ہے۔

"وامامة الصبی المراھق لصبیان مثله یجوز کذافی الخلاصة وعلی قول ائمة بلخ یصح الاقتداء بالصبیان فی التراویح والسنن المطلقة کذافی فتاویٰ قاضی خان المختار انه لایجوز فی الصلوات کلها کذافی الهدایة وھوالاصح کذافی المحیط وھوقول العامة وھوظاھر الروایة ھکذفی البحر الرائق"......(فتاویٰ الهندیة: ۸۵/۱)

"واذان الصبی العاقل صحیح من غیر کراھة ظاھر الروایة ولکن اذان البالغ افضل واذان الصبی الذی لایعقل لایجوزویعاد وکذاالمجنون ھکذافی النهایة"...... (فتاویٰ الهندیة: ۵۴/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی مونڈے کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے یا تنہا؟

مسئلہ(۳۹۱): محترم مفتی صاحب ہم لوگ سٹور میں کام کرتے ہیں مزدوری وغیرہ اور ہم اسی میں عشاء اور صبح کی نماز پڑھتے ہیں لیکن جو امام صاحب ہے وہ ڈاڑھی کٹواتا ہے تو آیا اس صورت میں ہم نماز جماعت کے ساتھ اسی کے پیچھے پڑھیں یا بغیر جماعت کے علیحدہ پڑھ لیا کریں؟ جواب جلد مرحمت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اگر یہ مذکورہ شخص ڈاڑھی ایک مٹھی سے کم کرواتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، کوشش کریں اگر کوئی قریب ایسی مسجد ہو کہ وہاں صحیح العقیدہ پابند شریعت امام ہو تو وہاں جماعت سے نماز ادا کریں، اگر اس طرح ممکن نہیں تو اسی امام کے پیچھے ہی نماز جماعت سے ادا کریں، جماعت کو نہ چھوڑیں اس صورت میں علیحدہ نماز پڑھنے سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہے، مزید انتظامیہ سے رابطہ کر کے کسی صالح دین دار شخص کو امام رکھنے کی کوشش کریں۔

"قوله فالحاصل انه يكره الخ قال الرملي ذكر الحلبي في شرح منية المصلي ان كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم "......(منحة الخالق على البحر: ۱/۶۱۱)

"واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا ولايخفى انه اذاكان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلي بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لماذكرنا "......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

" ولابأس بنتف الشيب واخذاطراف اللحية والسنة فيهاالقبضة وفيه قطعت شعررأسها اثمت ولعنت زادفي البزازية وان باذن الزوج لانه لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق ولذايحرم على الرجل قطع لحيته"......(الدر على الرد: ۵/۲۸۸)

" وتجوزامامة الاعرابي والاعمى والعبد وولدالزنا والفاسق كذافي الخلاصة الاانهاتكره هكذافي المتون " ......(فتاویٰ الهندية: ۱/۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بازو کٹے ہوئے شخص کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۹۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرا ایک بازو کہنی کے قریب سے کٹا ہوا ہے، اور میں عالم دین بھی ہوں حافظ قرآن بھی ہوں، اور پاکی کا مکمل اہتمام کرتا ہوں، تو میری امامت کا کیا حکم ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر آپ طہارت اور پاکی ٹھیک طور پر کر لیتے ہیں اور پاکی کا اہتمام رکھتے ہیں تو آپ کی امامت شرعاً درست ہے ورنہ مکروہ ہے۔

" وكذا تكره خلف امرد وسفيه ومفلوج وابرص شاع برصه(قوله ومفلوج وابرص شاع برصه) وكذلك اعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيره اولى تاترخانية وكذا اجذم بيرجندى ومجبوب وحاقن ومن له يد واحدة فتاوى الصوفية عن التحفة والظاهر ان العلة النفرة ولذاقيد الابرص بالشيوع ليكون ظاهر اولعدم امكان كمال الطهارة ايضا فى المفلوج والاقطع والمجبوب ولكراهة صلاة الحاقن اى ببول ونحوه "...... (درمع الشامى: ۱/۴۱۶)

" وتكره الصلاة خلف امردوسفيه ومفلوج وابرص شاع برصه ومراء ومتصنع ومجذوم"...... (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح :۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر محرم عورتوں سے تعلق رکھنے والے امام کی امامت:

مسئلہ(۳۹۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) ایک حافظ قرآن سارا سال ڈاڑھی کٹواتا یعنی ایک انچ تقریباً ڈاڑھی رکھتا ہے، اور غیر محرم عورتوں سے لایعنی کر کے تعلقات بنانے کا عادی ہے، کیا یہ شخص فرض نماز یا نماز تراویح یا وتر نماز کی امامت اس کے لیے جائز ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

(۲) ایک شخص امام مسجد ہے، ننگی اور فحش قسم کی فلمیں دیکھتا ہے اس سے اس بارے میں پوچھا گیا تھا تو اس نے جواب دیا کہ پہلے بھی دیکھتا تھا اب بھی دیکھتا ہوں اور آئندہ بھی دیکھوں گا، آپ کی میرے پیچھے نماز نہیں ہوتی تو نہ پڑھیں، اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال ڈاڑھی کو ایک مشت سے کم کرنا، غیر محرم عورتوں کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھنا، اور فحش فلمیں دیکھنا یہ سب ناجائز امور ہیں ان کا مرتکب فاسق ہے اور فاسق کی امامت اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

" قوله واماالاخذمنها الخ بهذاوفق وفی الفتح بین مامر وبین مافی الصحیحین عن ابن عمر عنه ﷺ احفوا الشوارب واعفوا اللحی قال لانه صح عن ابن عمر راوی هذالحدیث انه کان یاخذالفاضل عن القبضة فان لم یحمل علی النسخ کماهواصلنا فی عمل الراوی علی خلاف مرویه مع انه روی عن غیر الراوی وعن النبی ﷺ یحمل الاعفاء علی اعفائها عن ان یاخذغالبها او کلها کماهوفعل مجوس الاعاجم من حلق لحاهم ......مافی مسلم عن النبی ﷺ خذوا الشوارب واعفوا اللحی خالفوا المجوس واماالاخذمنها وهی دون ذلک کمایفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد ......فتاوی شامی جلدنمبر۲)

"وتجوزامامة الاعرابی والاعمی والعبدوولدالزنی والفاسق کذافی الخلاصة الاانهاتکره هکذافی المتون " ......(فتاوی الهندیة: ۱/۸۵)

"ویکره تقدیم العبد لانه لایتفرغ للتعلیم والاعرابی لان الغالب فیهم الجهل والفاسق لانه لایهتم لامردینه " ......(هدایه: ۱/۱۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امرد کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۹۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی حافظ قرآن جو کہ سیکنڈ ائیر میں پڑھتا ہے اس کی ابھی ڈاڑھی نہیں آئی، بغیر ڈاڑھی کے اس کے پیچھے نماز تراویح ہو سکتی ہے یا کہ نہیں؟ اگر ہو سکتی ہے تو شریعت کے مطابق لکھ دیں، اور عمر تقریباً ۱۹ سال ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر واقعی اس کی ڈاڑھی آئی ہی نہیں اور مسائل وغیرہ سے باخبر ہے تو اس کو تراویح میں امام بنانا بلا کراہت جائز ہے۔

"والاحق بالامامة تقديما بل نصبامجمع الانهر الاعلم باحكام الصلوة فقط"......(درمختار: ۱/۸۲)

"الاولیٰ بالامامة اعلمهم باحكام الصلوة هكذافي المضمرات "......(فتاویٰ الهندية: ۱/۸۳)

"وفي شرح القدوری يجوزامامة الامرد اذاكان بالغا"......(خلاصة الفتاویٰ ۱/۱۴۸)

"بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والجارية بالاحتلام والحيض والحبل فان لم يوجد فيهما شئ فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى لقصر اعمار اهل زماننا قوله به يفتىٰ هذاعندهما وهورواية عن الامام وبه قالت الائمة الثلاثة"......(فتاویٰ شامی: ۵/۱۰۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

"انظر حالنا یا رسول" کا عقیدہ رکھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۹۵): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بندہ کی محلّہ کی مسجد کے امام اور انتظامیہ دونوں بریلوی مسلک کے ہیں، ان کے مشہور عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ "انظر حالنا

یارسول " اورآپ ﷺ کے لیے علم غیب اورحاضروناظر کا بھی عقیدہ ہے،اب پوچھنا یہ ہے بندہ محلے کی مسجد چھوڑکر دوسرے محلے کی مسجد میں نماز پڑھتا ہے،جس کا امام اورانتظامیہ صحیح العقیدہ (دیوبندی) ہے اوردوسرے محلے کی مسجد تقریباً گھر سے آدھا کلومیٹر دورہے،آیا بندہ محلّہ کی مسجد چھوڑکر دوسری مسجد میں نماز پڑھنے سے گناہ گار ہوگا کہ نہیں ؟ کیونکہ سنا ہے کہ محلّہ کی مسجد کا زیادہ حق ہے۔؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال مذکورہ بالا عقائد کی وجہ سے امام بدعتی ہے جس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے،لہذا اس مجبوری کی وجہ سے اگر کوئی شخص دوسرے محلے کی مسجد میں جس میں امام صحیح العقیدہ اورمتقی وپرہیز گار ہے کے پیچھے نماز پڑھتا ہے،اوراپنے محلے کی مسجد کو چھوڑتا ہے تو اس کی وجہ سے گناہ گار نہ ہوگا۔

" وکرہ امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزناء "

......(البحرالرائق : ۱/۲۱۰)

" وفی الفتاویٰ لو صلی خلف فاسق اومبتدع ینال فضل الجماعة لکن لاینال کماینال خلف تقی ورع لقوله ﷺ (من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی...... وذکر الشارح وغیرہ الفاسق اذاتعذر منه یصلی الجمعة خلفه وفی غیرھا ینتقل الی مسجد آخر وعلل له فی المعراج بان فی غیرالجمعة یجدامامًاغیرہ فقال فی فتح القدیر وعلل ھذا فیکرہ الاقتداء به فی الجمعة اذاتعددت اقامتها فی المصر علی قول محمد وھوالمفتیٰ به لانه بسبیل من التحول حینئذ "......(البحرالرائق : ۱/۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فون پرغیرمحرم سے باتیں کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۹۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جوامام صاحب فون پرغیرمحرم لڑکیوں سے باتیں کرتے ہوں اورمقتدیوں کو یقینی طورپرعلم ہوجائے کہ وہ باتیں کرتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جوامام صاحب غیر محرم لڑکیوں سے فون پر فحش اور غیر شرعی باتیں کرتے رہتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے، کیونکہ وہ فاسق ہے۔

" واما الفاسق فقدعللوا کراھة تقدیمه بانه لایھتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیھم اھانته شرعا ولایبھی انه اذاکان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بھم بغیر طھارة فھو کالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم لماذکرنا "......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد میں نماز نہ پڑھنے والے شخص کا جمعہ اور عیدین میں امام بننا:

مسئلہ(۳۹۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی پورا ہفتہ گھر میں نماز پڑھتا ہے جب کہ مسجد اس کے گھر کے بالکل قریب ہے، اور وہ آدمی جمعہ کی نماز کے لیے مسجد میں آتا ہے اور جمعہ کی نماز لوگوں کو پڑھاتا ہے، نیز یہی آدمی عید کی نماز کے لیے آیا اور کہا کہ تکبیریں عید کی ۱۳ ہیں ۶ نہیں ہیں، پھر لوگوں نے شور مچایا تو اس نے کہا کہ ۱۱ تکبیریں ہیں، تو اس میں دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ جو شخص بلا عذر ترک جماعت کا عادی ہو اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اور احناف کے نزدیک تکبیرات عید چھ ۶ ہیں، لہذا صورت مسئولہ میں ایسے شخص کو امام بنانا اور بغیر کسی مجبوری کے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

" والجماعة سنة مؤکدة للرجال قال الزاھدی ارادوا بالتاکید الوجوب(قوله قال الزاھدی)توفیق بین القول بالسنیة والقول بالوجوب الآتی وبیان ان المراد بھما واحد اخذامن استدلالھم بالاخبار الواردة بالوعید

الشدید بترک الجماعۃ وفی النھر عن المفید الجماعۃ واجبۃ وسنۃ لوجوبھا بالسنۃ اھ وھذا کجوابھم عن روایۃ سنیۃ الوتر بان وجوبھا ثبت بالسنۃ قال فی النھر الاان ھذا یقتضی الاتفاق علی ان ترکھا مرۃ بلاعذر یوجب اثما مع انہ قول العراقیین والخراسانیون علی انہ یاثم اذااعتاد الترک کمافی القنیۃ اھ وقال فی شرح المنیۃ والاحکام تدل علی الوجوب من ان تارکھا بلاعذر یعزر وترد شھادتہ ویاثم الجیران بالسکوت عنہ "......(درمع الرد : ۱/۳۰۸)

"ویصل الامام رکعتین فیکبر تکبیرۃ الافتتاح ثم یستفتح ثم یکبر ثلاثا ثم یقرء جھرا ثم یکبر تکبیرۃ الرکوع فاذاقام الی الثانیۃ قرء ثم کبر ثلاثا ورکع بالرابعۃ فتکون التکبیرات الزوائد ستاثلاثا فی الاولیٰ وثلاثا فی الاخری وثلاث اصلیات تکبیرۃ الافتتاح وتکبیرتان للرکوع فیکبر فی الرکعتین تسع تکبیرات ویوالی بین القراء تین وھذہ روایۃ ابن مسعود رضی اللہ عنہ وبھا اخذاصحابنا کذافی محیط السرخسی "......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۱۵۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پندرہ سال عمر والے لڑکے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۹۸): (۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکا حافظ قرآن ہے جس کی عمر ۱۵ سے ۱۷ سال ہے، لیکن ڈاڑھی نہیں ہے، کیا یہ لڑکا مستقل امامت کرواسکتا ہے یا نہیں؟

(۲) کیا ایک لڑکا محض طالب علم یا محض حافظ قرآن ہے اور ڈاڑھی بھی ہے یہ مستقل امامت کرواسکتا ہے یا نہیں؟

(۳) محض تبلیغی جن کا سال یا چار مہینے لگے ہوئے ہوں یہ شخص بھی مستقل امامت کرواسکتا ہے یا نہیں؟

برائے مہربانی حدیث کی روشنی میں جواب دے کر مشکور فرمادیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) پندرہ سال کی عمر میں لڑکا بالغ ہوتا ہے جب اس کی ڈاڑھی نہ آئی ہو اور خوبصورت بھی ہو تو اس شخص کو مستقل امام بنانا مکروہ ہے، محل فتنہ کی وجہ سے، اور اگر خوبصورت اور محل فتنہ نہ ہو تو اس کی امامت بلاکراہت جائز ہے۔

(۳،۲) امامت کے لیے شرائط یہ ہیں کہ احکام صلوۃ سے واقف ہو اور نماز کے اندر مقدار سنت قراۃ سے بھی واقف ہو اور کبائر سے اجتناب کرتا ہو نیک وصالح ہو چاہے وہ حافظ قرآن ہو یا طالب علم ہو یا غیر عالم ہو وہ امامت کرواسکتا ہے۔

"بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والاصل هوالانزال والجارية بالاحتلام والحيض والحبل ولم يذكر الانزال صريحا لانه قلما يعلم منها فان لم يوجد فيهما شئ منهافحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى لقصراعمار اهل زماننا وادنى مدته له اثنتاعشرة سنة ولهاتسع سنين هوالمختار كمافى احكام الصغار "......(الدرالمختار: ۱۹۹/۲)

"قوله وكذاتكره خلف امرد الظاهر انهاتنزيهية ايضا والظاهر ايضا كماقال الرحمتى ان المراد به الصبيح الوجه لانه محل الفتنة وهل يقال هناايضا اذكان اعلم القوم تنتفى الكراهة فان كانت علة الكراهة خشية الشهوة وهوالاظهر فلاوان كانت غلبة الجهل اونفرة الناس من الصلاة خلفه فنعم فتأمل والظاهر ان ذاالعذار الصبيح المشتهى كالامرد تأمل هذا وفى حاشية المدنى عن الفتاوىٰ العفيفة سئل العلامة الشيخ عبدالرحمن بن عيسى المرشدى عن شخص بلغ من السن عشرين سنة وتجاوزحدالانبات ولم ينبت عذاره فهل يخرج بذلك عن حدالامردية وخصوصا قدنبت له شعرات فى ذقنه تؤذن بانه ليس من مستديرى اللحى فهل حكمه فى الامامة كالرجال الكاملين ام لا؟اجاب سئل العلامة الشيخ احمدبن يونس المعروف بابن الشلبى من متاخرى علماء الحنفية عن هذه المسئلة فاجاب بالجواز من غير كراهة وناهيک به قدوة والله اعلم وكذلک سئل عنهاالمفتى محمدتاج الدين القلعى فاجاب بذلک"......(فتاوىٰ شامى : ۴۱۶،۴۱۵/۱)

" والاحق بالامامة تقديما بل نصبا مجمع الانهر الاعلم باحكام الصلوة فقط

صحة وفسادابشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدرفرض وقيل واجب وقيل سنة "...... الدر على هامش الرد : ۴۱۲/۱)

"قوله وقيل سنة قائله الزيلعي وهوظاهر المبسوط كمافي النهر ومشى عليه في الفتح قال ط وهوالاظهر لان هذا التقديم على سبيل الاولوية فالانسب له مراعاة السنة "......(فتاویٰ شامی: ۴۱۲/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کا لوگوں کا نام لے کر ان کو وعظ ونصیحت کرنے کا حکم:

مسئلہ(۳۹۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھاتا ہوں ہر روز نہیں کچھ نہ کچھ مسائل کے بارے میں عرض کیے جاتا ہوں، لیکن کوئی نماز نہیں پڑھتا، یا زکوۃ وعشر ادا نہیں کرتا تو اگر اس کے بارے میں عرض کرتے ہوئے یہ کہا جائے کہ فلاں زمیندار کے فلاں برادری کا شخص یا فلاں محلے والا نماز نہیں پڑھتا، فلاں کام غلط کرتا ہے تو کیا اس کے باوجود لوگ کہتے ہیں کہ ہم نماز کو آتے ہیں اور تو ہماری بے عزتی کرتا ہے اور توہین کرتا ہے، کوئی کہتا ہے تو ہمارا ناک کاٹتا ہے، حضرات علماء کرام اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ اس بات کا خدشہ ہے کہ جس امام پر لوگ ناراض ہوں وہ جنتی نہیں ہوگا آپ فرمائیں کہ جب مقتدی ناراض ہوں تو میں امامت چھوڑ دوں جب کہ پہلے بھی یہ کہا ہے کہ تنخواہ پر مولوی رکھ لیا جائے، آپ راہنمائی فرمائیں کہ اس بارے میں مجھے کیا کرنا چاہیئے، امامت کروں یا استعفیٰ دے دوں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امام صاحب کا نام لے کر کسی کے بارے میں یوں کہنا جائز نہیں ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے کبھی بھی ایسے نہیں کہا بلکہ آپ ﷺ یوں فرماتے تھے کہ تم میں سے بعض ایسے ہیں نام نہیں لیتے تھے، اس لیے نام لینا ٹھیک نہیں ہے، اور اگر امام صاحب شریعت کے مطابق وعظ ونصیحت کرتے ہیں تو ان میں کچھ نقص نہیں ہے، لہذا مقتدیوں کی ناراضگی کا اثر نماز پر کچھ نہیں ہوگا، امام کی نماز بلا کراہت جائز ہے، اور گناہ مقتدیوں پر ہے، اور اگر امام میں نقص ہو اور اس وجہ سے مقتدی ناخوش ہوں تو امام کا امامت کروانا مکروہ ہے۔

”ولو ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه او لانهم احق بالامامة منه كره له ذالك تحريما لحديث ابى داؤد لايقبل الله صلوة من تقدم قوما وهم له كارهون وان هو احق لا والكراهة عليهم“......(الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار: ۱/۴۱۳)

”رجل ام قوما وهم له كارهون ان كانت الكراهة لفساد فيه او لانهم احق بالامامة يكره له ذالك وان كان هو احق بالامامة لايكره هكذافى المحيط“ ......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کمپیوٹر چلانے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۰۰): بخدمت جناب مفتی صاحب

سلام مسنون کے بعد گزارش ہے کہ مفتیان کرام وعلمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ ہماری مسجد کے مولوی صاحب امام وخطیب ہیں اور ساتھ ساتھ تدریس بھی کرتے ہیں، اب وہ شائق ہوئے کہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے ایف۔اے بھی کیا جائے اور کمپیوٹر بھی چلایا جائے، مولوی صاحب کا کمپیوٹر چلانا ٹی وی کے حکم میں آئے گا یا نہیں؟ اگر ٹی وی کے حکم میں ہے تو ٹی وی دیکھنے والے کی اقتداء میں نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ اور اگر ٹی وی کے حکم میں نہیں ہے تو مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت بیان اگر اس امام نے کمپیوٹر صرف جائز ضروریات کی غرض سے خریدا اور صرف اپنے ضروری جائز مقاصد میں صرف کیا تو پھر کوئی قباحت نہیں ہے اور نہ یہ ٹی وی کے حکم میں ہے، لہذا اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے، لیکن اگر اس نے اس کو غیر شرعی مقاصد کے لیے خریدا یا غیر شرعی امور کے لیے استعمال کیا مثلاً فلم وناچ وغیرہ کے لیے تو یہ ٹی وی کے حکم میں ہے تو جس طرح ٹی وی دیکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہ فاسق ہے اسی طرح اس کے پیچھے نماز پڑھنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

"استماع صوت الملاهي كالضرب بالقضيب ونحوه حرام قال عليه السلام استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذبها كفر اى بالنعمة فصرف الجوارح الى غير ماخلق لاجله كفربالنعمة لاشكر فالواجب كل الواجب ان يجتنب كي لايستمع لماروى انه عليه السلام ادخل اصبعه في اذنه عندسماعه واشعارالعرب لوفيها ذكرالفسق يكره"......(بزازيه على هامش الهندية: ٦/٣٥٩)

"قوله وكره كل لهو اى كل لعب وعبث فالثلاثة بمعنى واحد كمافي شرح التاويلات والاطلاق شامل لنفس الفعل واستماعه كالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الاوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فانها كلها مكروهة لانها زى الكفار واستماع ضرب الدف والمزمار وغيرذالک حرام وان سمع بغتة يكون معذورا ويجب ان يجتهد ان لايسمع قهستاني"......(فتاویٰ شامی: ۵/۲۷۹)

" ومن الناس من يشترى لهوالحديث (ولهوالحديث على ماروى عن الحسن كل ماشغلک عن عبادة الله وذكره من السمر والاضاحيک والخرافات والغناء ونحوها"......(روح المعانی: ۲۱/۶۷)

"واماالفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامردينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعا ولايخفى انه اذاكان اعلم من غيره لاتزول العلة فان لايؤمن من ان يصلي بهم بغيرطهارة فهوكالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة لماذكرنا" ......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قرض لیکر منکر ہو جانے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۰۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام اپنے مقتدی کا ۲۵۰۰ روپے دینے سے انکاری ہوگیا، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"ویکرہ تقدیم العبد والاعرابی والفاسق والاعمیٰ وولدالزنا"......(البحرالرائق: ۱/۶۱۰)

"قولہ فاسق من الفسق وھوالخروج عن الاستقامۃ ولعل المراد من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل الربا ونحوذلک"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد ومدرسہ کا پیسہ ہڑپ کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۰۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ایسے امام کے بارے میں جن پر جہاں دوسرے الزامات ہیں مثلاً مسجد کا پیسہ ہڑپ کر جانا، وہاں ایک الزام یہ ہے کہ مولوی صاحب کو اہل محلّہ کے دوافراد نے الگ الگ مواقع پر غیرمحرم کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے، اوران دونوں نے کمیٹی کو حلفاً بیان دیا ہے، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ زنا کے موقع پر چار گواہوں کے ہونے کا کیا مطلب ہے؟ اگر ایک شخص نے امام کو دیکھا باقی تین گواہ نہیں ہیں کیا اس کی امامت جاری رہے گی؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صرف شک سے کوئی بات ثابت نہیں ہوتی بلکہ کسی پر بدگمانی کرنا شرعاً حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے اور اگر ثبوت ہے کہ واقعی اس شخص نے مسجد ومدرسہ کا پیسہ ہڑپ کیا ہے اور زنا کا مرتکب بھی ہوا ہے تو عدالت میں اس کو ثابت کیا جائے، اور اگر ثبوت مل جائے تو پھر بوجہ فسق ہونے کے اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی اور انتظامیہ/متولی کے ذمہ لازم ہوگا کہ وہ اس کو معزول کرے ورنہ گناہ انتظامیہ/متولی پر ہوگا۔

اگر چار یعنی گواہ نہیں ہیں تو جو ایک بیان کریگا اس پر حد قذف جاری ہوگی، لقوله تعالیٰ " والذين يرمون المحصنات ثم لم ياتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة "......(سورة النور) لہذا اگر دیکھنے والا ایک ہی آدمی ہو تو وہ خاموش رہے اور فوراً اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے کیونکہ اس کو اپنی ذات کی حد تک تو اطمینان ہے، اور ثبوت کی حد تک دوسروں کے لیے اس کے بیان سے ثبوت نہ ہو سکے گا۔

"ففي الحديث ان الله تعالیٰ حرم من المسلم وعرضه وان يظن به ظن السوء "......(روح المعانی: ۲۶/۱۵۶)

" والذين يرمون المحصنات ثم لم يأتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة والمراد الرمي بالزنا وهواشتراط اربعة من الشهود يشهدون عليهابمارماها به ليظهر به صوقه فيمارماهابه"......(البحر الرائق : ۵/۴۹)

" قوله وفاسق من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المرادبه من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزني وآكل الرباونحوذلك كذافي البرجندى اسمعيل وفي المعراج قال اصحابنا لاينبغي ان يقتدى بالفاسق الافي الجمعة لانه في غيرها يجداماما غيره "......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مرتکب کبائر کے پیچھے نماز کا حکم:

مسئلہ(۳۰۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اگر گناہ کبیرہ کا مرتکب امام ہو تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ بصورت صحت سوال گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق ہے اور فاسق کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اگر توبہ کر لی تو پھر جائز ہے۔

"ويكره تقديم العبد والاعرابي والفاسق والاعمیٰ وولدالزنا وان تقدموا جاز لقوله عليه السلام صلواخلف كل بروفاجر"......(هدايه: ۱/۱۲۴)

”وفیه اشارة الی انهم قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لعدم اعتنائه بامور دینه وتساهله فی الاتیان بلوازمه فلایبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماینافیها بل هو الغالب بالنظر الی فسقه ولذلم تجز الصلوة خلفه اصلا عندمالک وروایة عن احمد الاانا جوزناها مع الکراهة لقوله علیه السلام صلوا خلف کل بروفاجر وجاهدوا مع کل فاجر“......(حلبی کبیری : ۴۴۲)

”قال النبی ﷺ التائب من الذنب کمن لاذنب له “......(سنن ابن ماجه : ۳۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

معذور کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۰۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کو ہر وقت چھوٹے پیشاب کی شکایت رہتی ہے کیا یہ آدمی جماعت کرواسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر یہ شخص معذور ہے تو جماعت نہیں کرواسکتا، اور اگر معذور نہیں ویسے پیشاب زیادہ آتا ہے تو حالت طہارت میں جماعت کرواسکتا ہے۔

”ولایصلی الطاهر خلف من به سلس البول ولاالطاهرات خلف المستحاضة“......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۸۴)

”ولایصح اقتداء الکاسی بالعاری ولاالصحیح بصاحب العذر “......(فتاویٰ التاتارخانیة: ۱/۴۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسلمان کو کافر کہنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۰۵): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کو اسٹیج پر کافر کہا جاتا ہے، حالانکہ وہ مسلمان ہے اور کافر کہنے والا اس کے ساتھ کھانا بھی کھاتا ہے، کیا اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ایسے شخص کو کافر کہنا جو کہ صرف دعوی کے طور پر مسلمان نہ ہو جیسے مرزائی اور روافض کافر ہونے کے باوجود اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں، بلکہ واقعتاً مسلمان ہو، تو ایسے مسلمان کو کافر کہنا جرم ہے، اور مجرم کی امامت درست نہیں مکروہ تحریمی ہے۔

"عن ابی ذرانه سمع النبی ﷺ یقول لایرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیه بالکفر الاارتدت علیه ان لم یکن صاحبه کذلک"......(صحیح البخاری : ۲/۸۹۳)

"وهذا یقتضی ان من قال لاخرانت فاسق اویافاسق اوقال انت کافر اویاکافر فان کان لیس کماقال کان هوالمستحق للوصف المذکور وان کان کماقال لایرجع علیه شئ لکونه صدق فیماقال لکن لایلزم من ذلک ان لایکون اثما"......(عمدة القاری : ۲۲/۱۹۵)

"قال بعض مشائخنا ان الصلوة خلف المبتدع لاتجوز وذکرفی المنتقی روایة عن ابی حنیفة انه کان لایری الصلوة خلف المبتدع والصحیح انه ان کان هوی یکفره لاتجوز وان کان لایکفره تجوزمع الکراهة"......(بدائع الصنائع : ۱/۳۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دیوبندی کے پیچھے بریلوی کی امامت:

مسئلہ(۴۰۶): محترم و مکرم مفتی صاحب بندہ کو یہ فتویٰ درکار ہے کہ دیوبندی کے پیچھے بریلوی کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ فتویٰ عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

دیوبندی کے پیچھے بریلوی کی نماز بلا کراہت درست ہے بشرطیکہ دیوبندی فاسق نہ ہو، اگر دیوبندی فاسق ہوتو اس کی امامت بھی مکروہ ہے۔

”وکرہ امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع“......(البحر الرائق: ۱/۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نابینے شخص کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۰۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ایسا نابینا شخص جو کہ حافظ قرآن بھی ہے اور نماز وطہارت کے مسائل بھی اچھی طرح جانتا ہے، خطیب صاحب جب موجود نہیں ہوتے تو وہ نابینا شخص نماز پڑھاتا ہے بلکہ اکثر نمازیں وہ نابینا شخص ہی پڑھاتا ہے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں نیز مکروہ تنزیہی کی بھی وضاحت فرمائیں کہ وہ کیا ہے؟ جناب کی عین نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر مذکور نابینا حافظ نیک وصالح ہیں اور مسائل نماز وامامت سے اچھے واقف ہیں اور طہارت میں احتیاط کرنے والے ہیں تو شرعاً ان کی امامت درست ہوگی، اور مکروہ تنزیہی شرعاً ناپسندیدہ عمل کو کہا جاتا ہے۔

”واما بیان من یصلح للامامة فی الجملة فھو کل عاقل مسلم حتی تجوز امامة العبد والاعرابی والاعمی“......(بدائع الصنائع: ۱/۳۸۶)

”وتجوز امامة الاعرابی والاعمی“......(فتاویٰ الھندیة: ۱/۸۵)

”المکروہ تنزیھا ومرجعه الی ماترکه اولی“......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۷۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قرآن مجید کو بھول جانے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۰۸): جو شخص قرآن حفظ کرکے بھول جائے اور ۱۰ برس میں بھی یاد نہ کرے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر وہ یاد کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی امامت بغیر کراہت جائز ہے۔

(۳)"ومن الحدیث المشھور عرضت علی ذنوب امتی فلم ار اعظم ذنبا من رجل اوتی آیة فنسیھا ثم النسیان عندعلمائنا محمول علی حال لم یقدر علیه بالنظر سواء کان حافظا ام لا"......(مرقاۃ المفاتیح : ۵/۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
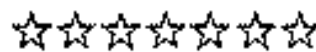
تقاریر کی ویڈیو کیسٹیں دیکھنے اور بیچنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۰۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل چند تنظیمیں وی،سی،آر،سی ڈیز،جہاد افغانستان،جہاد کشمیر،سپاہ صحابہ ٹرسٹ،ویڈیو کیسٹیں،مولانا حق نواز جھنگوی کی تصویر تقریر سناتے اور دکھاتے ہیں،اور ۲۷،۲۸،۲۹ رمضان کو محفل شبینہ دکھاتے ہیں،اور اسی طرح ہلال کمیٹی کا چاند کا اعلان کرواتے ہیں،اور تلاوت وغیرہ کبھی باتصویر دکھائی جاتی ہے،اور اسی طرح حاجی کیمپوں میں مناسک کی کیسٹیں دکھائی جاتی ہیں،یہ کیسا ہے؟ جائز ہے یا ناجائز ہے؟ جو امام مسجد یہ کام کرتا ہو اور اس کو عکس سمجھ کر دیکھتا ہو اس کی امامت میں نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

"اشد الناس عذابا یوم القیامة المصورون " کے تحت یہ سب کام درست نہیں ہیں،ایسے امام کی امامت مکروہ ہے،نیز یہ تمام مندرجہ اشیاء آلات لہو ولعب ہیں،لہذا اس کے ذریعے تلاوت سننا سنانا قرآن کی عظمت کے خلاف ہے۔

"عن ابی طلحة قال قال النبی ﷺ لاتدخل الملائکة بیتافیه کلب ولاتصاویر متفق علیه "......(مشکوۃ المصابیح: ۲/۳۹۸)

"قال فی البحروفی الخلاصة وتکره التصاویر علی الثوب صلی فیه اولا انتهی وهذه الکراهة تحریمیة وظاهر کلام النووی فی شرح مسلم الاجماع علی تحریم تصویرالحیوان وقال سواء صنعه لمایمتهن اولغیره فصنعته حرام بکل حال لان فیه مضاهاة لخلق الله تعالی وسواء کان فی ثوب اوبساط اودرهم واناء وحائط وغیرها اه فینبغی ان یکون حراما لامکروها ان ثبت الاجماع اوقطعیة الدلیل بتواتره اه"......(ردالمحتار: ۱/۴۷۹)

" لماروی ابن حبان والنسائی استاذن جبریل علیه علی النبی ﷺ فقال ادخل فقال کیف ادخل وفی بیتک سترفیه تصاویر "......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۸۰)

"وکذاالنهی انماجاء عن تصویرذی الروح لماروی عن علی رضی الله عنه انه قال من صور تمثال ذی الروح کلف یوم القیامة ان ینفخ فیه الروح ولیس بنافخ فامالانهی عن تصویرمالاروح له لماروی عن ابن عباس انه نهی مصوراعن التصویر فقال کیف اصنع وهو کسبی فقال ان لم یکن بدفعلیک بتمثال الاشجار "......(بدائع الصنائع : ۱/۳۰۵)

"واماالتخاذالمصور بحیوان فان کان معلقاعلی حائط سواء کان له ظل ام لا اوثوبا ملبوسا اوعمامة اونحوذالک فهوحرام "......(مرقاة المفاتیح : ۸/۳۲۳)

"قال اصحابنا وغیرهم من العلماء تصویرصورة الحیوان حرام شدید التحریم وهومن الکبائر لانه متوعدا علیه بهذ الوعید الشدید المذکور فی الاحادیث سواء صنعه فی ثوب اوبساط اودرهم اودینار اوغیرذلک"......(مرقاة المفاتیح :۸/۳۲۳)

" ویکره تقدیم العبد لانه لایتفرغ للتعلم والاعرابی لان الغالب فیهم الجهل والفاسق لانه لایهتم لامردینه والاعمی لانه لایتوقی النجاسة وولدالزناء لانه

لیس لہ اب یشفقہ فیغلب علیہ الجھل ولان فی تقدیم ھؤلاء تنفیر الجماعۃ فیکرہ"......(ھدایہ : ۱/۱۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

چغل خور کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص بہت بڑا چغل خور ہے، اور بعض دفعہ کسی پر الزام تراشی بھی کر لیتا ہے، تو کیا اس شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں چغل خوری کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق ہے، اور فاسق کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، ہاں اگر شخص مذکور توبہ کر لے تو پھر نماز پڑھنا جائز ہے، اور پہلے پڑھی ہوئی نمازوں کو لوٹانا بھی واجب نہیں ہے۔

"قولہ فاسق من الفسق وھو الخروج عن الاستقامۃ ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی وآکل الربا ونحو ذلک"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

"والنمام من ینقل الکلام بین الناس علی جھۃ الافساد وھی من الکبائر ویحرم علی الانسان قبولھا"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۶)

"ویکرہ تقدیم العبد والاعرابی والفاسق والاعمی وولد الزنا وان تقدموا جاز لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام صلوا خلف کل بر وفاجر"......(ھدایہ: ۱/۱۲۴،۱۲۵)

"وفیہ اشارۃ الی لو انھم قدموا فاسقا یاثمون علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لعدم اعتنائہ بامور دینہ وتساھلہ فی الاتیان بلوازمہ فلایبعد منہ الاخلال ببعض شروط الصلوۃ وفعل ماینافیھا بل ھو الغالب بالنظر الی فسقہ ولذا لم تجز الصلوۃ خلفہ اصلا عند مالک وروایۃ عن احمد

......الاجوزنا انامع الکراھۃ لقولہ علیہ السلام صلوا خلف کل بر و فاجر وجاھدوا مع کل فاجر "......(حلبی کبیری : ۴۴۲)

"قال النبی ﷺ التائب من الذنب کمن لاذنب لہ "......(سنن ابن ماجہ: ۳۸۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس امام مسجد کو تنخواہ نہ دی جائے کیا وہ ترک امامت کرسکتا ہے؟

مسئلہ(۴۱۱): محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قاری شہادت علی جو کہ جامع مسجد مدینہ محمود کالونی شاہدرہ لاہور میں امام تھے، اس مسجد میں قاری صاحب نے تقریباً چار سال امامت وخطابت کی ہے، اس کے علاوہ قاری صاحب نکاح خواں ونکاح رجسٹرار بھی ہیں، شروع شروع میں قاری صاحب کو اہل محلہ نے تنخواہ بھی دی ہے اس کے بعد چند وجوہات کی بناء پر اہل محلہ نے قاری صاحب کو تنخواہ نہیں دی۔

اب قاری صاحب نے مسجد میں نماز پڑھانا چھوڑ دی ہے اور مسجد کو ویران کردیا ہے حالانکہ قاری صاحب نکاح وغیرہ پڑھا کر بھی اپنا خرچ برداشت کرسکتے تھے، تو کیا دین اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ اگر امام مسجد کو تنخواہ نہ دی جائے تو وہ نماز پڑھانا چھوڑ دے؟

قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح کریں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر شرعی مفاسد کی بناء پر لوگوں نے تنخواہ بند کی ہے جو فسق امام کو مستلزم ہیں تو ان کا تنخواہ کو روکنا درست ہے، اور شخص مذکور کی امامت درست نہیں ہے، اور اگر امام صاحب کے اندر وجہ فسق موجود نہیں ہے تو بلا وجہ اس کی تنخواہ روکنا درست نہیں ہے، بلکہ اہل محلّہ پر لازم ہے کہ وہ ان کا ماہوار ادا کریں، اور چونکہ متاخرین کے قول پر اجرت علی الامامۃ لینا جائز ہے، اس لیے اجرت نہ ملنے کی صورت میں امامت نہ کرنا گو اس کی گنجائش تو ہے مگر بہتر نہیں ہے۔

" کما فی الھدایۃ فی باب النفقۃ ولان النفقۃ جزاء الاحتباس وکل من کان

محبوسا بحق مقصود لغیره کانت نفقته علیه اصله القاضی والعامل فی الصدقات " ......(هدایه: ۱/۳۴۱ /۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بجلی چوری کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۱۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صاحب جو اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتا ہے اور دین کا پابند سمجھا جاتا ہے۔

(۱) قربانی کی کھالیں مسجد کی تعمیر وغیرہ میں خرچ کرتا ہو۔

(۲) اور بجلی چوری کرتا ہو اور اس کو جائز بھی سمجھتا ہو۔

(۳) اور ٹی وی دیکھنا دکھانا حرام نہ سمجھتا ہو بلکہ کہتا ہو کہ بہت سے مفتی بھی دیکھتے ہیں تو ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال مندرجہ بالا امور کا مرتکب فاسق ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا ولایخفی انه اذا کان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایومن ان یصلی بهم بغیر طهارته فهو کالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم "......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فلمیں دیکھنے اور گانا سننے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۱۳): بخدمت جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہماری مسجد کے امام صاحب جو کہ فلمیں دیکھتے ہیں اس کے علاوہ گانا وغیرہ بھی سنتے ہیں، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اس کے علاوہ مسجد کے نمازیوں کو بتانا فرض ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی جواب تفصیل سے بتائیے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مذکورہ افعال کا ارتکاب موجب فسق ہے، اور فاسق کو امام بنانا درست نہیں ہے، تاوقتیکہ توبہ کرلے، اور کسی کی عیب جوئی اور ان کو فاش کرنا شریعت مطہرہ میں سختی سے روکا گیا ہے، اس لیے لوگوں کو بتانے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

”وفی السراج ودلت المسئلة ان الملاهی کلهاحرام ویدخل علیهم بلااذنهم لانکار المنکر قال ابن مسعود صوت اللهو والغناء ینبت النفاق فی القلب کماینبت الماء النبات قلت وفی البزازیة استماع صوت الملاهی کضرب قصب ونحوه حرام لقوله علیه الصلوة والسلام استماع الملاهی معصیة والجلوس علیهافسق والتلذذبهاکفر ای بالنعمة فصرف الجوارح الیٰ غیرها خلق لاجله کفر بالنعمة لاشکر فالواجب کل الواجب ان یجتنب کی لایسمع لماروی انه علیه الصلوة والسلام ادخل اصبعیه فی اذنه عندسماعه واشعارالعرب لوفیها ذکرالفسق تکره انتهی“......(درعلی هامش رد: ۵/۲۴۵،۲۴۶)

”ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی قوله وفاسق من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل الربا ونحوذلک...... واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا ولایخفی انه اذاکان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بهم بغیرطهارة فهو کالمبتدع تکره امامة بکل حال بل مشیٰ فی شرح

المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم "......(درمختار مع الشامی: ۱/۴۱۴)

"عن ابی برزة الاسلمی رضی الله عنه قال قال رسول الله يامعشر من آمن بلسانه ولم يدخل الايمان قلبه لاتغتابوا المسلمين ولاتتبعوا عوراتهم فانه من اتبع عوراتهم يتبع الله عورته ومن يتبع الله عورته يفضحه فی بيته "......(سنن ابی داؤد: ۲/۳۲۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جائز وحلال کاروبار کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حافظ قرآن مرد جو جائز وحلال کاروبار کرتا ہے وہ اپنے کاروبار کے ساتھ مسجد میں نماز کی امامت کرواسکتا ہے یا نہیں؟ امامت مستقل ہے عارضی نہیں ہے، اور حافظ صاحب کی ڈاڑھی بھی مکمل پوری ہے۔

الجواب باسم الملك الوهاب

جو شخص حلال کاروبار کرنے کے ساتھ امامت بھی کرواتا ہے اس کا کاروبار کرنا اور امامت کرنا دونوں جائز ہیں۔

"الباب الخامس عشر فی الكسب فرض وهو الكسب بقدر الكفاية لنفسه وعياله وقضاء ديونه ونفقة من يجب عليه نفقته فان ترك الاكتساب بعد ذلك وسعه وان اكتسب مايدخر لنفسه وعياله فهو فی سعة فقد صح ان النبی ﷺ ادخر قوت عياله سنة كذا فی خزانة المفتين"......(فتاوىٰ الهندية: ۵/۳۴۸،۳۴۹)

"ولايلتفت الى حال الجماعة الذين قعدوا فی المساجد والخانقاهات وانكروا الكسب واعينهم طامحة وايديهم مادة الى مافی ايدی الناس يسمون

انفسهم المتوكلة وليسوا كذالك هكذافي الاختيار شرح المختار"......(فتاوىٰ الهندية: ۵/۳۴۹)

"وشروط صحة الامامة للرجال الاصحاء ستة اشياء،الاسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراءة والسلامة من الاعذار كالرعاف والفأفأة والتمته واللثغ وفقدشروط كطهارة وسترعورة"......(نورالايضاح على مراقي الفلاح:۶۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

خاندانی منصوبہ بندی میں کام کرنے والی عورت کے خاوند کی امامت:

مسئلہ(۴۶۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی جو گاؤں کی مسجد کا امام ہے اور سکول ٹیچر بھی ہے، اور گاؤں سے دانے بھی لیتا ہے اور قربانی کی کھالیں بھی لیتا ہے، اور اس کی بیوی خاندانی منصوبہ بندی میں ملازم ہے اور امام صاحب خود اس کو سینٹر میں چھوڑ کر آتے ہیں جہاں وہ غیر محرموں کے ساتھ مل کر بے پردہ کام کرتی ہے اور امام صاحب نے مسجد میں بیٹھ کر یہ وعدہ کیا تھا کہ میں اپنی بیوی کو منصوبہ بندی سے ہٹالوں گا یا پھر امامت چھوڑ دوں گا، اس وعدہ کو ایک سال ہوگیا ہے مگر وہ اب بھی امامت کرا رہا ہے، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اور جو نمازیں ہم نے ان کی پیچھے پڑھی ہیں ان کا کیا کریں؟ اگر وہ امامت نہیں کرواسکتے تو کیا ان پر حد لگتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال اگر امام موصوف کی بیوی واقعی خاندانی منصوبہ بندی میں کام کرتی ہے اور بے پردہ ہوتی ہے اور مولوی صاحب اس کو منع کرنے کی بجائے اس کے معاون ہیں تو ان کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، یعنی جن لوگوں کو امام کے رکھنے یا ہٹانے کا اختیار ہے یا جن کو اچھا امام مل سکتا ہے، ان کی نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوگی اور جن کو یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہوں ان کو ایسے شخص کے پیچھے ہی نماز باجماعت پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

"قوله تعالىٰ ولاتقتلوا اولادكم خشية املاق...... وذالك لان من العرب من كان يقتل بناته خشية الفقر لئلايحتاج الى النفقة عليهن وليتوفر مايريد انفاقه

علیهن علی نفسه وعلی بیته وکان ذلک مستفیضا شائعا فیهم وهی المؤودة التی ذکرهاالله فی قوله ،واذاالمؤودة سئلت بای ذنب قتلت ، والمؤودة هی المدفونة حیاوکانوا یدفنون بناتهم احیاء، وقال عبدالله بن مسعود سئل النبی ﷺ فقیل مااعظم الذنوب؟قال ان تجعل لله ندا وهوخلقک وان تقتل ولدک خشیة ان یاکل معک وان تزنی بحلیلة جارک قوله تعالی نحن نرزقهم وایاکم فیه اخبار بان رزق الجمیع علی الله تعالی والله سیسبب لهم ماینفقون علی الاولاد وعلی انفسهم وفیه بیان ان الله تعالیٰ سیرزق کل حیوان خلقه مادامت حیاته باقیة وانه انمایقطع رزقه بالموت وبین الله تعالی ذلک لئلایتعدی بعضهم علی بعض ولایتناول مال غیره اذکان الله قدسبب له من الرزق مایغنیه عن مال غیره "......(احکام القرآن للجصاص: ۳/۲۹۴)

"ولاتقتلوااولادکم خشیة املاق نحن نرزقهم وایاکم ان قتلهم کان خطأکبیرا تعلیل آخر ببیان ان المنهی عنه فی نفسه منکرعظیم لمافیه من قطع التناسل وقطع النوع"......(تفسیرروح المعانی :۱۵/٦٧)

"وقوله تعالیٰ ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان نهی عن معاونة غیرنا علی معاصی الله"......(احکام القرآن للجصاص: ۲/۴۲۹)

"ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان یعنی لاتعاونوا علی ارتکاب المنهیات ولاعلی الظلم لتشفی صدورکم بالانتقام "......(تفسیرمظهری :۳/۲۸)

"ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی قوله وفاسق من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل الربا ونحوذلک...... واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا ولایخفی انه اذاکان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بهم بغیرطهارة فهوکالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشیٰ فی شرح

المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم "......(درمختار مع الشامی: ۱/۴۱۴)

"وتجوز امامة الاعرابی والاعمی والعبد وولد الزنا والفاسق كذافی الخلاصة الا انها تكره هكذافی المتون "......(فتاویٰ الهندية: ۱/۸۵)

"وكره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولد الزنا وفی صحيح البخاری وان ابن عمر كان يصلی خلف الحجاج وكفی به فاسقا"......(البحر الرائق: ۱/۳۱۰)

"عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال ان صلوة الرجل فی الجماعة تزيد على صلوة وحده بخمس وعشرين جزء"......(جامع ترمذی: ۱/۱۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کٹوانے والے کا تراویح میں امامت کرنا:

مسئلہ(۴۱۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) ایک بالغ بچہ نماز تراویح گزشتہ ۴ سال سے پڑھا رہا ہے اور وہ رمضان سے کچھ پہلے ڈاڑھی کٹوالیتا ہے، تو کیا وہ تراویح پڑھا سکتا ہے؟

(۲) پورے پاکستان میں ہزاروں حفاظ کرام تراویح پڑھاتے ہیں، اگر انہیں اس مسئلے کا نہیں پتہ تو انہیں یہ مسئلہ کون بتائے گا؟

(۳) اگر ڈاڑھی کسی صورت میں کٹوا ہی لی ہے تو اس صورت میں کیا وہ تراویح پڑھا سکے گا یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ایک مٹھ ڈاڑھی رکھنا مرد کے لیے واجب ہے اور اس سے کم کروانا یا اس کا منڈوانا ناجائز ہے، اور اس عمل کی وجہ سے ایسا شخص فاسق ہو جاتا ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اس لیے نیک وصالح صحیح العقیدہ متبع سنت شخص کو منصب امامت پر فائز کرنا چاہیئے۔

"واما الاخذ منها وهي دون ذلك كمايفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد"......(درعلی الشامی: ۲/۱۲۳)

" وتجوزامامة الاعرابي والاعمىٰ والعبد وولدالزناوالفاسق كذافي الخلاصة الاانهاتكره هكذافي المتون"......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بینک میں لکھت پڑھت کرنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس شخص کی امامت کے بارے میں جو بینک میں لکھت پڑھت کی ملازمت کرتا ہے اور سودی لین دین میں ملوث ہوتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بناء برصحت سوال شخص مذکور کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ فاسق ہے۔

"عن جابر رضي الله عنه قال لعن رسول الله ﷺ آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء رواه مسلم (وكاتبه وشاهده) قال النووي فيه تصريح بتحريم كتابة المترابيين والشهادة عليهمابتحريم الاعانة على الباطل وقال اى النبي ﷺ هم سواء اى في اصل الاثم وان كانوا مختلفين في قدره"......(مرقاة المفاتيح : ۶/۴۳)

" وتجوزامامة الاعرابي والاعمىٰ والعبد وولدالزناوالفاسق كذافي الخلاصة الاانهاتكره هكذافي المتون"......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فتنہ پیدا کرنے والے امام کی امامت:

مسئلہ(۴۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر امام نے مکر کر کے نمازیوں میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی تو ایسا شخص امامت کے قابل ہے یا نہیں؟ جب کہ وہ عالم بھی نہیں ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر امام نے عمداً مکر کر کے نمازیوں میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی جب کہ وہ عالم بھی نہیں ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

"ومن ام قوما وهم له كارهون ان كانت الكراهة لفساد فيه اولانهم احق بالامامة كره له ذلك وان كان هو احق بالامامة لم يكره"......(التاتارخانية: ۱/۴۳۹)

"وفي الخلاصة وغيرها رجل ام قوما وهم له كارهون ان كانت الكراهية لفساد فيه اولانهم احق بالامامة يكره له ذلك وان كان هو احق بالامامة لايكره له ذالك"......(البحر الرائق: ۱/۲۰۹)

"ومن ام قوما وهم له كارهون ان كانت الكراهة لفساد فيه اولانهم احق بالامامة لم يكره لان الفاسق والجاهل يكرهان العالم والصالح "......(المحيط البرهاني : ۲/۱۸۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس شخص پر اغواء کا الزام ہو کیا وہ امام بن سکتا ہے؟

مسئلہ(۴۹۹): محترم مفتی صاحب السلام علیکم کے بعد عرض یہ کہ جناب عالی!

ہمارے علاقے ٹھوکر نیاز بیگ گلزار کالونی میں ایک عورت بدکردار ہے، اس نے پہلے مجھے غلط نکاح نامے میں پھنسالیا تھا لہذا ایڈیشنل ایس، پی، پیرزادہ صاحب نے مجھے تصدیق کرنے کے بعد چھوڑ دیا تھا لہذا پھر اس نے مجھے اپنے ساتھ کیس میں ملوث کرلیا تھا کہ یہ مولوی ہمارے ساتھ تھا کیونکہ اس نے اور اس کے بیٹے سکنہ گجومتہ سے ایک لڑکی اغواء کی تھی تو اس نے ساتھ میرا نام بھی لکھوادیا تھا کہ یہ بھی ہمارے ساتھ ہے، اسی اثناء پر مجھے بھی ساتھ پکڑوادیا تھا، لہذا میں تو آ گیا ہوں، گاؤں میں ایک دو آدمیوں نے کہا ہے کہ آپ کے پیچھے نماز جائز نہیں ہوتی، اب آپ ہی بتائیں کہ اب کیا کیا جائے؟ کیا میرا امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اگر آپ اس کام میں ملوث نہیں ہیں تو آپ کے پیچھے نماز جائز ہے، اور اگر آپ ملوث ہیں تو آپ کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

”وشروط الامامة للرجال الاصحاء ستة اشياء الاسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراءة والسلامة من الاعذار كالرعاف والفافأة والتمتمة واللثغ“......(منحة الخالق على البحر الرائق: ۱/۶۰۲)

”واما الثاني فهوان الاصل ان بناء الامامة على الفضيلة والكمال فكل من كان اكمل وافضل فهواحق بها“......(البحر الرائق: ۱/۶۰۲)

”ولذا كره امامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب اهانته شرعا يعظم بتقديمه للامامة“......(حاشية الطحطاوى على المراقى الفلاح: ۳۰۲)

”ويكره ان يكون الامام فاسقا ويكره للرجال ان يصلوا خلفه“......(فتاوىٰ التاتارخانية: ۱/۴۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

آپ ﷺ کو قبر میں زندہ نہ ماننے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۴۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو کہ مسجد کا امام ہے اس کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ ہے آپ ﷺ اپنی قبر میں زندہ نہیں ہیں، کیا ایسے شخص یعنی امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

علماء اہل سنت والجماعت دیوبند کا عقیدہ اور اجماع ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں لہذا ہر وہ شخص جو نبی کریم ﷺ کی حیات فی القبر کا منکر ہو وہ بدعتی اور اہل سنت والجماعت سے خارج ہے، اس شخص کو امامت سے ہٹانا ضروری ہے، اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"الانبیاء احیاء فی قبورھم کماوردفی الحدیث "......(رسائل ابن عابدین ۲/۲۰۲:)

"فھذہ الاخبار دالة علی حیاة النبی ﷺ وسائر الانبیاء وقدقال اللہ تعالی فی الشھداء ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عندربھم یرزقون (آل عمران: ۱۶۹)والانبیاء اولی بذلک فھم اجل واعظم " ......(الحاوی للفتاوی: ۵۵۶)

"وکرہ امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا بیان للشیئین الصحة والکراھة اہ " ......(البحر الرائق : ۱/۲۱۰)

"عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی عندقبری سمعته ومن صلی علی نائیاابلغته رواہ البیھقی فی شعب الایمان"......(مشکوة المصابیح: ۱/۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کی صفائی کرنے والے عالم کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۴۱): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی حافظ عالم اورقاری ہے لیکن مسجد وغیرہ کی صفائی کرتا ہے، آیا امام کی عدم موجودگی میں اس کا نماز پڑھانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں حافظ قاری عالم ان صفات کے حامل آدمی کا نماز پڑھانا اولیٰ وعمدہ ہے ،صفائی کرنا کوئی عیب نہیں ہے،لوگوں کو چاہیے کہ ایسے آدمی کو نماز میں آگے کریں۔

"وفی فتاوی الارشاد یجب ان یکون امام القوم فی الصلاة افضلھم فی العلم والورع والتقویٰ والقراء ة والحسب والنسب والجمال علی ھذااجماع الامة "......(فتاوی التاتارخانیة: ۱/۳۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غلط عقیدے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۴۲۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) میں اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھتا ہوں تو مجھے امام کے عقیدے کا پتہ نہیں تھا اب کچھ اور لوگوں نے مجھے کہا ہے کہ ان کا عقیدہ غلط ہے، میں آپ کو اپنی مسجد والوں کا عقیدہ بھی بتا دیتا ہوں، ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ حاضر و ناظر ہیں یہ سب کچھ دیکھ اور سن سکتے ہیں اور دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ ہم کوئی فرقہ واریت نہیں بناتے، ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور امت محمدیہ ہیں، آپ جن امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں وہ قبول نہیں ہوتی، کیونکہ حضور ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں وہ اپنے رب کے پاس موجود ہیں اور رزق پا رہے ہیں ان کو دنیا کے بارے میں کچھ علم نہیں، ان سب باتوں کا علم اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میدان حشر میں حضور ﷺ کو بتائیں گے؟

(۲) جو امام مسجد اجرت پر دین کا کام کرتا ہے وہ بھی ناجائز ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے دینی کاموں پر اجرت نہیں لی، میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں نماز کہاں پڑھوں، روایات میں آیا ہے کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے جو شخص گھر میں نماز پڑھے اس گھر کو آگ لگے، اب اگر گھر میں نماز پڑھتا ہوں تب بھی میرا دل مطمئن نہیں ہوتا، اور اگر مسجد میں نماز پڑھتا ہوں تو شک رہتا ہے کہ کہیں نماز قبول نہ ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ انسان کے سب گناہ معاف کر سکتا ہوں مگر میں شرک کی بخشش نہیں کر سکتا اور اگر وہ شرک کرتے ہیں تو میری نماز قبول نہ ہوگی، اور کوئی مسجد قریب نہیں ہے، اس لیے میں تمام نمازیں گھر میں ہی ادا کرتا ہوں آپ راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) مذکورہ بالا عقائد رکھنے والا امام بدعتی ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اگر بطور مجبوری پڑھ لیں تو پڑھی گئی نمازیں واجب الاعادہ نہیں ہیں، البتہ مستقل نماز پڑھنے سے احتراز ضروری ہے۔

”وکرہ امامۃ العبد والاعمی.....والمبتدع بارتکابہ ما احدث علی خلاف الحق عن رسول اللہ علیہ السلام من علم او عمل او مال بنوع شبھۃ او استحسان“ ......(حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی الفلاح :۳۰۳)

(۲) امامت پر اجرت لینا جائز ہے، ایسے امام کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے، لہذا آپ ان کے پیچھے ہی جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کریں۔

"ان المفتی به عندالمتاخرین جوازاستئجار علی جمیع الطاعات مع ان الذی افتی به المتاخرون انما هوالتعلیم والاذان والامامة ......بتعلیل ذلک بالضرورة وخشیة الضیاع کمامرجاز علی کل طاعة علی الصوم والصلوة والحج مع انه باطل بالاجماع"......(فتاویٰ شامی:۵/۳۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اعمال بدعت کرنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۲۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں

مجھے اپنے عقائد درست کرنے کے لیے چند مشکلات درپیش ہیں، برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیکر مشکور فرمائیں۔

(۱) کیا حضور اکرم ﷺ حاضر وناظر ہیں؟ اور اگر نہیں ہیں تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے جو ایسا عقیدہ رکھتا ہو؟

(۲) گیارہویں شریف حضرت عبدالقادر کے نام کا مسجد میں ختم کرواتا ہو۔

(۳) فرض نماز کے بعد درود شریف اونچی آواز سے پڑھنا صحیح ہے؟

(۴) کیا فرض نمازوں کے فرضوں کے بعد دعا مانگنا اور اس کے بعد سنتوں اور نفلوں کے بعد دعا مانگنا چاہیئے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) صورت مسئولہ میں حضور اکرم ﷺ حاضر وناظر نہیں ہیں، جو امام ایسا عقیدہ رکھتا ہو کہ حضور اکرم ﷺ حاضر وناظر ہیں تو ایسے امام کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

(۲) گیارہویں شریف بطور ایصال ثواب کے دن متعین کرنے کی وجہ سے بدعت ہے اور گیارہویں شریف کرنے والے امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

"ویکره تقدیم المبتدع ایضا لانه فاسق من حیث الاعتقاد وهو اشدمن الفسق

من حیث العمل الان الفاسق من حیث العمل یعترف بانه فاسق ویخاف ویستغفر بخلاف المبتدع والمرادبالمبتدع من یعتقدشیئا علی خلاف مایعتقد اهل السنة والجماعة "......(حلبی کبیری: ۴۴۳)

(۳) فرض نماز پڑھنے کے بعد درود شریف بلند آواز سے پڑھنا حضور اکرم ﷺ وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ کے زمانے میں کسی سے ثابت نہیں، لہذا ایسا کرنا بدعت ہے۔

(۴) سنتوں اور نوافل کے بعد اجتماعی دعا کا ثبوت نہیں ہے، اجتماعی عمل کے بعد اجتماعی دعا اور انفرادی عمل کے بعد انفرادی دعا ہے۔

"اذالم نفذبالاذکار فینبغی لنا ان نحرم من الادعیة ونرفع لهاالایدی لثبوته عنه عقیب النافلة وان لم یثبت بعدالمکتوبة فاذاثبت جنسه لم تکن بدعة اصلامع ورودالقولیة فی فضله بخلاف فی العیدین فانهالم تثبت فی الجنس ایضا "

......(فیض الباری : ۴۳۱/۲)

"فائدة واعلم ان الادعیة بهذه الهیئة الکذائیة لم یثبت عن النبی ﷺ ولم یثبت عنه رفع الایدی دبر الصلوات فی الدعوات الا اقل قلیل ومع ذلک وردت فیه ترغیبات قولیة والامر فی مثله ان لایحکم علیه بالبدعة فهذه الادعیة فی زماننا لیست بسنة بمعنی ثبوتها عن النبی ﷺ ولیست ببدعة بمعنی عدم اصلها فیالدین والوجه فیه ماذکرته فی رسالتی نیل الفرقدین ص۱۳۳ ان اکثر دعاء النبی ﷺ کان علی شاکلة الذکر لایزال لسانه رطبا به ویبسطه علی الحالات المتواترة علی الانسان من الذین یذکرون الله قیاما وقعودا وعلی جنوبهم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ومثل هذا فی دوام الذکر علی الاطور لاینبغی له ان یقصر امره علی الرفع فان حالة لمقصد جزء وهو وعاء المسئلة فان ذمت هذا نفس عن کرب ضاق بها الصدر لان الرفع بدعة عقدهدی الیه فی قولیات کثیرة وفعله بعدالصلاة قلیلا وهکذا شانه فی باب الاذکار والاوراد اختار لنفسه مااختاره الله له وبقی اشیاء رغب

فیھا لـلامۃ فان التزام احدمنا الدعاء بعدالصلوۃ برفع الید فقد عمل بمارغب فیـہ وان لـم یکثرہ بنفسـہ فـاعلم ذیک "......(فیض الباری علی صحیح البخاری: ۲/۱٦۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کے چندے میں ہیرا پھیری کرنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۴۴): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک گاؤں جس کی آبادی پانچ سو گھروں پر مشتمل ہے اس میں تقریباً پانچ مساجد ہیں، جس کے امام تیس سال سے اس مسجد میں امامت کررہے ہیں جو کہ اپنے آباء واجداد سے وہاں پر امامت کرتے چلے آرہے ہیں، جری سمجھے جاتے ہیں اوران کی علمی صورت حال یہ ہے کہ قرآن پاک کے تلفظ بھی صحیح نہیں ہیں، آج سے تقریباً تین سال پہلے امام صاحب نے مسجد کے چندے میں سے ہیرا پھیری کی جس پر لوگوں کو پتہ چلا تو بعض لوگوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کردی ہے، آیا ان حالات میں اس امام صاحب کو مسجد میں دوبارہ رکھنا جائز ہے یا کہ نہیں؟ کوئی بھی اس کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے راضی نہیں ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور جتنا ہیرا پھیری اس نے مسجد کے چندے میں کی ہے شرعاً اس پر اس کی ضمان دینا لازم ہے۔

"رجـل ام قـومـا وهـم لـه كـارهـون ان كانت الكراهية لفسادفيه اولانهم احق بالامامة يكره له ذلک وان كان هواحق بالامامة لايكره له ذالک...... وينبغي ان تكون تحريمية في حق الامام في صورة الكراهة لحديث ابي داؤد عن ابن عـمـر مـرفـوعـا ،ثلاثة لايقبل الله منهم صلاة من تـقـدم قـومـا وهم لـه كـارهـون......الى اخـر الـحـديـث كـذافي شرح المنية " ......(البحر الرائق: ۱/۲۰۹)

"ويعزل القاضي الواقف المتولي على وقفه لو كان خائنا كمايعزل الوصي

الخائن نظراللوقف والیتیم ......وصرح فی البزازیة ان عزل القاضی للخائن واجب علیه ومقتضاه الاثم بترکه والاثم بتولیة الخائن ولاشک فیه "...... (البحرالرائق : ۵/۴۱۱)

"متولی الوقف اذاصرف دراهم الوقف فی حاجة نفسه ......قال ولو خلط من ماله مثل تلک الدراهم بدراهم الوقف کان ضامنالکل"......(فتاوی قاضی خان علی هامش الهندیة : ۳/۳۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۴۲۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اس کے پیچھے جو نمازیں پڑھی گئیں ان کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

غیر مقلد چونکہ فقہاء کرام کو برا بھلا کہتے ہیں، اور مطلقہ ثلاثہ کو بغیر حلالہ کے جائز سمجھتے ہیں، اور ان کے عقائد چونکہ اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں لہذا یہ لوگ فاسق اور مبتدع ہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے، اور مستحب یہ ہے کہ ان کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ کیا جائے، واضح رہے کہ یہ نماز واجب الاعادہ نہیں ہے۔

"قال فی الشامیة تحت قول الدر(قوله غیرالفاسق) واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب اهانته شرعا"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

"وکره امامة العبدوالفاسق والمبتدع العالم لعدم اهتمامه بالدین فتجب اهانته شرعا فلایعظم بتقدیمه للامامة "......(حاشیة الطحطاوی :۳۵۳)

"وفیه اشارة الی انهم لوقدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم "......(کبیری: ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مدرسہ کی آمدن اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۲۶): محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہربانی فرماکر قرآن وحدیث کی روشنی میں ان مسائل کا حل بتائیں، جزاک اللہ۔

(۱) ایک مولانا صاحب ہیں ہمارے بہت اچھے دوست ہیں، بنات کا مدرسہ چلاتے ہیں شروع شروع میں تو مسافر بچیوں کا سلسلہ تھا، لیکن اب مسافر بچیاں نہیں ہیں، مولانا صاحب مدرسہ کی مد میں رقم، گندم، چاول، (صدقہ خیرات) اسی طرح اکٹھا کررہے ہیں، اس بات کا ہمیں علم چند ماہ پہلے ہوا پھر ہم نے تحقیق کی، مدرسہ کی جتنی بھی آمدن وغیرہ ہورہی ہے وہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کررہے ہیں، ایسا کرنا جائز ہے؟

(۲) مولانا صاحب ایک مسجد میں امام بھی ہیں، اس کے علاوہ جمعہ مختلف دیہاتوں کی مساجد میں پڑھا کر مدرسے کی اپیل کرکے رقم وصول کرکے اپنی ذات پر خرچ کرتے ہیں، کیا مولانا صاحب کے لیے امامت کرانا جائز ہے؟

(۳) مولانا صاحب کی زبان مبارک پر ہر وقت یہی جملہ ہوتا ہے، بہت پریشانی ہے بہت ضرورت مند ہوں مدرسے کا نظام متاثر ہورہا ہے، اسی چکر میں کسی نہ کسی مخیر حضرات کے دروازے پر ہوتے ہیں، بمع رسید بک ہم نے پیار محبت سے دوستانہ ماحول میں ان سے درخواست کی ہے کہ اخلاص سے خدا کو یاد کرکے صحیح معنوں میں کام کریں خدا مدد کرے گا لیکن وہ ایسا کرنے کے لیے شاید تیار نہیں ہے، کھلے الفاظ میں بھی درخواست کرچکے ہیں کہ جس مقصد کے لیے آپ فنڈ اکٹھا کرتے ہیں اسی پر خرچ کریں لیکن انہیں اثر نہیں۔

(۴) جن احباب کو ہم نے دعوت دی تھی کہ مولانا کا مدرسہ ہے بنات کا ان سے تعاون کیا کریں اب ہم ان احباب کو کیسے سمجھائیں کہ ان کو اب چندہ نہ دیں ان کے مدرسہ میں کوئی انتظام نہیں ہے تاکہ ہم گناہ گار نہ ہوں آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ ایسے مفید مشورے سے نوازیں کہ مولانا صاحب صحیح سمت پر آجائیں یا مدرسہ چھوڑ دیں یا اچھی طرح مدرسہ کا کام شروع کردیں، تاکہ ان کی بدنامی نہ ہو لوگ تو پہلے ہی مولوی حضرات کے خلاف ہیں، مدرسہ کے معاملے میں ان کی اصلاح ہوجائے۔

(۵) ایک گاؤں میں بنات کے مدرسہ میں مولانا صاحب نے ٹائم دینا شروع کردیا وہاں بچیوں سے آنکھ میں حیا ہونی چاہیے آنکھ کا پردہ ہونا چاہیے، مولانا صاحب نے پردہ اوپر اٹھادیا، چند بچیوں نے اس کی اپنے گھر شکایت کی، مدرسے کے مہتمم صاحب اور اساتذہ نے موقع پر پہنچ کر یہ منظر دیکھ کر مولانا صاحب کو اس بابت پوچھا تو مولانا صاحب نے جواب دیا پنکھے کی ہوا سے اڑ گیا تھا، پردہ صحیح کرکے دو پنکھے فل لگادیے، اور مولانا صاحب سے کہا آپ نے ایک

پنکھے کی ہوا سے اڑا دیا تھا، اب تو وہ پنکھوں کی ہوا سے بھی اوپر نہیں جا رہا، خیر مسلک کی بدنامی کے ڈر سے مہتمم صاحب نے ان مولانا صاحب کو مدرسے سے فارغ کر دیا، اور آئندہ گاؤں دوبارہ نہ داخل ہونے کی نصیحت کی، کیا ایسے مولانا صاحب کا امامت خطابت کرنا، گھر میں بچوں اور بچیوں کو ٹیوشن پڑھانا مناسب ہے؟ جس مسجد میں مولانا صاحب امام ہیں ہم بھی اسی مسجد کے ممبر ہیں، اب آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ مسجد انتظامیہ اس بارے میں کیا کرے؟ ہماری راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اگر مولوی صاحب موصوف مدرسہ کے نام پر چندہ وغیرہ کر کے اپنی ذات واہل وعیال پر خرچ کرتے ہیں، تو یہ ان کے لیے جائز نہیں ہے، اور ان کو چندہ دینا بھی جائز نہیں، اور جن لوگوں کو آپ نے چندہ دینے کی دعوت دی تھی، ان کو بھی حقیقت حال سے آگاہ کرنا ضروری ہے، ان کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

(۲) ان کو بھی امام مقرر کرنا مکروہ تحریمی ہے، یعنی جن لوگوں کو امام رکھنے یا ہٹانے کا اختیار ہے یا جن کو امام متبع شریعت مل سکتا ہے ان کی نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوگی، اور جن کو یہ دونوں صورتیں حاصل نہ ہوں ان کو با جماعت پڑھنا ہی افضل ہے، اور آپ تو انتظامیہ میں شامل ہیں آپ کے ذمہ لازم ہے کہ ان کی اصلاح کریں، اصلاح نہ کر سکیں تو امام کو معزول کر دیا جائے۔

"ولو ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه او لانهم احق بالامامة منه كره له ذالك تحريما" ......(الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار: ۱/۴۱۴)

"قال في الشامية تحت قول الدر (قوله غير الفاسق) واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب اهانته شرعا"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک مشت سے کم ڈاڑھی والے شخص کا امام بننا:

مسئلہ (۲۷۷): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس شخص کی امامت کے بارے میں جس کی ڈاڑھی ایک مشت سے کم ہو، آیا اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہو سکتی ہے تو کونسی صورت میں ہو سکتی ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

ڈاڑھی منڈوانا اور کٹوانا دونوں ناجائز ہیں ،اس سے آدمی فاسق ہوجاتا ہے ،حدیث پاک میں آتا ہے "قصوا الشوارب واعفوا اللحیٰ" لہذا فاسق کی امامت مکروہ ہے۔

ایسے آدمی کو امام رکھنے والی انتظامیہ بھی گناہ گار ہے وہ بھی توبہ کریں۔

" قولہ وفاسق من الفسق وھو الخروج عن الاستقامۃ ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر"......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

گالی گلوچ اور دھمکیاں دینے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۶۸): مفتیان عظام کیا حکم صادر فرماتے ہیں اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مولوی صاحب کے گھر میں دو سال قبل ان کی غیر موجودگی میں دو آدمی آئے ،اور گھر والوں سے زیادتی کی ،جس کی درخواست تھانہ میں درج کروادی ،ملزمان اثر ورسوخ والے ہونے کی وجہ سے گرفتار نہ ہوسکے ،انہوں نے عبوری ضمانتیں کروانے کے بعد پکی ضمانتیں کروالیں ،عینی گواہ نہ ہونے کی وجہ سے کیس خارج ہوگیا ،پھر مدعی نے انسداد دہشت گردی کی عدالت میں درخواست دی ،اس پر ملزمان نے مختلف لوگوں کے ذریعے دباؤ اور منت سماجت کر کے سارے حربے اختیار کیے ،تا کہ وہ مولوی صاحب صلح کرلیں ،پھر مختلف علماء جن میں قاری نور محمد طارق فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور ،قاری محمد اصغر میانوی فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور ،قاری محمد ثناء اللہ صاحب ،چوہدری محمد طاہر صاحب نے ملزمان سے قسم لی ،کیا تم نے جرم کیا ہے یا نہیں؟ ملزمان نے حلف اٹھایا کہ ہم نے جرم نہیں کیا ،چنانچہ ان علماء نے مولوی صاحب کو مجبور کر کے پرچہ واپس دلوادیا ،اور ملزمان سے خرچ وغیرہ لے کر مدعی کو دلوادیا ،اس کے کچھ عرصہ بعد مولوی صاحب منڈی بہاؤالدین شہر میں خطیب مقرر ہوئے ،اور منڈی کے ایک خطیب جن کا نام مولوی محبوب الرحمٰن شاکر ہے وہ مولوی صاحب کے واقف تھے ان کو اس سارے واقعے کا علم تھا ،لیکن وہ خاموش رہے مدعی مولوی صاحب کو ملتے رہے ،بلکہ ایک دو مرتبہ مدعی نے مولوی صاحب کی امامت میں نماز بھی پڑھی ،اور بعد میں منڈی بہاؤالدین کی ایک مرکزی مسجد نور میں جگہ خالی ہوئی ،مولوی محبوب الرحمٰن وہاں درس قرآن دیتے رہے ،ان کی خواہش تھی مسجد میں خطیب مقرر ہونے کی ،لیکن

انتظامیہ کمیٹی نے مدعی مولوی صاحب سے رابطہ قائم کر کے ان کو خطیب مقرر کرلیا، اس عرصہ میں حسد کی وجہ سے مولوی محبوب الرحمٰن شاکر صاحب مدعی مولوی صاحب کے مخالف ہو گئے، اور قتل کی دھمکیاں دیتے رہے، اور مختلف مجالس میں گالی گلوچ اور الزام تراشی کرتے رہے، اس کے ایک سال بعد مدعی مولوی صاحب کو انہی کے محلہ میں ایک مسجد عمر امامت کے لیے مل گئی، جس سے مولوی شاکر کا حسد اور بڑھ گیا، انہوں نے دو سالہ پرانی ایف آئی آر حاصل کی، اور مدعی مولوی صاحب کو منڈی میں بدنام کیا، کہ ان کے پیچھے نماز درست نہیں ہے، کیونکہ ان پر حد لگتی ہے کہ انہوں نے کیس واپس کیا، کیا مولوی شاکر کی یہ بات درست ہے؟ اگر درست نہیں تو ان کا یہ فعل شرعی طور پر کس زمرہ میں آتا ہے؟ قرآن وسنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال مولوی صاحب موصوف کو سزا دینے کا اختیار نہیں تھا، کیونکہ سزا دینا حکومت وقت کا کام ہے، جب حکومت نے کیس خارج کر دیا اور بعد میں بھی دوسرے علماء نے ملزمان سے حلف لے کر مصالحت کرائی، تو ان کی امامت میں تو شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے، البتہ مولوی شاکر صاحب نے اگر گالی گلوچ کیا اور قتل وغیرہ کی دھمکیاں دیتے رہے ہیں تو ان کی امامت مکروہ ہے، یعنی جن لوگوں کو امام کے رکھنے ہٹانے کا اختیار ہے ان کی نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوگی۔

"ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی قوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل الربا ونحو ذلک......بل مشیٰ فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم "......(درمختار مع الشامی: ۱/۴۱۴)

" وفیه اشارة الی انهم لو قدموا فاسقا یاثمون علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لعدم اعتنائه بامور دینه وتساهله فی الاتیان بلوازمه "......(حلبی کبیری: ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جھوٹ بولنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۲۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) ہمارا گاؤں جو کہ تقریباً ۲۰۰ گھرانوں پر مشتمل ہے اور اس کے مضافات میں چار چھوٹی مسجدیں ہیں، ہماری مسجد گاؤں کی جامع مسجد ہے اس میں جمعہ اور عیدین کی نماز ہوتی ہے، جب کہ چھوٹی مساجد جو کہ مضافات میں ہیں اس کے نمازی بھی جمعہ اور عیدین کے لیے ہمارے یہاں آتے ہیں، اس جامع مسجد کا جو امام ہے وہ مسائل صلوۃ، میراث، نکاح اکثر مسائل دین وغیرہ سے ناواقف ہے، مسائل نماز میں ماسوائے قرأت کے ناواقف ہے، یعنی "مایجوز به الصلوة" ہے، لیکن عالم اور جید قاری نہیں ہے، اور قوم کے لوگ بھی اس سے خوش نہیں، لیکن جن لوگوں نے لایا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں مسائل کی ضرورت نہیں، ہمیں صرف نماز پڑھادیا کرے، اس لیے قوم دو حصوں میں بٹ گئی ہے، اور اس گاؤں میں مسائل بتانے کے لیے متبادل کوئی دوسرا عالم بھی نہیں ہے کہ ہر وقت مسئلہ بتا سکے، امام کو پتہ ہے کہ قوم خوش نہیں ہے لیکن پھر بھی وہ جاتا نہیں ہے، ایسی صورت میں یہ امام جن لوگوں نے لایا ہے وہ گناہ گار ہیں یا امام صاحب؟

(۲) دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب اس کا تقرر ہو رہا تھا تو اس وقت اس نے کہا کہ میں مفتی اور عالم ہوں لیکن بعد میں پتہ چلا کہ علم دین سے بالکل ناواقف ہے، یعنی دھوکہ دے کر آیا ہے، اب قوم اس کو برقرار رکھ سکتی ہے یا نہیں؟ اور اس کے لیے امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ غرض یہ کہ یہ قوم کی اصلاح نہیں کرسکتا بلکہ صرف دنیاوی لالچ کے لیے بیٹھا ہوا ہے، اب ہم کیا کریں؟ پوری وضاحت کے ساتھ مسئلہ تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اگر تقرری کے وقت واقعی ان موصوف نے یہ کہا تھا کہ میں مفتی اور جید عالم ہوں جب کہ واقعہ اس کے خلاف ہے تو اس نے جھوٹ بولا اور جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے، اور اس کا مرتکب فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، اور اگر قوم اس کے اس فعل کی وجہ سے ناراض ہے تو قوم کی ناراضگی درست ہے اور اس کا گناہ امام موصوف پر بھی ہے، اور جو لوگ اس کے جھوٹ کھلنے کے باوجود اس کی حمایت کر رہے ہیں وہ بھی گناہ گار ہوں گے، لہذا جن لوگوں کو اس کے رکھنے ہٹانے کا اختیار ہے یا جن کو اچھا امام مل سکتا ہے ان کی نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوگی، اور جن کو یہ دونوں باتیں حاصل نہیں ہیں ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

"وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا"

......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

"رجل ام قوما وھم لہ کارھون ان کانت الکراھۃ لفسادفیہ اولانھم احق بالامامۃ یکرہ لہ ذالک"......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۸۷)

"ویکرہ امامۃ العبد وولدالزناء ویکرہ ان یکون الامام فاسقا ویکرہ للرجال ان یصلوا خلفہ"...... (التاتارخانیۃ: ۱/۴۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مجہول الحال امام کی اقتداء میں نماز کا حکم:

مسئلہ(۴۳۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب امام مجہول الحال ہو اور اس کا تعلق مسلک بریلوی یا غیر مقلد یا مماتی سے ہو تو مقتدی عام آدمی یا عالم ہو تو ایسے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

مسلک بریلوی کس عقیدے کی وجہ سے متروک جماعت بنتا ہے، نور، حاضروناظر یا اولیاء کے درجات میں غلو کرنے سے؟

غیر مقلد کس عمل کی وجہ سے متروک جماعت بنتا ہے؟ نیز اگر محلہ کی مسجد کا امام بریلوی ہو تو گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھیں؟

اور جو نمازیں پہلے پڑھی ہوئی ہیں ان کا کیا کریں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ان کے پیچھے نماز مع الکراہت جائز ہے، البتہ ان کی اقتداء سے احتراز کرنا چاہئے، کیونکہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے جماعت کا پورا ثواب اتنا نہیں ملتا جو نیک پرہیزگار کی اقتداء سے ملتا ہے، نیز اگر کسی غیر مقلد اور بدعتی کے پیچھے بطور مجبوری نماز پڑھنے کی صورت درپیش ہو تو نماز مع الکراہت درست ہوگی، اور واجب الاعادہ نہیں مگر مستقل عادت نہیں بنانی چاہئے۔

"ویکرہ تقدیم المبتدع ایضالانہ فاسق من حیث الاعتقاد وھو اشد من الفسق

من حيث العمل الاان الفاسق من حيث العمل يعترف بانه فاسق ويخاف ويستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من يعتقد شيئاعلى خلاف مايعتقداهل السنة والجماعة وانمايجوزالاقتداء به مع الكراهة اذالم يكن مايعتقده يؤدى الى الكفر عنداهل السنة اه"......(حلبی کبیری: ۴۴۳)

"ولوصلى خلف مبتدع اوفاسق فهومحرزثواب الجماعة لكن لاينال مثل ماينال خلف تقى كذافى الخلاصة"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

ایسا غیر مقلد امام جو فرائض یعنی ارکان وشرائط میں احناف کی رعایت رکھے اورائمہ اربعہ کے بارے میں اچھا گمان رکھے اس کے پیچھے نماز بلاکراہت جائز ہے اوراگر مسائل میں احناف کی رعایت نہیں کرتا اورائمہ اربعہ کو برا بھلا کہتا ہے تو اس کی اقتداء جائز نہیں ہے، البتہ مقتدی امام کے بارے میں لاعلم ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز مع الکراہت جائز ہے اوراگر امام سے کسی مفسد صلوۃ فعل کا صدور معلوم ہوجائے تو نماز واجب الاعادہ ہے، اسی طرح عصر کی نماز اگر عصر حنفی سے پہلے پڑھی تو واجب الاعادہ ہے۔

"قوله وان تيقن المرعاة ،اى المرعاة فى الفرائض من شروط واركان فى تلك الصلوة وان لم يراع فى الواجبات والسنن كماهوظاهرلسياق الكلام البحر وظاهر كلام شرح المنية ايضاحيث قال وامالاقتداء بالمخالف فى الفروع كالشافعى فيجوزمالم يعلم منه مايفسدالصلوة على اعتقاد المقتدى عليه الاجماع انمااختلف فى الكراهة "......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۲)

"وبحث المحشى انه ان علم انه راعى فى الفرائض والواجبات والسنن فلاكراهة وان علم تركها فى الثلاثة لم يصح وان لم يدرشيئا كره لان بعض مايجب تركه عندناليس فعله عنده فالظاهر ان يفعله وان علم تركها فى الآخرتين فقط،ينبغى وان يكره لانه اذاكره عنداحتمال ترك الواجب فعندتحققه بالاولىٰ وان علم تركها فى الثالث فقط ينبغى ان يقتدى به لان الجماعة واجبة فتقدم على ترك كراهة التنزيه"......(البحر الرائق: ۱/۶۱۳)

"وانظر هل اذالزم من تاخيره العصر الى المثلين فوت الجماعة يكون الاولى

التاخیر ام لا والظاهر الاول بل یلزم لمن اعتقد رجحان قول الامام تامل"......(فتاویٰ شامی : ۱/۲۶۴)

یہ لوگ بدعتی ہیں ان کی اقتداء کرنا مع الکراہت جائز ہے، جب تک مفضی الی الکفر نہ ہوں۔

"والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئا علی خلاف مایعتقده اهل السنة والجماعة وانمایجوز الاقتداء به مع الکراهة اذالم یکن مایعتقده یؤدی الی الکفر عنداهل السنة"......(حلبی کبیری: ۱/۴۴۳)

اگر مفضی الی الکفر ہوں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

"امالو کان مؤدیا الی الکفر فلایجوز اصلا"......(حلبی کبیری: ۴۴۳)

اگر مندرجہ بالا ائمہ کے علاوہ کوئی اور امام موجود ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا افضل ہے، ورنہ اکیلے نماز پڑھنے سے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا افضل ہے، اور بطور مجبوری کے جو نمازیں ان اماموں کے پیچھے پڑھی گئی ہیں وہ واجب الاعادہ نہیں ہیں۔

"فان قلت فماالافضلیة ان یصلی خلف هؤلاء اوالانفراد فالحاصل انه یکره لهؤلاء التقدم ویکره الاقتداء بهم کراهة تنزیه فان امکن الصلوة خلف غیرهم فهوافضل والافالاقتداء اولی من الانفراد وینبغی ان یکون محل کراهة اقتداء بهم عندوجودغیرهم والافلاکراهة کمالایخفی"......(البحر الرائق: ۱/۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیبت کرنے والے اور بہتان باندھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۴۱): مکرمی و محترمی جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته !

مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں راہنمائی فرما کر اللہ پاک کی ذات سے بہت ہی اجر وثواب حاصل کریں۔

علماء کرام ومفتیان عظام کیا فرماتے ہیں اس شخص کی امامت کے بارے میں جوکہ چغل خور، غیبت کرنے والا، ودوسروں کے عیبوں کو معلوم کرکے دوسروں کے سامنے اچھالنے والا، اور جھوٹا اور بہتان لگانے والا ہے، نیز مقتدی اس کی امامت پر خوش بھی نہیں ہیں۔

نیز علاقہ سے عشر کی گندم اور قربانی کی کھالیں اکٹھی کرکے مدرسہ اور بچوں کے نام پر کھانے والا، جب کہ نہ کوئی مدرسہ ہے اور نہ بچے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اور اہل محلہ کے لیے ضروری ہے کہ ایسے شخص کو امامت سے الگ کردیں، اور جو حضرات الگ کرنے پر قادر نہ ہوں، تو دوسری مسجد میں نماز پڑھ لیا کریں ان پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

"ویکرہ ان یکون الامام فاسقا ویکرہ للرجال ان یصلوا خلفہ، الفاسق اذا کان یؤم ویعجز القوم عن منعہ تکلموا، قال بعضھم فی صلوۃ الجمعۃ یقتدی بہ ولایترک الجمعۃ بامامتہ واما فی غیر الجمعۃ من المکتوبات لاباس بان یتحول الی مسجد آخر ولایصلی خلفہ ولایأثم بذلک، ومن ام قوما وھم لہ کارھون ان کانت الکراھۃ لفساد فیہ اولانھم احق بالامامۃ کرہ لہ ذلک وان کان ھو احق بالامامۃ لم یکرہ"......(التاتارخانیۃ: ۱/۴۳۹)

"وتجوز امامۃ الاعرابی والاعمیٰ والعبد وولدالزنا والفاسق کذافی الخلاصۃ الاانھا تکرہ، الفاسق اذاکان یؤم الجمعۃ وعجز القوم عن منعہ قال بعضھم یقتدی بہ فی الجمعۃ ولاتترک الجمعۃ بامامتہ وفی غیر الجمعۃ یجوز ان یتحول الی مسجد آخر ولایأثم بہ،" رجل ام قوما وھم لہ کارھون ان کانت الکراھۃ لفساد فیہ اولانھم احق بالامامۃ یکرہ لہ ذلک وان کان ھو احق بالامامۃ لایکرہ ھکذافی المحیط "......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

منکرحیات انبیاء علیہم السلام کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۴۳۴): مندرجہ ذیل مسئلہ کی وضاحت مطلوب ہے

زید حیات انبیاء کا منکر ہے یعنی مماتی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے، آیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟ کیونکہ بعض علماء کرام مماتیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ بتلاتے ہیں، ازراہ کرم اس مسئلہ کی وضاحت قرآن وسنت سے فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات فی القبور اور سماع عند القبر اہل سنت والجماعت کے نزدیک اجماعی عقیدہ ہے(فتاویٰ رشیدیہ:۱۳۴)اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے(الحاوی للفتاوی:۲/۱۴۷)

اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا بدعتی ہے اور بدعتی کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے لہذا جن کو امام کے عزل ونصب کا اختیار ہے یا جن کو اچھا امام مل سکتا ہو ان کی نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوگی۔

”ویکرہ تقدیم المبتدع ایضا لانہ فاسق من حیث الاعتقاد وھو اشد من الفسق من حیث العمل والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئا علی خلاف مایعتقدہ اھل السنۃ والجماعۃ اھ“......(حلبی کبیری: ۴۴۳)

”وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع ،والفاسق لایھتم لامر دینہ وذکر الشارح وغیرہ ان الفاسق اذاتعذر منعہ یصلی الجمعۃ خلفہ“......(البحر الرائق: ۱/۶۱۱)

” وفیہ اشارۃ الی انھم قدموا فاسقا یاثمون علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لعدم اعتنائہ بامور دینہ وتساھلہ فی الاتیان بلوازمہ فلایبعد منہ الاخلال ببعض شروط الصلوۃ وفعل ماینافیھا بل ھو الغالب بالنظر الی فسقہ“......(حلبی کبیری : ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ٹانگ سے معذور شخص کی امامت:

مسئلہ(۴۴۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص ایک ٹانگ سے معذور ہو یعنی ٹانگ جہاد میں کٹ گئی ہو تو وہ شخص کسی بھی مسجد میں مستقل امام بن سکتا ہے جب کہ وہ کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ایسے شخص کی امامت جائز ہے مگر ایسی صورت میں کہ اس سے اعلم موجود ہو اس کی امامت مکروہ ہے بکراہت تنزیہیہ یعنی خلاف اولیٰ ہے۔

”وكذلك اعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيره اولى تاترخانية اه“......(ردالمحتار: ۱/۴۱۶)

امامت ایسے شخص کے لیے جو قیام پر قادر نہ ہو حدیث صریح صحیح سے ثابت ہے، اور وہ حدیث امامت النبی ﷺ فی مرض الوفات ہے، کمافی کتب الحدیث مفصلا۔

”وكذلك اعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيره اولى تاترخانيه وكذا اجذم بيرجندى ومجبوب وحاقن ومن له يدواحد فتاوى الصوفية عن التحفة والظاهر ان العلة النفرة ولذاقيد الابرص بالشيوع ليكون ظاهرا ولعدم امكان اكمال الطهارة ايضافي المفلوج والاقطع والمجبوب ولكراهة صلاة الحاقن اى ببول ونحوه“......(ردالمحتار: ۱/۴۱۶)

”حدثنا عبدالله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن ابن شهاب عن انس بن مالك ان رسول الله ﷺ ركب فرسا فصرع عنه فجحش شقه الايمن فصلى صلوة من الصلوات وهو قاعد فصلينا وراءه قعودا فلماانصرف قال انماجعل الامام ليؤتم به فاذاصلى قائما فصلوا قياما واذا ركع فاركعوا واذارفع فارفعوا واذاقال سمع الله لمن حمده فقولوا ربنالك الحمد واذاصلى جالسافصلوا جلوساجمعون ،قال ابوعبدالله قال الحميدى قوله واذاصلى

جالسا فصلوا جلوسا هو في مرضه القديم ثم صلى بعد ذلك النبي ﷺ جالسا والناس خلفه قيام لم يامرهم بالقعود وانما يؤخذ بالآخر فالآخر من فعل النبي ﷺ"......(صحيح البخاری : ۱/۹٦)

"قوله انما يؤخذ بالآخر فالآخر وهذا تصريح من المصنف رحمه الله بالنسخ وقد صرح به في مواضع آخر وصرح هناك الحافظ رحمه الله ان مقتضى الادلة استحباب القعود خلف القاعد ولا دليل على الوجوب قلت وذا انتفى الوجوب على تصريح الحافظ رحمه الله فلاريب ان الاحوط هو القيام لانه ذهب اليه الامامان الجليلان وعندنا العمل بما عمل به الائمة والامة اولى"......(فيض الباری : ۲/۲۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کٹوانے والے شخص کا امام بننا:

مسئلہ (۴۴۴): محترم ومکرم جناب مفتی حمید اللہ جان صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام اور مفتیان صاحبان سے ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ ہماری مسجد جامعہ رحمانیہ میں ایک حافظ صاحب گزشتہ ۳ یا ۴ سال سے نماز تراویح پڑھا رہے ہیں، پہلے ان کی ڈاڑھی چھوٹی تھی لیکن اب ان کی ڈاڑھی بڑھ گئی ہے لیکن اب وہ ڈاڑھی کٹواتے ہیں اور ان کی ڈاڑھی بمشکل ۱ یا ۲ انچ کی ہوگی، مسئلہ یہ ہے کہ یہ حافظ صاحب امام صاحب کی غیر موجودگی میں فرض نماز بھی پڑھاتے ہیں اور اس سال تراویح بھی پڑھائیں گے، آپ سے یہ دریافت کرنا ہے کہ جو حافظ صاحب ڈاڑھی کٹواتے ہیں ان کے پیچھے فرض نماز یا نماز تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ فرض نمازوں میں ان کے پیچھے باریش بزرگ بھی کھڑے ہوتے ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

ایک مشت ڈاڑھی رکھنا ضروری ہے اس سے کم کرنا یا منڈوانے کی عادت بنانا ناجائز اور حرام ہے ایسا کرنے والا گناہ گار اور فاسق ہے، اور ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"والسنة فيها القبضة ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته "......(درمختار على هامش ردالمحتار: ۵/۲۸۸)

"واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

" وفيه اشارة الى انهم قدموا فاسقا ياثمون على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلايبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماينافيها بل هو الغالب بالنظر الى فسقه "......(حلبی کبیری : ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

انگوٹھے چومنے والے شخص کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۲۵): محترم جناب مفتی صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں ایک فوجی ہوں اور بارڈر پر میری ڈیوٹی ہے وہاں پر ایک ہی مسجد ہے اور امام جو ہے فوج کی طرف سے وہ انگوٹھے چومتا ہے تو کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اگر امام بدعتی ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع والاعمى وولدالزنا"......(كنزعلى البحر الرائق: ۱/۶۰۷)

"وكره امامة العبد والاعمى والاعرابي وولدالزنا والجاهل والفاسق والمبتدع"......(نورالايضاح مع حاشية الطحطاوى: ۱/۳۰۲)

البتہ اگر صالح صحیح العقیدہ امام میسر نہ ہو اور بدعتی امام ہٹانے اور رکھنے کا بھی اختیار نہ ہو تو بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں بلکہ انفرادی طور پر پڑھنے سے جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شرفاء اور علماء کی تذلیل کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۳۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے شہر کی مرکزی جامع مسجد کے خطیب اور مفتی فاسق ہیں، حضرت مولانا زکریا کو بکاؤ مولوی کہتے ہیں اور طالبان کو دہشت گرد کہتے ہیں، شرفاء اور علماء کو جھوٹے مقدموں میں ملوث کر کے ذلیل کرتے ہیں، اور ان باتوں کو اخبارات اور خطبوں میں نشر کرتے ہیں، دوسرے مسلک کے متعلمین کو دھوکہ سے بلا کر پٹائی کرتے ہیں، مسجد کے لیے وقف زمین پر واقف کی اجازت اور رضا کے بغیر دکانیں تعمیر کروی ہیں، اور ان کی رجسٹری اپنے اور اپنے بچوں کے نام کرالی ہے، اوقاف کی آمدنی مقدموں پر خرچ کرتے ہیں، لوگ اس کے شر کے خوف سے مقابلہ نہیں کرتے، ان کو معزول کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور ان کی اقتداء میں نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال مذکورہ عہدوں سے اس امام کو ہٹانا درست ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

”واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا“......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۴)

” وفيه اشارة الى انهم قدموا فاسقا يأثمون على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلايبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماينافيها بل هو الغالب بالنظر الى فسقه“......(حلبی کبیری : ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کا مکمل طور پر محراب میں کھڑا ہونا:

مسئلہ(۴۳۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام کا مکمل طور پر محراب میں کھڑا ہونا کیسا ہے؟ کیا محراب مسجد میں شامل ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بغیر ضرورت کے امام کا مکمل طور پر محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے البتہ امام محراب میں سجدہ کرے، اور خود مسجد میں کھڑا ہو تو بلا کراہت جائز ہے۔

"ولا باس بان یکون مقام الامام فی المسجد وسجودہ فی الطاق ویکرہ ان یقوم فی الطاق لانہ یشبہ صنع اھل الکتاب من حیث تخصیص الامام بالمکان بخلاف ما اذا کان سجودہ فی الطاق"......(الھدایۃ: ۱/۱۴۴)

"ویکرہ قیام الامام بجملتھا فی المحراب لاقیامہ خارجہ وسجودہ فیہ سمی محرابا لانہ یحارب النفس والشیطان بالقیام الیہ والکراھۃ لاشباہ الحال علی القوم واذا ذاق المکان فلا کراھۃ"......(حاشیۃ الطحطاوی : ۱/۳۶۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

انبیاء علیہم السلام کی روح کا تعلق جسم کے ساتھ براہ راست نہ ماننے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۲۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس طرح شہداء کے بارے میں آتا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور اللہ کے نزدیک رزق بھی پاتے ہیں اور خوش رہتے ہیں، اسی طرح انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعلیٰ زندگی پاتے ہیں اور اگر آپ جسم کی بابت اور روح کا تعلق جسم سے پوچھتے ہیں تو ہمارا جواب یہ ہے کہ "ان اللہ یسمع من یشاء" کی طرح ہم مانتے ہیں، یعنی ہم جسم کا تعلق روح کے ساتھ براہ راست نہیں مانتے، جو شخص اس قسم کا عقیدہ رکھے کیا وہ امام بن سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

یہ شخص مماتی لگتا ہے، کیونکہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ نہیں ہیں اور جسم مبارک کا روح کے ساتھ براہ راست تعلق نہیں ہے تو یہ شخص اہل سنت والجماعت کے عقیدہ سے ہٹا ہوا ہے، کیونکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ اور اسی طرح دیگر انبیاء کرام اپنی قبروں میں اجساد عنصریہ کے ساتھ حیات ہیں، یہ حیات برزخی ہے جو حیات دنیوی سے کم نہیں ہے، اور نماز اور دیگر عبادات میں مشغول رہتے ہیں، یہ حیات

برزخی اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے، اس لیے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عام مؤمنین بلکہ عام کفار کی روحوں کو بھی حاصل ہوتی ہے، اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ اصول شریعت قرآن وسنت سے ثابت ہے، لہذا عقیدہ حیات النبی کا انکار کرنے والا مبتدع ہے اور اس کے پیچھے نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

"وعن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من صلی علی عندقبری سمعته ومن صلی علی نائیاابلغته رواه البیهقی فی شعب الایمان "

......(مشکوة المصابیح: ۱/۸۸)

"ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات بل احیاء "......(البقرة)

"والحق عندی عدم اختصاصها بهم بل حیاة الانبیاء اقوی منهم واشدظهورا آثارها فی الخارج حتی لایجوزالنکاح بازواج النبی بعدوفاته "

......(تفسیر المظهری: ۱/۱۷۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۳۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک محلے کے امام مسجد ایک اجنبی عورت کے ساتھ پارک میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے، تین افراد نے اس امام مسجد کو دیکھا ہے، وہی امام مسجد اور وہی عورت دونوں گھر میں بھی تنہائی میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں دو افراد نے اس حالت میں دیکھا ہے، آیا اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور ہماری نماز کا کیا حکم ہے؟ آئندہ کے بارے میں تفصیل مطلوب ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال شرعاً اجنبیہ کے ساتھ خلوت گناہ ہے، اگر واقعی امام اس کا مرتکب عادی ہے تو اس فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، یعنی جن کو امام کے رکھنے ہٹانے کا اختیار ہے یا جن کو اچھا امام مل سکتا ہے ان کی نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے، یہ حکم اس وقت ہے کہ امام موصوف توبہ نہ کرے اور اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو پھر اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ اور کوئی وجہ کراہت نہ ہو۔

"وفی الاشباہ الخلوۃ بالاجنبیة حرام "......(الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار: ۵/۲۶۰)

"وقدروی عن رسول اللہ ﷺ انہ قال لایخلون رجل بامرأۃ فان ثالثھما الشیطان "......(بدائع الصنائع : ۴/۳۰۱)

"وکرہ امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا"......(کنز الدقائق : ۱/۳۹)

"ویکرہ تقدیم العبد لانہ لایتفرغ للتعلم والاعرابی لان الغالب فیھم الجھل والفاسق لانہ لایھتم لامر دینہ " ......(الھدایة: ۱/۱۲۴)

"عن عبداللہ بن مسعودقال قال رسول اللہ ﷺ التائب من الذنب کمن لاذنب لہ "......(مشکوٰۃ المصابیح : ۱/۲۰۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سولہ سالہ لڑکا تراویح میں امام بن سکتا ہے:

مسئلہ(۴۴۰): محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری عمر سولہ سال کے لگ بھگ ہے اور میں بالغ بھی ہو چکا ہوں، کیا میرے پیچھے نماز تراویح جائز ہے؟ مہربانی فرما کر آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں میری راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر مذکورہ تحریر حقیقت پرمبنی ہے تو اس صورت میں آپ کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا جائز ہے۔

"واماشروط الامامة فقدعدھا فی نورالایضاح علی حدۃفقال وشروط الامامة للرجال الاصحاء ستة اشیاء الاسلام والبلوغ والعقل والذکورۃ والقراءۃ والسلامة من الاعذار "......(ردالمحتار: ۱/۳۰۶)

"وشروط صحة الامامة للرجال الاصحاء ستة اشياء الاسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراءة والسلامة من الاعذار قوله والبلوغ لان صلاة الصبي نفل ونفله لايلزمه"......(نورالایضاح مع مراقی الفلاح : ۱۶۷)

"وفي شرح القدوري يجوزامامة الامرد اذاكان بالغا"......(خلاصة الفتاوى: ۱/۱۴۸)

"بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والجارية بالاحتلام والحيض والحبل فان لم يوجد فيهماشيء فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتي لقصراعمار اهل زماننا قوله به يفتىٰ هذاعندهما وهورواية عن الامام وبه قالت الائمة الثلاثة"......(الدرمع الرد:۱۰۷/۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امرد پرست شخص کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بچہ جو کہ چھٹی کلاس کا طالب علم تھا وہ مسجد میں قاری صاحب کے پاس ناظرہ بھی پڑھتا تھا قاری صاحب بچے سے بہت پیار کرتے تھے، بیٹا، بھائی یا شاگرد سمجھ کر، بالآخر نفسانی خواہشات غالب آتی گئیں اس نے بچے کو گود میں بٹھانا شروع کر دیا اس کے گالوں پر ہاتھ پھیرتا تھا بوسے بھی لیتا تھا یہ چیزیں سرعام تھیں شاید اس سے آگے بھی کچھ تھا یا نہیں؟ یہ اللہ بہتر جانتا ہے، جب بچے سے بوس وکنار کرتا تھا گالوں پر ہاتھ پھیرتا تھا اور بغل گیر ہوتا تھا تب بچے کی نفسانی خواہشات نہیں ابھرتی ہوں گی؟ اس کے دماغ میں ہلچل نہیں پیدا ہوتی ہوگی، اور گھر والوں کے سامنے بچہ تو آخر بچہ ہے اس چھوٹی عمر میں اس کا ناپختہ ذہن تھا، اور قاری جس طرح بچے کو ڈھالتا گیا وہ ڈھلتا گیا، یہ سلسلہ پانچویں یا چھٹی کلاس میں شروع ہوا جب بچہ 9th کا سٹوڈنٹ تھا تو قاری کی شادی ہوگئی، اب بچہ 10th میں ہو گیا ہے، جب کہ قاری کی شادی ہونے کے باوجود بھی طور طریقے ویسے رہے، مفعول کا اب یہ عالم ہے کہ اگر کوئی اس سے بغل گیر ہوتا ہے یا گالوں پر ہاتھ پھیرتا ہے تو وہ ٹس سے مس نہیں ہوتا، کیونکہ یہ عادت اس کی پختہ ہو چکی ہے، اب اگر کوئی بچہ اس سے بغل گیر ہوتا ہے یا گالوں پر ہاتھ پھیرتا ہے یا پھر آگے ہی بڑھتا چلا جاتا ہے تو ان سب برائیوں کا ذمہ دار قاری ہے جس نے بچے کو ایسی تربیت میں

ڈھالا اوراس حال تک پہنچایا، جب کہ بچہ پیدائشی طور پر خاموش طبع ہے اس پر جو زیادتی ہوتی ہے اس وقت تک اس کو جھیلتا ہے جب تک کہ وہ قوت برداشت سے باہر نہیں ہو جاتی، بچہ برائی پر لگ جاتا ہے یا بچے کے ساتھ برائی ہوتی ہے ان دونوں صورتوں میں سزاوار قاری ہے۔

جناب عالی! بندہ نے تقریباً ڈیڑھ سال قاری کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھیں، قاری کی شادی ہوئی اس کے بعد میں نے بچے کے گھر آنا جانا کچھ کم کر دیا اور میں نے یہی سوچا کہ شاید شادی کے بعد قاری راہ راست پر آ جائے اور اپنے طور طریق صحیح کر لے، شادی کے کچھ عرصہ بعد میں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنا شروع کر دی، تقریباً پانچ یا چھ ماہ بعد ہم نماز عصر کے بعد مسجد سے نکلے بچہ پہلے نکل آیا اور سر راہ کھڑا ہو گیا، بعد میں میں اور سبزی فروش دونوں مسجد سے نکلے وہ سبزی وغیرہ مذکورہ سبزی فروش سے ہی لیتا ہے، سبزی فروش نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا جب لڑکے کے قریب سے گزرنے لگے تو سبزی فروش نے لڑکے کے گالوں پر ہاتھ پھیرا میں نے سبزی فروش کا ہاتھ اپنے کندھے سے اتار دیا، اور لڑکے کے ردعمل کا انتظار کیا، کہ لڑکا اس کو برا بھلا کہے اور میں اس کو مزا چکھاؤں، میرے ارادوں کے برعکس لڑکے نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا اس کے نزدیک جیسے یہ معمول کی بات ہو، اس واقعہ کے بعد جناب عالی میں نے قاری کے پیچھے نماز پڑھنی پھر چھوڑ دی، کیونکہ مجھے قاری پر اس لیے غصہ آیا کہ یہ سب اس کی تربیت کا نتیجہ ہے، جناب عالی! لڑکا ماشاء اللہ بہت خوبصورت ہے اور فرشتوں جیسے ہے، مگر خاموش طبع ہے، بندہ تو ہر وقت اس کے ساتھ رہا نہیں کہ پتہ ہو قاری اس کے ساتھ کیا کیا کر رہا تھا، قاری کا ان کے گھر آنا جانا ہے اور میرا بھی۔

یہ جو چند واقعات بندہ نے قلم بند کیے ہیں یہ آنکھوں دیکھے ہیں، اور گھر والے بھی جانتے ہیں، شریف گھرانہ ہے لڑکے کا والد ذرا سخت ہے مگر وہ کام دھندے والا آدمی ہے ہمیشہ ساتھ نہیں رہ سکتا، چار بھائی یعنی کہ مذکورہ سے تین بڑے اور دو چھوٹی بچیاں یہ سب مذکورہ قاری کے شاگرد ہیں، ادب کرتے ہیں عزت کرتے ہیں اس کے آگے نہیں بول سکتے، اور وہ قاری گاہے بگاہے لڑکے کو گفٹ بھی دیتا رہتا ہے، اس کو باہر سے کپڑے یا چادر ملے تو وہ بھی دیتا ہے یا جوتوں کے لیے پیسے دیتا ہے یا سائیکل لے کر دیتا ہے، یا دعوت پر لے کر چلا جاتا ہے، وہاں سے جو خدمت ہوتی ہے اس سے بھی دوسروں سے زیادہ دیتا ہے، الغرض بہت ہی ایڈوانس ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس کے پیچھے نمازیں ہو جاتی ہیں؟ وضاحت فرمائیں، یا ہم انفرادی نمازیں پڑھیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر مذکورہ فی السوال باتیں قاری موصوف کے لیے ثابت ہوں تو یہ فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی

ہے، یعنی جن لوگوں کو امام کے رکھنے ہٹانے کا اختیار ہے یا جن کو اچھا امام مل سکتا ہے ان کی نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوگی، اور جن کو یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہوں ان کو تنہا پڑھنے کی بجائے باجماعت پڑھنا افضل ہے۔

”قوله نال فضل الجماعة افاد ان الصلوة خلفهما اولی من الانفراد“

......(ردالمحتار: ۱/۴۱۵)

”وفی النهر عن المحیط من صلی خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعة“

......(الدرعلی هامش ردالمحتار: ۱/۴۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سودی کاروبار کرنے والے امام کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام جو سودی کاروبار کرتا ہے اور مسلسل کر رہا ہے مقتدیوں کو اس کا حال بھی معلوم ہے ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

جو شخص سودی کاروبار کر رہا ہو ایسا شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ عاصی اور فاسق ہے۔

” قوله غیر الفاسق ،واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بهم بغیرطهارة فهوکالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لماذکرنا “......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۴)

”وکره امامة العبد الخ والفاسق لعدم اهتمامه بالدین فتجب اهانته شرعا فلایعظم بتقدیمه للامامة “ ......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۳۰۲)

”وفیه اشارة الی انهم لو قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان الکراهة تقدیمه کراهة التحریم “......(حلبی کبیری : ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

باطل کی حمایت اور عناد رکھنے والے امام کی امامت:

مسئلہ(۴۴۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ایسا امام جس میں یہ خامیاں ہیں تو اس کی امامت کیسی ہے؟

(۱) جب دو فریق جھگڑ پڑیں تو امام فریق باطل کی حمایت کرے۔

(۲) بغیر شرعی عذر کے عناد رکھتا ہو، نمازی سے یعنی نازیبا الفاظ استعمال کرتا ہو، دست اندازی کرتا ہو، مقتدیوں کو آپس میں لڑاتا ہو، بدظنی پیدا کرتا ہو وغیرہ وغیرہ۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اگر واقعتاً مذکورہ امام میں یہ خامیاں ذاتی اغراض ومفادات کی بنیاد پر پائی جاتی ہیں، تو ایسا شخص فاسق ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

”وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع“

......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

” وفیه اشارة الی انهم قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لعدم اعتنائه بامور دینه وتساهله فی الاتیان بلوازمه “......(حلبی کبیری : ۴۴۲)

”ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی قوله وفاسق من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی وآکل الربا ونحوذلک.........فهو کالمبتدع تکره امامة بکل حال بل مشیٔ فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم “

......(درمختار مع الشامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک بازو اور ایک ٹانگ سے معذور کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۴۴): بخدمت جناب علمائے کرام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ حافظ القاری منیر احمد جن کا ایک بازو اور ٹانگ میں ڈیفالٹ ہے، یہ ایک مسجد میں امامت کراتے ہیں، وہاں کچھ شر پسند لوگ اعتراض کرتے ہیں، اس لیے قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ ارشاد فرمائیں، اس بچے کے والد گرامی مولانا قاری عبدالرحمٰن مولانا موسیٰ خان صاحب کے شاگرد خاص تھے اور اوقاف میں خطیب تھے، عین نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ سوال مبہم ہے، کیونکہ اس میں عیب کی مقدار نا معلوم ہے، اگر اس کی مقدار کم ہے جس سے بخوبی وہ دونوں پاؤں پر کھڑا ہوسکتا ہے تو اس کی اقتداء میں نماز ادا کرنا بلا کراہت درست ہے، کیونکہ قلیل مقدار موجب نفرت نہیں ہے، لیکن اگر عیب کی یہ مقدار زیادہ ہے اور موجب نفرت ہے جو قلت جماعت اور قلت رغبت الناس کا موجب ہوتی ہے تو اس کے علاوہ کسی صحیح عالم کو امامت کا منصب سونپنا افضل ہے، کیونکہ امام خالق اور مخلوق کے درمیان رابطہ ہوتا ہے، اس لیے اس کا تمام اعذار سے مبرا ہونا افضل اور اولیٰ ہے۔

"قال فی الدر وکذاتکرہ خلف امرد وسفیہ ومفلوج اوبرص شاع برصہ قال الشامی تحت قولہ مفلوج اوبرص شاع برصہ کذلک اعرج یقوم ببعض قدمہ فالاقتداء بغیرہ اولی تاترخانیۃ ..... والظاھر ان العلۃ النفرۃ ولذاقیدالابرص بالشیوع لیکون ظاھرا ولعدم امکان اکمال الطھارۃ ایضافی المفلوج والاقطع والمجبوب "......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۶)

"فکل من کان اکمل فھوافضل لان المقصود کثرۃ الجماعۃ ورغبۃ الناس " ......(فتاویٰ الھندیۃ:۱/۸۳)

"ولوام قوم وھم لہ کارھون ان الکراھۃ لفساد فیہ اولانھم احق بالامامۃ منہ کرہ لہ ذلک تحریما لحدیث ابی داؤد لایقبل اللہ صلوۃ من تقدم قوماوھم لہ کارھون "......(الدرعلی ھامش الرد:۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس کی بیوی ننگے سر پھرتی ہو اس کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۴۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو کہ نمازی ہے اور حافظ قرآن ہے اور وقت کا لیکچرار ہے، لیکن اس کی بیوی تمام عورتوں کی طرح ننگے سر پھرتی ہے، کیا ایسے شخص کی امامت درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر وہ شخص اپنی عورت کو منع کرتا ہے اس کے باوجود وہ منع نہیں ہوتی تو اس کی امامت بغیر کراہت کے جائز ہے، ورنہ اس کی امامت مکروہ ہے۔

"(قوله وله ضرب زوجته علی ترک الصلوة) وكذاعلی تركهاالزينة وغسل الجنابة وعلی خروجها من المنزل وترک الاجابة الی فراشه ومرتمامه فی التعزير وان الضابط ان كل معصية لاحدفيها فللزوج والمولی التعزير "

......(فتاویٰ شامی: ۵/۳۰۳)

"واللاتی تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن فی المضاجع واضربوهن فان اطعنكم فلاتبغوا عليهن سبيلا"......(سورة النساء: ۳۴)

"قال ابوبكر جصاص تحت هذه الآية ......فدلت الآية علی معان احدهاتفضيل الرجل علی المرء ة فی المنزلة وانه هوالذی يقوم بتدبيرها وتاديبها وهذايدل علی ان له امساكها فی بيته ومنعها من الخروج وان عليها طاعته وقبول امره مالم تكن معصية "......(احكام القرآن للجصاص:۲/۲٦۷)

"ويكره امامة عبدواعرابی وفاسق واعمی "......(درعلی الرد :۱/۴۱۴)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بہتان اور الزام لگانے والے اور بدگمانی کرنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۴۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص دوسرے شخص پر بہتان

اور الزام لگاتا ہے، تو الزام اور بہتان کونسا گناہ ہے؟ اور اس کی دنیوی واخروی سزا کیا ہے؟ ایک شخص دوسرے شخص پر بدگمانی کرتا ہے تو بدگمانی کتنا بڑا اور کونسا گناہ ہے؟ اور اس کی دنیاوی واخروی سزا کیا ہے؟ ان گناہوں کے مرتکب امام کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بدگمانی اور بہتان دونوں گناہ کبیرہ ہیں، اور حدیث شریف میں دونوں کی ممانعت آئی ہے، آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے، کہ بدظنی کرنے والا اکذب الحدیث ہے یعنی سب سے بڑا جھوٹا قرار دیا ہے، اور اسی طرح تہمت بھی ہے، کہ وہ غیبت سے بھی (جو کہ اشد من الزنا ہے) بڑا گناہ ہے، اگر واقعی امام صاحب ان گناہوں کا مرتکب ہو تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے، اور اس کو توبہ واستغفار لازم ہے۔

"عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قيل يارسول الله ماالغيبة قال ذكرك اخاك بمايكره قال ارأيت ان كان فيه مااقول قال ان كان فيه ماتقول فقداغتبته وان لم يكن فيه ماتقول فقدبهته"......(جامع ترمذی: ۲/۴۵۷)

"باب ماجاء فی ظن السوء، عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال اياكم والظن فان الظن اكذب الحديث، هذاحديث حسن صحيح"......(جامع ترمذی: ۲/۴۶۲)

"وكره تقديم العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا"......(البحر الرائق: ۱/۶۰۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

روزہ نہ رکھنے والے امام کی اقتداء میں تراویح کا حکم:

مسئلہ(۴۴۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک حافظ صاحب کی عمر سولہ سال ہے وہ نماز تراویح پڑھا رہے ہیں وہ کبھی روزہ رکھتے ہیں اور کبھی نہیں رکھتے یعنی پابندی نہیں کرتے، ان کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی نماز کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بندہ کو جواب ارسال فرمادیں عین نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر بلاعذر شرعی یہ روزے کا تارک ہے تو یہ فاسق ہے،اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے،لہٰذا اس کو امامت تراویح سے الگ کر کے صالح شخص کو امام بنایا جائے،اور اگر اس کو ہٹانے کی قدرت نہ ہو تو تراویح "الـــم ترکیف "سے گھر میں ادا کریں۔

"وکرہ امامۃ العبد والاعمیٰ والاعرابی وولدالزنا والجاھل والفاسق "

......(حاشیۃ الطحطاوی :۳۰۲)

"ویکرہ امامۃ عبد واعرابی وفاسق واعمی الاان یکون اعلم القوم ومبتد ع "

......(درمختار : ۱/۸۳)

" قولہ وفاسق من الفسق وھوالخروج عن الاستقامۃ ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واٰکل الربا ونحوذلک"......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۴)

"الفسق لغۃ خروج عن الاستقامۃ وھومعنی قولھم خروج الشیء عن الشیء علی وجہ الفساد وشرعا خروج عن طاعۃ اللہ تعالیٰ بارتکاب کبیرۃ"......(حاشیۃ الطحطاوی: ۱/۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جماعت اسلامی والے عقائد رکھنے والے شخص کی اقتداء کا حکم:

مسئلہ(۴۴۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں اپنے امام صاحب کی عدم موجودگی میں کبھی کبھار نماز پڑھا دیتا ہوں میرا تعلق جماعت اسلامی سے ہے ہمارے امام صاحب نے فرمایا ہے کہ جس آدمی کا تعلق جماعت اسلامی سے ہو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی،آپ قرآن وسنت کی روشنی میں فرمائیں کہ مولانا مودودی صاحب کے عقائد واقعی ایسے ہیں کہ ایسے عقائد رکھنے والے کے پیچھے نماز درست نہیں ہے؟اگر یہ بات درست ہے تو میں براءت کا اعلان کرتا ہوں۔

الجواب باسم الملک الوہاب

اگر آپ کے عقائد اور نظریات میں ان کے ساتھ مکمل اتفاق ہو تو آپ کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اور اگر آپ کا تعلق جماعت اسلامی سے صرف سیاسی حد تک ہو تو مذہبی لحاظ سے آپ مولانا مودودی صاحب کے ساتھ ان نظریات میں اتفاق نہیں رکھتے جن کو علماء حق نے بیان کیا ہے اور آپ کی ڈاڑھی بھی سنت کے مطابق ہے تو آپ امامت کرواسکتے ہیں، مولانا مودودی صاحب کے نظریات کے لیے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''فتنہ مودودیت'' اور فخر المحدثین حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب " الاتسار المودودی وشیء من افکارہ وحیاتہ" کی طرف رجوع کریں، آپ کے اعلان برأت پر آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

"وكره امامة العبد ......والاعمى ......ولذا كره امامة الفاسق لعالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب اهانته شرعا فلايعظم بتقديمه للامامة الخ"......(مراقی الفلاح: ۳۰۲)

"وتجوز امامة الاعرابي والاعمى والعبد وولدالزنا والفاسق كذافي الخلاصة الاانها تكره "......(فتاوىٰ الهندية: ۸۵/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی منڈوانے سے توبہ کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۴۹): جناب محترم عزت مآب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قرآن اور حدیث کی روشنی میں بتائیں کہ میں نماز تراویح پڑھا سکتا ہوں۔

میں حافظ قرآن ہوں پچھلے سال الحمدللہ اللہ تعالیٰ کے گھر اور روضہ رسول کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور میں نے ڈاڑھی رکھ لی ہے، ڈاڑھی کے بال ڈیڑھ انچ کے قریب ہیں اور نیچے حصہ کا خط بنواتا ہوں، گذشتہ بیس سال سے سماعت کررہا ہوں اب سنانے کا وقت آیا تو بعض نمازی اور امام مسجد فرماتے ہیں کہ ڈاڑھی برابر قبضہ یعنی ایک مٹھی ہو

اور فرماتے ہیں کہ خط بنوانے سے بہتر ہے کہ ڈاڑھی صاف کروادی جائے ورنہ گناہ ہوتا ہے کیونکہ بار بار خط بنوانا پڑتا ہے نیز فرماتے ہیں کہ خط بنوانے سے افضل ڈاڑھی منڈوانا ہے (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اب میں نے ڈاڑھی رکھ لی ہے اور نیچے حصہ کا خط بنواتا ہوں میں نے کئی عالم فاضل لوگوں کے پیچھے فرض نماز پڑھی ہے جو کہ میری طرح خط بنواتے ہیں، ان کے بال مجھ سے بھی چھوٹے ہوتے ہیں میرے بارے میں فرمائیں کہ

(۱) قرآن پاک نماز تراویح میں پڑھ سکتا ہوں؟

(۲) خط کی بجائے ڈاڑھی صاف کروادوں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱،۲) اگر آپ اپنی غلطی پر صدق دل سے پشیمان ہیں اور آئندہ مٹھی سے کم نہ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے تو آپ تراویح میں قرآن سنا سکتے ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ جب تک ڈاڑھی پوری نہ ہو جائے آپ سماعت ہی کریں قرآن مجید نہ سنائیں، جو لوگ ڈاڑھی منڈوانے کو افضل بتاتے ہیں خط بنانے سے ان کا قول بالکل غلط ہے، جہالت پر مبنی ہے ان کی بات نہ مانیں۔

"عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ التائب من الذنب کمن لاذنب لہ ،رواہ ابن ماجۃ والبیھقی فی شعب الایمان "
......(مشکوۃ المصابیح : ۱/۲۰۹)

"والسنۃ فیھا القبضۃ وھوان یقبض الرجل لحیتہ فمازادمنھاعلی قبضہ قطعہ کذاذکرہ محمدفی کتاب الآثار عن الامام قال وبہ ناخذ"......(فتاویٰ شامی: ۵/۲۸۸)

"واماالاخذمنھا وھی دون ذالک کمایفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد واخذ کلھافعل یھود الھندومجوس الاعاجم ،فتح،......(قولہ واماالاخذمنھا) قال الشامی تحت ھذاالقول ،ویؤیدمافی مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ جزوا الشوارب واعفوا اللحی خالفواالمجوس فھذہ الجملۃ واقعۃ موقع التعلیل واماالاخذمنھا وھی دون ذلک کمایفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد"......(درمختارمع شامی : ۲/۱۲۳)

”عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية الخ قالوا ومعناه انها من سنن الانبياء عليهم السلام“......(نووی شرح مسلم : ۱۲۸/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

داڑھی کی شرعی حدود اور ٹھوڑی سے اوپر والے بال کاٹنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۵۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عالم مثلاً زید امام مسجد ہے اور اہل علاقہ اس کے پیچھے نہ صرف پنج وقتہ نمازیں بلکہ جمعہ وعیدین بھی ادا کرتے ہیں اور زید کی شکل ظاہری (داڑھی) پر علماء علاقہ معترض ہیں کیونکہ جناب موصوف ثنایا سفلیٰ یعنی نچلے ہونٹ کے اوپر والے داڑھی کے بالوں کی تقطیع بایں نظریہ کرتے ہیں کہ یہ داڑھی کا حصہ نہیں ہے بلکہ اضافی بال ہیں، اور حد تقطیع ٹھوڑی کی ہڈی کی حد سے بھی نیچے ہے اور مزید یہ کہ داڑھی کے سائیڈ کے بالوں کے بارے میں جناب کا نظریہ ہے کہ داڑھی سے مراد داڑھ سے نیچے والے بال ہیں اور اسی وجہ سے ان کی تقطیع بھی درست ہے، اور جناب موصوف اپنے اسی قول پر عمل پیرا ہیں اب مقصود استفتاء یہ ہے کہ

(۱) داڑھی کی شرعی حد کیا ہے؟

(۲) امام موصوف کے فعل کا کیا حکم ہے؟ جائز یا ناجائز؟ مباح یا غیر مباح؟

(۳) امام موصوف کے پیچھے گذشتہ پڑھی ہوئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟ کہ وہ نمازیں ازسرنو لوٹائی جائیں گی یا نہیں؟

(۴) آئندہ اس کے پیچھے نمازیں پڑھنا کیسا ہے؟

(۵) منتظمین مسجد کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

(۶) وہ علماء جو اس امام کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے ہیں کیا وہ بھی اس امام کے فعل میں شریک ہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں داڑھی کی حد لمبائی میں شرعاً ایک قبضہ یعنی ایک مٹھی ہے، اور اس سے کم کرنا حرام ہے، اور داڑھی شرعاً کنپٹی یعنی داڑھ کی ابھری ہوئی ہڈی سے لے کر تھوڑی کے نیچے تک ہے اور امام موصوف کا ثنایا سفلیٰ کے بالوں کو کاٹنا ناجائز ہے کیونکہ یہ داڑھی کا حصہ ہیں، لہذا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ

تحریمی ہے، البتہ اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ نہیں ہے، منتظمین کی ذمہ داری ہے کہ وہ کسی متبع سنت امام کو مقرر کریں۔

”والسنة فيها القبضة والقص فيها سنة وهوان يقبض الرجل لحيته فما زاد منها على قبضه قطعه كذا ذكره محمد في كتاب الآثار عن الامام رضى الله تعالىٰ عنه قال وبه ناخذه محيط السرخسي“.....(حاشية الطحطاوى على الدر: ۲۰۳/۴)

”نتف الفنيكين بدعة وهما جانبا العنفقة وهي شعر الشفة السفلى كذا في الغرائب“.....(حاشية الطحطاوى على الدر: ۲۰۳/۴)

”اللحى العظام الذى عليه الاسنان “.....(المغرب ،اللحى : ۴۲۴)

”اما الاشعار التى على الخدين فليست من اللحية لغة وان كره الفقهاء اخذها لانه ان كان بالحديد فذلك يوجب الخشونة في الخدين وان كان بالنتف فانه يضعف البصر “.....(فيض البارى : ۱۰۰/۴)

”اللحية اذا كانت بقدر المسنون وهو القبضة وصرح في النهاية بوجوب قطع مازاد على القبضة قوله وصرح في النهاية حيث قال وماوراء ذلك يجب قطعه هكذا عن رسول الله ﷺ انه كان ياخذ من اللحية من طولها وعرضها ، اورده ابو عيسى يعنى الترمذى في جامعه“.....(درمع الرد: ۱۲۳/۲)

”واللحيان حائطا الفم وهما العظمان اللذان فيهما الاسنان من داخل الفم من كل ذى لحى“.....(لسان العرب : ۳۵۵۵/۷)

”وكره امامة العبد والاعرابى والفاسق..... فالحاصل انه يكره لهؤلاء التقدم ويكره الاقتداء بهم كراهة تنزيه فان امكن الصلاة خلف غيرهم فهو افضل والا فالاقتداء اولى من الانفراد “.....(البحر الرائق: ۶۱۱/۱)

”لو قدموا فاسقا يأثمون بناء على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلايبعد منه الاخلال ببعض شروط

الصلوۃ وفعل ماینافیها بل هو الغالب بالنظر الی فسقه واذالم تجز الصلوۃ خلفه اصلا عندمالک وروایة عن احمد الاانا جوزناهامع الکراهة لقوله علیه السلام صلوا خلف کل بر وفاجر"......(حلبی کبیری: ۴۴۲)

"کل صلاۃ ادیت مع کراهة التحریم تجب اعادتهاوالمختار انه جابر للاول لان الغرض لایتکرر قوله والمختار انه ای الفعل الثانی جابر للاول بمنزلة الجبر بسجودالسهوبالاول یخرج عن العهدة وان کان علی وجه الکراهة علی الاصح کذافی شرح الاکمل علی الاصول البزدوی"......(درمع الرد:۱/۳۳۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بدعات کے مرتکب امام کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۱۵۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مروجہ حیلہ اسقاط،سنتوں اور نماز جنازہ کے بعد کسر صفوف کے ساتھ اجتماعی دعا،قبروں کو پختہ کرا کر اس پر گنبد بنانا،عرس کرنا،عید میلاد النبی منانا،درود تاج پڑھنا،ہر نماز اور نماز عید کے بعد مصافحہ کرنا،اہل میت کا پہلے دن لوگوں کو کھانا دینا ،یا محمد لکھنا،اذان میں انگوٹھے چومنا،جو شخص ان امور کو جائز اور مستحب کہے اس کو امام بنانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ بالا امور کا مرتکب اگر عقیدۃً بدعتی اور بریلوی ہو تو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر عقیدۃً بدعت اور بریلوی نہ ہو تو صرف اختلاف رائے رکھتا ہو تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے۔

"قوله وکره امامة العبدوالاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا"......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

"وامامة صاحب الهوی والبدعة مکروهة"......(بدائع الصنائع: ۱/۳۸۷)

"واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامردینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا ولایخفی انه اذاکان اعلم من

غیرہ لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بھم بغیر طھارة فھو کالمبتدع تکرہ امامته بکل حال بل مشیٰ فی شرح المنیة علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم"......(درمختار مع الشامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مجبوری کی وجہ سے بریلوی کے پیچھے نماز:

مسئلہ(۴۵۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرض نماز اہل حدیث کے پیچھے ہوجاتی ہے یا نہیں؟ اور بریلوی کے پیچھے کسی مجبوری کے تحت بارش کی وجہ سے یا موسم کی خرابی کی وجہ سے نزدیک والی مسجد جو بریلویوں کی ہو ان کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بریلوی اور غیر مقلدین (نام نہاد اہل حدیث) بدعتی ہیں، اور بدعتی کے پیچھے نماز تو ہوجاتی ہے لیکن مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا جب تک صحیح العقیدہ امام کے پیچھے نماز ادا کرنا ممکن ہو تو ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیئے، بصورت مجبوری اکیلے نماز پڑھنے سے ان کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے۔

"تجوز الصلاة خلف صاحب ھوی وبدعة ......وحاصله ان کان ھوی لایکفر به صاحبه تجوز الصلوة خلفه مع الکراھة والافلاھکذافی التبیین والخلاصة"......(فتاویٰ الھندیة: ۱/۸۴)

"والمرادبالمبتدع من یعتقد شیئا علی خلاف مایعتقده اھل السنة والجماعة وانمایجوز الاقتداء به مع الکراھة اذالم یکن مایعتقده یؤدی الی الکفر عن اھل السنة امالوکان کان مؤدیا الی الکفر فلایجوز اصلا"......(حلبی کبیری: ۴۴۳)

"وذکر فی المنتقی روایة عن ابی حنیفة انه کان لایری الصلوة خلف المبتدع والصحیح انه ان کان ھوی یکفرہ لاتجوز وان کان لایکفرہ تجوز مع الکراھة"......(بدائع الصنائع: ۱/۳۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مرتکب کبائر کی امامت:

مسئلہ(۴۵۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو امام مسجد جھوٹا ہو اور جھوٹ بولے، غیبت کرے، چغل خوری کرے، نہایت لالچی ہو، ایسے شخص کے پیچھے مقتدی کی نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ تحریر اگر حقیقت پر مبنی ہے کہ مذکورہ امام مسجد میں ذکر کردہ خرابیاں پائی جارہی ہیں تو ایسے شخص کو اپنے اختیار سے امام بنانا مکروہ ہے، کیونکہ مذکورہ شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ ہے، اور مقامی انتظامیہ کو ایسے شخص کی بجائے کسی نیک اور صالح شخص کو امام مقرر کرنا چاہیے، واضح رہے کہ مذکورہ تحریر کے حقیقت پر مبنی ہونے کی تمام تر ذمہ داری سائل پر عائد ہوتی ہے۔

"عن انس ؓ عن النبی ﷺ فی الکبائر الشرک باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس وقول الزور"......(جامع الترمذی: ۱/۳۶۰)

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال آیۃ المنافق ثلاث اذاحدث کذب واذاوعداخلف واذاؤتمن خان"......(الصحیح البخاری: ۱/۱۰)

"الغیبۃ ان تذکر اخاک بمایکرھہ فان کان فیہ فقداغتبتہ وان لم یکن فیہ فقدبھتہ ای قلت علیہ مالم یفعلہ"......(کتاب التعریفات: ۱۱۶)

"وکماتکون الغیبۃ باللسان صریحا تکون ایضا بالفعل وبالتعریض وبالکتابۃ وبالحرکۃ وبالرمز وبغمزالعین والاشارۃ بالیدوکل مایفھم منہ المقصود فھوداخل فی الغیبۃ وھوحرام"......(درمختارھامش علی الرد: ۵/۲۹۰)

"والنمام من ینقل الکلام بین الناس علی جھۃ الافساد وھی من الکبائر ویحرم علی الانسان قبولھا"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۶)

"قال فی الشامیۃ تحت قول الدر(قولہ غیرالفاسق) واماالفاسق فقدعللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لایھتم لامردینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقدوجب علیھم اھانتہ شرعا"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

" قوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك"......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۴)

" ويكره تقديم العبد والاعرابي والفاسق والاعمى وولد الزنا وان تقدموا جاز لقوله عليه الصلوة والسلام صلوا خلف كل بر وفاجر"......(هدايه ۱/۱۲۴، ۱۲۵)

" وفيه اشارة الى انهم لو قدموا فاسقا يأثمون على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلايبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة"......(حلبی کبیری : ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس امام سے مقتدی ناراض ہوں اس کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۵۴): حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی

(۱) ایک آدمی جامع مسجد میں امام وخطیب ہے اور وہ امام صاحب کسی وقت نماز پڑھاتے ہیں اور کسی وقت میں نماز نہیں پڑھاتے اور مقتدی اس امام پر ناراض ہیں، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں جواب دیں۔

نوٹ: اگر بعض مقتدی اس امام پر ناراض ہوں اور بعض راضی ہوں تو یہ مسئلہ واضح کریں۔

(۲) ایک عالم مسجد میں بیٹھ کر کسی کے ساتھ صلح کر لیتا ہے اور بعد میں کہتا ہے کہ میں نے صلح نہیں کی تو مقتدی کہتے ہیں کیا ایسے امام کے پیچھے ہماری نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں بتائیں۔

(۳) ایک مولانا صاحب کسی آدمی پر جھوٹا الزام لگا لیتا ہے، کیا ایسا آدمی امامت کا حق دار ہے یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں ہماری اصلاح فرمائیں۔

نوٹ: ان تمام مسئلوں کے جواب تحریر فرما کر جوان پر فتویٰ ہے وہ جاری کردیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۲،۱) اگر مقتدی کسی شرعی وجہ سے امام سے ناراض ہوں تو پھر اس کی امامت مکروہ ہے ورنہ نہیں۔

"وفی الفتاویٰ رجل ام قوما وھم لہ کارھون ان کان الکراھیۃ لفسادفیہ اولانھم احق بالامامۃ منہ یکرہ لہ ذلک وان کان ھواحق بالامامۃ لایکرہ"......(خلاصۃ الفتاویٰ ۱/۱۴۵)

(۳) اگر یہ بات سچ ہے اور امام صاحب کو اس پر اصرار بھی ہے تو ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"وکرہ امامۃ العبدوالاعرابی والفاسق والمبتدع"......(البحرالرائق: ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس امام کے مالی اور اخلاقی معاملات درست نہ ہوں اس کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۵۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر امام کے مقتدی ان کی اقتداء میں نماز ادا کرنے پر رضامند نہ ہوں جب کہ امام صاحب کے مالی اور اخلاقی معاملات کی بدعنوانی پوری طرح عیاں ہے، تو کیا ایسے امام کی اقتداء میں نماز یا جمعہ ادا کیا جا سکتا ہے؟ نیز اس صورت میں امام صاحب کے امامت یا خطابت پر اصرار کرنے پر شرعی حکم کیا ہوگا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اگر واقعی امام صاحب غیر شرعی افعال کے مرتکب ہوں اور ان سے باز نہیں آتے تو ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"ولوام قوما وھم لہ کارھون ان الکراھۃ لفساد فیہ اولانھم احق بالامامۃ منہ کرہ لہ ذلک تحریما لحدیث ابی داؤد لایقبل اللہ صلاۃ من تقدم قوما وھم لہ کارھون وان ھواحق لا والکراھۃ علیھم"......(الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار: ۱/۴۱۳)

"ولو قدموا فاسقا یاثمون علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لعدم اعتنائہ بامور دینہ وتساھلہ فی الاتیان بلوازمہ فلایبعد منہ الاخلال ببعض شروط الصلوۃ وفعل ماینافیھا بل ھو الغالب بالنظر الی فسقہ ولذالم تجز الصلوۃ خلفہ اصلا عندمالک وروایۃ عن احمد الاناجوزنا ھامع الکراھۃ لقولہ علیہ السلام صلوا خلف کل بر وفاجر وصلوا علی کل بر وفاجر وجاھدوا مع کل فاجر"......(حلبی کبیری : ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

لحن جلی کرنے والے کا امامت کروانا:

مسئلہ(۴۵۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام کہ ایک شخص سکول میں بحیثیت پی ٹی سی ٹیچر ہے اور ساتھ ہی اپنے محلے کا امام مسجد ہے، ہماری جامع مسجد میں جمعہ کے لیے ایک خطیب صاحب مقرر ہیں، تقریر اور خطبہ کے بعد بعض اوقات خطیب صاحب خود ہی جمعہ مبارک کی نماز پڑھاتے ہیں، اور بسا اوقات مذکورہ ٹیچر کو خطبہ اور نماز جمعہ کی امامت کے لیے آگے کردیتے ہیں، ٹیچر عالم، حافظ اور قاری نہیں ہے، یہ جب خطبہ اور نماز جمعہ پڑھاتے ہیں تو تلفظ کی ادائیگی درست نہ ہونے کی وجہ سے غلط پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔

لفظ ش ان سے زیادہ تر اداء نہیں ہوتا جب کہ بعض اوقات ش ادا ہو بھی جاتا ہے، اور اس بات کا علم خطیب اور ٹیچر صاحب دونوں کو ہے۔

مؤرخہ ۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ بمطابق 7 جولائی 2006ء بروز جمعۃ المبارک خطیب صاحب تقریر اور خطبہ سے جب فارغ ہوتے ہیں تو نماز جمعہ کے لیے انہوں نے ٹیچر کو آگے کردیا، ٹیچر نے "قل اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء" سے قرأت شروع کی، اس آیت میں ۴ دفعہ تشاء کا لفظ آتا ہے ،ٹیچر نے ان چاروں جگہوں میں تساء س کے ساتھ پڑھا ہے، اسی طرح شیء قدیر میں سی ء قدیر پڑھا ہے۔

نماز جمعہ کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ یہ قرأت صراحۃً غلط ہے، اس میں تو سرے سے لفظ بھی اور معنی بھی بدل گیا ہے، اس کے بعد چند افراد خطیب صاحب کے پاس گئے، ان کے ساتھ وہ ٹیچر بھی تھے، ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ کوئی بات نہیں ہے نماز ہوگئی ہے۔

جناب سے استدعا ہے کہ قرآن کریم ،حدیث شریف اور فقہ کی روشنی میں یہ بتائیں کہ

(۱) خطیب صاحب کا یہ عمل کیسا ہے؟ جو وہ ایسے شخص کو خطبہ اور نماز جمعہ کی امامت کے لیے آگے کرتے ہیں؟

(۲) یہ لحن جلی ہے،خطیب صاحب کا یہ کہنا کیسا ہے کہ نماز ہوگئی ہے؟

(۳) ایسی قرأت کی صورت میں نماز صحیح ادا ہو جاتی ہے یا تبدیل معنی کی وجہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

(۴) کیا ہماری یہ نماز جس میں مذکورہ آیت کریمہ پڑھی گئی ہے، ادا ہو گئی ہے یا واجب الاعادہ ہے؟

(۵) آئندہ اگر ایسا خطبہ، امامت اور قرأت ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امام صاحب کا کسی ایسے شخص کو امامت کے لیے آگے کرنا جس کا تلفظ خراب ہو درست نہیں ہے۔

”والاحق بالامامة الاعلم باحكام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدرفرض وقيل واجب وقيل سنة ثم الاحسن تلاوة وتجويدا...... فان اختلفوا اعتبراكثرهم ولوقدموا غيرالاولى اساؤا بلااثم“ ......(الدرالمختارعلى هامش الرد: ۱/۴۱۲)

”ولايصح اقتداء رجل بامرءة...... ولاغير الالثغ به اى بالالثغ على الاصح وقال الشامي (قوله على الاصح) اى خلافا لمافى الخلاصة عن الفضلى من انهاجائزة لان مايقوله صارلغة له ومثله فى التاترخانية وفى الظهيرية وامامة الالثغ لغيره تجوز وقيل لا ولكن الاحوط عدم الصحة كمامشى عليه المصنف“ ......(ردالمحتار: ۱/۴۳۹)

یہ لحن جلی ہے تلاوت قرآن میں قصداً لحن جلی کرنا سخت گناہ ہے اور اگر لحن جلی سے معنی میں تغیر فاحش آ جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر معنی میں تغیر فاحش نہ آئے تو نماز فاسد نہیں ہوگی، اور نہ ہی اس کا اعادہ واجب ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جاہل آدمی کا جمعہ پڑھانا:

مسئلہ(۴۵۷): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک انسان جو عربی

زبان کی بہت معمولی شد و مد رکھتا ہے اعراب کی تمیز نہیں کر سکتا، چنانچہ وہ "اللھم صل وسلم .....علی اسد اللہ الغالب وعلی ابن ابی طالب" پڑھتا ہے، اور پہلے خطبہ میں "نَفَعَنِیْ" کو "نَفْعَنِیْ" پڑھتا ہے، کیا وہ اس قابل ہے کہ وہ خطبہ جمعہ دے؟

وہ شخص باجماعت نماز پڑھنے میں اکثر تساہل کرتا ہے بالخصوص فجر کی نماز میں موجود نہیں ہوتا، حالانکہ اس کا گھر مسجد سے متصل ہے اس کی ڈاڑھی بھی شریعت کے مطابق نہیں ہے، کیا ایسے شخص کی اقتداء میں نماز جمعہ پڑھنے کا جواز ہے؟ اس شخص کے نماز جمعہ وامامت کرانے سے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

آپ کا سوال اگر مبنی بر حقیقت ہو اور مذکورہ امام ان اوصاف کے ساتھ متصف ہو تو یہ فاسق ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"ویکرہ ان یکون الامام فاسقا ویکرہ للرجال ان یصلوا خلفہ"......(التاتارخانیة: ۱/۴۳۸)

"واما الفاسق فقد عللوا کراھة تقدیمہ بانہ لایھتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامة تعظیمہ وقد وجب اھانتہ شرعا"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بدفعل کرانے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۵۸): جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ ایک انتہائی اہم مسئلہ میں قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دے کر ہماری راہنمائی فرمائیں، اور امید کرتا ہوں کہ آپ میری خود راہنمائی فرمائیں گے۔

مسئلہ: اگر بچپن یا جوانی میں دو آدمیوں نے آپس میں بدفعل کیا ہو اور موجودہ وقت میں مفعول امام اور فاعل مقتدی

ہو تو کیا ایسی صورت میں مقتدی جو کہ فاعل ہے کی نماز اس مفعول امام کے پیچھے جائز ہے یا کہ نہیں؟ نیز امام مفعول جس نے بچپن میں یہ غلط کام کیا ہے امامت کے فرائض ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اگر امام مفعول نے یہ غلط کام قبل از بلوغ کیا ہے بعد میں اس نے یہ غلط کام نہیں کیا تو اس کی امامت کرانا درست ہے، اور مقتدیوں کی نماز بھی درست ہے، اور اگر اس نے یہ کام بعد از بلوغ کیا ہے اور اس کے بعد توبہ کر لی ہے تو امام اور مقتدی دونوں کی نماز جائز ہے۔

"التائب من الذنب کمن لا ذنب له "......(الحدیث)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مکر اور شرارت کے عادی امام کی امامت:

مسئلہ(۴۵۹): (۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر مسجد کا امام فرض نماز کی ادائیگی کے بعد بے ہوش ہو کر گر پڑا ہے کچھ وقفہ کے بعد امام نے ہوش میں آنے کے بعد نماز تراویح شروع کی، کیا بے ہوش ہونے کے بعد امام کا وضو باقی رہا؟

(۲) اگر امام نے مکر کر کے نمازیوں میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی تو ایسا شخص امامت کے قابل ہے جب کہ وہ عالم بھی نہیں ہے؟

(۳) بے ہوشی کے بعد ہوش میں آ کر جو نماز تراویح اور نماز وتر ادا کروائی تو ایسی نماز وتر کی کیا صورت ہوئی؟ کیا وہ وہ ادا ہو گئی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) بے ہوش ہونے سے امام کا وضو ٹوٹ جائے گا چاہے بے ہوشی تھوڑی دیر کے لیے ہو یا زیادہ دیر کے لیے۔

(۲) مکاری اور شرارت اگر امام کی عادت ہو تو وہ فاسق ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(۳) بے ہوشی کے بعد جو نماز تراویح اور وتر پڑھائے ہیں تو اگر وقت باقی ہو تو تراویح پڑھی جائے گی اور وتر تو ہر حال میں ادا کیے جائیں گے اگر چہ وقت نکل چکا ہو۔

"الغلبة على العقل بالاغماء والجنون لانه فوق النوم مضطجعا في الاسترخاء والاغماء حدث في الاحوال كلها وهو القياس في النوم الاانا عرفناه بالاثر والاغماء فوقه فلايقاس عليه "......(هداية: ٣٦/١)

"الاغماء ينقض الوضوء قليله وكثيره"......(فتاویٰ الهندية: ١٢/١)

" واما الفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلي بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لماذكرنا "......(فتاویٰ شامی : ٤١٤/١)

"الاولىٰ بالامامة اعلمهم باحكام الصلوة هكذافي المضمرات وهو الظاهر هكذافي البحر الرائق هذا اذاعلم القراءة قدرماتقوم به سنة القراءة هكذافي التبيين ولم يطعن في دينه كذافي الكفاية وهكذا في النهاية ويجتنب الفواحش الظاهرة وان كان غيره اورع منه في المحيط وهكذا في الزاهدى وان كان متبحرا في علم الصلاة لكن لم يكن له حظ في غيره من العلوم فهواولىٰ كذافي الخلاصة"......(فتاویٰ الهندية:٨٣/١)

"والصحيح ان وقتها مابعدالعشاء الى طلوع الفجر قبل الوتر وبعده حتى لوتبين ان العشاء صلاها بلاطهارة دون التراويح والوتر اعادالتراويح مع العشاء دون الوتر لانه تبع للعشاء هذاعندابي حنيفة رحمه الله فان الوتر غيرتابع للعشاء في الوقت عنده والتقديم انماوجب لاجل الترتيب وذلك يسقط لعذرالنسيان فيصح اذاادىٰ قبل العشاء بالنسيان بخلاف التراويح فان وقتها بعداداء العشاء فلايعتد بمااذى قبل العشاء وعندهما الوتر سنة العشاء كالتراويح فابتداء وقته بعداداء العشاء فتجب الاعادة اذاادى قبل العشاء وان كان بالنسيان عندهما كالتراويح وبالجملة اعادة الوتر مختلف فيها وامااعادة التراويح وسائرالسنن العشاء فمتفق عليها اذاكان الوقت باقيا"......(فتاویٰ الهندية: ١١٥/١)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ٹیلی ویژن دیکھنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۶۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صاحب نے اپنے حجرے میں ٹیلی ویژن لاکر رکھ لیا ہے، جسے وہ دن میں اکثر اوقات چالو رکھتا ہے، کیا ایسے امام صاحب کی امامت جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ٹی وی کے اکثر پروگرام فحش اور لہو ولعب پر مشتمل ہوتے ہیں اور تقریباً عورتیں ہر پروگرام کا لازمی حصہ ہوتی ہیں اور اکثر بے پردہ ہوتی ہیں، اسی طرح پروگرام کے دوران اور اس سے آگے پیچھے عورتوں کی فحش تصاویر کا آنا بھی اس کا ایک لازمی حصہ ہے۔

اس وجہ سے ٹی وی دیکھنے والا شخص ایک ہی وقت میں کئی گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے، مثلاً غیر محرم عورتوں کو دیکھنا، ان کی آواز سننا، راگ اور ساز سننا، لایعنی کام میں مشغول ہونا اور وقت کا ضیاع وغیرہ، ان وجوہات کی بناء پر ٹی وی کو ام الخبائث کہنا بیجا نہیں ہوگا، اور ٹی وی دیکھنے والا شخص خصوصاً جب کہ مسجد کے حجرے میں ہو اور امام مسجد ہو کم از کم فاسق ضرور ہے، کیونکہ کسی گناہ پر اصرار (بار بار کرنا) اور اس کو گناہ نہ سمجھنا توبہ نہ کرنا اس سے اس گناہ کی شناعت اور بھی بڑھ جاتی ہے، لہذا ایسے امام کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے، ورنہ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اس کا ہٹانا ضروری ہے۔

"قال ابوهريرة ان النبی ﷺ قال ان الله كتب على ابن آدم حظه من الزناء ادرک ذلک لامحالة فزنا العينين النظر وزنااللسان النطق والنفس تمنی تشتهی والفرج يصدق ذلک اويكذبه وهكذا فی حديث اخروالاذنان زناهما الاستماع "......(صحیح مسلم : ۲/۳۳۶)

"قال رسول الله ﷺ لعن الله الناظر والمنظور اليه رواه البيهقی فی شعب الايمان"......(مشكوة شريف : ۲/۲۷۸)

"من حسن اسلام المرء تركه مالايعنيه"......(زادالطالبين: ۱۱)

"وقيل كل معصية اصرعليها العبدفهی كبيرة"......(شرح عقائد : ۱۳۵)

"وقال فی حاشيته ويقرب من ذلک ماروی ان رجلا سال ابن عباس عن

الکبائر قال هی الی سبعمائة الاانه لاکبیرة مع الاستغفار ولاصغیرة مع الاصرار"......(حاشیة شرح عقائد:۱۳۵)

"وتجوز امامة الاعرابی والاعمی والعبد وولدالزناء والفاسق کذافی الخلاصة الاانهاتکره هکذافی المتون " ......(فتاوی الهندیة:۱/۸۵)

"قال فی بیان من هواحق بالامامة ویجتنب الفواحش الظاهرة "......(فتاوی الهندیة: ۱/۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جماعت اسلامی والوں کی مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۳۶۱): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ان مسائل کے بارے میں

(۱) کیا اس مسجد میں جو خالص جماعت اسلامی کی ہو نماز پڑھنا درست ہے؟

(۲) کیا اہل محلّہ کا اس مسجد کے ساتھ تعاون نہ کرنا درست ہوگا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) اگر اس مسجد کا امام جماعت اسلامی کے عقیدہ کا ہو تو اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ مودودی صاحب اور جماعت اسلامی کے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں، چنانچہ ان کے دستور میں ہے۔

"رسول خدا کے سوا کسی کو معیار حق نہ بنائے کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے، کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہوں، ہر ایک کو خدا کے بنائے ہوئے اسی معیار کامل پر جانچے اور پرکھے، اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں ہو اس کو اسی درجہ میں رکھے"......(دستور جماعت اسلامی پاکستان:عقیدہ نمبر ۶،ص:۱۴)

اگر امام صحیح العقیدہ ہے یعنی مودودی صاحب جیسے عقائد نہ رکھتا ہو تو اس کے پیچھے نماز درست ہے۔

"ذهب جمهورالعلماء الی ان الصحابة کلهم عدول قبل فتنة عثمان وعلی رضی الله عنهم وکذابعدهما لقوله علیه السلام اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم ،رواه الدارمی وابن عدی وغیرهما وقال ابن رقیق العید فی عقیدته ومانقل فیماشجربینهم واختلفوا فیه فمنه باطل وکذب فلایلتفت الیه

وماکان صحیحا اولنا بتاویلات حسنة لان الثناء علیهم من الله سابق "

......(میزان العقائد علی شرح العقائد :۱۹۴)

"والصحابة کلهم عدول مطلقا لظواهر الکتاب والسنة واجماع من یعتد به "

......(مرقاة المفاتیح : ۱/۱۵۱)

"عن ابن مسعود رضی الله عنه قال من کان مستنا فلیستن بمن قدمات فان الحی لاتؤمن علیه الفتنة اؤلئک اصحاب محمد کانوا افضل هذه الامة ابرها قلوبا واعمقها علما واقلها تکلفا اختارهم الله لصحبة نبیه واقامة دینه فاعرفولهم فضلهم واتبعواهم علی اثرهم وتمسکوا بمااستطعتم من اخلاقهم وسیرهم فانهم کانوا علی الهدی المستقیم"......(مشکوة المصابیح: ۱/۳۲)

"واذاقیل لهم امنوا کماامن الناس "......(البقرة)

"فان امنوابمثل ماا منتم به فقداهتدوا "......(البقرة)

"واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامردینه ......فهوکالمبتدع تکره امامة بکل حال بل مشیٰ فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهةتحریم " ......(درمختارمع الشامی: ۱/۴۱۴)

(۲) مسجد کے ساتھ تعاون درست ہے بشرطیکہ شرعی مسجد ہو اس جماعت کے ساتھ تعاون درست نہیں ہے۔

"قوله تعالیٰ وتعاونوا علی البروالتقویٰ یقتضی ظاهره ایجاب التعاون علی کل ماکان طاعة لله تعالی لان البر هوطاعات الله وقوله تعالی ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان فهی عن معاونة غیرناعلی معاصی الله تعالی"......(احکام القرآن للجصاص: ۲/۴۲۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس کی عمر قمری اعتبار سے چندرہ سال ہو اس کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۶۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکا جس کی عمر

چاند کے حساب سے پندرہ سال اور سات ماہ ہے لڑکا قاری اور حافظ قرآن ہے، آیا یہ لڑکا رمضان المبارک میں نماز تراویح اور نماز وتر پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مذکورہ میں لڑکا بالغ ہے اس کے لیے فرض نمازیں اور تراویح مع نماز وتر پڑھانا جائز ہے۔

"بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والاصل هوالانزال والجارية بالاحتلام والحيض والحبل ولم يذكر الانزال صريحا لانه قلما يعلم منها فان لم يوجد فيهما شيء منهافحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتىٰ لقصراعماراهل زماننا"......(درمختار: ۲/۱۹۹)

"قوله به يفتى هذاعندهماوهورواية عن الامام وبه قالت الائمة الثلاثة قوله لقصراعماراهل زماننا ولان ابن عمررضي الله عنهما عرض على النبي ﷺ يوم احدوسنه اربعة عشر فرده ثم يوم الخندق وسنه خمسة عشر فقبله ولانها العادة الغالبة على اهل زماننا وغيرها احتياط فلااخلاف في الحقيقة والعارة احدى الحجج الشرعية فيمالانص فيه نص عليه الشمنى وغيره درمنتقى"......(ردالمحتار: ۵/۱۰۷)

"قوله اوبلغ بالسن بلارؤية شيء وسن البلوغ على المفتىٰ به خمس عشرة سنة في الجارية والغلام كماسياتي في محله"......(ردالمحتار: ۱/۱۲۴)

"ويفتىٰ بالبلوغ فيهما بخمسة عشرسنة عندابي يوسف ومحمد وهذاظاهر لايحتاج الى الشرح"......(البحرالرائق: ۸/۱۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر محرم کے ساتھ خلوت کرنے والے امام کی امامت:

مسئلہ(۴۶۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عالم دین آدمی ایک غیر محرم نوجوان بالغ لڑکی کو اکیلے میں اپنے ساتھ بٹھاتا ہے اور ہاتھ بھی اس کے حصہ کو لگاتا ہے چومتا ہے اور اپنے جسم کو اس کے جسم کے

ساتھ ملاتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا دل صاف ہے تو شریعت کی رو سے اس عالم دین کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور مذکورہ عالم دین کی امامت درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اجنبیہ عورت کو مس کرنا حرام ہے، اور اجنبیہ عورت کے ساتھ اس قدر میل جول رکھنا ناجائز ہے مذکورہ شخص امامت کے قابل نہیں ہے کیونکہ یہ فاسق ہے اور فقہاء نے فاسق کی امامت کو مکروہ تحریمی لکھا ہے، اگر بغیر کسی فتنہ فساد کے اس امام کو معزول کیا جا سکتا ہے تو اس کو امامت سے ہٹا دیا جائے۔

"الامن اجنبیة فلایحل مس وجهها وکفها وان امن الشهوة لانه اغلظ الی قوله وفی الاشباه الخلوة بالاجنبیة حرام ......ثم رأیت فی منیة المفتی مانصه الخلوة بالاجنبیة مکروهة وان کانت معها اخریٰ کراهة تحریم " ......
(درمختار مع الشامی: ۵/۲۶۰)

"وکره امامة العبدوالاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمیٰ وولدالزنا والفاسق لانه لایهتم لامر دینه"......(البحر الرائق: ۱/۲۱۰)

"قال اصحابنا لاینبغی ان یقتدی بالفاسق الافی الجمعة لان فی غیرها یجداماماغیره"......(فتح القدیر: ۱/۳۰۴)

"ولذاکره امامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدین فتجب اهانته شرعافلا یعظم بتقدیمه للامامة"......(حاشیة الطحطاوی: ۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جو شخص خود سنی اور اس کی فیملی شیعہ ہو اس کی امامت کا حکم:

مسئلہ (۴۶۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اہل سنت والجماعت سے ہے، اور پڑھا لکھا عقلمند خوبصورت شادی شدہ بھی ہے اور اس کی تمام فیملی شیعہ حضرات ہیں، لیکن اس کی شادی مسلک اہل سنت کے گھر ہوئی ہے، نہ تو وہ خود شیعہ اور نہ ہی اس کا عقیدہ شیعوں والا ہے، تو مجھے برائے مہربانی یہ بتائیے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اگر واقعی امام صاحب نہ خود شیعہ ہے اور نہ شیعہ والا عقیدہ رکھتا ہے اور نیک صالح آدمی ہے اور لائق امامت ہے تو آپ لوگوں کا اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔

"واولی الناس بالامامة اعلمهم بالسنة فان تساووا فاقرء هم فان تساووا فاورعهم فان تساووا فاسنهم"......(هدايه اولين: ۱۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

زانی اور برے فعل کے مرتکب کی امامت:

مسئلہ(۴۶۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی لواطت کرتا ہے یا کرواتا ہے یا لڑکیوں سے زنا کرتا ہے، اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مذکورہ شخص گناہ کبیرہ کے ارتکاب کی وجہ سے فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے لیکن البتہ اگر مذکورہ شخص اس فعل قبیح سے توبہ کرلے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔

"وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع والاعمىٰ وولدالزنا"

......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

"واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا ولايخفى انه اذا كان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلي بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشىٰ في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لماذكرنا" ......(درمختار مع الشامي: ۱/۴۱۴)

"وعن انس قال قال رسول الله ﷺ كل بني آدم خطاء وخير الخطائين التوابون رواه الترمذي وابن ماجة والدارمي"......(مرقاة المفاتيح: ۵/۲۴۹)

"التائب من الذنب کمن لاذنب له"......(شرح الفقه الاکبر: ۱۵۵)

"ثم اذاتاب توبة صحیحة صارت مقبولة غیر مردودة قطعا من غیر شک وشبهة بحکم الوعد والنص ای قوله تعالی وهو الذی یقبل التوبة عن عباده"

......(شرح الفقه الاکبر: ۱۶۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بداخلاق اور بدکردار امام کی امامت:

مسئلہ(۴۶۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مولوی صاحب جو کہ دوسرے گاؤں سے ہمارے گاؤں میں منتقل ہوئے ہیں، جب سابقہ گاؤں والوں کو پتہ چلا کہ ہمارا مولوی فلاں گاؤں میں ہے سابقہ گاؤں کے کچھ لوگوں نے اس بات کی گواہی دی کہ یہ مولوی صاحب بداخلاق ہے بدکردار ہے یعنی زانی ہے اور فراڈ کرنے والا انسان ہے، اس نے گاؤں میں آتے ہی یہ مسئلہ عام کیا کہ بریلوی اور دیوبندی آپس میں نکاح نہیں کرسکتے، اگر کسی نے کیا ہوا ہے تو وہ باطل ہے، اب مولوی صاحب پر جو الزام ہیں ان کی پاداش میں گاؤں والوں کے سامنے حاضر بھی نہیں ہوتے، اسی وجہ سے کچھ لوگوں نے مولوی صاحب کی اقتداء میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی ترک کردی، ایسے مولوی صاحب کی اقتداء میں جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنا شرعی طور پر ٹھیک ہے کہ نہیں؟ اور اگر الزامات حقیقت ہیں تو پھر ایسے مولوی صاحب کو امام مسجد رکھنا جائز ہے کہ نہیں؟ کتاب وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مذکورہ میں اگر الزامات حقیقت ہیں اور اس کا شرعی ثبوت ہو تو یہ امام فاسق ہے اس کو امام بنانا اور اس کی اقتداء میں نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے، اگر صالح امام کی اقتداء ممکن ہے تو اس امام کی اقتداء ترک کر کے صالح امام کی اقتداء کرنا جائز بلکہ افضل ہے، اگر صالح امام کی اقتداء میسر نہیں تو فاسق کی اقتدا اکیلے نماز ادا کرنے سے بہتر ہے اور اس میں جماعت کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے اور اگر یہ الزامات حقیقت نہیں تو پھر اس کی اقتداء بغیر عذر شرعی کے ترک کرنا جائز نہیں بلکہ ترک جماعت کا گناہ ہوگا۔

" قوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني واكل الربا ونحوذلك، كذافي البرجندى اسمعيل وفي المعراج قال اصحابنا لاينبغي ان يقتدى بالفاسق الافي الجمعة لانه في غيرها يجداماماغيره اه قال في الفتح وعليه ويكره في الجمعة اذاتعذرت اقامتها في المصر على قول محمدالمفتي به لانه بسبيل الى التحول"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

"تكره امامة بكل حال بل مشئ في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهةتحريم لماذكرنا قال ولذالم تجز الصلاة خلفه اصلا عندمالك ورواية عن احمد رحمه الله تعالى"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

"وفي النهر عن المحيط صلى خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعة قوله نال فضل الجماعة افادان الصلاة خلفهما اولى من الانفراد لكن لاينال كماينال خلف تقي ورع لحديث من صلى خلف عالم تقي فكانماصلى خلف نبي "......(ردالمحتار: ۱/۴۱۵)

"قوله وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع والاعمىٰ وولدالزنا بيان للشيئين الصحة والكراهة اماالصحة فمبنية على وجود الاهلية للصلاة مع اداء الاركان وهي موجودان من غيرنقض في الشرائط والاركان من السنة حديث صلواخلف كل بروفاجر"......(البحرالرائق: ۱/۶۱۰)

"فان امكن الصلاة خلف غيرهم فهوافضل والافالاقتداء اولى من الانفراد"......(البحرالرائق: ۱/۶۱۱)

"لوصلى خلف فاسق اومبتدع ينال فضل الجماعة لكن لاينال كماينال خلف تقي ورع لقوله ﷺ من صلى خلف عالم تقي فكانماصلى خلف نبي "......(البحرالرائق: ۱/۶۱۰)

"وتجوزامامة الاعرابي والاعمىٰ والعبدوولدالزنا والفاسق كذافي الخلاصة"......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۸۵)

"لو صلی خلف فاسق اومبتدع ینال فضل الجماعة"......(فتاوی الهندیة: ۱/۸۴)

"رجل ام قوما وهم له کارهون فان کانت الکراهة لفساد فیه اولانهم احق بالامامة یکره ذلک وان کان هواحق بالامامة لایکره"......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۸۷)

"وفی غیر الجمعة یجوز التحول الی مسجد آخر ولایاثم"......(فتاوی الهندیة: ۱/۸۶)

"ومن صلی خلف فاسق اومبتدع یکون محرزا ثواب الجماعة قال علیه السلام صلوا خلف کل بر وفاجر امالاینال ثواب من یصلی خلف المتقی المذکور فی قوله علیه السلام من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی"......(المحیط البرهانی: ۲/۱۸۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جھوٹ اور غلط بیانی کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۶۷): بخدمت جناب حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض ہے کہ جناب ہم آپ کی خدمت میں ایک مسئلہ پیش کررہے ہیں برائے مہربانی فرما کر قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا حل بتادیں، ہماری اسٹیشن پر دکان ہے وہاں پر مسجد ہے اس مسجد کا امام صاحب جھوٹ بولتا ہے اور غلط بیانی کرتا ہے، برائے مہربانی فرما کر آپ یہ بتادیں کہ اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیئے یا نہیں؟ اور کیا یہ شخص مسجد کی امامت کرواسکتا ہے؟ ہم اس کو رکھ لیں یا نکال دیں؟ آپ ہم کو قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا حل بتادیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

شرعاً جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ اور موجب فسق ہے اور اس کا مرتکب فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، بنابریں بشرط صحت سوال اس شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی اور نماز واجب الاعادہ ہوگی، یعنی جن لوگوں کو امام رکھنے

یا ہٹانے کا اختیار ہے یا جن کو اچھا امام مل سکتا ہے ان کی نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اور جن کو یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہوں ان کو تنہا پڑھنے کی بجائے باجماعت پڑھنا افضل ہے۔

"باب الكبائر واكبرهافيه عن ابى بكرة رضى الله عنه قال كناعند رسول الله ﷺ فقال الاانبئكم باكبرالكبائر ثلاثا الاشراك بالله وعقوق الوالدين وشهادة الزور اوقول الزور وكان رسول الله ﷺ متكئا فجلس فمازال يكررها قلناليته سكت "......(شرح النووى على المسلم : ۱/۶۴)

"واماالفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامردينه وبان فى تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعا ولايخفى انه اذاكان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلى بهم بغيرطهارة فهوكالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشىٰ فى شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهةتحريم " ......(درمختارمع الشامى: ۱/۴۱۴)

"ولذاكره امامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب اهانته شرعا فلايعظم بتقديمه للامامة "......(حاشية الطحطاوى على المراقى الفلاح: ۳۰۲)

"ولوصلى خلف مبتدع اوفاسق فهومحرزثواب الجماعة لكن لاينال مثل ماينال خلف تقى كذافى الخلاصة".....(فتاوىٰ الهندية: ۱/۸۴)

"فتجب اهانته شرعا فلايعظم بتقديمه للامامة تبع فيه الزيلعى ومفاده كون الكراهة فى الفاسق تحريمية".....(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح : ۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

زانی اور بدفعلی کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۶۸): حضرت اقدس مفتی حمید اللہ جان صاحب

مندرجہ ذیل سوالوں پر فتوی جاری فرما کر ہماری مشکل حل فرمائیں۔

اگر ایک عالم دین کسی مسجد کی امامت کر رہا ہو اور مقتدی انتہائی عقیدت واحترام سے اس عالم دین کے پیچھے نماز و دیگر اسلامی فرائض ادا کر رہا ہو، تو اچانک اسی عالم دین پر زنا کا الزام لگ جائے جس کی علاقہ کے معززین جن کی تعداد تقریباً پچاس افراد سے بھی زیادہ ہو، وہ بھی مولانا مذکورہ کے زانی ہونے کی تصدیق کرتے ہوں، کیا ایسے عالم دین کے پیچھے ہماری نماز جائز ہے؟ براہ کرم از روئے شرع فتویٰ صادر فرمائیں۔

(۲) عالم دین مذکورہ کسی مرد کے ساتھ کسی غیر فطری بدفعلی میں ملوث پایا جائے، یا کسی دیگر آدمی نے عالم دین مذکورہ کے ساتھ بدفعلی کی ہو، جس کا عالم دین نے خود بھی اقرار کیا ہو، تو کیا ایسے عالم دین کے پیچھے نماز جائز ہے؟ یا دیگر اسلامی رسومات کو ادا کرنے کا ایسا عالم دین اہل ہے؟ براہ کرم ان دو سوالوں پر فتویٰ جاری فرمائیں کہ ہماری شرعی مشکل حل ہو۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مذکور اگر واقعتاً شرعی طور پر گواہوں سے امام مذکور کا زانی اور بدفعلی ہونا ثابت ہو جائے تو پھر ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہوگا، یعنی اس کی اقتداء میں نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہوگا، کیونکہ ایسا شخص فاسق ہے، اور فاسق شخص کی امامت کروانا مکروہ تحریمی ہے، لہذا ایسے شخص کو امامت سے علیحدہ کرنا ضروری ہے، اور آمر با اختیار کمیٹی کے افراد اس شخص کو امامت سے علیحدہ نہ کریں تو دوسروں کی نماز خراب ہونے کا گناہ اور وبال بھی ان کے سر ہوگا، بشرطیکہ یہ امام علانیہ توبہ کرنے پر تیار نہ ہو۔

"ولذا کره امامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب اهانته شرعا فلايعظم بتقديمه للامامة"......(حاشية الطحطاوی علی المراقی الفلاح:۳۰۲)

"فتجب اهانته شرعا فلايعظم بتقديمه للامامة تبع فيه الزيلعي ومفاده كون الكراهة في الفاسق تحريمية"......(حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۳۰۳)

"ويكره ان يكون الامام فاسقا ويكره للرجال ان يصلوا خلفه"......(التاتارخانية: ۱/۴۳۸)

"ولو صلی خلف مبتدع او فاسق فھو محرز ثواب الجماعۃ لکن لا ینال مثل ماینال خلف تقی کذافی الخلاصۃ"......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۸۴)

"قولہ وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا"......(کنز الدقائق: ۳۹)

" قولہ وفاسق من الفسق وھو الخروج عن الاستقامۃ ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی وآکل الربا ونحو ذلک"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

"ثم اذاتاب توبۃ صحیحۃ صارت مقبولۃ غیر مردودۃ قطعا من غیر شک وشبھۃ "......(الفقہ الاکبر: ۱۶۰)

"ولقولہ علیہ السلام التائب من الذنب کمن لاذنب لہ "......(الفقہ الاکبر: ۱۵۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بینک ملازم کی امامت اور اس کے تعاون کا حکم:

مسئلہ(۴۶۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد کے صدر صاحب بینک ملازم ہیں اور اس ملازمت کے علاوہ اس کا کوئی کاروبار نہیں، وہ مسجد کے سوئی گیس اور پانی کا بل بھی دیتا ہے اور مسجد میں دریاں بھی بچھا دیتا ہے، اور پانی سے لوگ وضو کرتے ہیں، اور سردیوں میں سوئی گیس سے پانی گرم کرتے ہیں اور کبھی کبھار جماعت بھی کراتا ہے اور ڈاڑھی کترواتا ہے اور مسجد کی توسیع کے لیے زمین خریدی گئی ہے اور اس نے بھی پیسے دیے ہیں، آپ یہ بتائیں کہ اس مسجد میں نماز جائز ہے یا کہ نہیں؟ اور کیا ایسے شخص کا مسجد کا صدر رہنا جائز ہے یا کہ نہیں؟ برائے مہربانی قرآن اور سنت کی روشنی میں بحوالہ وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بصورت صحت سوال ایسے آدمی کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اور انہیں مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے، اور اگر اس

شخص نے بنک کی کمائی سے یہ پیسے ادا کیے ہیں تو مسجد انتظامیہ کے لیے ضروری ہے کہ مسجد کے کھاتہ سے اتنے پیسے نکال کر اس شخص کو واپس کر دیے جائیں یہ حکم اس صورت میں ہے کہ یہ شخص لکھت پڑھت کے شعبہ میں ملازم ہو۔

"یکرہ امامة عبدواعرابی وفاسق واعمی"......(درالمختار: ۱/۸۳)

"قال رجل اکتسب مالا من حرام ثم اشتری علی خمسة اوجه......و قال بعضهم لایطیب فی الوجوه کلها هوالمختار لکن الفتویٰ الیوم علی قول الکرخی دفعاللحرج لکثرة الحرام علی هذا مشی المصنف فی کتاب الغصب تبعا للدرروغیرها"......(فتاویٰ شامی: ۴/۲۴۴)

یہ شخص بینک کا ملازم ہے اور بینک کی کمائی حرام ہے، اور جو شخص شریعت کا پابند نہ ہو اور حرام کمائی کرتا ہو ایسا شخص مسجد کا صدر بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا، بلکہ اس کی جگہ پر ایسے شخص کو مسجد کا صدر مقرر کیا جائے جو شریعت کا پابند ہو، اور اس کو معزول کیا جائے۔

"ان الناظر اذافسق استحق العزل"......(فتاویٰ شامی: ۳/۴۲۲)

"ویکره تنزیها امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی قوله وفاسق من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل الربا ونحوذلک کذافی البرجندی اسمعیل وفی المعراج قال اصحابنا لاینبغی ان یقتدی بالفاسق الافی الجمعة لانه فی غیرها یجداماماغیره"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

"واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامردینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

"قال تاج الشریعة امالوانفق فی ذلک مالاخبیثا ومالاسببه الخبیث والطیب فیکره لان اللّٰه تعالیٰ لایقبل الاالطیب فیکره تلویث بیته بمالایقبله اه شرنبلالیة"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

نامحرم عورتوں سے بے حجاب ملنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۷۰): کیا فرماتے ہیں حضرات مفتیان کرام کہ ہمارے گاؤں کے امام مسجد صاحب چند امور میں ملوث ہیں جس کی وجہ سے نمازی لوگ دو حصوں میں تقسیم ہوگئے ہیں، ایک گروپ جو مسجد کا ذمہ دار سمجھا جاتا ہے وہ امام مسجد کے ان امور پر خاموش رہتا ہے، جب کہ دوسرا فریق امام مسجد کے ان کاموں کو ناجائز کہتا ہے، مگر امام کے عزل ونصب کا اختیار نہیں رکھتا، امام مسجد کو گاہے بگاہے ان کاموں سے منع بھی کیا مگر وہ باز نہیں آئے، کیا ایسا شخص امام بننے کے لائق ہے؟ اور کیا اس کی امامت شرعاً درست ہے؟ اور جو لوگ مسجد کے ذمہ دار ہیں ان پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

(۱) امام مسجد صاحب نامحرم عورتوں سے بے حجاب ملتے ہیں یہاں تک کہ کسی بھی گھر میں بے حجاب عورتوں کے پاس چلے جاتے ہیں۔

(۲) چوکوں، چوراہوں میں بیٹھ کر ٹیلی ویژن پر میچ دیکھتے ہیں۔

(۳) جھوٹی قسمیں اٹھاتے ہیں۔

شرعی جواب سے راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال مذکورہ صفات کا حامل شخص مرتکب کبیرہ ہونے کی وجہ سے فاسق ہے، لہٰذا مذکورہ شخص مستقل امام بنانے کے لائق نہیں ہے، اور شرعاً اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، انتظامیہ کو چاہیئے کہ ایسے شخص کو ان امور شنیعہ سے منع کریں اگر باز نہ آئے تو فوراً امامت سے معزول کر کے کسی متقی اور پرہیزگار شخص کو امامت کے فرائض سونپیں۔

قوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك...... واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا ولايخفى انه اذا كان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلي بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشىٔ في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم "......(درمختار مع الشامي: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

بدنظری کرنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۷۷۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک امام بدنظری سے نہیں بچتا تو کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے؟ مکمل تفصیل سے باحوالہ جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بدنظری کا عادی شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، لہذا نیک اور صالح امام تلاش کیا جائے، اگر کہیں اتفاقاً بدنظری ہو جائے تو اس کی امامت بلاکراہت درست ہے۔

”(قوله مقيد بعدم الشهوة...... والافحرام) اى ان كان عن شهوة حرم(قوله واما في زماننا)فمنع من الشابة لالانه عورة بل لخوف الفتنة كماقدمه في شروط الصلاة“......(فتاویٰ شامی: ۵/۲۶۱)

”واما الفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعا ولايخفي انه اذاكان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلي بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره امامة بكل حال بل مشىٰ في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهةتحريم“......(درمختار مع الشامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
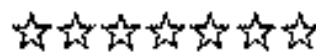
مدرسہ کے چندہ میں خیانت کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۷۷۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مولوی صاحب ہیں جن کے ذمہ امامت خطابت اور مدرسہ کا انتظام ہے ان کی تنخواہ مبلغ ۳۰۰۰ تین ہزار روپے ہے جب کہ ان کے ماہانہ اخراجات قریباً ۱۵۰۰۰ پندرہ ہزار روپے ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی دوسری آمدنی ہے، مدرسہ کے انتظام کے لیے کمیٹی بھی موجود ہے جو مدرسہ کے امور میں مولوی صاحب کی معاونت کرتے ہیں، مولوی صاحب نے اپنے ساتھ ایک ملازم رکھا ہوا ہے جو عرصہ تین سال سے مدرسہ کی خدمت تو ضرور کرتا ہے لیکن باقاعدہ طور پر الگ ملازمت بھی کرتا ہے، خصوصاً مدرسہ

کے منتظمین یعنی اساتذہ کرام کے ذاتی امور سے متعلق کام کرتا ہے، اور ساتھ ہی کھانا اور رہائش کے لیے مدرسہ سے استفادہ کرتا ہے، مولوی صاحب کے تمام متعلقین جب آتے ہیں تو ان کا اکرام بھی مدرسہ کے مال سے کرتا ہے، کیا ایسے مولوی صاحب کی امامت میں نماز ہو جائے گی؟ اور فرمائیں کیا ایسے مولوی صاحب کو انتظامی امور سے برخواست کرنا درست ہے یا نہیں؟ حالانکہ تحقیق کے بعد مندرجہ بالا حالات وواقعات عیاں ہو چکے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر واقعات وحقائق عیاں ہو چکے ہیں اور وہ واقعی مدرسہ کی رقوم میں خیانت کا مرتکب ہو تو وہ فاسق ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور اراکین کی اصلاحی کوششوں کے باوجود بھی اگر وہ باز نہ آئے تو اس کو اہتمام سے ہٹانا ضروری ہے۔

"ویکرہ تقدیم العبد والاعرابی والفاسق"......(ھدایہ : ۱/۱۲۴)

"ان کراھة تقدیم الفاسق والمبتدع کراھة التحریم"......(منحة الخالق علی البحر : ۱/۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بے خبری میں منکوحہ کا دوسرا نکاح پڑھانے والے کی امامت:

مسئلہ (۴۷۳): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک صاحب جو کہ ایک جامع مسجد کے امام ہیں نے ایک لڑکی کا نکاح والدین سے معلومات کے بعد پڑھایا اور نکاح فارم میں بھی اس لڑکی کو کنواری لکھا جس کی معلومات موصوفہ کے والد نے درج کروائیں، بعد ازاں بندہ کو پتہ چلا کہ اس لڑکی کا نکاح پہلے سے موجود تھا جو کہ امام صاحب سے چھپایا گیا، اور لڑکی کے والدین ابھی تک بھی حسب سابق اپنی بیٹی کو کنوارا بتاتے ہیں اور پہلے سے نکاح کا دعویٰ کرنے والے کے دعوے کو جھوٹا کہتے ہیں، پہلے نکاح والے نے عدالت میں مقدمہ کروایا مگر امام صاحب کی ضمانت بھی ہو چکی ہے، تو اس تمام تر صورت حال میں بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ موجودہ امام صاحب کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے، اس بارے میں شرعی نقطہ نظر سے آگاہ فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال امام صاحب تاخیری کی وجہ سے مجرم نہیں ہیں، ابھی اس بنیاد پر ان کو امامت سے ہٹانا صحیح نہیں ہے، انتظامیہ کو چاہیئے کہ خدا سے ڈر کر بے گناہ آدمی کو تکلیف نہ دیں ان کی امامت جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تراویح پڑھانے کا حق دار امام مسجد ہے یا کوئی اور؟

مسئلہ(۴۷۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ہذا کے بارے میں کہ محلے کی مسجد میں گذشتہ چند سالوں سے رمضان میں کسی دوسرے علاقے سے ایک صاحب تراویح پڑھانے آتے ہیں جن کو معاوضہ بھی ملتا ہے، لیکن اس دفعہ محلہ والوں کی خواہش ہے کہ مقامی حافظ ہی تراویح پڑھائے، لیکن کمیٹی کے دو ممبران اس بات پر مصر ہیں کہ سابقہ حافظ ہی پڑھائے، صورت حال یہ ہے کہ مقامی حافظ کی شرعی اعتبار سے شرائط پوری ہیں، اب اس صورت حال کے پیش نظر کیا سابقہ حافظ جو کہ دوسرے علاقے سے آتے ہیں اس کا حق زیادہ ہے یا مقامی حافظ کا استحقاق زیادہ ہے، جب کہ محلے کی اکثریت مقامی حافظ کے حق میں ہے، قرآن وسنت اور فقہ کی رو سے ہماری راہنمائی فرمائیں کہ مقامی حافظ بغیر کسی اجرت ومعاوضہ کے تراویح پڑھانا چاہتے ہیں جب کہ سابقہ حافظ اجرت لیتے ہیں دونوں میں بہتر کون ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت بیان دوسرے حافظ صاحب کی تراویح میں امامت بنسبت پہلے امام کے بہتر ہے اس لیے اس کو تراویح کی نماز میں امام بنانا بشرطیکہ اور کوئی مانع موجود نہ ہو بہتر ہے، امامت کا حق پیش امام کو حاصل ہے کسی اور کو بغیر شرعی ضرورت کے مداخلت کا حق نہیں ہے، وہ جس کو اجازت دیں وہی ٹھیک ہے بشرطیکہ وہ مجاز امامت کا اہل ہو۔

"(و)اعلم ان(صاحب البیت)ومثلہ امام المسجد الراتب(اولی بالامامۃ) من غیرہ مطلقا "......(درمختار علی ھامش ردالمحتار:۱/۴۱۳)

"قولہ مطلقا ای وان کان غیرہ من الحاضرین من ھواعلم واقرء منہ"......(فتاوی شامی : ۱/۴۱۳)

"وان قدموا غیر الاولی فقد اساؤا "......(حاشیۃ الطحطاوی : ۳۰۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ریٹائرڈ سکول ٹیچر کی امامت:

مسئلہ(۴۷۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مسمی مولوی گل محمد عرصہ دراز سے ایک جامع مسجد میں امامت کرا رہا ہے واضح رہے کہ مولوی گل محمد نہ حافظ ہے اور نہ قاری ہے اور نہ ہی عالم وہ ایک ریٹائرڈ سکول ٹیچر ہے، مولوی گل محمد کی اخلاقی حالت میں جھوٹ، غیبت، تہمت اور گالیاں دینا اس کے لیے معمولی بات ہے، لوگوں کو خصوصاً نمازیوں کو آپس میں لڑانا اور ایک دوسرے میں بجائے اصلاح کے ایک دوسرے کی غیبت کرنا اس کا معمول ہے، اور بہت اہم گھریلو مسائل مثلاً طلاق کے مسئلہ پر جھوٹی قسم کے بعد گرگٹ کی طرح رنگ بدل جاتا ہے، اور مسجد انتظامیہ کمیٹی کے ایک ممبر کو قتل کی دھمکی تک دے چکا ہے، جس کی وجہ سے اکثر مسجد میں جھگڑا ہو جاتا ہے اور ایسے واقعات کی شدت اختیار کرنے پر مولوی گل محمد کو کئی بار مسجد سے نکالا گیا اور پھر مولوی گل محمد کی منت سماجت کرنے کے بعد کچھ لوگ پھر اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، اور ساتھ گلہ شکوہ بھی کرتے ہیں اور کچھ دنوں کے بعد پھر لڑائی شروع ہو جاتی ہے تقریباً سارے اہل محلّہ اس سے متنفر ہیں، کافی تعداد میں نمازی دوسرے محلّہ کی مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں، جن میں محلّہ کے معزز لوگ شامل ہیں، اور نماز جمعہ جب مولوی گل محمد پڑھاتے ہیں تو گنتی کے چند لوگ مجبوری کے تحت نماز پڑھتے ہیں باقی دوسرے محلّہ کی مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں، جو لوگ مجبوراً مولوی گل محمد کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں آیا ان کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اگر اس کے پیچھے نماز ادا کرنے کی بجائے علیحدہ پڑھ لی جائے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرطِ صحت بیان صورت مسئولہ میں اگر واقعی مذکور امام گل محمد ان حرکات کا عادی مرتکب ہے اور اس نے ان قبیح افعال سے توبہ کر کے اجتناب نہیں کیا تو گل محمد مسند امامت کے لائق نہیں اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا گل محمد کو امامت سے برطرف کر کے کسی صحیح العقیدہ صاحب علم اور صالح شخص کو امامت کے لیے منتخب کیا جائے۔

"(ولو ام قوما وهم له كارهون ان) الكراهة(لفساد فيه او لانهم احق بالامامة

منه کره) له ذالک تحریما لحدیث ابی داؤد لایقبل الله صلوة من تقدم قوما وهم له کارهون (وان هوا حق لا)والکراهة علیهم"......(الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار: ۱/۴۱۳)

"وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع"......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کی غیر موجودگی میں ڈاڑھی مونڈے کی امامت:

مسئلہ(۴۷۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد میں نماز کے وقت امام صاحب موجود نہ ہوں تو نمازیوں میں سے جو اچھا قرآن پڑھنے والا ہو لیکن ڈاڑھی سنت کے مطابق نہ رکھتا ہو اس کو امام بنا سکتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جو شخص ایک مشت سے کم کروا کے ڈاڑھی رکھتا ہو یا منڈاتا ہو اس کی امامت مکروہ ہے، اگر مسنون ڈاڑھی والا شخص موجود نہ ہو تو پھر مشت سے کم کروا کے ڈاڑھی رکھنے والے یا منڈانے والے کو وقتی طور پر امام بنانے کی گنجائش ہے، مستقل امام بنانا جائز نہیں ہے۔

"فی تنویر الابصار (ویکره)تنزیها(امامة عبد واعرابی وفاسق واعمیٰ الاان یکون اعلم القوم ومبتدع لایکفر بهاوان انکر بعض ماعلم من الدین کفربهافلایصح الاقتداء به اصلا وولدالزنا) قال الحصکفی رحمه الله هذاان وجدغیرهم والافلاکراهة بحر وفی النهرعن المحیط صلی خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعة "......(درمختار: ۱/۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

۱۸ سالہ لڑکے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۷۷): بخدمت جناب حضرت مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ میری عمر ۱۸ سال ہے اور میری ڈاڑھی ابھی ٹھیک طرح نہیں آئی مگر مجھے بالغ ہوئے چار برس ہو چکے ہیں میں نماز پڑھا سکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ڈاڑھی نہ آنا مانع امامت نہیں ہے بشرطیکہ اور کوئی مانع شرعی موجود نہ ہو، ہاں ڈاڑھی کا منڈوانا یا ایک مٹھ سے کم کروانا شرعاً فسق ہے اور فاسق کی امامت درست نہیں ہے، واضح رہے کہ اگر آپ ملیح ہیں تو امامت باوجود صحیح ہونے کے کراہت سے خالی نہیں ہے۔

"(وکذاتکرہ خلف امرد) الظاھر انھا تنزیھیۃ ایضاوالظاھر ایضاکماقال الرحمتی ان المراد بہ الصبیح الوجہ لانہ محل الفتنۃ وھل یقال ھنا ایضا اذاکان اعلم القوم تنتفی الکراھۃ فان کانت علۃ الکراھۃ خشیۃ الشھوۃ وھوالاظھر فلاوان کانت غلبۃ الجھل اونفرۃ الناس من الصلاۃ خلفہ فنعم فتامل والظاھر ان ذاالعذار الصبیح المشتھی کالامرد تامل ھذاوفی حاشیۃ المدنی عن الفتاویٰ العفیفیۃ سئل العلامۃ الشیخ عبدالرحمن ابن عیسی المرشدی عن شخص بلغ من السن عشرین سنۃ وتجاوزحدالانبات ولم ینبت عذارہ فھل یخرج بذلک عن حد الامردیۃ وخصوصا قدنبت لہ شعرات فی ذقنہ تؤذن بانہ لیس من مستدیری اللحی فھل حکمہ فی الامامۃ کالرجال الکاملین ام لااجاب سئل العلامۃ الشیخ احمدبن یونس المعروف بابن الشلبی من متاخری علماء الحنفیۃ عن ھذہ المسئلۃ فاجاب بالجواز من غیر کراھۃ وناھیک بہ قدوۃ واللہ اعلم وکذلک سئل عنھا المفتی محمدتاج الدین القلعی فاجاب کذلک"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۵)

"واما الاخذ منها وهی دون ذلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد واخذ کلها فعل یهود الهند ومجوس الاعاجم اه فتح"......(فتاویٰ شامی: ۲/۱۲۳)

"واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بانه لا یهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا اه"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر شادی شدہ امام کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۷۸): (۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ ایک امام صاحب جو کہ عرصہ دو سال ایک چک جس کی آبادی تقریباً ۴۵ گھر پر مشتمل ہے جس کا امام مسجد ہے لیکن غیر شادی شدہ ہے پہلے تو کسی آدمی نے اعتراض نہیں کیا بلکہ لوگ مطمئن ہو کر نماز پڑھتے چلے آرہے ہیں، لیکن تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ ایک دوسری بستی کے امام صاحب نے اس بستی والے امام پر اعتراض کیا اور لوگوں کو بتایا کہ غیر شادی شدہ کے پیچھے نماز نہیں ہوتی جس کی وجہ سے لوگ مذبذب ہیں کہ نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

(۲) دوسرا مسئلہ قابل دریافت یہ ہے کہ ایک امام مسجد ایک میں نماز عید پڑھاتا ہے جس کی آبادی تقریباً ۵۰ گھر پر مشتمل ہے وہاں نہ کوئی ہسپتال ہے نہ کوئی تھانہ ہے نہ دوکانیں وغیرہ، صرف ایک پرائمری سکول ہے بستی والے لوگ اشیاء ضرورت دوسری بستی سے جاکر خریدتے ہیں، آیا ایسی بستی میں نماز عید جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اور امام مسجد وہاں دو جماعتیں علیحدہ علیحدہ کرواتا ہے، مردوں کی الگ اور عورتوں کی الگ، آیا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

(۱) یہ بالکل بے اصل اور غلط ہے یہ کہیں نہیں لکھا کہ امام کا شادی شدہ ہونا ضروری ہے اور کنوارے کی امامت جائز نہیں ہے، البتہ امام کا بالغ ہونا ضروری ہے۔

(۲) صورت مسئولہ میں بستی کی جو کیفیت لکھی گئی ہے اس میں جمعہ وعیدین جائز نہیں ہیں۔

(۳)　جہاں جمعہ وعیدین جائز ہوں وہاں بھی دومرتبہ ایک ہی امام کا عیدین پڑھانا جائز نہیں ہے، حدیث شریف ہے "لاصلوۃ بعد صلوۃ مثلها" نیز دوسری مرتبہ جو عید کی نماز پڑھائی جائے گی، وہ نفل ہوگی، امام کے لیے اور مقتدیوں کے لیے واجب ہے اور امام کا مقتدیوں سے اعلیٰ ہونا یا برابر ہونا شرط ہے، لہذا متنفل امام کے پیچھے جائز نہیں ہے۔

"وشرائط الامامة للرجال الاصحاء ستة اشياء الاسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراءة والسلامة من الاعذار كالرعاف والفأفأة والتمتمه واللثغ"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۰۶)

"واماشرائط وجوبها وجوازها فكل ماهو شرط وجوب الجمعة وجوازها فهوشرط وجوب صلاة العيدين وجوازها من الامام والمصروالجماعة والوقت الاالخطبة فانها سنة بعدالصلاة ولوتركها جازت صلاة العيد"......(بدائع الصنائع: ۱/۶۱۶)

"في التحفة عن ابي حنيفة انه بلدة كبيرة فيهاسكك واسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدرعلى انصاف المظلوم من الظالم بحشمته وعلمه اوعلم غيره يرجع الناس اليه فيمايقع من الحوادث وهذاهوالاصح"......(ردالمحتار: ۱/۵۹۰)

"وعبارة القهستاني تقع فرضافي القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق قال ابوالقاسم هذابلاخلاف اذااذن الوالي اوالقاضي ببناء المسجد الجامع واداء الجمعة لان هذا مجتهد فيه فاذااتصل به الحكم صارمجمعا عليه وفيماذكرنا اشارة الى انه لاتجوز في الصغيرة التي ليس فيهاقاض ومنبروخطيب كمافي المضمرات"......(ردالمحتار: ۱/۵۹۰)

"لكن يشترط ان يكون حال الامام اقوى من حال المؤتم اومساويا"......(ردالمحتار: ۱/۴۰۶)

"ولامفترض بمتنفل وبمفترض فرضا آخر لان اتحادالصلاتين شرط عندنا

وصح ان معاذا کان یصلی مع النبی ﷺ نفلا وبقومه فرضا"......(الدر المختار علی الشامی: ۴۲۹/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ماں باپ کو گھر سے نکال دینے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۷۹): بخدمت جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور

جناب عالی! چند مسائل میں شرعی راہنمائی مطلوب ہے۔

(۱) گزارش ہے کہ ہمارے گاؤں کے امام مسجد محمد اقبال نے اپنے ماں باپ کو مکان سے زبردستی نکال دیا ہے، وہ مکان اس ماں باپ کا ملکیتی ہے اور والدین کو برا بھلا کہا؟ کیا اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے؟ اور کیا وہ امامت کے قابل ہے؟

(۲) گزارش ہے کہ ہمارے گاؤں کا امام مسجد محمد اقبال نے تین مرتبہ تو اب طلاق دی ہے، اور اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ اس نے یہ الفاظ کہے ہیں، اور بیوی کو طلاق دے کر گھر سے بھی نکال دیا تھا، بعد میں پھر اپنی بیوی کو گھر لے آیا، کیا طلاق کے بعد اس کی بیوی ہوگی یا نہیں؟

(۳) جناب والی گزارش ہے کہ امام مسجد سے چند ماہ قبل یہ مسئلہ کیا تھا کہ نعوذ باللہ حضور ﷺ پاک کے والد جنتی نہ ہیں، کیا یہ مسئلہ کرنا ضروری ہے؟ کیا ان حالات میں امام مسجد کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے کہ ناجائز؟ کیونکہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے کر اپنے پاس رکھے ہوئے ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱،۲) بشرط صحت سوال اگر واقعی محمد اقبال نے اپنے والدین کو گھر سے زبردستی نکال دیا ہے اور ان کو برا بھلا بھی کہا ہے اور بیوی کو تین طلاق دے کر اپنے پاس ہی رکھے ہوئے ہے اس کو الگ نہیں کرتا تو وہ فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے جب تک کہ وہ اپنے ان گناہوں سے سچی توبہ نہ کر لے، اور بیوی کو الگ نہ کر دے، کیونکہ تین طلاق کے بعد بیوی مغلظہ ہو جاتی ہے، اس کو بغیر حلالہ شرعی کے اپنے پاس بیوی کی حیثیت سے رکھنا جائز نہیں، حلالہ شرعی کے بغیر نہ تو رجوع ہو سکتا ہے اور نہ ہی نکاح ہو سکتا ہے، جن لوگوں کو امام رکھنے اور ہٹانے کا اختیار ہے یا جن کو اچھا امام مل

سکتا ہے ان کی نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی ،اور جن کو یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہوں ان کو تنہا پڑھنے کی بجائے جماعت سے پڑھنا بہتر ہے۔

(۳) حضورﷺ کے والدین کے بارے میں اس قسم کی بحث سے سکوت (خاموشی) کرنا چاہئے۔

"قال رسول الله ﷺ الکبائر الاشراک بالله وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس رواه البخاری"......(مرقاۃ المفاتیح: ۱/۲۰۶)

"(وعقوق الوالدین)ای قطع صلتهما ماخوذمن العق وهوالشق والقطع والمراد عقوق احدهماقیل هوایذاء لایتحمل مثله من الولد عادة "......(مرقاۃ المفاتیح: ۱/۲۰۶)

"فلاتقل لهماأف ونهی عن الاغلاظ والزجر لهمابقوله ولاتنهرهما فامربلین القول والاستجابة لهماالی مایامرانه به مالم یکن معصیة"......(احکام القرآن : ۳/۲۹۱)

"وان کان الطلاق ثلاثافی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بهاثم یطلقها اویموت عنها کذافی الهدایة"......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۴۷۳)

"ویکره ان یکون الامام فاسقا ویکره للرجل ان یصلوا خلفه...... وان تقدم الفاسق جازایضا الی اخره"......(فتاوی التاتارخانیة: ۱/۴۳۸)

"وکذاکل صلاة ادیت مع کراهة التحریم تجب اعادتها"......(الدرعلی الشامی: ۱/۳۳۷)

"فیخالف تلک القاعدة الاان یدعی تخصیصها بان مرادهم بالواجب والسنة التی تعاد بترکه ماکان من ماهیة الصلاة واجزائها فلایشمل الجماعة لانهاوصف لهاخارج عن ماهیتها"......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۳۷)

"وفی النهرعن المحیط صلیٰ خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعة" ......(الدرعلی الشامی: ۱/۴۱۵)

"(قوله نال فضل الجماعة) افادان الصلاة خلفهما اولی من الانفراد لکن لاینال کماینال خلف تقی ورع لحدیث من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۵)

"بل قیل ان اباه ﷺ کلهم موحدون لقوله تعالیٰ وتقلبک فی الساجدین لکن رده ابوحیان فی تفسیره بانه قول الرافضة ومعنی الآیة وترددک فی تصفح احوال المتهجدین فافهم وبالجملة کماقال بعض المحققین انه لاینبغی ذکرهذه المسئلة الامع مزید الادب ولیست من المسائل التی یضر جهلها اویسئل عنها فی القبر اوفی الموقف فحفظ اللسان عن التکلم فیهاالابخیر اولی واسلم"......(فتاویٰ شامی: ۲/۴۱۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک مٹھی سے کم ڈاڑھی رکھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۸۰): کیا فرماتے ہیں مشائخ علماء ومفتیان دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے حجام کی دوکان کھول رکھی ہے جس میں ڈاڑھی کومونڈتاہوں میں نے ایک صاحب سے سنا ہے کہ ڈاڑھی کومونڈنا کبیرہ گناہ ہے اوراس کی کمائی حرام ہے، اگرڈاڑھی نہ مونڈوں تو والدین سخت ناراض ہوتے ہیں، ایک طرف سنت کوکاٹنا گناہ ہے اور دوسری طرف والدین کی ناراضگی کواللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کی ناراضگی بتایا جاتا ہے، قرآن وسنت کی روشنی میں بحوالہ تحریر فرما کر سائل مسئلہ ہذا کی راہنمائی فرمائیں، کیا جوشخص ڈاڑھی کومونڈتا ہواس کی کمائی سے کھانے کی دعوت یاضروریات زندگی کی اشیاء بطور ہدیہ لینایابوقت ضرورت استعمال میں لاناشرعاجائز ہے؟

کیاایسا خطیب عالم جوقصداًاپنی ڈاڑھی کاٹ کرایک مٹھی سے چھوٹی کرتا ہے جوظاہراًبھی کافی چھوٹی نظرآتی ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ڈاڑھی کاایک مٹھ تک چھوڑناضروری ہے مٹھی سے کم کروانایابالکل منڈادیناجائزنہیں ہے، بلکہ حرام ہے اور

فعل حرام پر اجرت لینا بھی ناجائز ہے، اور ناجائز امور میں کسی بھی قسم کی فرمانبرداری جائز نہیں ہے، اور ایسے شخص کی اگر اکثر آمدن حلال ہے تو اس کی دعوت قبول کرنا اور اس کا ہدیہ قبول کرنا اور اس کی اشیاء کا استعمال کرنا درست ہے، اور اگر اکثر آمدن حرام کی ہو تو ان سے یہ مذکورہ امور جائز نہیں ہیں، چونکہ ڈاڑھی ایک مٹھی سے کم کروانا حرام ہے اور ایسا کرنے والا شخص فاسق ہے لہذا ایسے شخص کی امامت جائز نہیں ہے، اور ایسے شخص کی اقتداء میں نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

"واما الاخذمنها وهي دون ذلک کما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد واخذ کلها فعل يهود الهند ومجوس الاعاجم اه "......(الدر على الرد: ۲/۱۲۳)

"وعن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لاطاعة اى لاحد کمافى رواية الجامع الصغير اى من الامام وغيره کالوالد والشيخ في معصية وفى رواية الجامع في معصية الله انما الطاعة في المعروف اى مالاينکره الشرع، متفق عليه ورواه ابوداؤد وابن ماجة"......(مرقاة المفاتيح: ۷/۲۲۶)

"لاتصح الاجارة لعسب التيس وهونزوه على الاناث ولالاجل المعاصي مثل الغناء والنوح والملاهي اه "......(الدر على الرد: ۵/۳۸)

"اهدى الى رجل شيئا او اضافه ان کان غالب ماله من الحلال فلابأس الاان يعلم بانه حرام فان کان الغالب هوالحرام ينبغي ان لايقبل الهدية ولاياکل الطعام الاان يخبره بانه حلال ورثته اواستقرضته من رجل کذافى الينابيع"......(فتاوىٰ الهندية: ۵/۳۴۲)

"واما الفاسق فقدعللوا کراهة تقديمه بانه لايهتم لامردينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعا "......(فتاوىٰ شامي: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز کے مقررہ وقت سے تاخیر کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۸۱): (۱) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صاحب کی

عادت یہ ہے کہ اکثر طور پر وہ نماز کے مقررہ وقت سے چار پانچ منٹ تاخیر کر کے آتے ہیں تو آپ سے دریافت یہ کرنا ہے کہ اس امام صاحب کی اجازت کے بغیر کوئی آدمی اس کی جگہ پر نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) ایک امام صاحب مستقل طور پر وقت کی پابندی کرتے ہیں لیکن کبھی قدرتی طور پر ان کو تاخیر ہو جاتی ہے، تو کیا ان کی اجازت کے بغیر کوئی آدمی ان کی جگہ پر نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

امام متعین امامت کا مستحق ہے اور حدیث شریف میں نماز کے انتظار کی فضیلت بیان کی گئی ہے، پس مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ امام کا انتظار کریں، اور کوئی آدمی امام کی اجازت کے بغیر امامت نہ کرائے۔

"واعلم ان صاحب البيت ومثله امام المسجد الراتب اولى بالامامة من غيره مطلقاقوله مطلقا وان كان غيره من الحاضرين من هواعلم واقرء منه"

......(الدرالمختار مع ردالمحتار: ۱/۵۵۹)

"عن ابى هريرة رضى الله عنه ان رسول الله ﷺ قال لايزال احدكم فى صلوة مادامت الصلوة تحبسه لايمنعه ان ينقلب الى اهله الاالصلوة"

......(صحيح مسلم: ۱/۲۳۵)

"عن جابر بن سمرة قال كان بلال يؤذن ثم يمهل فاذارأى النبى ﷺ قدخرج اقام الصلوة "......(سنن ابى داؤد: ۱/۹۰)

"عن عبدالله بن ابى قتادة عن ابيه عن النبى ﷺ قال اذااقيمت الصلوة فلاتقوموا حتى ترونى "......(سنن ابى داؤد: ۱/۹۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

لنگڑے امام کی امامت کا حکم:

مسئلہ (۴۸۲): محترم مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سلام کے بعد عرض ہے کہ میرا نام غلام عباس ہے میں حافظ ہوں اور تجوید بھی پڑھی ہے، میں ایک مسجد میں

مؤذن خادم ہوں سوال یہ ہے کہ امام صاحب کی غیر موجودگی میں اور اگر دوسرا قاری صاحب جو مدرس ہیں وہاں وہ بھی نہ ہوں تو میں امامت کرا سکتا ہوں؟ کیونکہ میں ایک پاؤں کی ایڑھی اٹھا کے چلتا ہوں، مہربانی فرما کر فتویٰ عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں آپ قاری صاحب کی عدم موجودگی میں امامت کر سکتے ہیں۔

"وفي فتاوى العتابية ولو كان بقدمه عرج يقوم ببعض قدمه يجوز وغيره اولى"......(الفتاوى التاتارخانية: ٢٠٢/١)

"ولو كان لقدم الامام عوج وقام على بعضها يجوز وغيره اولى"......(فتاوى الهندية: ٨٥/١)

"ولو كان بقدم الامام عوج فقام على بعضها يجوز وغيره اولى"......(تبيين الحقائق: ١٤٣/١)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شلوار ٹخنے سے نیچے لٹکانے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۸۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صاحب بوقت نماز اپنی شلوار نیچے لٹکا کر ٹخنے ڈھانپ کر پڑھاتے ہیں یہ ان کا دائمی عمل ہے اور وہ اس پر مصر ہے، کیا ان کی اقتداء میں نماز درست ہے یا نہیں؟ نیز ثبوت مانگتے ہیں کہ کہاں لکھا ہے کہ نماز میں ٹخنے ننگے ہونے چاہئیں؟ حدیث وفقہ کی روشنی میں رہنمائی فرمائی جاوے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مردوں کو ٹخنوں کے نیچے پائجامہ لٹکانا ناجائز ہے، اور اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں کہ ایسے شخص کی طرف اللہ تعالیٰ نظر نہیں فرمائیں گے نیز کہ اتنا آگ میں جائے گا۔

"عن ابى هريرة رضى الله عنه ان رسول الله ﷺ قال لاينظر الله يوم القيامة الى من جر ازاره بطرا"......(بخارى شريف: ٨٦١/٢)

" وعن ابی هریرة ان رسول الله ﷺ قال مااسفل من الکعبین من الازار فی النار"......(مرقاۃ المفاتیح ۱۹۸/۸)

لہذا ایسے شخص کوامام بنانا مکروہ تحریمی ہے،کتاب الزواجر میں اس فعل کو بطوراصرار گناہ کبیرہ میں شمار کیا گیا ہے،لہذا یہ شخص فاسق ہے۔(کتاب الزواجر:۱/۱۳۲)

"عن ابن مسعود رضی الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ یقول من اسبل ازاره فی صلوته خیلاء فلیس من الله جل ذکره فی حل وحرام "......(سنن ابی داؤد:۱/۱۰۳)

"تقصیر الثیاب سنة واسبال الازار والقمیص بدعة ینبغی ان یکون الازار فوق الکعبین الی نصف الساق وهذاحق الرجال واماالنساء فیرخین ازارهن اسفل من ازارالرجال لیستر ظهرقدمهن"......(فتاوی الهندیة: ۵/۳۳۳)

"واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا "......(فتاوی شامی:۱/۴۱۴)

"قوله ولذاکره امامة الفاسق ای لماذکرمن قوله حتی اذاکان الاعرابی الخ فکراهته لافضیلة غیره علیه والمرادالفاسق بالجارحة لابالعقیدة...... وقوله فتجب اهانة شرعا فلایعظم لتقدیمه للامامة تبع فیه الزیلعی ومفاده کون الکراهة فی الفاسق تحریمیة "......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح:۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کاٹنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۸۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآن وسنت کی روشنی میں کیا ایسا شخص جو کہ ڈاڑھی کٹواتا ہو اور اس کی ڈاڑھی خلاف سنت اور نامکمل ہو صلوۃ التراویح کی امامت کا حق دار ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے چاہے فرض نماز ہو یا تراویح ہو کیونکہ یہ فاسق ہے۔

"اما الفاسق الاعلم فلایقدم لان فی تقدیمه تعظیمة وقدوجب علیهم اهانته شرعا ومفادهذاکراهة التحریم فی تقدیمه"......(طحطاوی علی الدر:۱/۲۴۳)

"ولذایحرم علی الرجل قطع لحیته"......(درمختار:۱/۳۵)

"وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع"......(البحر الرائق:۱/۶۱۰)

"قال الحصکفی واماالاخذمنها وهی دون ذلک کمایفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد واخذکلهافعل یهود الهند ومجوس الاعاجم"......(الدرالمختار:۲/۱۲۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اہل سنت والجماعت کے خلاف عقیدہ رکھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۸۵): محترم مفتی حمید اللہ جان صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت جی آپ سے ایک مسئلہ کا حل پوچھنا ہے، مسئلہ یہ ہے کہ ہماری مسجد جامعہ رحمانیہ تاج پورہ سکیم میں واقع ہے یہ مسجد دیوبند حیاتی مسلک کی ہے، ہماری مسجد میں ایک امام صاحب ہیں جو گزشتہ ۶ یا ۷ سال سے امامت کروارہے ہیں، اب ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ امام صاحب مماتی ہیں جب ہم نے امام صاحب سے پوچھا کہ آپ حیاتی ہیں یا مماتی؟ تو انہوں نے مسجد میں کھڑے ہو کر قسم کھائی کہ میں حیاتی ہوں، مماتی نہیں ہوں، اب آپ سے درخواست ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمادیں کہ ان امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اگر واقعی امام صاحب کے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں تو ایسا امام مبتدع

اور فاسق ہے اور ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور اگر اس کے عقائد اہل سنت والجماعت کے موافق ہیں اور حیات النبی ﷺ کو اسی طرح مانتے ہیں جیسا کہ "المهند علی المفند" میں لکھا ہوا ہے تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔

"ویکره تقدیم المبتدع ایضا لانه فاسق من حیث الاعتقاد، وهو اشد من الفسق من حیث العمل والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئا علی خلاف مایعتقده اهل السنة والجماعة"......(حلبی کبیری:۴۴۳)

"وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع ......والفاسق لایهتم لامر دینه وذکر الشارح وغیره ان الفاسق اذا تعذر منعه یصلی الجمعة خلفه"......(البحر الرائق:۱/۶۱۰)

"وفیه اشارة الی انهم لوقدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لعدم اعتنائه بامور دینه وتساهله فی الاتیان بلوازمه فلایبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماینافیها بل هو الغالب بالنظر الی فسقه"......(حلبی کبیری:۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سنت کے مطابق ڈاڑھی نہ رکھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۸۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام کی سنت کے مطابق ڈاڑھی نہیں ہے کیا وہ جماعت کرواسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ڈاڑھی مونڈنا یا ایک مشت سے کم ڈاڑھی کروانا موجب فسق ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، لہذا کسی نیک درست عقیدہ والے شخص کو امام مقرر کرلیا جائے، اگر مذکورہ شخص توبہ کے ذریعے اپنے اس فعل سے باز نہ آجائے، اور اس میں کوئی اور بھی موجب فسق امر موجود نہ ہو، البتہ تنہا نماز پڑھنے سے اس کے پیچھے نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

"ویکرہ امامۃ عبد......وفاسق وفی ردالمحتار قولہ (وفاسق) من الفسق وھوالخروج عن الاستقامۃ ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر "......(فتاوی شامی:۱/۴۱۴)

"وفی الدرصلی خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعۃ وقال الشامی تحتہ قولہ نال فضل الجماعۃ افادان الصلوۃ خلفھما اولی من الانفراد"......(فتاوی شامی:۱/۴۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

زنا کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۸۷): جناب محترم مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب سے گزارش ہے کہ ہمارے چند خدشات دور کردیجئے، مہربانی ہوگی، ہمارے محلہ کی جامع مسجد اقصیٰ میں امام صاحب دینی فرائض انجام دے رہے ہیں، پڑھے لکھے تو اچھے ہیں، مگران سے کچھ غلطیاں (زنا) سرزد ہوچکی ہیں جوکہ ناقابل معافی ہیں، جب تک ہمیں علم نہیں تھا ہم ان کے پیچھے نماز پڑھتے رہے ہیں، اور غلطی ثابت ہونے پر فتویٰ لینا چاہتے ہیں، چونکہ اب ہمیں علم ہوچکا ہے لہذا ہماری نماز اب ان کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟ برائے مہربانی تحریر لکھ کر مطلع فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اگر شرعی طور پر واقعی ہی امام کا زانی ہونا ثابت ہوچکا ہے، اوراس نے شرعی توبہ بھی نہیں کی تواس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، ورنہ بلاکراہت اس کا امامت کروانا اورلوگوں کا اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

"یکرہ امامۃ العبد ......وفاسق، لعل المراد بہ من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی "......(فتاوی شامی:۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بغیر ڈاڑھی والے امام کی امامت:

مسئلہ(۴۸۸): محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمة الله وبركاته

ہماری مسجد کے قاری صاحب اچھی صفات کے مالک ہیں قرآن مجید بھی اچھا پڑھتے ہیں اور حاجی بھی ہیں، صرف ان میں ایک خامی ہے کہ وہ ڈاڑھی نہیں رکھتے ،اس سے پہلے تقریباً وہ چالیس سال تک نماز تراویح بھی پڑھاتے رہے ہیں اور ان کی اقتداء میں مولوی صاحبان نے بھی نماز تراویح ادا کیں، کیا وہ نماز تراویح پڑھا سکتے ہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت کریں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

جو شخص ڈاڑھی منڈواتا ہے یا کٹواتا ہے (یعنی ایک مشت سے کم کرواتا ہے) تو ایسا شخص فاسق ہے کیونکہ ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اور یہ چیز ان کی امامت کی حجت اور دلیل نہیں بن سکتی کہ چالیس سال سے وہ تراویح پڑھا رہے ہیں یا مولوی صاحبان ان کی اقتداء میں نماز تراویح ادا کرتے رہے ہیں۔

"لا باس بنتف الشيب واخذ اطراف اللحية والسنة فيها القبضة وفيه قطعت شعر راسها اثمت ولعنت زاد في البزازية وان باذن الزوج لانه لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق ولذا يحريم على الرجل قطع لحيته والمعنى المؤثر التشبه بالرجال انتهى"......(درمختار: ۲/۲۵۰)

"قوله وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق المبتدع والاعمىٰ وولد الزنا"......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

برے فعل سے تائب امام کی امامت:

مسئلہ(۴۸۹): حضرات مفتیان کرام جامعہ اشرفیہ لاہور

کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جس پر لواطت کا الزام ہے یا اس سے غلطی ہوئی ہے پھر وہ توبہ کر لیتا ہے کیا یہ آدمی امامت کے لائق ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

کسی شخص پر تہمت لگانا بہت سخت گناہ ہے اور اگر کسی سے گناہ صادر ہو جائے اور وہ توبہ کر لے تو اس کو کرید نا درست نہیں ہے اور اس کی امامت درست ہے۔

"قدنصوا علی ان ارکان التوبة ثلاثة الندامة علی الماضی والاقلاع فی الحال والعزم علی عدم العودفی الاستقبال "......(شرح فقه الاکبر:۱۵۸)

"عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب ای توبة صحیحة کمن لاذنب له ای فی عدم المؤاخذة بل قدیزید علیه بان ذنوب التائب تبدل حسنات ویؤید هذاماجاء عن رابعة رضی الله عنها انهاکانت تفخرعلی اهل عصرها کالسفانین والفضیل وتقول ان ذنوبی بلغت من الکثرة مالم تبلغه طاعاتکم فبتوبتی منهابدلت حسنات فصرت اکثر حسنت منکم "......(مرقاۃ المفاتیح : ۵/۲۶۹)

"عنه ای عن عبدالله بن مسعود موقوفا لکنه فی حکم المرفوع قال الندم توبة ای رکن اعظمها الندامة اذیترتب علیهابقیة الارکان من القلع والعزم علی عدم العود وتدارک الحقوق ماامکن وهونظیر الحج عرفة الاانه عکس مبالغة واعداد الندامة علی فعل المعصیة من حیث انهامعصیة لاغیر(والتائب من الذنب کمن لاذنب له)" ...... (مرقاۃ المفاتیح : ۵/۲۷۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نابینے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۹۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نابینا آدمی امامت کروانے کا اہل ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جو کہ پاکی وناپاکی کی احتیاط کرتا ہو اور حافظ قرآن بھی ہو، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ نابینے شخص کی امامت مکروہ ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ کا حل تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر نابینا آدمی پاکی ناپاکی کا خاص خیال رکھتا ہو اور ضروری مسائل صلوۃ سے واقف ہو حافظ قرآن ہو جیسا کہ سوال سے معلوم ہو رہا ہے تو ایسی حالت میں نابینا کی امامت بلا کراہت جائز ہے، اور اگر حاضرین میں سے وہ بڑا عالم بھی ہو تو پھر کراہت تو در کنار بلکہ اس صورت میں اسی کو امام بنانا اولی ہوگا، اور اگر نابینا جاہل ہو پاکی ناپاکی کا خاص اہتمام نہ کرتا ہو تو ایسے آدمی کو امام بنانا مکروہ ہے۔

"والاعمیٰ لعدم اهتدائه الی القبلة وصون ثيابه عن الدنس وان لم يوجد افضل منه فلاكراهة قوله فلاكراهة لاستخلاف النبی ﷺ ابن ام مكتوم وعتبان ابن مالك علی المدينة حين خرج الی الغزوة تبوك وكانااعميين"......(طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۰۲)

"قوله غيرالفاسق تبع فی ذلک صاحب البحر حيث قال قيدكراهة امامة الاعمیٰ فی المحيط وغيره بان لايكون افضل القوم فان كان افضلهم فهواولیٰ ثم ذكر انه ينبغی جريان هذا القيد فی العبد والاعرابی وولدالزنا ......لكن وردفی الاعمیٰ نص خاص هواستخلافه ﷺ لابن ام مكتوم وعتبان علی المدينة وكانااعمين لانه اعميين لم يبق من الرجال من هواصلح منهما وهذاهوالمناسب لاطلاقهم"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مقرر شدہ امام کا دوسرے شخص کو امامت سے منع کرنے کا حکم:

مسئلہ(۴۹۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس صورت مسئلہ کے بارے میں کہ محلے کی مسجد کا امام مسجد کی کمیٹی کی طرف سے مقرر شدہ موجود ہے اور محلے میں کسی کے ہاں کوئی اور عالم دین مسجد میں آیا ہے اور امامت نماز کا خواہش مند ہے، جب کہ مسجد کا مقرر شدہ امام دوسرے خواہشمند عالم دین کو نماز پڑھانے کی اجازت نہیں دیتا، اب محلے والے اپنے امام کو کہتے ہیں کہ آپ اجازت دیدیں، مقرر امام کہتا ہے کہ نہیں، اب مقرر شدہ امام کا

انکار کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ مسجد میں بدعات وفساد کے پھیلنے کا اندیشہ بھی ہو، آپ شرعی رو سے خصوصاً فقہ حنفی کی رو سے جواب تحریر کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں بدعات وفتنہ فساد سے بچنے کی خاطر اگر امام صاحب نو وارد کو امامت نہیں کروانے دیتا منع کرتا ہے تو یہ بالکل ٹھیک ہے، مستقل امام مہمان سے زیادہ مقدم و مستحق امامت ہے اگرچہ مہمان علم وتقویٰ میں مستقل امام سے بڑھا ہوا ہو۔

"واعلم ان صاحب البيت ومثله امام المسجد الراتب اولى بالامامة من غيره مطلقا اى وان كان غيره من الحاضرين من هواعلم واقرء منه"......(الدرمع الرد: ۱/۴۱۳)

"وقيدفي السراج الوهاج تقديم الاعلم بغير الامام الراتب واماالامام الراتب فهواحق من غيره وان كان غيره افقه منه"......(البحرالرائق: ۱/۶۰۷)

"دخل المسجد من هواولى بالامامة من امام المحلة فامام المحلة اولى كذافي القنية"......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عیسائیوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۹۲): ایک شخص جو حافظ قرآن ہے وہ عیسائیوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہو، وی، سی، آر وغیرہ بھی دیکھتا ہو تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بناء بر صحت سوال شخص مذکور کو امام بنانا مکروہ ہے۔

"ويكره تقديم العبد لانه لايتفرغ للتعلم والاعرابى لان الغالب فيهم الجهل والفاسق لانه لايهتم لامردينه والاعمىٰ لانه لايتوقى النجاسة وولدالزناء لانه

لیس له اب یشفقه فیغلب علیه الجهل ولان فی تقدیم هؤلاء تنفیر الجماعة فیکره"......(الهدایة: ۱/۱۲۴)

"وحاصل کلامه ان الکراهة فیمن سوی الفاسق للتنفیر والجهل ظاهر وفی الفاسق للاول لظهور تساهله فی الطهارة ونحوها وفی الدرایة قال اصحابنا لاینبغی ان یقتدی بالفاسق الافی الجمعة لان فی غیرها یجداماماغیره اه یعنی انه فی غیر الجمعة بسبیل من ان یتحول الی مسجد آخر ولایأثم فی ذلک ذکره فی الخلاصة وعلی هذا فیکره فی الجمعة اذاتعددت اقامتها فی المصر علی قول محمد وهو المفتیٰ به لانه بسبیل من التحول حینئذ"......(فتح القدیر: ۱/۳۰۴)

"واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا ولایخفی انه اذاکان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بهم بغیر طهارة فهوکالمبتدع تکره امامة بکل حال بل مشیٰ فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهةتحریم"......(درمختارمع الشامی: ۱/۴۱۴)

"قال الرملی ذکرالحلبی فی شرح منیة المصلی ان کراهة تقدیم الفاسق والمبتدع کراهة التحریم واماالعبدوالاعرابی وولدالزناء والاعمیٰ فالکراهة فیهم دون الکراهة فیهما"......(منحة الخالق علی البحر: ۱/۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مسجد اور مدرسے کے مال خرد برد کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۹۴): کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو کہ مندرجہ ذیل خامیوں کا مرتکب ہے۔

ایسے شخص کے پیچھے قرآن وسنت کی روشنی میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۱) اس نے ایک مقتدی کا مبلغ پینتیس صدروپیہ لیا ہے اور دینے سے انکاری ہو گیا ہے۔
(۲) مدرسہ کے پینتالیس من گندم اور پینتیس سوروپیہ نقد ہضم کر گیا۔
(۳) ایک صاحب خیر نے مدرسہ کا خرچ وغیرہ اپنے ذمہ لیا تھا ان سے بھی برابر خرچہ وصول کرتا رہا اور باوجود ان کے منع کرنے کے بچوں سے مبلغ ۴۰۰ روپے ہاسٹل فیس کا لینا اور اس کا کوئی حساب کتاب اور ریکارڈ نہ رکھنا اور خرد برد کر جانا۔
(۴) کافی تعداد میں اہل محلہ نے جن کو مذکورہ شخص کے کرتوتوں کا علم ہے تحریری طور پر اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا ہے، اس کے علاوہ بداخلاقی اور بددیانتی اور مقتدیوں سے سخت رویہ کے کئی حلفی بیان موجود ہیں۔

کیا قرآن وسنت کی روشنی میں ایسے شخص کو معزول کرنے کا انتظامیہ کو حق ہے کہ نہیں ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر مذکورامام کے اندر وہ تمام خصلتیں موجود ہیں جن کا ذکر سوال میں کیا گیا ہے تو ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا درست نہیں ہے۔

”ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی قوله وفاسق من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل الربا ونحوذلک...... واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا ولایخفی انه اذاکان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بهم بغیرطهارة فهوکالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشیٰ فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهةتحریم لماذکرناولذالم تجزالصلوة خلفه اصلا عندمالک وروایة عن احمدفلذا حاول الشارح فی عبارة المصنف وحمل الاستثناء علی غیرالفاسق والله تعالیٰ اعلم بالصواب“......(درمختارمع الشامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بجلی اور گیس چوری کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۹۴): محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے محلے کی مسجد کے امام اپنا کاروبار کرتے ہیں اور کاروبار کے لیے بجلی چوری کرتے ہیں، ساتھ سوئی گیس بھی چوری کرتے ہیں، آیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ محلّہ میں اور کوئی مسجد نہ ہے، گھر میں نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

چوری کرنا فسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، جن لوگوں کا عمل دخل ہے اس کے رکھنے اور ہٹانے میں ان کی نماز مکروہ ہے۔

"روی عن النبی ﷺ انه قال لعن الله السارق یسرق الحبل"......(احکام القرآن للجصاص: ۲/۵۸۶)

" قوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل الربا ونحوذلک ......واما الفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه "......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بیویوں میں عدل وانصاف نہ کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۹۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام مسجد نے پہلی بیوی سے بول چال خرچہ حقوق وغیرہ بند کردیا اس بات پر کہ ایک عورت پر جادو تھا اور اس امام نے اسے دم تعویذ وغیرہ دیا تو وہ عورت ٹھیک ہوگئی اس کے بعد اس عورت سے تعلقات پیدا ہوئے پھر وہ عورت اپنی جوان بچیوں کو ساتھ لے جاتی رہیں، اور یہ تعلقات تقریباً ڈیڑھ سال رہے اور امام صاحب عورت اور بچیوں کو موٹر سائیکل اور کار میں آگے پیچھے لے کر آتے جاتے رہے، اور پہلی بیوی سے بول چال خرچ وغیرہ بند ہے اور وہ پہلی بیوی دو بچے لیکر میکے بیٹھی ہوئی ہے، اور اب اس

نے دوسری شادی اس لڑکی سے ۲۲ فروری کو کی ہے، بغیر والدین کی رضامندی کے اور بغیر پہلی بیوی کی اجازت کے اور والدین اس پر سخت ناراض ہیں، اور پہلی بیوی نے اس سے پوچھا کہ آپ اس عورت کے گھر کیونکر جاتے ہیں تو اس نے کہا کہ آپ مجھ پر الزام لگا رہی ہیں جب کہ حقیقت تھی الزام نہ تھا کئی لوگوں نے تصدیق کی تعلقات کی تو ایسے آدمی کے پیچھے نماز درست ہے یا کہ نہیں؟ جو جھوٹ بھی بولتا ہے اور پہلی بیوی کے حقوق بھی ادا نہیں کرتا۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال اگر واقعۃً سوال میں مذکور امام میں وہ تمام وجوہات پائی جاتی ہیں اور وہ دونوں بیویوں کے حقوق اداء کرنے میں عدل وانصاف سے کام نہیں لیتا تو شرعاً ایسے شخص کو امام بنانا درست نہیں ہے، کیونکہ یہ فاسق ہے۔

"فصل ومنها وجوب العدل بين النساء في حقوقهن وجملة الكلام فيه ان الرجل لايخلو اماان يكون له اكثر من امرء ة واحدة ،واماان كانت له امرأة واحدة فان كان له اكثر من امرأة فعليه العدل بينهن في حقوقهن من القسم والنفقة والكسوة وهوالتسوية بينهن في ذلك حتى لوكانت تحته امرأتان حرتان اوامتان يجب عليه ان يعدل بينها في الماكول والمشروب والملبوس والسكنى والبيتوتة والاصل فيه قوله تعالىٰ فان خفتم ان لاتعدلوا فواحدة عقيب قوله تعالىٰ فانكحوا ماطاب لكم من النساء مثنىٰ وثلاث ورباع اى ان خفتم ان لاتعدلوا في القسم والنفقة في نكاح المثنى والثلاث والرباع فواحدة ندب سبحانه وتعالىٰ الى نكاح الواحدة عندخوف ترك العدل في الزيادة وانمايخاف على ترك الواجب فدل ان العدل بينهن في القسم والنفقة واجب واليه اشارفي آخر الآية بقوله ذلك ادنىٰ ان لاتعولوا اى تجوروا والجور حرام فكان العدل واجبا ضرورة ولان العدل مامور به لقوله عزوجل ان الله يامربالعدل والاحسان على العموم والاطلاق الا ماخص اوقيد بدليل وروى عن ابى قلابة ان النبى ﷺ كان يعدل بين نسائه في

القسمة ویقول اللهم هذه قسمتی فیمااملک فلاتؤاخذنی فیماتملک انت ولااملک،وعن ابی هریرة رضی الله عنه عن رسول الله ﷺ انه قال من کان له امرأتان فمال الی احدهما دون الاخریٰ جاء یوم القیامة وشقه مائل "......(بدائع الصنائع:۶۲۶م۶۲۷/۲)

"شهادة الزور کبیرة ثبت ذلک بالکتاب وهوقوله تعالیٰ فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزوروبالسنة وهوماروی ابوبکرة عن ابیه ان النبی ﷺ قال الاانبئکم باکبرالکبائر قلنابلی یارسول الله قال الاشراک بالله وعقوق الوالدین وکان متکئا فجلس فقال الاوقول الزور وشهادةالزور فمازال یقولها حتی قلت لایسکت"......(عنایه علی فتح القدیر:۶/۵۳۴)

"عن انس قال سئل النبی ﷺ عن الکبائر فقال الاشراک بالله وعقوق الوالدین وقتل النفس وشهادة الزور عن عبدالرحمن بن ابی بکرة عن ابیه قال قال النبی ﷺ الاانبئکم باکبرالکبائر ثلاثا قالوا بلی یارسول الله قال الاشراک بالله وعقوق الوالدین وجلس وکان متکئا فقال الاوقول الزور فمازال یکررها حتی قلنا لیته سکت"......(صحیح البخاری:۱/۳۶۲)

"ولانکفرمسلمابذنب من الذنوب وان کانت کبیرة اذالم یستحلها ولانزیل عنه اسم الایمان ونسمیه مؤمنا حقیقة ویجوز ان یکون مؤمنافاسقاغیرکافر ویجوز ان یکون ای الشخص مؤمنای بتصدیقه واقراره فاسقا ای بعصیانه واصراره غیرکافر ای لثباته فی مقام اعتباره "......(شرح فقه الاکبر: ۷۱تا۷۴)

"حکم الواجب کمافی البحروصرحوا بفسق تارکها وتعزیره و انه یاثم "......(فتاویٰ شامی:۱/۳۳۷)

"فان ام عبد اواعرابی اوفاسق اواعمیٰ اومبتدع اوولدالزناء کره"......(شرح الوقایة:۱/۱۷۵)

"ویکرہ تقدیم العبد والاعرابی والفاسق والاعمیٰ وولدالزناء"......(الھدایۃ: ۱۲۴/ ۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سودی کاروبار میں معاون کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۹۶): بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم

ہم ایک مسئلہ لے کر حاضر ہوئے ہیں اس کا جواب چاہیے؟

سوال یہ ہے کہ غلام نبی آدمی نے مبلغ ۶۰۰۰۰ روپے حاجی مشتاق رینٹ موٹر سائیکل کو دیے اور اس سے طے کیا کہ وہ مبلغ ۲۵۰۰ روپے ہر مہینے غلام نبی کو دے گا اور اس سارے معاہدے میں ضمانت حاجی ارشد نامی آدمی نے دی، کیونکہ غلام نبی آدمی ملتان کا رہنے والا ہے، حاجی مشتاق سے ہر ماہ ارشد ۲۵۰۰ روپے وصول کر کے غلام نبی کے مقرر کردہ آدمی کو دیتا ہے، اب ہمیں پوچھنا یہ ہے کہ حاجی ارشد اس سودی کاروبار میں برابر کا شریک ہے؟ اسی طرح حاجی ارشد ایم اے عربی ہے اور حاضر سروس سکول ٹیچر ہے اور ساتھ ہی امام مسجد ہے اب اگر اتنا پڑھا لکھا آدمی بھی اس طرح سود کے سودے کروائے تو اوروں کا کیا ہوگا، درج ذیل باتوں کا جواب دیں۔

(۱) حاجی ارشد علی نے اس لین دین میں مڈل مین کا کردار ادا کیا ہے کیا سود کے کاروبار میں یہ برابر کا شریک ہے؟

(۲) اگر یہ برابر کا شریک ہے تو کیا یہ امام مسجد رہ سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر امام سودی معاملہ کرتا ہے اور اس کی مدد کرتا ہے تو اس کی امامت درست نہیں ہے۔

"فلایصح الاقتداء بہ اصلا فلیحفظ وولدالزنا ھذاان وجدغیرھم والافلاکراھۃ بحربحثا وفی النھر عن المحیط صلی خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعۃ وکذاتکرہ خلف امرد وسفیہ ومفلوج وابرص شاع برصہ وشارب الخمر واٰکل الربا اونمام ومراء ومتصنع"......(الدرالمختار: ۸۳/ ۱)

"ویکرہ الاقتداء بالمشہور باکل الربا ویجوز بالشافعی بشروط نذکرھا فی باب الوتر ان شاء اللہ تعالی"......(فتح القدیر: ۳۰۴/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس کا بیٹا بینک میں ملازم ہو اس کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۹۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص امام مسجد ہے اور اس کا بیٹا بینک ملازم ہوگیا ہے، والد نے بیٹے کو سمجھایا بیٹا نہیں مانا، یہاں تک کہ گھر چھوڑ کر چلا گیا، بیٹا یہ کہتا ہے کہ میں عاقل بالغ ہوں اپنے افعال کا خود ذمہ دار ہوں، اگر والد نوکری چھوڑنے کا کہتا ہے تو بیٹا گھر چھوڑ کر جاتا ہے بیٹا نافرمان ہے۔

ان حالات میں والد شرعاً معذور ہے یا نہیں؟

کیا اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

اگر والد پابندیاں لگا دیتا ہے کہ گھر میں بینک کی تنخواہ نہیں لانی یا بیٹا تبادلہ کروا کے دوسرے شہر چلا جاتا ہے تو پھر کیا حکم ہے؟

جن ارکان کے بیٹے یا والدین سودی کاروبار کرتے ہیں یا بینک میں ملازمت کرتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اس بحث کی روشنی میں جب امام صاحب اپنے بیٹے کو بینک کی سودی نوکری کرنے سے منع کرتے ہیں اور وہ بات نہیں مانتا تو امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے، اسی طرح دوسرے لوگ جن کے رشتہ دار سودی کاروبار کرتے ہیں اور وہ ان کو سمجھاتے ہیں اور ان کے اس فعل سے نفرت کرتے ہیں تو وہ ان کو سمجھانے کی وجہ سے بری الذمہ ہیں۔

"رجل یعلم ان فلانا یتعاطی من المناکیر فاراد ان یکتب الی ابیہ بذلک قال ان وقع فی قلبہ انہ یمکن للاب ان یعیر علی ابنہ فلیکتب لان الکتابۃ تفید وان وقع فی قلبہ لایمکنہ ذالک لایکتب لانہ لایفید فی ھذہ الصورۃ سوی وقوع

العداوۃ بین الوالد والولد وکذاھذاالحکم بین الزوجین وبین السلطان والرعیۃ"......(المحیط البرھانی: ۷۸، ۷۹/۸)

"وذکرالفقیہ ابوالیث رحمہ اللہ تعالیٰ فی کتاب البستان ان الامر بالمعروف علی وجوہ ان کان یعلم باکبررأیہ انہ لوامر بالمعروف یقبلون ذالک منہ ویمتنعون عن المنکر فالامر واجب علیہ ولایسعہ ترکہ ولوعلم باکثررأیہ انہ لوامرہ بذلک قذفوہ وشتموہ فترکہ افضل وکذالک لوعلم انھم یضربونہ ولایصبر علی ذالک وتقع بینھم العداوۃ ویھیج منہ القتال فترکہ افضل ولوعلم انھم لوضربوہ صبرعلی ذالک ولم یشتک لاحدفلابأس بہ وھومجاھد ولوعلم انھم لایقبلون منہ ولایخاف منھم ضرباولاشتما فھوبالخیار والامرافضل"......(المحیط البرھانی: ۸۰/۸)

"وقدروی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ علیکم انفسکم لایضرکم من ضل اذااھتدیتم ،مربالمعروف وانہ عن المنکر ماقبل منک فاذالم یقبل منک فعلیک نفسک"......(احکام القرآن: ۳۸/۲)

"وقولہ تعالیٰ الاتزروازرۃ وزراخریٰ ھوکقولہ ومن یکسب اثمافانمایکسبہ علی نفسہ وکقولہ ولاتکسب کل نفس الاعلیھا وکقولہ تعالیٰ وان لیس للانسان الاماسعی فی معنی ذالک ویحتج بہ فی امتناع جوازتصرف الانسان علی غیرہ فی ابطال الحجر علی الحرالعاقل البالغ"......(احکام القرآن: ۶۱۷/۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دھوکہ دہی اور بہتان تراشی کے مرتکب کی امامت:

مسئلہ(۴۹۸): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم لوگ جس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں اس کے امام صاحب اور ان کے بیٹوں نے جامع مسجد کبریٰ نیو ٹمن آباد کے نام وقف شدہ مکان میں کرائے دار بن کر قبضہ

کرلیا ہے،امام صاحب نے وقف کنندہ سے یہ مکان کرائے پر لیا تھا،لیکن اس کے بعد اس پر قبضہ کرلیا،اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے کبریٰ مسجد و مدرسہ کے مہتمم صاحب کے خلاف عدالت میں یہ درخواست بھی دی ہے کہ وہ پانچ کلاشنکوف برداروں کے ہمراہ آئے انہیں مکان خالی کرنے کو کہا جب کہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔

سوال یہ ہے کہ آیا ایسا شخص جو دھوکہ دہی ،فریب اور بہتان تراشی کا مرتکب ہورہا ہو،اس پر بدستور قائم ہو اور اپنے ان برے اقدامات سے توبہ بھی نہ کررہا ہو تو کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اسے امامت کے فرائض سرانجام دینے کے لیے متعین کرنا از روئے شریعت درست ہے؟ کیا انہیں اسی مسجد میں جہاں وہ امامت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں،جامع مسجد صدیق اکبر حمید علی پارک شاکر روڈ اچھرا،وہیں امام مقرر رکھنا کیسا ہے؟جب کہ بہت سے نمازی حضرات ان تمام حالات و واقعات سے واقف ہو چکے ہیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ امامت ایک عظیم الشان دینی منصب اور ذمہ داری ہے اور رسول اللہ ﷺ کی نیابت کے مترادف ہے،اس لیے ضروری ہے کہ جہاں امام قرآن وسنت کا عالم ہو وہیں تقویٰ پرہیزگاری اور محاسن اخلاق جیسی اعلیٰ صفات سے بھی متصف ہو،صورت مسئولہ میں مذکور امام دھوکہ دہی، بہتان تراشی جیسے گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے فاسق ہوگئے،اس لیے ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے،جیسا کہ علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں۔

"ویکرہ امامة عبد ......وفاسق واعمی"......(درمختار:۸۳/۱)

واضح رہے کہ جو سوال نامہ قلمی ہمارے پاس جواب سمیت ریکارڈ میں موجود ہے وہ عام تھا اس میں کسی شخص کو نامزد نہیں کیا تھا،اس سوال نامہ میں نامزد کرنے کی تبدیلی وغیرہ کھلی خیانت ہے۔

حمید اللہ جان

خادم الحدیث والافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سابقہ فتویٰ سے متعلق دوسرا استفتاء:

مسئلہ(۴۹۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع وعلمائے کرام جامعہ اشرفیہ لاہور کہ ہمارے بارے میں غلط بیانی اور بہتان کے ذریعے یہ فتویٰ لیا گیا ہے کہ ہمارے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے،جب کہ ہم حلفاً اس بات کا یقین دلاتے ہیں

کہ جوبات مذکورہ فتویٰ میں تحریر کی گئی ہے وہ بالکل غلط ہے میں قاری محمد یوسف اور میرے بیٹے اس مکان جس کا ذکر اس فتویٰ میں کیا گیا ہے بالکل لاتعلق ہیں، اور اس مکان پر قابض اور رہائش پذیر نہیں ہیں، بلکہ میں نے یہ مکان مورخہ 16,05,2008 کو اپنے داماد کے لیے مرحوم محمد ظفر صاحب سے کرایہ پر حاصل کیا تھا، اس وقت یہ مکان وقف نہیں تھا اب بھی میرا داماد اس مکان میں رہائش پذیر ہے، اور کرایہ مرحوم محمد ظفر صاحب کے بیٹے سلیم بابر کو ادا کر رہا ہے، مالک مکان محمد ظفر صاحب کے فوت ہونے کے بعد ان کے بیٹے جناب سلیم بابر اور مہتمم کبریٰ مسجد نیو من آباد کے مابین جھگڑا (کیس) عدالت میں زیر سماعت ہے جس کا تا حال فیصلہ نہیں ہوا، لہٰذا اس معاملے کے ساتھ میرا اور میرے بیٹوں کا کوئی تعلق نہیں ہے، اس تمام صورت حال کے پیش نظر بھی کیا ہمارے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے؟

براہ کرم شریعت کے مطابق مسئلہ واضح فرما کر ممنون فرمائیں، علاوہ ازیں میں کوشش کروں گا کہ اپنے داماد کو سمجھا کر اس سے کہوں کہ مکان مذکورہ کو خالی کر دیں۔

الجواب باسم الملک الوہاب

واضح رہے کہ جواب سوال کی تحریر حقیقت پر مبنی ہونے کی صورت میں ہوتا ہے لہذا ۱۷، اپریل ۲۰۱۰ء بمطابق ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ کو جو فتویٰ جامعہ اشرفیہ سے حاصل کیا گیا ہے اگر وہ غلط بیانی پر مبنی ہے اور آپ کا مذکورہ بالا بیان حقیقت پر مبنی ہے اور آپ میں کوئی موجب فسق چیز موجود نہیں اور آپ کا عقیدہ بھی سنت کے مطابق ہے تو آپ کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہوگی، جبکہ آپ مذکورہ مکان سے لاتعلق بھی ہیں۔
جامعہ اشرفیہ کے دونوں فتووں میں چونکہ سوال الگ الگ ہیں اس لیے دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے، ارشاد ربانی ہے "ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ"

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اعتقادی بدعتی کی امامت:

مسئلہ (۵۰۰): (۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین ومفتیان کرام اس شخص کے بارے میں جو نہ صرف عقیدہ مماتی کا حامل ہے بلکہ احمد سعید خان چتروڑی کے ہاتھ پر بیعت کر چکا ہے اس کی کیسٹوں کا دلدادہ ہے اسی مناسبت سے اپنے نام کے ساتھ علامہ کا سابقہ لکھتا ہے اور علامہ کہلواتا ہے ورنہ علمی حیثیت یہ ہے کہ اپنے نظریے کو ثابت کرنے

کے لیے جھوٹی حدیث تحریر کرنے اور تفسیر بالرائے کرنے سے گریز نہیں کرتا، اور عقیدہ مماتِ میں اتنا پختہ اور متشدد ہے کہ جامع منظور الاسلامیہ لاہور کے جلسہ میں ابوبکر حسانی صاحب نے نعت میں عقیدہ حیات النبی بیان کرنا چاہا تو یہ شخص سٹیج پر بیٹھا تھا اس نے قمیص پکڑ کر پیچھے کھینچا اور کہا کہ عقیدہ حیات النبی ﷺ بیان نہ کرو۔

(۲) یہ کہ یہ شخص لال مسجد اور کئی بہانوں سے بہت سی جگہوں پر جھوٹ بول کر چندہ اکھٹا کرتے دیکھا گیا ہے، جس کی شہادتیں موجود ہیں، اور لال مسجد کونشن میں اس کی ذمہ داری اشتہارات لگانے پر لگائی گئی تو اس نے تقریباً دس ہزار اشتہار چھپا لیے، جب مسجد حرا کے جلسہ کے موقع پر ان اشتہارات کی دوسری طرف اپنے اشتہارات شائع کروائے تو چوری پکڑی گئی۔

(۳) یہ کہ یہ شخص مسجد میں بھی جھوٹ بولنے سے گریز نہیں کرتا حتی کہ ایک بار مصلی امامت پر بیٹھ کر قسم اٹھا کر کہا کہ صوبیدار فتح محمد نے اسلحہ سے مسلح ہو کر مجھ پر حملہ کیا، جب کہ یہ بات جھوٹی تھی۔

(۴) یہ کہ گندی غلیظ حتی کہ ماں، بہن کی گالیاں دینا اس کا شیوہ ہے۔

(۵) یہ کہ اس شخص نے مسجد کے لاؤڈ اسپیکر میں اور تحریری طور پر ایک مولانا صاحب پر زنا کا بہتان باندھا جب سیشن کورٹ سے درخواست کے ذریعے انکوائری ہوئی تو DSP ڈیفنس نے بلایا تو یہ شخص زنا کو ثابت نہ کر سکا۔

(۴) نیز جو شخص یا افراد کسی امام مسجد پر چوری اور زنا کا الزام لگائیں اور ثابت نہ کر سکیں یا کسی کو مسجد میں نماز نہ پڑھنے دیں کیا ایسے شخص کو مسجد کمیٹی کا عہدہ دیا جا سکتا ہے؟

(۵) عقیدہ ممات رکھنا، جھوٹی حدیث بیان کرنا، تفسیر بالرائے کرنا، خائن ہونا، جھوٹا، بدزبان، بہتان باز ہونا، کیا ایسے نظریات و کردار والے شخص کو یا اس کے کسی حواری کو صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت دیوبند کی مسجد کا امام وخطیب یا مسجد و مدرسہ کی کوئی بھی ذمہ داری سونپی جا سکتی ہے؟

کیا ایسے شخص کو دیوبندی یا اکابر علماء دیوبند کا پیروکار کہا جا سکتا ہے؟ اگر یہ شخص شرعی فتویٰ اور عوامی رائے کو نہیں مانتا تو عدالت سے رجوع کر کے اس کو امامت و خطابت یا جماعتی عہدے سے ہٹایا جا سکتا ہے؟

برائے کرم سوالات کے جوابات نمبر وار ارشاد فرمائیں۔ بینوا توجروا

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکور شخص کے بارے میں جو باتیں سوال میں درج ہیں اگر وہ درست ہیں تو ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ مذکور شخص فاسق اور اعتقادی بدعتی ہے، لہذا اس کو امامت خطابت یا کوئی اور دینی ذمہ داری سپرد کرنا

درست نہیں ہے تاوقتیکہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ نہ کر لے اور اپنا عقیدہ درست نہ کر لے، اگر وہ باز نہ آئے تو کسی نیک صحیح العقیدہ امام کا انتظام کیا جائے، البتہ جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئی ہیں وہ ادا ہو گئیں، اور تنہا نماز پڑھنے سے بہتر اس کے پیچھے نماز کی ادائیگی ہے۔

"فھو الفاسق کالمبتدع تکرہ امامته بکل حال"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

"ان کراھة تقدیم الفاسق کراھة تحریم ویکرہ تقدیم المبتدع ایضالانه فاسق من حیث الاعتقاد وھو اشدمن الفسق من حیث العمل"......(حلبی کبیری: ۴۴۳)

"ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی قوله وفاسق من الفسق وھو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر......وفی المعراج قال اصحابنا لاینبغی ان یقتدی بالفاسق (۱/۴۱۴) وفی الدر صلیٰ خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعة وقال الشامی تحته قوله نال فضل الجماعة افادان الصلوۃ خلفھمااولی من الانفراد لکن لاینال کماینال خلف تقی ورع"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس شخص نے صرف ڈاڑھی کا ارادہ کیا ہو کیا وہ امام بن سکتا ہے؟

مسئلہ (۵۰۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے کہ ایک نوجوان جو ڈاڑھی منڈواتا تھا اب اس نے امام مسجد کے ساتھ وعدہ کیا کہ میں شرعی ڈاڑھی رکھوں گا امام نے اس وعدہ پر خوش ہو کر اسے مغرب کی نماز میں امامت کرانے کا حکم دیا اور اس نے نماز پڑھا دی جب کہ امام صاحب بھی پیچھے کھڑے تھے مقتدیوں میں سے بعض نے اعتراض کیا تو مولوی صاحب نے جواب دیا کہ اس نے ڈاڑھی کا ارادہ کیا ہے، بس یہی کافی ہے، یہ ڈاڑھی کے حکم میں آ گیا ہے، حالانکہ وہ شخص نماز کے مسائل سے بھی اچھی طرح واقف نہیں۔

سوال یہ ہے کہ کیا ارادہ سے وہ شرعی ڈاڑھی کو پہنچ گیا یا کہ شرعی ڈاڑھی مکمل ہونے تک انتظار کیا جائے گا اور پھر اس کی امامت قبول کی جائیگی؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر شخص مذکور نے سچے دل سے توبہ کرلی ہے اپنے کیے پر نادم وشرمندہ ہے اور آئندہ شریعت کے مطابق پوری ڈاڑھی رکھنے کا پختہ عزم کرلیا ہے تو عنداللہ اس کی توبہ معتبر ومقبول ہوگی ،اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے ،تو یہ اگرچہ فاسق وفاجر تو نہ رہا لیکن چونکہ ابھی ڈاڑھی پوری نہیں ہوئی اس لیے اگر اس کو امام بنایا گیا تو لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات اور فتنے کا ذریعہ بن سکتا ہے، خصوصا وہ لوگ جن کو اس کی توبہ کا علم نہیں ہے، اس لیے اگرچہ اس کو امام بنانا جائز تو ہے لیکن بہتری اور احتیاط اسی میں ہے کہ فی الحال اس کو امام نہ بنایا جائے ،اور ڈاڑھی پوری ہونے تک انتظار کیا جائے ،واضح رہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس شخص سے اس سے قبل ڈاڑھی کے ساتھ ڈرامہ بازی اور عوام کو دھوکہ دینا معلوم نہ ہو۔

”ثم اذاتاب توبة صحيحة صارت مقبولة غير مردودة قطعا من غير شك وشبهة بحكم الوعد بالنص اى قوله تعالىٰ وهو الذى يقبل التوبة عن عباده “ ......(الفقه الاكبر: ۱۲۰)

”ولقوله عليه السلام التائب من الذنب كمن لاذنب له “......(الفقه الاكبر : ۱۵۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

انکار ختم نبوت کو مستلزم جملہ کہنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۵۰۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں ایک امام مسجد نے اپنے خطبے میں کہا کہ جو شخص مجھے حضور ﷺ سے بیس رکعات نماز تراویح ثابت کردے تو میں اسے اپنا باپ اور نبی مان لوں گا، کیا اس کہنے کے بعد یہ امام صاحب مسلمان رہے یا نہیں؟ کیا ان کے پیچھے نماز جائز ہے؟ کیا ان کا نکاح باقی رہا؟ کیا ختم نبوت پر تو کوئی حرف نہیں آیا،؟ اور ایک مرتبہ انہوں نے مصلیٰ پر کھڑے ہوکر کہا اگر میری بات نہیں مانتی تو جاؤ اپنی ماں..........یعنی گندی ترین گالی دی، کیا ایسا آدمی امامت کے لائق ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں بشرط صحت بیان مذکور شخص کا یہ کہنا کہ ”جو شخص مجھے یہ ثابت کردے میں اس کو اپنا باپ

اور نبی مان لوں گا" خطرناک جملہ ہے کیونکہ یہ انکار ختم نبوت کو مستلزم ہے، اس کے ذمہ توبہ بشکل تجدید ایمان و نکاح شرعاً لازم ہیں، اور مسجد انتظامیہ (جن کو امام رکھنے و ہٹانے میں دخل ہے) کی دینی ذمہ داری ہے کہ مذکور شخص کو فوراً امامت سے معزول کر کے کسی درست عقیدہ والے، نیک، متبع سنت، مسائل نماز و امامت سے واقف شخص کو امام مقرر کریں، ورنہ سب لوگوں کی نماز خراب ہونے کا وبال انتظامیہ کے ذمہ ہوگا۔

"واما الایمان بسیدنا علیه الصلوۃ و السلام فیجب بانه رسولنا فی الحال وخاتم الانبیاء والرسل فاذا آمن بانه رسول ولم یؤمن بانه خاتم الرسل لاینسخ دینه الی یوم القیامة لایکون مومنا وعیسیٰ علیه الصلوۃ والسلام ینزل الی الناس ویدعوالی شریعته وهو سائق لامته الی دینه..... اذا قال لو کان فلان نبیا لم اؤمن کفر اعترض علیه بانه ان کان فلان من الذین تقدموا زمانا علی سیدنا علیه الصلوٰۃ والسلام فمسلم وان لم یکن کذلک فیکون تعلیقا بالمحال .....قلنا انسداد باب النبوۃ به امر سمعی فیکون ممکنا عقلا فلایکون محالا بالذات فیلزم انتفاء التصدیق بعدلزومه علی تقدیر وجود الملزوم وهو اظهار العجز بعد التحدی والدعوی"..... (بزازیه علی هامش الهندیة: ۶/۳۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر شرعی افعال کے مرتکب امام کی امامت:

مسئلہ (۵۰۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ کے کہ اگر امام کے مقتدی ان کی اقتداء میں نماز ادا کرنے پر رضامند نہ ہوں جب کہ امام صاحب کے مالی اور اخلاقی معاملات کی بدعنوانی پوری طرح عیاں ہے تو کیا ایسے امام کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کیا جا سکتا ہے؟ نیز اس صورت میں امام صاحب کے امامت یا خطابت پر اصرار پر شرعی حکم کیا ہوگا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال اگر واقعی امام صاحب غیر شرعی افعال کے مرتکب ہیں اور ان سے باز نہیں آئے تو ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

”ولو ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه او لانهم احق بالامامة منه كره له ذالک تحريما لحديث ابی داؤد لايقبل الله صلوة من تقدم قوما وهم له كارهون وان هو احق لا والكراهة عليهم“......(الدرالمختار علىٰ هامش ردالمحتار: ۱/۴۱۳)

”لو قدموا فاسقا ياثمون على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله فی الاتيان بلوازمه فلايبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماينافيها بل هو الغالب بالنظر الى فسقه ولذالم تجز الصلوة خلفه اصلا عندمالک ورواية عن احمد الاانا جوزنا هامع الكراهة لقوله عليه السلام صلوا خلف كل بر وفاجر وصلوا على كل بر وفاجر وجاهدوا مع كل فاجر رواه الدارقطنی“......(حلبی كبيری : ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اندھے، لنگڑے اور بہرے کی امامت:

مسئلہ(۵۰۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو کہ آنکھوں سے معذور ہے لیکن حافظ قرآن اور عالم بھی ہے، کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا اس میں کوئی کراہت ہے؟ اور اسی طرح ایک شخص لنگڑا ہے یا بہرا ہے یا کانا ہے لیکن حافظ قرآن ہے اور عالم بھی ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دے کر ممنون ہوں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر اندھا شخص عالم ہے تو اس کے پیچھے نماز بغیر کراہت کے درست ہے، لنگڑے شخص کی امامت جائز ہے، مگر ایسے شخص سے عموماً طبعی انقباض ہوتا ہے اس لیے مکروہ تنزیہی ہے، لیکن اگر کسی کے علم وتقویٰ کی وجہ سے لوگوں کو انقباض نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے۔

”وفاسق واعمى ونحوه الاعشى نهر الاان يكون اى غير الفاسق اعلم القوم فهو اولى ......قال ابن عابدين فی شرحه اى غير الفاسق تبع ذلک صاحب

البحر حیث قال قید کراهة امامة الاعمیٰ فی المحیط وغیره بان لایکون افضل القوم فان کان افضلهم فهواولیٰ"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

"قوله ومفلوج وابرص شاع برصه وکذالک اعرج یقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغیره اولیٰ تاترخانیة وکذااجزم بیرجندی ومجبوب وحاقن ومن له یدواحد فتاوی الصوفیة عن التحفة والظاهر ان العلة النفرة" ......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بریلوی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۵۰۵): محترم ومکرم جناب مفتی صاحب میری عمر ۶۰ سال ہے میں بوڑھا ہوں بے روزگار ہوں غریب آدمی ہوں، میرا مسجد شاہ کمال والوں سے کچھ جھگڑا ہوگیا ہے اور دیوبندی حضرات کی مساجد میرے کمرے سے دور ہیں، کیا میں نماز گھر میں پڑھ سکتا ہوں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں مذکور مسجد والوں سے صلح کی کوشش کریں، اس کے بعد اگر قریب بریلویوں کی مسجد ہے تو اس میں ان کے پیچھے نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے بہتر ہے، البتہ ان کے بیانات نہ سنا کریں۔

"وفی النهر عن المحیط صلی خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعة وکذاتکره خلف امرد قوله نال فضل الجماعة افادان الصلوة خلفهما اولی من الانفراد لکن لاینال کماینال خلف تقی قال فی الحلیة ولم یجدالمخرجون نعم اخرج الحاکم فی مستدرکه مرفوعا ان سرکم ان یقبل الله صلاتکم فلیؤمکم خیارکم فانهم وفدکم فیمابینکم وبین ربکم"......(الدرعلی الرد: ۱/۴۱۵)

"وفی الفتاویٰ لوصلی خلف فاسق اومبتدع ینال فضل الجماعة لکن لاینال

کما ینال خلف تقی ورع لقوله ﷺ من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی قال ابن امیر حاج ولم یجده المخرجون نعم اخرج الحاکم فی مستدرکه مرفوعا ان سرکم ان یقبل الله صلاتکم فلیؤمکم خیارکم فانهم وفدکم فیمابینکم وبین ربکم"......(البحر الرائق : ۱/۶۱۰)

"ولو صلی خلف مبتدع اوفاسق فهومحرزثواب الجماعة لکن لاینال مثل ماینال خلف تقی کذافی الخلاصة"......(فتاوی الهندیة: ۱/۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شادی شدہ عورت کا نکاح کروانے والے کی امامت:

مسئلہ(۵۰۶): محترم جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

ہمارے امام صاحب نے ایک لڑکی کا نکاح پڑھا اور وہ لڑکی پہلے بھی منکوحہ تھی، اس کے خاوند نے اس کو طلاق نہیں دی تھی، اور مولانا کو علم تھا کہ یہ منکوحہ ہے اور مطلقہ نہیں ہے، اس نے لالچ کی وجہ سے نکاح کروادیا، اب اس امام کی امامت کا کیا حکم ہے؟ امام کا اپنا نکاح باقی رہا یا نہیں؟ اسی طرح اس نکاح کے گواہان اور وکیل کے نکاح کا کیا حکم ہے؟ اور پھر وہ لڑکا جس کے ساتھ اس کا پہلے نکاح تھا اس نے رنجش کی وجہ سے اس لڑکی کے چچا کو قتل کردیا جس نے اس لڑکی کا نکاح دوسرے لڑکے سے کروایا تھا، آیا اس قتل کا ذمہ دار وہ نکاح خواں تو نہیں ہے جس کی وجہ سے یہ قتل ہوا، اس نکاح خواں کی امامت کے بارے میں بتائیں کہ اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

شادی شدہ عورت کا نکاح کسی دوسرے سے کروانا باطل اور ناجائز ہے، جس نے لالچ کی بنیاد پر یہ نکاح پڑھایا اور جائز نہیں سمجھ رہا تھا تو یہ امام اور گواہ اور وکیل سب گناہ گار ہیں اور ان پر توبہ واستغفار لازم ہے، خصوصاً جب کہ اس کی وجہ سے ایک مسلمان کا قتل ہوا، لہذا بدون توبہ کے ایسے امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے، البتہ امام اور نکاح کے گواہان اور وکیل کا نکاح نہیں ٹوٹتا۔

"لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذلک المعتدة کذافی السراج الوهاج"......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۲۸۰)

"وفی الخانیة ولایجوز نکاح منکوحة الغیر ومعتدة الغیر عندالکل ولوتزوج بمنکوحة الغیر وهولایعلم انهامنکوحة الغیرفوطیها تجب العدة وان کان یعلم انهامنکوحة الغیرفوطئها لاتجب العدة حتی لایحرم علی الزوج وطؤها" ......(فتاوی التاتارخانیة: ۳/۸)

"وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا، بیان لشیئین الصحة والکراهة اماالصحة فمبنیه علی وجودالاهلیة للصلاة مع اداء الارکان وهماموجودان من غیرنقص فی الشرائط والارکان ومن السنة حدیث ،صلوا خلف کل بروفاجر، الی ان قال واماالکراهة فمبنیة علی قلة رغبة الناس فی الاقتداء بهؤلاء فیؤدی الی تقلیل الجماعة المطلوب تکثیرها تکثیرا للاجر ......والفاسق لایهتم لامردینه" ......(البحرالرائق: ۱/۶۱۰)

"وتجوزامامة الاعرابی والاعمیٰ والعبدوولدالزنا والفاسق کذافی الخلاصة الاانها تکره هکذافی المتون" ......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بدعتی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۵۰۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ شرک خفی یعنی بدعت کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھ لینا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ نہ پڑھنے سے فتنہ پھیلنے کا اندیشہ ہو۔

الجواب باسم الملک الوهاب

ایسا بدعتی جو اپنی بدعت کی وجہ سے کافر نہ ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا ٹھیک ہے لیکن مکروہ ہے، اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کو جماعت کا ثواب بھی مل جائے گا، لیکن وہ ثواب نہیں ملے گا جو ایک متقی کے پیچھے نماز پڑھنے کا ملتا ہے۔

”والمبتدع بارتکابه ماا حدث علی خلاف الحق عن رسول الله علیه السلام من علم اوعمل او مال بنوع شبهة او استحسان وروی محمدعن ابی حنیفة وابی یوسف ان الصلوۃ خلف اهل الاهواء لاتجوزوالصحیح انهاتصح مع الکراهة خلف من لاتکفره بدعته لقوله ﷺ صلواخلف کل بروفاجر وصلوا علی کل بروفاجر وجاهدواخلف کل بر وفاجر (رواه الدارقطنی) ...... واذاصلی خلف فاسق اومبتدع یکون محرزاثواب الجماعة لکن لاینال ثواب من یصلی خلف امام تقی“......(حاشیة الطحطاوی :۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سودی لین دین کرنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۵۰۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ایسے آدمی کی اقتداء جائز ہے جو آدمی اپنی رقم کسی کو سود پر دیتا ہو یا کسی کو سود پر دی گئی رقم کا ضامن بنتا ہو یا سود کے کاروبار میں شہادت دیتا ہو یا سود کے کاروبار یعنی لین دین میں مدد کرتا ہو؟ جو شخص ان تمام جرائم میں ملوث ہو یا ان تینوں میں سے کسی ایک جرم میں ملوث ہو تو ایسے آدمی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ کیا ایسے آدمی کو مستقل امام بنایا جا سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر سوال حقیقت پر مبنی ہے اور واقعۃً اس کے اندر سوال میں مذکور قباحتیں موجود ہیں تو ایسے شخص کو امام بنانا درست نہیں ہے، کیونکہ منصب امامت منصب عظمت ہے اور فاسق کو امام بنانا شرعاً درست نہیں ہے، جب تک کہ توبہ نہ کرے، اور کسی نیک اور صالح شخص کو امام بنایا جائے، اور واضح رہے کہ بلاوجہ کسی پر الزام تراشی بھی سخت گناہ ہے۔

”واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامردینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیما له وقدوجب علیهم اهانته شرعا“......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۴)

”عن ابی هریرۃ رضی الله عنه قال قال علیه الصلوۃ والسلام اتدرون ماالغیبة

قالوا الله ورسول اعلم قال ذكرك اخاك بمايكره قيل افرء يت ان كان في اخي مااقول قال ان كان فيه ماتقول اغتبته وان لم يكن فيه فقدبهته واذالم تبلغه يكفيه الندم والاشرط بيان كل مااغتابه به (قوله فقدبهته) اى قلت فيه بهتانا اى كذبا عظيما والبهتان هوالباطل الذي يتحيره من بطلانه وشدة ذكره كذافي شرح الشرعية وفيه ان المستمع لايخرج من اثم الغيبة الابان ينكر بلسانه فان خاف فبقلبه وان كان قادرا على القيام اوقطع الكلام بكلام آخر فلم يفعله لزمه ،كذافي الاحياء وقدورد ان المستمع احدالمغتابين وورد من ذنب عن عرض اخيه كان حقا على الله تعالىٰ ان يعتقده من النار،رواه احمد باسناد حسن وجماعة "......(فتاوىٰ شامی : ۵/۲۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کٹوانے والے کی امامت:

مسئلہ(۵۰۹): جناب مفتی صاحب السلام علیکم

ہم ائیرپورٹ پر کام کرتے ہیں یہاں نماز پڑھنے کے لیے ایک جگہ مخصوص کی ہے جہاں کوئی مستقل امام صاحب نہیں ہیں، زیادہ تر ظہر،عصر اور مغرب یہاں پر ادا کرتے ہیں ، پریشانی اس بات کی ہے کہ جو امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں بعض اوقات ان کی ڈاڑھی سنت کے مطابق پوری نہیں ہوتی یعنی چھوٹی ڈاڑھی ہوتی ہے، وہ ڈاڑھی کٹواتے ہیں، برائے مہربانی فتویٰ دے کر شکریہ کا موقع دیں کہ ایسے امام کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ایک مٹھ سے کم کرکے ڈاڑھی کتروانا یا منڈوانا حرام ہے اور ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا درست نہیں ہے، اس لیے کسی نیک وصالح شخص کو امامت کے لیے آگے کریں۔

"واماالاخذمنها وهي دون ذلك كمايفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد واخذ كلهافعل يهود الهندومجوس الاعاجم اه فتح"......(فتاویٰ شامی :۲/۱۲۳)

"واما الفاسق فقد عللوا کراھة تقدیمه بانه لایھتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیھم اھانته شرعا"......(فتاویٰ شامی:۱/۴۱۴)

"قوله نال فضل الجماعة افادان الصلوة خلفھما اولیٰ من الانفراد لکن لاینال کماینال خلف تقی ورع لحدیث من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی"......(فتاویٰ شامی:۱/۴۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عمر پندرہ سال لیکن بلوغت کے آثار نہ ہوں تو امامت کا حکم:

مسئلہ(۵۱۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر حافظ قرآن کی عمر پندرہ سال ہو اور بلوغت کے آثار دکھائی نہ دیتے ہوں تو کیا ایسے حافظ قرآن کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا قرآن پاک سننے کی غرض سے کیسا ہے؟ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

پندرہ سال کی عمر کے حافظ قرآن کو قرآن پاک سنانے کی غرض سے نماز تراویح میں امام بنانا جائز ہے، لیکن اگر حسین ہونے کی وجہ سے کسی فتنے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں ایسے لڑکے کی امامت مکروہ تنزیہی ہے۔

"بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والاصل ھوالانزال والجاریة بالاحتلام والحیض والحبل ......فان لم یوجد فیھم شیء فحتی تم لکل منھماخمسة عشرة سنة به یفتیٰ لقصر اعمار اھل زماننا"......(الدر علی الرد: ۵/۱۰۷)

"(قوله وکذاتکرہ خلف امرد) الظاھر انھاتنزیھیة ایضا والظاھر ایضاکماقال الرحمتی ان المراد به الصبیح الوجه لانه محل الفتنة"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سیاہ خضاب لگانے والے کی امامت:

مسئلہ(۵۱۱): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ایسے شخص کی امامت میں نماز ادا ہو جاتی ہے جو ڈاڑھی کو کالا خضاب لگاتا ہو۔

الجواب باسم الملک الوھاب

جو شخص ڈاڑھی کو کالا خضاب لگاتا ہو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، البتہ مجاہد اگر جہاد کے دوران کالا خضاب لگائے تو اس کی امامت درست ہے۔

"قوله ويكره بالسواد اى لغير الحرب قال في الذخيرة اماالخضاب بالسواد للغزو ليكون اهيب في عين العدو فهومحمود بالاتفاق وان ليزين نفسه للنساء فمكروه وعليه عامة المشايخ"......(فتاویٰ شامی: ۵/۲۹۹)

"اتفق المشايخ رحمهم الله تعالى ان الخضاب في حق الرجال بالحمرة سنة وانه من سيماء المسلمين وعلاماتهم واماالخضاب بالسواد فمن فعل ذلك من الغزاة ليكون اهيب في عين العدو فهومحمود منه اتفق عليه المشايخ رحمهم الله ومن فعل ذلك ليزين نفسه للنساء ليحب نفسه اليهن فذالك مكروه وعليه عامة المشايخ "......(فتاویٰ الهندية: ۵/۳۵۹)

"قال النووى ومذهبنااستحباب خضاب الشيب للرجل والمرأة بصفرة اوحمرة وتحريم خضابه بالسواد على الاصح لقوله عليه السلام غيروا هذاالشيب واجتنبوا السواد اه قال الحموى و هذافي حق غير الغزاة ولايحرم في حقهم للارهاب ولعله محمل من فعل ذلك من الصحابة "......(فتاویٰ شامی : ۵/۵۳۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

توبہ کرنے کے بعد قاتل کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۵۱۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید سے عمداً یا خطأً ایک مسلمان قتل ہو گیا

اس کے بعد زید دلی طور پر تائب ہو چکا ہے، اور اس کے علاوہ مقتولین کے ورثاء نے قاتل کے قتل کو معاف کر دیا، اور اس کے بعد والدین بھی اس سے راضی ہو گئے ہیں، کیا ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے؟ جس نے توبہ بھی کر لی ہو اور مقتولین کے ورثاء نے بھی معاف کیا ہو، قرآن وسنت کی روشنی میں بحوالہ جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر مقتول کے ورثاء نے قاتل کو معاف کیا ہے تو اب توبہ اس کو کافی ہے اور ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے۔

"(قوله لاتصح توبة القاتل حتى يسلم نفسه للقود) اى لاتكفيه التوبة وحدها قال في تبيين المحارم واعلم ان توبة القاتل لاتكون بالاستغفار والندامة فقط بل يتوقف على ارضاء اولياء المقتول فان كان القتل عمدالابدان يمكنهم من القصاص منه فان شاؤا قتلوه وان شاؤا عفوا عنه مجانا فان عفوا عنه كفته التوبة "......(ردالمحتار: ۵/۳۸۹)

"وعن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب كمن لاذنب له رواه ابن ماجة التائب من الذنب اى توبة صحيحة كمن لاذنب له اى فى عدم المؤاخذة بل قديزيد عليه بان ذنوب التائب تبدل حسنات "......(مرقاة المفاتيح : ۵/۲۶۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مدرسہ کے نام پر رقم لے کر کھا جانے والے کی امامت:

مسئلہ(۵۱۳): السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

حضرت مفتی صاحب عرض یہ ہے کہ میں ایک فیکٹری کا ملازم ہوں اور اس فیکٹری کی جامع مسجد میں ایک شخص عرصہ دراز سے امامت کروا رہا ہے لیکن اب کچھ عرصہ سے امام صاحب میں کچھ ایسی باتیں ظاہر ہوئی ہیں جن کی وجہ سے اکثر مقتدی اس کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتے، جو درج ذیل ہیں۔

(۱) امام صاحب کا مقتدیوں سے اخلاقی رویہ درست نہیں ہر ایک کو سخت لہجہ میں پیش آتے ہیں۔

(۲) امام صاحب نے رمضان المبارک میں منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر اپنی زبان سے گناہوں کی معافی مانگی پھر تین دن بعد ۲۷ رمضان کو ختم قرآن کے موقع پر امام صاحب نے لوگوں سے ایک مدرسہ کی خوب خدمت کرنے کی ترغیب دی اور ساتھ ہی اس بات کا عہد بھی کیا کہ مقتدی حضرات جو میری خدمت کریں گے وہ تمام رقم مدرسہ میں دے دونگا میرے لیے اس رقم سے ایک پیسہ بھی حرام ہے، حالانکہ امام صاحب نے اس مدرسہ کے سفیر سے یہ بات پہلے سے طے کی ہوئی تھی کہ میں غریب آدمی ہوں جو رقم دوں گا بعد میں واپس لے لوں گا، ایسا ہی ہوا کہ امام صاحب اس مدرسہ کے سفیر کے پاس دوسرے دن گئے اور تمام رقم واپس لے آئے۔

(۳) امام صاحب نے مدرسہ کے سفیر کو قسم دی کہ اس تمام واقعہ کو راز میں رکھیں۔

حضرت مفتی صاحب عرض یہ ہے کہ ان تمام مذکورہ بالا باتوں کی وجہ سے اکثر مقتدی اس امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں، بلکہ ناپسند کرتے ہیں، اگر کوئی آدمی موصوف امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟ یا پھر تنہا نماز پڑھنا افضل ہے، اور مذکورہ حالات کے پیش نظر اس شخص کا امامت کروانا کیسا ہے؟ اور مسجد کی انتظامیہ کو کیا کرنا چاہیے جب کہ مقتدی کسی صورت بھی اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنا چاہتے؟ جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال شخص مذکورہ فی السوال کی امامت مکروہ تحریمی ہے مذکورہ شخص کو خود لازم ہے کہ جب مقتدی اس کے افعال قبیحہ کی وجہ سے ناخوش ہیں تو وہ امامت چھوڑ دیں اگر وہ خود نہ چھوڑیں تو پھر انتظامیہ کو چاہیے کہ مذکورہ شخص کو امامت سے علیحدہ کردیں۔

"ویکرہ تقلید الفاسق ویعزل بہ الالفتنة"......(الدر المختار علی الشامی:۵۰۴/۱)

"واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیماله وقدوجب علیهم اهانته شرعا ولایخفی انه اذاکان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بهم بغیر طهارة فهو کالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة

تحریم لماذکرنا قال ولذالم تجز الصلوۃ خلفه اصلاعند مالک وروایة عن احمد "......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۴)

"قال الرملی ذکر الحلبی فی شرح منیة المصلی ان کراهة تقدیم الفاسق والمبتدع کراهة التحریم" ......(منحة الخالق علی البحر الرائق: ۱/۶۱۱)

بصورت مجبوری تنہا نماز پڑھنے سے أفضل اسی امام کے پیچھے نماز پڑھنا ہے۔

"وفی النهر عن المحیط صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة قال الشامی ان الصلوۃ خلفهمااولی من الانفراد "......(درمختار مع ردالمحتار : ۱/۴۱۵)

" وفی الفتاویٰ لو صلی خلف فاسق او مبتدع ینال فضل الجماعة لکن لاینال کماینال خلف تقی ورع لقوله ﷺ (من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی علی خلف نبی " ......(البحر الرائق : ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نابالغ بچے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۵۱۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نابالغ بچے کی امامت کرانا درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو مجبوری کی صورت میں اس کی کس حد تک اجازت ہے؟ اور مجبوری کی صورت کیا معتبر ہوگی؟

الجواب باسم الملک الوهاب

نابالغ کو امام بنانا فرضوں میں یا تراویح میں جائز نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز نہیں ہوگی۔

"ولایجوز للرجال ان یقتدوا بامرء ة او صبی......اماالصبی فلانه متنفل فلایجوز اقتداء المفترض به وفی التراویح والسنن المطلقة جوزه مشائخ بلخ ولم یجوزه مشائخنا ومنهم من حقق الخلاف فی النفل المطلق بین ابی یوسف وبین محمد والمختار انه لایجوز فی الصلوات کلهالان النفل الصبی دون نفل البالغ"......(الهداية: ۱/۱۲۶،۱۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کے سہو ہونے پر اس کو لقمہ کیسے دیا جائے:

مسئلہ(۵۱۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید، امام کے سہو پر ہر موقع پر "سبحان اللہ" کہہ کر لقمہ دینا افضل تصور کرتا ہے کیا یہ حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ مقتدی مرد اگر امام کو لقمہ دے تو تسبیح "سبحان اللہ" اولیٰ ہے، البتہ عورت کے لیے تصفیق (دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی پشت پر مارنا) ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں زید کا قول صحیح ہے اور حدیث مبارکہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

"ولو عرض للإمام شئ فسبح المأموم لابأس به لأن القصدبه اصلاح الصلوة"......(الهندية: ۱/ ۹۹)

"وإن عرض للإمام شئ فسبح له فلابأس به ......في فتاوى الحجة، المصلي إذاكبر بنية أن يعلم غيره أنه في الصلوة لاتفسدصلاته والأولى التسبيح لقوله عليه السلام التسبيح للرجال والتصفيق للنساء ولوصفق الرجل وسبحت المرأة لاتفسدصلاتهماوقدتركا السنة"...... (التتارخانية: ۱/ ۴۱۹)

"وكذاإذاعرض للإمام شئ فسبح المأموم لابأس به لأن القصدبه إصلاح الصلوة فسقط حكم الكلام عنه للحاجة إلى الإصلاح"......(بدائع الصنائع: ۱/ ۵۴۲)

"عن أبي هريرة ؓ عن النبي ﷺ قال التصفيق للنساء والتسبيح للرجال"......(البخاري: ۱/ ۱۶۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قینچی ڈاڑھی والے اور پتلون پہننے والے کی امامت:

مسئلہ(۵۱۶): کیا مندرجہ ذیل قبیح اور خلاف شرعی مذموم عادات کا مالک شخص بحیثیت مستقل امام رہ

سکتا ہے؟ائمہ اربعہ اور فقہاء احناف کی روشنی میں ایسے شخص کے لیے امامت کا شرعی حکم ہے یا نہیں؟ اور کیا اس کے پیچھے اور اقتدا میں پڑھی جانے والی نمازیں کامل ہیں یا ضعیف ہیں؟ ا۔ وہ شخص جس کے منہ پر شریعت کے منافی فیشنی طور پر داڑھی ہو۔

۲۔ وہ شخص جو مغرب کی عمیق اور غیر شرعی پتلون یا پاجامہ پہنتا ہو۔

کیا ایسا شخص باقاعدہ امام بن سکتا ہے؟ مفصل طور پر تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں مذکورہ افعال کا مرتکب شخص فاسق ہے اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، ایسے شخص کی اقتداء سے اجتناب ضروری ہے اگر بامر مجبوری نماز پڑھ لی تو واجب الاعادہ نہیں ہے۔

”وأخذأطراف اللحية والسنة فيها القبضة ......ولذايحرم على الرجل قطع لحيته والمعنى المؤثرالتشبه بالرجال انتهى“......(الدرالمختارعلى الردالمحتار:۲۸۸/۵)

”أوتطويل اللحية إذاكانت بقدرالمستون وهوالقبضة وصرح في النهاية بوجوب قطع مازادعلى القبضة بالضم ومقتضاه الإثم بتركه الا أن يحمل الوجوب على الثبوت أما الأخذمنهاوهي دون ذلك كمايفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحدوأخذ كلهافعل يهودالهندومجوس الأعاجم اه“......(الدرمع ردالمحتار:۱۲۳/۲)

ولذاكره امامة (الفاسق) العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب اهانته شرعا،فلايعظم بتقديمه للإمامة ......والمرادبالفاسق الفاسق بالجارحة لابالعقيدة، لأن ذا سيذكربالمبتدع، والفسق لغة خروج عن الاستقامة وهومعنى قولهم خروج الشئ عن الشئ على وجه الفساد وشرعاخروج عن طاعة الله تعالى بارتكاب كبيرة قال القهستاني أى ا واصرارعلى صغيرة اه“ ......(حاشية الطحطاوى:۳۰۳)

”ومن كراهة تقديم الفاسق على مايأتى أن العالم أولى بالتقديم إذاكان يجتنب

الفواحش وإن كان غيره أورع منه ذكره في المحيط.....وفيه اشارة إلى أنهم قدموا فاسق يأثمون بناء على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بأمور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلايبعدمنه الاخلال ببعض شروط الصلاة خلفه أصلاعندمالک وورواية عن احمدالا أناجوزناهامع الكراهة لقوله عليه السلام صلوا خلف كل بروفاجر الخ".....(حلبی کبیری: ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کے بھول جانے پر "سبحان اللہ" سے لقمہ دینے کا حکم:

مسئلہ(۵۱۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید امام کے سہو پر سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دینے کو افضل تصور کرتا ہے، یہ حدیث مبارکہ سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جی ہاں امام کے سہو پر سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دینا حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

"وان اراد به اعلامه انه في الصلوة لم تفسدبالاجماع لقوله عليه السلام اذانابت احدكم نائبة في الصلاة فليسبح".....(الهداية: ۱/۱۳۸)

" وفي الصحيحين عن ابي هريرة رفعه التسبيح للرجال والتصفيق للنساء".....(الدرايه في تخريج احاديث الهداية)

" الاانه خارج عن القياس بالحديث الصحيح اذانابت احدكم نائبة وهوفي الصلاة فليسبح".....(فتاوىٰ شامی: ۱/۴۵۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امامت، تدریس اور اذان پر تنخواہ لینا:

مسئلہ(۵۱۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ صاحب حیثیت ہونے کے باوجود مسجد سے امامت کی تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

امامت، تدریس، اذان پر تنخواہ لینا جائز ہے، خواہ غریب ہو یا امیر لیکن افضل یہ ہے کہ اگر صاحب حیثیت ہو تو دین کا کام مفت کرے۔

"ویفتی الیوم بصحتھالتعلیم القرآن والفقہ والامامة والآذان"......(الدر علی ردالمحتار:۵/۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

بوقت امامت امام کا محراب میں کھڑا ہونا:

مسئلہ(۵۱۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام کا مکمل طور پر محراب میں کھڑا ہونا کیسا ہے؟ جب کہ محراب مسجد میں شامل ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

امام صاحب کو بلا ضرورت اس طرح محراب میں کھڑا ہونا کہ پاؤں کی ایڑھیاں بھی محراب میں ہوں تو یہ صورت مکروہ ہے البتہ امام محراب سے باہر کھڑا ہو اور سجدہ محراب میں کرے تو یہ صورت بلا کراہت جائز ہے محراب چاہے مسجد میں شامل ہو یا نہ ہو اس سے مسئلہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

"ویکرہ قیام الامام بجملتہ فی المحراب لاقیامہ خارجہ وسجودہ فیہ.....والکراھة لاشتباہ الحال علی القوم،اذاضاق المکان فلاکراھة.....قولہ لاشتباہ الحال علی القوم فان انتفی الاشتباہ انتفت الکراھة وھذا التعلیل لجماعة منھم الفقیہ أبوجعفرالھندوانی وذھب الأکثرالی ان العلة التشبہ بأھل الکتاب لأنھم یخصون امامھم بمکان وحدہ والتشبہ بھم مکروہ"......(مراقی الفلاح:۳۶۱)

"(مطلقا) راجع الی قولہ وقیام الامام فی المحراب وفسرالاطلاق بمابعدہ وکذاسواء کان المحراب من المسجد کماھوالعادة المستمرة أولاکمافی

البحر (قوله ان علل بالتشبه) قيد للكراهة وحاصله انه صرح محمدؒ في الجامع الصغير بالكراهة ولم يفصل فاختلف المشائخ في سببها فقيل كونه يصير ممتازا عنهم في المكان لان المحراب في معنى بيت آخر وذلك صنيع أهل الكتاب واقتصر عليه في الهداية واختاره الامام السرخسي وقال انه الأوجه وقيل اشتباه حاله على من في يمينه ويساره......والمحراب وان كان من المسجد فصورته وهيئته اقتضت شبهة الاختلاف" ......(ردالمحتار: ۱/۷۷۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بغیر اجازت امام کا تراویح پڑھانا:

مسئلہ (۵۴۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلمائے عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا امام اور خطیب کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر مسجد کی انتظامیہ کسی دوسرے شخص کو عید، جمعہ اور تراویح کے لیے مقرر کر سکتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امامت اور خطابت کا حق صرف مقررہ امام کو ہے دوسرے شخص کو امام کی اجازت کے بغیر امامت وغیرہ کرنا شرعاً ممنوع ہے۔

"(واعلم) ان (صاحب البيت) ومثله امام المسجد الراتب (اولى بالامامة من غيره) مطلقا (الا ان يكون معه سلطان اوقاض فيقدم عليه)"......(الدرالمختار: ۱/۳۱۳)

"فصاحب البيت والمجلس وامام المسجد أحق بالامامة من غيره وان كان الغير أفقه وأقرأ وأورع وأفضل منه، ان شاء تقدم وان شاء قدم من يريده اه"......(الطحطاوي على المراقي: ۲۹۹)

"(ولو أمّ قوما وهم له كارهون) ان الكراهة (لفساد فيه اولانهم احق بالامامة منه

کرہ) لہ ذلک تحریما لحدیث ابی داود."لایقبل اللہ صلوۃ من تقدم قوماوھم لہ کارھون"......(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر: ۲۴۳/ ۱)

" دخل المسجد من ھو اولی بالامامۃ من امام المحلۃ فامام المحلۃ اولی کذافی القنیۃ"......(الھندیۃ: ۸۳/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام جہری تلاوت کر رہا ہو تو مقتدی ثناء پڑھے یا نہیں؟

مسئلہ(۵۷۱): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں جماعت میں اس حالت میں شریک ہوا کہ امام صاحب جہری تلاوت فرمارہے تھے آیا میں ثناء پڑھوں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ صورت میں آپ کو چاہیے کہ آپ تکبیر تحریمہ کہہ کر جماعت میں شریک ہوجائیں اور ثناء نہ پڑھیں بلکہ خاموش کھڑے ہوجائیں اور غور سے تلاوت سنیں۔

"ویسکت المؤتم عن الثناء اذاجھر الامام ھو الصحیح کذافی التتارخانیۃ"......(الھندیۃ : ۹۱/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امامت کے لیے حد بلوغ اور نابالغ کی امامت:

مسئلہ(۵۷۲): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کتنی عمر میں بچہ نماز اور تراویح پڑھا سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جب بچہ بالغ ہوجائے یا پندرہ سال کی عمر کا ہوجائے تو وہ فرائض اور تراویح کی امامت کراسکتا ہے نابالغی کی عمر میں اس کے پیچھے بالغین کی نماز نہیں ہوتی البتہ نابالغ بچوں کی نماز ہوجاتی ہے۔

”واماشروط الامامة فقدعدهافی نورالایضاح علی حدة فقال وشروط الامامة للرجال الاصحاء ستة اشیاء الاسلام والبلوغ والعقل“......(ردالمحتار : ۱/۳۰٦)

” المختارانه لایجوزفی الصلوات کلهاکذافی الهدایة وهوالاصح هکذافی المحیط وهوقول العامة وهوظاهرالروایة هکذافی البحرالرائق“(الهندیة : ۸۵/۱)

”(بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال) والاصل هوالانزال.....(فان لم یوجدفیهما)شیئی(فحتی یتم لکل منهماخمس عشرة سنة به یفتی“......(الدر علی ردالمحتار: ۱۰۷/۵)

” وامامة الصبی المراهق لصبیان مثله یجوز کذافی الخلاصة“...... (الهندیة : ۸۵/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کے ہال اور برآمدہ کے درمیان بنی دیوار میں کھڑے ہوکر امامت کرنا:

مسئلہ(۵۴۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام صاحب اگر مسجد کے ہال اور برآمدہ کے درمیان بنی دیوار میں کھڑے ہوکر امامت کروائیں کیا امام صاحب کے نصف پاؤں دیوار سے باہر ہونا ضروری ہیں یا نہیں وضاحت فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں امام کے نصف پاؤں دیوار سے باہر ہونا ضروری ہیں تاکہ امام کی حالت مقتدیوں پر مشتبہ نہ ہو اور تخصیص بالمکان کی وجہ سے تشبہ بالیہود لازم نہ آئے۔

”ویکره قیام الامام بجملته فی المحراب لاقیامه خارجه وسجوده فیه.....والکراهة لاشتباه الحال علی القوم.واذاضاق المکان

فلاکراھۃ.....(قولہ لاشتباہ الحال علی القوم) فان انتفی الاشتباہ انتفت الکراھۃ وھذا التعلیل لجماعۃ منھم الفقیہ أبو جعفر الھندوانی وذھب الأکثر الی ان العلۃ التشبہ بأھل الکتاب لأنھم یخصون امامھم بمکان وحدہ والتشبہ بھم مکروہ"......(حاشیۃ الطحطاوی مع مراقی الفلاح: ۳٦۱)

"(مطلقا) راجع الی قولہ وقیام الامام فی المحراب وفسر الاطلاق بمابعدہ وکذاسواء کان المحراب من المسجد کماھو العادۃ المستمرۃ أولا کمافی البحر(ان علل بالتشبہ) قیدللکراھۃ وحاصلہ انہ صرح محمدؒ فی الجامع الصغیر بالکراھۃ ولم یفصل فاختلف المشائخ فی سببھافقیل کونہ یصیر ممتازاعنھم فی المکان لان المحراب فی معنی بیت آخر وذلک صنیع أھل الکتاب واقتصر علیہ فی الھدایۃ واختارہ الامام السرخسی وقال انہ الأوجہ وقیل اشتباہ حالہ علی من فی یمینہ ویسارہ.......والمحراب وان کان من المسجدفصورتہ وھیئتہ اقتضت شبھۃ الاختلاف"

......(ردالمحتار: ۱/ ٤٧٧)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام محلّہ کا فاسق کو امامت کے لیے آگے کرنا جائز نہیں:

مسئلہ(٥٢٤): درج ذیل مسائل میں آپ کی رہنمائی چاہتا ہوں ایک مقتدی کی حیثیت سے:

۱۔ ایک امام مسجد کے ہوتے ہوئے (وہ امام مسجد جس کو مسجد انتظامیہ نے مقرر کیا ہے ایک دوسرے شخص جو کہ عالم ہے اور وہ ڈاڑھی کٹواتا ہے یعنی چار انگلیوں سے کم ہے اور امام مسجد ہی اس کو مصلی پر کھڑا کرتا ہے زیادہ مرتبہ ہونے کی وجہ سے یعنی امام مسجد حافظ قاری اور عالم نہیں ہے تو امام مسجد کے لیے ایسے شخص کو آگے کرنا کیسا ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز صحیح ہے یا نہیں؟

۲۔ ایک امام مسجد جو کہ لڑکوں سے بدکاری کرتا ہے لیکن میں نے خود اس کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا ایک دوسرے صاحب جو اس مدرسہ میں درس دیتے ہیں نو دس سال سے پڑھاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ امام صاحب برا فعل

کرتے ہیں اور مجھے اس دوسرے صاحب پر یقین ہے کہ یہ جھوٹ نہیں بولتے اور کچھ لوگوں کو بھی اس دوسرے صاحب پر یقین ہے کہ یہ جھوٹ نہیں بولتے تو اس امام کے پیچھے میرا نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ جماعت کے ساتھ نماز پڑھوں یا جماعت کو قطع کردوں؟ اور دوسرے صاحب پر مجھے یقین ہے (کیونکہ یہ میرے استاد ہیں) اور ان صاحب پر جنہوں نے اس کو اپنی آنکھوں سے امام صاحب کو برا فعل کرتے ہوئے دیکھا ہے، کیا اس صاحب پر ضروری ہے کہ وہ اپنے مقتدیوں کو اس فعل سے آگاہ کریں؟ تاکہ نماز خراب نہ ہو۔

الجواب باسم الملک الوہاب

صورت مرقومہ میں یہ عالم چونکہ فاسق ہے امام مسجد کا اس کو مصلے پر کھڑا کرنا جائز نہیں ہے اور اس شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"وفيه اشارة الى انهم لو قدموا فاسقاياً ثمون بناء على ان كراهة تقديمه كرهة تحريم لعدم اعتناء ه بامور دينه"......(حلبی کبیری: ۴۴۲)

۲۔ اگر مذکورہ امام کا بدفعلی کرنا شہادت شرعیہ سے یا ان کے اقرار سے ثابت ہوجائے تو یہ فاسق ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور اگر شہادت شرعیہ سے ثابت نہ ہو اور نہ وہ بدفعلی کا اقرار کررہا ہے، بلکہ صرف ایک آدمی اس کے بدفعلی کی گواہی دے رہا ہے تو اس پر شہادت شرعیہ کا ثبوت دینا لازم ہے، ورنہ بغیر شہادت شرعیہ کے دوسرے کے سامنے اس کے بدفعلی کا ذکر کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔

"(فالحاصل انه يكره) قال الرملي ذكر الحلبي في شرح منية المصلي ان كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم"......(منحة الخالق على البحر: ۱/ ۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بوقت ضرورت مؤذن کی امامت درست ہے:

مسئلہ (۵۲۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی مؤذن ہے جبکہ امام ان کے علاوہ اور مقرر ہے بعض اوقات امام کسی مجبوری کی وجہ سے نماز کے وقت نہیں پہنچتا تو کیا مؤذن امامت کا اہل ہے

یا نہیں؟ یہ بات ذہن میں رہے کہ مؤذن کے ذمہ مسجد کی صفائی پانچ وقت اذان دینا اور بیت الخلاؤں کی صفائی کا کام بھی ہے، کیا ان امور کے ہوتے ہوئے مؤذن امامت کا اہل ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں مسجد کی خدمت کرنا بڑی سعادت ہے اس مؤذن کو حقیر سمجھنا جہالت ہے اگر یہ مؤذن باشرع ہے تو امام بن سکتا ہے۔

"شروط صحة الامامة للرجال الاصحاء ستة أشياء الاسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراءة والسلامة من الاعذار"......(نور الایضاح مع حاشیة الطحطاوی:۲۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

صحیح العقیدہ امام میسر نہ ہو تو جمعہ کہاں پڑھا جائے؟

مسئلہ(۵۲۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شہر میں صرف دو مسجدیں دیوبندیوں کی ہوں اور وہاں خطیب دونوں مسجدوں میں مماتی ہوں اور باقی مساجد بریلویوں اور غیر مقلدوں کی ہوں اور بریلوی بھی ایسے کہ ان کی بدعات شرک تک پہنچ چکی ہوں تو مسئلہ یہ ہے کہ جمعہ کس مسجد میں پڑھا جائے یا علیحدہ ظہر کی نماز پڑھی جائے؟ مہربانی فرما کر شریعت کی روشنی میں وضاحت فرما دیں، اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو، آمین۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال آپ لوگوں کو چاہیے کہ اپنی الگ جماعت کریں اور کسی کے ساتھ بھی نماز نہ پڑھیں کیونکہ مذکورہ فرقے اعتقادی یا عملی لحاظ سے مبتدع ہیں یا سلف صالحین کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے فاسق ہیں اور مبتدع وفاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر الگ جماعت قائم کرنا مشکل ہو تو پھر ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے البتہ اگر غیر مقلد امام نواقض وضو میں حنفی مذہب کی رعایت نہ کرتا ہو تو ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

"وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع والاعمى وولد الزنا"......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

" قال في البحر وفي الفتاوى:لو صلى خلف فاسق أومبتدع ينال فضل الجماعة لكن لاينال كماينال خلف تقي ورع لقوله عليه السلام من صلى خلف عالم تقي فكأنما صلى خلف نبي...... وذكر الشارح وغيره ان الفاسق اذاتعذر منعه يصلي الجمعة خلفه،وفي غيرهاينتقل الى مسجدأخر.وعلل له في المعراج فان في غير الجمعة يجدامامًاغيره فقال في فتح القدير:وعلى هذافيكره الاقتداء به في الجمعة اذاتعددت اقامتهافي المصرعلى قول محمدؒ هوالمفتى به لانه بسبيل من التحول حينئذانتهى..... فالحاصل انه يكره لهؤلاء التقدم ويكره الاقتداء بهم كراهة تنزيهة،فان أمكن الصلوة خلف غيرهم فهوافضل والافالاقتداء اولى من الانفرادوينبغي ان يكون محل كراهة الاقتداء بهم عندوجودغيرهم والافلاكراهة كمالايخفى".....(البحرالرائق: ۱/ ۶۱۱،۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر عالم تبلیغی کا امام و نکاح رجسٹرار بننا:

مسئلہ(۵۶۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو نہ حافظ ہے نہ قاری اور نہ ہی مولوی، البتہ تبلیغی جماعت کیساتھ منسلک ہونے کی وجہ سے دین کی کچھ سمجھ رکھتا ہے اور یہ شخص مسجد کا امام ہے اور نکاح رجسٹرار ہے اور جمعہ بھی پڑھاتا ہے، لیکن یہ شخص قرآن پاک مجہول پڑھتا ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے والا حافظ قاری اور مولوی ہے اور یہ شخص نکاح خوان اور رجسٹرار بن سکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں مدلل ومکمل جواب سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں آپ نے لکھا ہے کہ یہ امام قرآن مجہول پڑھتا ہے اس کی وضاحت ضروری ہے کہ مجہول سے کیا مراد ہے؟ اس وضاحت کے بغیر فتویٰ نہیں دیا جا سکتا اور باقی اگر اس آدمی کو نکاح خوانی کا طریقہ آتا ہے تو یہ نکاح خوان اور رجسٹرار بن سکتا ہے۔

تنقیح: قرآن پاک مجہول پڑھنے سے آپ کی کیا مراد ہے؟
جواب تنقیح: مجہول پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ الفاظ کی ادائیگی صحیح نہیں بایں معنی کہ اعراب میں بھی غلطی کرتا ہے، اور وقف کی بھی پرواہ نہیں کرتا، الفاظ کا تبدل بھی کرتا ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اکثر کتب فقہ سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ جن دو حرفوں میں فرق کرنا آسان ہو ان کے آپس میں بدل جانے سے اگر معنی بگڑ جائیں تو سب کے نزدیک نماز فاسد ہو جائیگی اور جن میں فرق کرنا مشکل ہے ان کے آپس میں بدل جانے سے نماز نہیں ٹوٹتی بہر حال صحیح پڑھنے کی مشق کرنا لازم ہے۔

"فنقول ان الخطأ امافي الاعراب ای الحرکات والسکون ویدخل فیه تخفیف المشدد وقصر الممدود وعکسهما اوفی الحروف بوضع حرف مکان آخر اوزیادته اونقصه اوتقدیمه اوتاخیره اوفی الکلمات اوفی الجمل کذلک اوفی الوقف ومقابله والقاعدة عندالمتقدمین ان ماغیر المعنی تغییرا یکون اعتقاده کفرا یفسدفی جمیع ذالک سواء کان فی القرآن اولا الاما کان من تبدیل الجمل مفصولا بوقف تام وان لم یکن التغییر کذلک فان لم یکن مثله فی القرآن والمعنی بعیدمتغیر تغیرا فاحشا یفسدایضا"......(ردالمحتار: ۱/۶۶۲)

"ولوزاد کلمة اونقص کلمة اونقص حرفا اوقدمه اوبدله بآخر......لم تفسدمالم یتغیر المعنی الامایشق تمییزه کالضادوالظاء فاکثرهم لم یفسدها"......(الدرالمختار: ۱/۹۰)

" وان ذکر حرفا مکان حرف وغیر المعنی فان أمکن الفصل بین الحرفین من غیر مشقة کالطاء مع الصادفقرأالطالحات مکان الصالحات تفسدصلاته عندالکل وان کان لایمکن الفصل بین الحرفین الابمشقة کالظاء مع الضادوالصادمع السین والطاء مع التاء اختلف المشائخ فیه قال اکثرهم لاتفسدصلاته اه"......(قاضی خان: ۱/۱۴۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مقرر امام کی موجودگی میں کسی دوسرے شخص کا زبردستی امامت کروانا:

مسئلہ(۵۲۸): ایک مسجد کا امام مستقل طور پر متعین ہے اس کی اجازت کے بغیر ایک شخص زبردستی امامت کے لیے مصلے پر کھڑا ہو جاتا ہے نہ امام اور نہ ہی متعلقہ مسجد کا خطیب اور نہ ہی نمازی اس کی امامت پر راضی ہیں قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ آیا ایسے امام کی اقتداء میں نماز درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیا نماز لوٹانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں مستقل طور پر متعین امام کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر کسی شخص کا زبردستی امامت کے لیے مصلے پر کھڑا ہونا جائز نہیں بلکہ مکروہ ہے البتہ اگر ایسے شخص میں امامت کی شرائط پائی جارہی ہوں تو اس صورت میں اقتداء درست ہوجائے گی محض زبردستی امام بننے کی وجہ سے نماز لوٹانا لازم نہیں ہے۔

"(و)اعلم ان(صاحب البیت) ومثله امام المسجدالراتب(اولی بالامامة من غیره) مطلقا(الا ان یکون معه سلطان اوقاض فیقدم علیه)"......(الدرعلی الرد: ۱/۴۱۳)

"(ولوامّ قوماوهم له کارهون ان) الکراهة (لفسادفیه اولانهم احق بالامامة منه کره) له ذلک تحریما لحدیث ابی داود."لایقبل الله صلوة من تقدم قوماوهم له کارهون"......(الدرعلی الرد:۴۱۳/۱)

"دخل المسجدمن هواولی بالامامة من امام المحلة فامام المحلة اولی"......(الهندیة: ۱/۸۳)

" رجل ام قوماوهم له کارهون ان کانت الکراهة لفسادفیه اولانهم احق بالامامة یکره له ذلک"......(الهندیة: ۱/۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(اقتداء مقتدی)

اتصال صف کے لیے فاصلہ کی مقدار:

مسئلہ(۵۲۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد میں جگہ نہیں رہتی تو باہر صف بچھائی جاتی ہے جو کہ مسجد کی حدود سے باہر ہے اور درمیان میں وضو کی جگہ ہونے کی وجہ سے مسجد کی آخری صف اور باہر کی پہلی صف کے درمیان خاصا فاصلہ ہو جاتا ہے کیا اس صورت میں اتصال ہو جاتا ہے اور اگر نہیں ہوتا تو باہر والوں کی جماعت کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ نیز اتصال کتنے فاصلے تک ہو جاتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر مسجد کی حدود میں آخری صف اور مسجد سے باہر والی صف کے درمیان اس راستے جتنا فاصلہ ہو جس میں بیل گاڑی گزرنے کی گنجائش ہو یا اس نہر جتنا فاصلہ ہو جس میں چھوٹی کشتی چل سکتی ہو تو اس صورت میں اتصال نہیں ہوگا اور باہر والوں کی نماز نہیں ہوگی، اگر اس سے کم فاصلہ ہے تو اتصال ہو جائے گا اور باہر والوں کی اقتداء درست ہو جائے گی اور یہ فاصلہ دو صفوں (تقریباً آٹھ فٹ) جتنا بنتا ہے، واضح رہے کہ مسجد کے اندر اس فاصلہ کا اعتبار نہیں ہے۔

"وان لایفصل بین الامام والماموم نهر یمر فیه الزورق فی الصحیح والزورق نوع من السفن الصغار ولاطریق تمر فیه العجلة ولیس فیه صفوف متصلة والمانع فی الصلاة فاصل یسع فیه صفین علی المفتی به قوله تمر فیه العجلة والمراد ان تکون صالحة لذلک لامر ورهابالفعل والعجلة بالتحریک آلة یجرهاالثور والمراد بالطریق هوالنافذ ذکره السید "......(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ۲۹۲)

"المانعة من الاقتداء ثلاثة اشیاء منها طریق عام یمر فیه العجلة والاوقار هکذا فی شرح الطحاوی الی قوله ومنها نهر عظیم لایمکن العبور عنه الابالعلاج کالقنطر وغیرها هکذا فی شرح الطحاوی فان کان بینه وبین الامام نهر کبیر یجری فیه السفن والزوارق یمنع الاقتداء وان کان صغیرا لا تجری فیه

لایمنع الاقتداء ھو المختار ھکذا فی الخلاصة وبعدثلاثة اسطر ان کان بینھما برکة اوحوض ان کان بحال لووقعت النجاسة فی جانب یتنجس الجانب الاخر لایمنع الاقتداء وان کان لایتنجس یمنع الاقتداء ھکذا فی المحیط"......(ھندیة ۸۷/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دوران نماز مقتدی کا امام کو لقمہ دینا:

مسئلہ(۵۳۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام صاحب نماز پڑھا رہے تھے کہ دوران تلاوت ان سے غلطی ہوگئی، کوئی آیت چھوٹ گئی یا آیت غلط پڑھ دی تو آیا مقتدی پیچھے سے لقمہ دے سکتا ہے یا نہیں؟ لقمہ دینے سے نماز فاسد تو نہ ہوگی؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مذکورہ میں اگر دوران تلاوت امام سے غلطی ہوجائے تو مقتدی کو چاہیے کہ فوراً لقمہ نہ دے بلکہ امام کو چاہیے کہ وہ یا تو غلطی درست کرلے یا کسی اور جگہ سے تلاوت شروع کردے یا پھر رکوع کرلے (اگر فرض قرأت مکمل ہوچکی ہو) ہاں اگر امام اسی آیت پر کھڑا ہے اور غلطی بھی درست نہیں ہورہی تو پھر مقتدی لقمہ دے سکتا ہے خواہ فرض قرأت مکمل ہوچکی ہو یا نہیں اور اس کے لقمہ دینے سے نماز بھی فاسد نہ ہوگی، واضح رہے کہ اگر مقتدی نے بلاضرورت لقمہ دے دیا تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ مقتدی کا بغیر ضرورت لقمہ دینا مکروہ ہے۔

"وان فتح المصلی علی من لیس معه فی الصلوة تفسدصلوته بعدمقدارمایجوزبه الصلوة تفسدصلوة الفاتح وان أخذالامام بقوله تفسدصلاة الکل وھوالقیاس لکونه تعلیماوتعلمامن غیرضرورة والصحیح انه(أی الشان) لاتفسدصلاة الفاتح ولاصلاة الامام ان أخذبقوله وھوالاستحسان لماروی انه علیه الصلاة والسلام قرأفی الصلوة سورة المؤمنین فترک کلمة فلمافرغ قال لم یکن فیکم أبی قال بلی قال ھلافتحت

علیٌّ فقال ظننت انها نسخت فقال علیه السلام لو نسخت لأعلمتکم وعن علیؓ اذا استطعمک الامام فاطعمه أی اذا استفتحک فافتح علیه ولان المقتدی محتاج الی اصلاح صلاته والفتح علی امامه منه لانه ربماجریٰ علی لسان الامام مایفسدصلاته وکان من صلاته حکما الخ"......(حلبی کبیری: ۳۸۰تا۳۸۱)

"بخلاف فتحه علی امامه فانه لایفسدمطلقاالفاتح وآخذبکل حال"......(الدرعلی الرد: ۱/۶۰۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مفترض کا متنفل کی اقتداء کرنے کا حکم:

مسئلہ(۵۴۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں دیکھا گیا ہے کہ ایک عرب بھائی اکیلا نماز ادا کر رہا ہے یہ معلوم نہیں کہ وہ سنت نفل یا فرض پڑھ رہا ہے ایک دم دوسرا شخص آ کر اس کی پہلی دوسری رکعت میں شامل ہوکر نماز باجماعت ادا کرنا شروع کر دیتا ہے جب پہلا آدمی جوکہ پہلے خفی نماز ادا کرتا تھا دوسرے آدمی کے ملنے کے بعد جہراً قرأت شروع کر دیتا ہے ان عرب بھائیوں کا کہنا ہے کہ خواہ پہلا آدمی نفل ہی کیوں نہ ادا کر رہا ہو آپ مقتدی کے طور پر اس سے مل کر اپنی فرض نماز ادا کر سکتے ہیں کیا یہ درست ہے؟ مجھے معلوم کرنا ہے کہ کیا شرعی طور پر یہ درست ہے اور یہ چاروں اماموں میں سے کس کا مسلک ہے؟ مہربانی کر کے تفصیلی جواب دیکر فتویٰ عطا فرمائیں تاکہ ان بھائیوں کو بہتر طریقہ سے سمجھایا جاسکے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں نماز کے بعد اگر دوسرے شخص کو معلوم ہوا کہ امام نے نفل پڑی ہے تو اب اس کو دوبارہ نماز ادا کرنی ہوگی اور اگر یہ معلوم ہوا کہ اس نے بھی وہی نماز ادا کی ہے جو دوسرے نے ادا کی ہے تو نماز درست ہے یا دوسرے کی نفل کی نیت ہو اور اسکی فرض کی تب بھی اقتداء درست ہوگی کیونکہ امام مقتدی سے اعلیٰ یا برابر نماز والا ہونا چاہیے اور اعلیٰ کے لیے ادنیٰ کی اقتداء درست نہیں احناف کے نزدیک، لیکن شوافع کے نزدیک فرض پڑھنے والے کا نفل پڑھنے والے کی اقتداء کرنا درست ہے کراہت کے ساتھ۔

”ومن شروط الامامة أن لایکون الامام أدنی حالامن المأموم فلایصح اقتداء مفترض بمتنفل الاعندالشافعیه وفی حاشیة الشافعیة قالوایصح اقتداء المفترض بالمتنفل مع الکراهة“...... (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة : ۱/۳۷۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دوسرے مذہب والے کی اقتدا کا حکم:

مسئلہ(۵۳۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ علماء سے ہم نے یہ سنا ہے کہ ایک مسلک کا آدمی دوسرے مسلک کے امام کے پیچھے نماز پڑھے تو ادا نہیں ہوتی ادا نہ ہونے کی وجہ بیان فرمادیں جبکہ چاروں ائمہ کرام ایک دوسرے کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے اس کی وضاحت فرمادیں کہ آیا یہ ٹھیک ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بعض مسائل ایسے ہیں کہ ان میں احناف اور دیگر ائمہ کا اختلاف ہے مثلاً احناف کے نزدیک اگر جسم کے کسی حصے سے خون نکل کر بہہ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے جبکہ بعض ائمہ کے نزدیک اس سے وضو نہیں ٹوٹتا تو اگر پتہ ہو کہ امام ایسے مسائل میں مقتدیوں کے مذہب کی رعایت رکھتا ہے تو اسکی اقتداء بلا کراہت درست ہے اور اگر یہ یقین ہو کہ وہ مقتدیوں کے مذہب کی رعایت نہیں کرتا تو اقتداء نہ کریں اکیلے ہی نماز پڑھ لیں۔

”والذی یمیل الیه القلب عدم کراهة الاقتداء بالمخالف مالم یکن غیر مراع فی الفرائض لان کثیرا من الصحابة والتابعین کانوا ائمة مجتهدین وهم یصلون خلف امام واحدمع تباین مذاهبهم“......(ردالمحتار : ۱/۴۱۷)

” الحاصل انه ان علم الاحتیاط منه فی مذهبنافلاکراهة فی الاقتداء به وان علم عدمه فلاصحة وان لم یعلم شیئا کره.اه“...... (ردالمحتار : ۱/۴۹۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بریلوی امام کے پیچھے دیوبندی کی اقتدا کا حکم:

مسئلہ(۵۴۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا بریلوی امام کے پیچھے دیوبندی کا نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اور جناب نبی کریم ﷺ کے بارے میں بریلویوں اور دیوبندیوں کے عقیدے میں کیا فرق ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بریلوی حضرات چونکہ بدعات کرتے ہیں اس لیے ان کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ کا عقیدہ تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے بندے اور آخری رسول ہیں اور بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر، ساری کائنات سے اعلیٰ وافضل ہیں، باقی بریلویوں کا عقیدہ انہی سے معلوم کیا جائے۔

"ویکره تقديم المبتدع ايضا لانه فاسق من حيث الاعتقاد وهو اشد من الفسق من حيث العمل الاان الفاسق من حيث العمل يعترف بانه فاسق ويخاف ويستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من يعتقد شيئا على خلاف مايعتقده اهل السنة والجماعة "......(حلبي كبيرى:۴۴۳)

"وفيه اشارة الى انهم لوقدموا فاسقا يأثمون بناء على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم "......(حلبي كبيرى: ۴۴۲)

" ومحمدرسول الله ﷺ نبيه وعبده ورسوله وصفيه "......(الفقه الاكبر: ۵۹)

"وفي السراجية نبينا ﷺ اكرم الخلق وافضلهم "......(البحر الرائق : ۸/۳۳۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز میں مقتدی کا امام کو لقمہ دینے کا حکم:

مسئلہ(۵۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام کو لقمہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر امام رک جائے یا غلط پڑھ دے تو کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امام کو لقمہ دینا جائز ہے لیکن مقتدی کو لقمہ دینے میں جلدی نہیں کرنا چاہیے ،جلدی کرنا مکروہ ہے امام اگر بقدر ''ماتجوزبہ الصلوۃ'' قرات کر چکا ہے تو رکوع کرنا چاہیے یا کوئی دوسری سورت شروع کر دینا چاہیے ،مقتدی کو لقمہ دینے پر مجبور کرنا امام کے لیے مکروہ ہے، البتہ اگر اس کے باوجود لقمہ دیا اور امام نے لیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

'' بخلاف فتحه علی امامه فانه لایفسد مطلقا لفاتح و آخذبکل حال...... وینوی الفتح لاالقراء ة قوله وینوی الفتح لاالقراء ة هو الصحیح لان قراء ة المقتدی منهی عنها والفتح علی امامه غیر منهی عنه بحر (تتمه)یکره ان یفتح من ساعته کمایکره للامام ان یلجئه الیه بل ینتقل الی آیة اخری لایلزم من وصلها مایفسدالصلاة اوالی سورة اخری اویرکع اذاقرء قدرالفرض کماجزم به الزیلعی وغیره ''......(ردالمحتار: ۱/۴۲۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا تشہد میں ملنے والا مقتدی تشہد پورا پڑھے گا؟

مسئلہ(۵۳۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مقتدی جماعت میں قعدہ میں ملا ہے لیکن مقتدی کی التحیات مکمل ہونے سے پہلے امام صاحب تیسری رکعت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے تو اس صورت میں مقتدی تشہد کو پورا کرے گا یا امام کے ساتھ ہی کھڑا ہو جائے گا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں مقتدی تشہد کو پورا پڑھے گا پھر کھڑا ہوگا۔

'' اذاادرک الامام فی التشهد وقام الامام قبل ان یتم المقتدی اوسلم الامام فی آخرالصلوة قبل ان یتم المقتدی التشهد فالمختار ان یتم التشهد ''......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۹۰)

''لوقام الامام قبل ان یتم المقتدی التشهد فانه یتمه ثم یقوم ''......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۴۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام اوپر اور مقتدی نیچے ہوں تو اقتداء کا حکم:

مسئلہ (۵۳۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ مساجد میں تہہ خانے بناتے ہیں امام صاحب اور مقتدی تہہ خانہ کی اوپر والی منزل میں ہوتے ہیں، لیکن بوقت ضرورت اس میں نیچے والے تہہ خانے میں چلے جاتے ہیں، اسی طرح بعض مساجد میں دوسری منزل میں نماز باجماعت ہوتی ہے، اگر اوپر والی منزل بھر جائے، اور لوگ نیچے والی منزل میں جماعت کے ساتھ شریک ہوجاتے ہیں، آیا امام صاحب اوپر اور مقتدی نیچے ہوں تو مقتدیوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مسجد کے تہہ خانے یا مسجد کی اوپر والی منزل میں نماز پڑھنا صحیح ہے کیونکہ جس جگہ مسجد بنائی جائے وہاں سے آسمان تک وہ جگہ مسجد کے حکم میں ہوجاتی ہے، ایسی صورت میں اگر ایک منزل بھر جائے تو مقتدی اوپر والی منزل اور تہہ خانے میں نماز پڑھ سکتے ہیں، بشرطیکہ امام کی حالت نمازیوں پر مشتبہ نہ ہو رہی ہو۔

”ولو قام علی سطح المسجد واقتدیٰ بامام فی المسجد ان کان للسطح باب فی المسجد ولایشتبہ علیہ حال الامام یصح الاقتداء“......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مقتدی کا امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم:

مسئلہ (۵۳۷): بخدمت جناب مفتی صاحب چند مسائل درپیش ہیں۔

(۱) عصر وظہر کی نماز میں امام کی اقتداء میں مقتدی سورۃ الفاتحہ پڑھ سکتا ہے؟

(۲) اکیلے نماز پڑھتے ہوئے سورت کے ساتھ تسمیہ پڑھ سکتا ہے؟ (فاتحہ کے علاوہ)

(۳) قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ جو کہ اخبارات یا کاغذات پر لکھی ہوئی ہوتی ہیں ان کا کیا کرنا چاہیے؟ اور ان کا جلانا جائز ہے یا نہیں؟

قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) عصر اور ظہر کے ساتھ ساتھ بقیہ تین نمازوں میں بھی امام کی اقتداء میں سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھ سکتا ہے۔

"ولایقرء المؤتم خلف الامام "......(مختصر القدوری: ۲۲)

" ولایقرء المؤتم خلف الامام خلافاللشافعی فی الفاتحة،له ان القراء ة ركن من الاركان فیشتركان فیه ولناقوله علیه السلام من كان له امام فقراء ة الامام له قراء ة وعلیه اجماع الصحابة وهوركن مشترک بینهما لكن حظ المقتدی الانصات والاستماع قال علیه السلام واذاقرء فانصتوا ویستحسن علی سبیل الاحتیاط فیمایروی عن محمد ویكره عندهما لمافیه من الوعید"......(هدایه: ۱۲۱،۱۲۲/۱)

" ان النبی ﷺ قال من كان له امام فقراء ة الامام له قراء ة "......(شرح معانی الآثار: ۱۴۲/۱)

(۲) اکیلے نماز پڑھتے ہوئے سورۃ الفاتحہ کے علاوہ کسی اور سورۃ کے ساتھ تسمیہ نہیں پڑھ سکتا۔

"والصحیح انه یؤتی بهافی كل ركعة مرة ولایؤتی بهابین السورة والفاتحة"......(الجوهرة النیرة: ۶۱/۱)

"ولایسمی بین الفاتحة والسورة هكذافی الوقایة والنقایة وهوالصحیح هكذافی البدائع والجوهرة النیرة"......(فتاویٰ الهندیة: ۷۴/۱)

"واماعندرأس كل سورة فی الصلاة فلایأتی بالتسمیة عندابی حنیفة وابی یوسف وقال محمد یاتی بهااحتیاطا كمافی اول الفاتحة والصحیح قولهما"......(بدائع الصنائع: ۴۷۷/۱)

(۳) قرآنی آیات واحادیث مبارکہ جو اخبارات یا کاغذات پر لکھی ہوئی ہوتی ہیں ان کا جلانا جائز نہیں ہے بلکہ ان مقدس اوراق کو دریا میں بہا دیا جائے یا پھر دفن کر دیا جائے۔

"قوله یدفن ای یجعل فی خرقة طاهرة ویدفن فی محل غیرممتهن لایوطأ وفی الذخیرة وینبغی ان یلحدله ولاشق له لانه یحتاج الی اهالة التراب علیه وفی

ذلک نوع تحقیر الاذاجعل فوقه سقفا بحیث لایصل التراب الیه فهو حسن ایضا"......(فتاویٰ شامی: ۱۳۰/۱)

"المصحف اذاصار خلقالایقرء منه ویخاف ان یضیع یجعل فی خرقة طاهرة ویدفن ودفنه اولی من وضعه موضعا یخاف ان یقع علیه النجاسة اونحوذلک ویلحدله لانه لوشق ودفن یحتاج الی اهالة التراب علیه وفی ذلک نوع تحقیر الاذاجعل فوقه سقفا بحیث لایصل التراب الیه فهو حسن ایضا کذافی الغرائب المصحف اذاصار خلقا وتعذرت القراء ة منه لایحرق بالنار اشیاء الشیبانی الی هذافی السیر الکبیر وبه ناخذ کذافی الذخیرة"......(فتاویٰ الهندیة: ۳۲۳/۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بند دروازے کے پیچھے اقتدا کا حکم:

مسئلہ(۵۲۸): حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

عرض یہ ہے کہ ہماری مسجد میں اختلاف ہے مسجد کے ہال میں شیشے کے دروازے میں اگر دروازہ بند ہو جماعت کی نماز کی آواز باہر بھی آرہی ہو باہر سپیکر لگے ہوئے ہیں تو کیا جماعت کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ ہمارے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دروازہ بند ہو تو نماز نہیں ہوتی، آپ برائے مہربانی مسئلہ حل فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ کے متعلق فقہاء کرام نے صراحت کی ہے کہ اگر مقتدی پر امام کا حال مشتبہ نہ ہو خواہ سماع کی وجہ سے یا رؤیت کی وجہ سے تو مقتدی کی اقتداء درست ہے چاہے دروازہ بند ہو، اس صورت میں چونکہ مقتدی پر امام کا حال مشتبہ نہیں ہے اور مقتدی کو امام کی آواز پہنچ رہی ہے، لہذا اس کی اقتداء درست ہے اور مقتدیوں کی نماز ہوجائے گی۔

"والحائل لایمنع الاقتداء ان لم یشتبه حال امامه بسماع اورؤیة ولو من باب

مشبک یمنع الوصول فی الاصح ولم یختلف المکان حقیقۃ کمسجدوبیت فی الاصح قنیۃ ولاحکما عنداتصال الصفوف "......(درمختار: ۱/۸۵)

"قولہ اورؤیۃ ای من الامام اوالمکبر تتارخانیۃ قولہ اورؤیۃ ینبغی ان تکون الرؤیۃ کالسماع لافرق فیھا بین ان یری انتقالات الامام اواحد المقتدیین قولہ فی الاصح بناء علی ان المعتبر الاشتباہ وعدمہ کمایاتی لاامکان الوصول الی الامام وعدمہ قولہ ولم یختلف المکان ای مکان المقتدی والامام وحاصلہ انہ اشترط عدم الاشتباہ وعدم اختلاف المکان ومفھومہ انہ لووجد کل من الاشتباہ والاختلاف اواحدھما فقط منع الاقتداء لکن المنع باختلاف المکان فقط"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۳۴)

"وان کان فی الحائط باب مسدود قیل لایصح الاقتداء لانہ یمنعہ من الوصول وقیل یصح لان وضع الباب للوصول فیکون المسدود کالمفتوح ھکذا فی محیط السرخسی"......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پانچ یا چھ صفوں کی جگہ چھوڑ کر اقتداء کرنے کا حکم:

مسئلہ(۵۳۹): بخدمت جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور

السلام علیکم، مسجد چلڈرن ہسپتال فیروز پور روڈ ایک کمرہ اور صحن پر مشتمل ہے۔

جمعۃ المبارک کی نماز کے لیے نمازیوں کے رش کی وجہ سے صفیں مسجد سے باہر مشرقی سڑک پر لگائی جاتی ہے، جو کہ صحن سے پانچ یا چھ صفوں کے فاصلے پر ہے۔

(۱) کیا مشرقی سڑک پر پانچ یا چھ صفوں کی جگہ چھوڑ کر نماز کے لیے اتصال ہوجاتا ہے اور نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

(۲) جب کہ جنوب اور شمال میں سڑک اور پارک کی جگہ خالی ہوتی ہے۔

(۳) جنوبی سڑک یا پارک پر صفیں لگانا کیا زیادہ بہتر ہے یا نہیں ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

"ویمنع من الاقتداء طریق تجری فیه عجلة اونهر تجری فیه السفن اوخلاء فی الصحراء یسع صفین " ......(درمختار مع ردالمحتار : ۱/۳۳۲)

سوال میں ذکر کردہ تحریر اگر درست ہے کہ مسجد کی مشرقی جانب پانچ یا چھ صفوں کی جگہ چھوڑی جاتی ہے تو اس صورت میں مذکورہ بالا عبارت کی رو سے یہ بات اقتداء کے لیے مانع ہے، لہذا یا تو اس انفصال کو ختم کریں یا پھر مسجد کے شمال یا جنوب میں متصل صفوں کا اہتمام کریں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کو شیطان اور فتنہ کہنے والے کی اقتدا کا حکم:

مسئلہ(۵۴۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص امام مسجد کو شیطان اور فتنہ باز کہتا ہے اور پھر نماز اسی کی اقتداء میں ادا کرتا ہے اب سوال یہ ہے کہ یہ امام مسجد کو ایسا کہنا کہاں تک مناسب ہے اور ایسے کہنے والے شخص کی نماز ایسے امام کی پیچھے ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟ شرعی طریقہ سے اس مسئلہ کی وضاحت مطلوب ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال امام مسجد کے حق میں یہ کہنا، بلکہ عام مسلمان کے حق میں کہنا کہ یہ شیطان ہے یا فتنہ باز ہے فسق ہے جیسا کے حدیث میں ہے "سباب المسلم فسوق وقتاله کفر" اور باقی ایسا کہنے والے شخص کی نماز ایسے امام کے پیچھے شرعاً جائز ہے اگر امام میں کوئی شرعی نقصان نہ ہوں جیسا کہ ہمارے فقہاء نے فرمایا ہے۔

"رجل أم قوماوهم له كارهون إن كانت الكراهة لفسادفيه أولأنهم أحق بالامامة يكره له ذلك وإن كان هوأحق بالامامة لايكره هذافى المحيط"......(الهندية : ۸۷/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مقتدی کا امام سے پہلے سلام پھیرنا:

مسئلہ(۵۴۱): اگر مقتدی غلطی سے "التحیات" مکمل کرنے کے بعد امام صاحب سے قبل سلام پھیر دے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟ اس کی درستگی کا طریقہ کار کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بلا عذر شرعی مقتدی امام سے پہلے سلام پھیر دے تو اگر چہ اس کی نماز تو ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اس کے لیے ضروری ہے کہ امام کے ساتھ نماز پوری کرے اور امام کے ساتھ سلام پھیرے۔

"ولو أتمه قبل إمامه فتكلم جاز وكره(قوله ولو أتمه الخ) أی لو أتم المؤتم التشهدبأن أسرع فيه وفرغ منه قبل إتمام فأتى بمايخرجه من الصلوة كسلام أو كلام أوقيام جازأی صحت صلوته لحصوله بعدتمام الاركان لأن الإمام وإن لم يكن أتم التشهدلكنه قعدقدره لأن المفروض من القعدة قدرأسرع مايكون من قرأة التشهدوقدحصل وإنماكره للمؤتم ذلك لتركه متابعة الامام بلاعذرفلوبه كخوف حدث أوخروج وقت جمعة أومروررماربين يديه فلاكراهة"......(الدرالمختارمع ردالمحتار: ۱/۳۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆
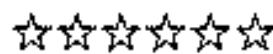
(جماعت ،جماعت ثانی)

جس مسجد کا امام اور مؤذن مقرر نہ ہو اس میں جماعت ثانیہ کا حکم:

مسئلہ(۵۴۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فیکٹری میں مسجد ہے اور امام ومؤذن مقرر نہیں ہے مختلف افراد جو موجود ہوں جماعت کرواتے ہیں کیا ایسی مسجد میں جماعت ثانیہ درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جس مسجد کے امام اور مؤذن مقرر نہ ہوں اس میں جماعث ثانیہ درست ہے۔

"واذا لم یکن للمسجد امام ومؤذن راتب فلایکرہ تکرار الجماعۃ فیہ باذان واقامۃ بل ھوالافضل " ......(حلبی کبیری : ۵۳۰)

"قولہ الا فی مسجد علی طریق ،ھومالیس لہ امام ومؤذن راتب فلایکرہ التکرارفیہ باذان واقامۃ بل ھو الافضل خانیۃ "......(شامی : ۱/ ۲۹۱)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
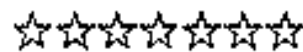
مسجد کے ستونوں کے دائیں بائیں صف بنانا:

مسئلہ(۵۴۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد کے اندر ستون بنائے جاتے ہیں ان ستونوں کے دائیں بائیں صف بن سکتی ہے یا نہیں کیونکہ ان ستونوں کی وجہ سے انفصال آجاتا ہے اس انفصال کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں مسجد کے اندر جو ستون بنائے جاتے ہیں ان ستونوں کے دائیں بائیں صفیں بنانا درست ہے کیونکہ ان ستونوں کے درمیان صفیں سیدھی کرنا ممکن ہے اور پیدا شدہ انفصال صفوں کے لیے مضر نہیں ہے اس کی مثال ان دونمازیوں کی سی ہے جن کے درمیان سامان کی گٹھری پڑی ہو۔

"الاصطفاف بین الأسطوانتین غیرمکروہ لانہ صف فی حق کل فریق وان لم یکن طویلاوتخلل الاسطوانۃ بین الصف کتخلل متاع موضوع أو کفرجۃ بین رجلین "......(الکنز المتواری ۲۶۲/۴)

" وذلک لایمنع صحۃ الاقتداء ولایوجب الکراھۃ.اہ"......(المبسوط للسرخسی: ۵۴/۲)

"وقال ابن سید الناس رخص فیہ أبو حنیفۃؒ ومالک والشافعی قیاساعلی الامام والمنفرد......وأجمل الکلام علی ذلک الشیخ فی الکوکب الدری ......"والاوجہ ان سبب ذلک عدم استواء الصفوف مع مایلزم من انقطاعھا ایضافان سواری مسجدالنبی ﷺ لم تک متقابلۃ کمانشاھدفی زمانناھذاوعلی ھذافلاکراھۃ فی غیر مسجدالنبی ﷺ انتھی"

......(الکنز المتواری: ۲۶۲/۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

محلّہ کی جامع مسجد میں جماعت ثانی کروانے کا حکم:

مسئلہ(۵۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری جامع مسجد میں امام اور مؤذن مقرر ہیں،اوراذان،نماز مقررہ اوقات میں باقاعدہ ادا کیے جاتے ہیں،لیکن بعض دفعہ محلے والے یا مقتدی مقررہ اوقات کی نماز کے بعد چند افراد اپنی علیحدہ جماعت کراتے ہیں،چندواقعات کے بعد ہم نے ضرب مؤمن سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو ضرب مؤمن کے حوالے سے یہ مسئلہ مکروہ تحریمی ثابت ہوا۔

اورآج جوواقعہ پیش آیا ہے وہ یہ ہے کہ نماز عشاء کی جماعت ہوچکی تھی جامع مسجد محلے کی ہے،اور نماز کے کوئی آدھے گھنٹے بعد کافی افراد نکاح کے لیے مسجد میں آئے،اور جماعت باقاعدہ اقامت کے ساتھ فارغ التحصیل عالم نے کروائی،اوروہ امام کسی مدرسہ میں مدرس بھی ہے،اکثر اوقات نکاح کے لیے آتے ہیں یا کسی کے ہاں مہمان آتے ہیں،تو جماعت کے بعد مسجد میں آتے ہیں تو اپنی علیحدہ جماعت کرواتے ہیں،آپ سے گزارش ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلہ کا حل بتا کر ہماری غلط فہمیوں کا ازالہ فرمائیں اور ثواب دارین حاصل کریں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

محلّہ کی مسجد میں دوسری جماعت کروانا اہل محلّہ کے لیے مکروہ ہے،جیسا کہ حضرت انورشاہ کشمیری صاحب نے بخاری کی شرح فیض الباری میں لکھا ہے۔

"ومسألة الجماعة الثانية فيمااذاجمع اهل تلك المحلة في مسجدهم ثانياه"......(فیض الباری شرح بخاری: ۲/۱۹۳)

"ولنا انه عليه الصلوة والسلام كان خرج ليصلح بين قوم فعادالى المسجد وقدصلى اهل المسجد فرجع الى منزله فجمع اهله وصلى ولوجاز ذلك لمااختار الصلوة في بيته على الجماعة في المسجد ولان في الاطلاق هكذاتقليل الجماعة معنى فانهم لايجتمعون اذاعلموا انهالاتفوتهم"

......(الدر المختار: ۱/۳۰۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس مسجد کا امام متعین ہو اس میں دوسری جماعت کروانے کا حکم:

مسئلہ(۵۴۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسجد ہے جس میں پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے اور امام مسجد معین ہے جب کہ اس مسجد کے اکثر نمازی متعین ہیں ایسی مسجد میں جماعت ثانیہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

مندرجہ بالا مسجد میں اہل محلّہ کے لیے جماعت ثانیہ مکروہ ہے، اس لیے پہلی جماعت میں شرکت کی بھرپور کوشش کی جائے۔

"قوله تكرار الجماعة لماروى عبدالرحمن بن ابى بكر عن ابيه ان رسول الله ﷺ خرج من بيته ليصلح بين الانصار فرجع وقدصلى في المسجد بجماعة فدخل رسول الله ﷺ في منزل بعض اهله فجمع اهله فصلى بهم جماعة ولولم يكره تكرارالجماعة في المسجد ليصلى فيه وروى عن انس رضى الله عنه ان اصحاب رسول الله ﷺ كانوا اذافاتهم الجماعة في المسجدصلوافي المسجد فرادىٰ ولان التكراريؤدى الى تقليل الجماعة لان

الناس اذاعلموا انهم تفوتهم الجماعة يتعجلون فتكثروا لاتأخروااه وحينئذ فلودخل جماعة المسجد بعدماصلى اهله فيه فانهم يصلون وحدانا وهوظاهرالرواية "......(ردالمحتار: ۱/۲۹۱)

"المسجداذاكان له امام معلوم وجماعة معلومة في محلة فصلى اهله فيه بالجماعة لايباح تكرارها فيه باذان ثان"......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۸۳)

"ففي المجمع ولانكررها في مسجدمحلة باذان ثان وفي المجتبى ويكره تكرارهافي مسجدباذان واقامة " ......(البحرالرائق: ۱/۲۰۵)

"قوله وجاء انس بن مالک الى مسجد قدصلى فيه فاذن واقام وصلى بجماعة واستدل به من اختار الجماعة الثانية وسع فيها احمدرحمة الله عليه وذهب الشافعي ومالک رحمهما الله تعالىٰ الى التضييق كماصرح به الترمذى وعن ابى يوسف فى الكبيرى انهاتجوزبدون الاذان والاقامة اذالم تكن فى موضع الامام ،ولعل ترک الاذان والاقامة مع ترک موضع الامام لتغيير هاعن هيئة الجماعة الاولى وفى ظاهر الرواية انهامكروهة ثم ان رواية ابى يوسف محلها فيمن فاتتهم الجماعة لاانهم تعمدوا ذلک اوتعودوه، اماالرانس فلادليل فيه لمافى مصنف ابن ابى شيبة انه جمع بهم وقام وسطهم ولم يتقدم عليهم فدل انه قصد تغيير الشاكلة كمافعله ابويوسف غيران ابايوسف غيرها بترک الاذانين وموضع الامام وانسا بترک التقدم عليهم على انه لم يجمع فى مسجدمحلته وانماجاء الى مسجد بنى زريق وجمع بهم فيه ومسئلة الجماعة الثانية فيمااذاجمع اهل تلک المحلة فى مسجدهم ثانيا"......(فيض البارى: ۲/۱۹۲،۱۹۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فجر کی نماز کھڑی ہو تو سنتیں ادا کرنے کا حکم:

مسئلہ(۵۴۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی فجر کی نماز کے لیے وضو کرتا ہے تو فرض نماز کی جماعت کھڑی ہو جاتی ہے اور وہ آدمی سنتیں ادا کر کے جماعت میں شریک ہوتا ہے تو ایسا فعل یعنی سنتیں ادا کر کے فرض نماز میں شامل ہو جانا بدعت ہے یا نہیں؟ اگر یہ بدعت ہے تو قرآن اور حدیث مبارکہ کی روشنی میں اس کی وضاحت فرما دیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر تشہد میں ملنے کی امید ہے تو فجر کی سنتیں ادا کر کے امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جائے اور اگر جماعت کے فوت ہونے کا خوف ہو تو امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جائے اور اس وقت فجر کی سنتیں نہ پڑھے۔

"وشمل کلامه ما اذا كان يرجوا ادراكه في التشهد فانه ياتي بالسنة وظاهر ما في الجامع الصغير حيث قال ان خاف ان تفوته الركعتان دخل مع الامام ان لاياتي بالسنة وفي الخلاصة ظاهر المذهب انه يدخل مع الامام ورجحه في البدائع "......(البحر الرائق : ۲/۱۲۹)

"وقوله وان خشى فوتهما يشير الى انه ان كان يرجوا ادراك القعدة لايدخل مع الامام وحكى عن الفقيه ابى جعفر انه على قول ابى حنيفة وابى يوسف يصلى ركعتى الفجر لان ادراك التشهد عندهما كادراك الركعة "......

(عناية على فتح القدير : ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اقامت کے دوران صفوں کو سیدھا کرنے کی ترغیب دینا:

مسئلہ(۵۴۷): امام صاحب کے لیے اقامت ہو جانے کے بعد اس طرح بولنا کہ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوں، شلوار ٹخنوں سے اوپر کر لیں اس کے ساتھ کوئی ترغیبی بات جو تقریباً ایک دو منٹ پر مشتمل ہو کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

امام صاحب کا اقامت کے بعد یہ کہنا کہ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوں، شلوار ٹخنوں سے اوپر کرلیں یا کوئی ترغیبی بات جو صفوں کو درست کرنے سے متعلق ہو کہنا جائز ہے اور حدیث شریف سے ثابت ہے۔

”عن انس قال اقيمت الصلوة فاقبل علينا رسول الله بوجهه فقال اقيموا صفوفكم وتراصوا فانى اراكم من وراء ظهرى ،قال العلامة ملاعلى القارى تحت قوله عليه الصلوة والسلام اقيمت الصلوة اى فعلت اقامة الصلوة “ ......(مرقاة المفاتيح : ۳/۱۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عورتوں کا نمازِ عشاء کے لیے گھر سے باہر نکلنا:

مسئلہ(۵۴۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورتوں کا نمازِ عشاء باجماعت ادا کرنے کے لیے گھر سے نکلنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

عورتوں کا مطلقاً مسجد میں نکلنا مکروہ ہے خواہ کوئی بھی نماز ہو لہٰذا صورتِ مسئولہ میں مغرب وعشاء میں عورتوں کا نکلنا درست نہیں ہے۔

”ولايحضرن الجماعات لقوله تعالى وقرن فى بيوتكن “......(سورة الاحزاب)

” وقال ﷺ صلاتها فى قعربيتها افضل من صلاتها فى صحن دارها وصلاتها فى صحن دارها افضل من صلاتها فى مسجد هاوبيوتهن خيرلهن، ولانه لايرمن الفتنة من خروجهن اطلقه فشمل الشابة والعجوزوالصلاة لنهارية والليلة قال المصنف فى الكافى والفتوىٰ اليوم على الكراهية فى الصلاة كلها لظهورالفساد“......(البحرالرائق : ۱/۶۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد میں نماز ہوجائے تو گھر پر نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۵۴۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ گھر میں فرض نماز پڑھی جاسکتی ہے جب کہ آدمی کو معلوم ہو کہ مسجد میں نماز ہوچکی ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر جماعت ہوچکی ہے تو گھر میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔

"وذكر القدورى انه اذا فاتته الجماعة جمع باهله في منزله وان صلى وحده جاز"......(بدائع الصنائع : ۱/۳۸۵، هكذا في الهندية : ۱/۸۳)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کے باہر جماعت ثانی کا حکم:

مسئلہ(۵۵۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد سے ملحق حصے میں جو کہ مسجد سے باہر ہو جماعت ثانی کروانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مسجد سے ملحق حصہ میں جو کہ مسجد سے باہر ہو اور مسجد شرعی نہیں ہے، لہٰذا اس میں جماعت ثانیہ کروانا جائز ہے لیکن اہل محلہ اس کی عادت نہ بنائیں کیونکہ اس سے جماعت اولیٰ میں کمی لازم آتی ہے۔

"وتكرار الجماعة الا في مسجد على طريق فلاباس بذلك جوهرة ،قال ابن عابدين وتكرار الجماعة لماروى عبدالرحمن بن ابى بكر عن ابيه ان رسول الله ﷺ خرج من بيته ليصلح بين الانصار فرجع وقدصلى في المسجد بجماعة فدخل رسول الله ﷺ في منزل بعض اهله فجمع اهله فصلى بهم جماعة ولولم يكره تكرار الجماعة في المسجد لصلى فيه ،وروى عن انس ان اصحاب رسول الله ﷺ كانوا اذا فاتتهم الجماعة في المسجدصلوا في المساجد فرادى ولان التكرار يودى تقليل الجماعة لان الناس اذا علموا

انهم تفوتهم الجماعة يتعجلون فتكثروا لاتاخروا"......(الدر المختار مع ردالمحتار: ۱/۲۹۱، هكذا في بدائع الصنائع: ۱/۳۷۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جماعت کے لیے کسی کا انتظار کرنا:

مسئلہ(۵۵۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام مسجد کسی کی جماعت میں شرکت کے لیے رعایت کرسکتا ہے یا نہیں؟ بعض مرتبہ کوئی مقتدی شریر وفسادی ہوتا ہے اور جماعت نکل جانے میں امام کی بے عزتی کرتا ہے، قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جب وقت میں گنجائش ہو تو صورت مسئولہ میں انتظار درست ہے۔

"عن جابر بن سمرة قال كان بلال يوذن ثم يمهل فاذا رأى النبي ﷺ قد خرج اقام الصلوة"......(ابو داؤد: ۱/۹۰)

فقہاء کرام نے بھی یہ بات لکھی ہے کہ بعض مواقع میں کسی شریر شخص کی بھی امام رعایت کرسکتا ہے جب کہ اسے کسی فساد کا اندیشہ ہو۔

"رئيس المحلة لاينتظر مالم يكن شريرا والوقت متسع"......(درمختار على هامش ردالمحتار: ۱/۲۹۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز باجماعت پڑھنا واجب ہے:

مسئلہ(۵۵۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جناب میری عمر ۶۰ سال ہے میں بوڑھا ہوں بے روزگار غریب آدمی ہوں میرا مسجد اوقاف شاہ کمال والوں سے کچھ جھگڑا ہوگیا ہے دیوبندی حضرات کی مساجد میرے کمرے سے دور ہیں کیا میں گھر میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرطِ صحتِ سوال مذکورہ وجہ شرعی عذر نہیں، لہٰذا اگر سائل کو مسجد میں جانے پر قدرت حاصل ہو تو اس کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے۔

”وفی البدائع تجب علی الرجال العقلاء البالغین الأحرار القادرین علی الصلوۃ بالجماعۃ من غیر حرج“......

”وتسقط الجماعۃ بالأعذار حتی لاتجب علی المریض والمقعد والزمن ومقطوع الید والرجل والمفلوج من خلاف ومقطوع الرجل الذی لایستطیع المشی والشیخ الکبیر العاجز والاعمی عند ابی حنیفۃؒ والصحیح انھا تسقط بالمطر والطین والبرد الشدید والظلمۃ الشدیدۃ کذافی التبیین وتسقط بالریح فی اللیلۃ المظلمۃ وامابالنھار فلیست الریح عذراوکذا اذاکان یدافع الأخبثین اوأحدھما أوکان اذاخرج یخاف أن یحبسہ غریمہ فی الدین اویرید سفرا واقیمت الصلوۃ فیخشی ان تفوتہ القافلۃ أوکان قیماللمریض اویخاف ضیاع مالہ............. کذافی السراج الوھاج“......(الھندیۃ : ۸۳/۱)

”(والجماعۃ سنۃ مؤکدۃ للرجال ......وقیل واجبۃ وعلیہ العامۃ) (الدرالمختار) قال فی شرح المنیۃ والاحکام تدل علی الوجوب من ان تارکھا بلاعذر یعذر وترد شھادتہ ویأثم الجیران بالسکوت عنہ“......(درمع ردالمحتار : ۳۰۸/۱ تا ۳۰۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جماعت میں عورت کہاں کھڑی ہو؟

مسئلہ(۵۵۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک جگہ تین مرد اور ایک عورت

موجود ہوں اور وہاں نماز کا وقت ہوجائے تو یہ حضرات نماز باجماعت کس طرح ادا کریں گے؟ شریعت میں ان کی نماز کی ادائیگی کا کیا طریقہ ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں باجماعت نماز ادا کرنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ ایک مرد امام بن جائے اور بقیہ دو اس کے پیچھے کھڑے ہوجائیں اور عورت ان سے بھی پیچھے کھڑی ہوگی یعنی دو صفیں بنائیں پہلی مردوں کی اور دوسری عورت کی۔

"وان كان رجلان وامرأة اقام الرجلين خلفه والمرأة ورائهما .... الخ"

......(الهندية : ١/٨٨)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شرعی عذر کی وجہ سے جماعت ترک کرنا:

مسئلہ(۵۵۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں فالج کا مریض ہوں کیا میرے لیے ایسی حالت میں مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ضروری ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

فالج کی حالت میں اگر آپ مسجد نہیں آسکتے تو مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا آپ کے لیے ضروری نہیں ہے۔

"وتسقط الجماعة بالأعذار حتى لاتجب على المريض والمقعد والزمن ومقطوع اليد والرجل من خلاف ومقطوع الرجل والمفلوج الذى لايستطيع المشى والشيخ الكبير العاجز والاعمى عند ابى حنيفةؒ والصحيح انها تسقط بالمطر والطين والبرد الشديد والظلمة الشديدة كذافى التبيين وتسقط بالريح فى الليلة المظلمة واما بالنهار فليست الريح عذرا وكذا اذا كان يدافع الأخبثين أو أحدهما أو كان اذا خرج يخاف أن يحبسه غريمه فى الدين أو يريد سفرا واقيمت الصلوة فيخشى ان تفوته القافلة أو كان قيما لمريض

أو يخاف ضياع ماله............كذافي السراج الوهاج"......(الهندية : ۸۳/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فاسق کی اقتداء چھوڑ کر مسجد کے علاوہ دوسری جگہ جماعت کروانا:

مسئلہ(۵۵۵): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے اردگرد تین مساجد ہیں ان تینوں کے امام ڈاڑھی کٹواتے ہیں تینوں کی ڈاڑھی ایک مشت سے کم ہے اس لیے ہم اپنے دفتر میں جماعت کرواتے ہیں یہاں ہمارے امام باشرع اور بزرگ ہیں اوراجازت یافتہ ہیں کیاہمارا جماعت کروانا درست ہے اور ہمیں جماعت کا ثواب ملے گا یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

بشرطِ صحتِ سوال صورت مرقومہ میں آپ کا علیحدہ جماعت کروانا درست ہے اور جماعت کا ثواب بھی ملے گا۔

"يحرم على الرجل قطع لحيته"......(الدرالمختار : ۲۸۸/۵)

"ويكره امامة عبدواعرابی وفاسق واعمیٰ:قال الشامیؒ تحت قوله(فاسق) من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المرادبه من يرتكب الكبائر كشارب الخمروالزانی وآكل الرباونحوذلك كذافی البرجندی اسماعيل وفی المعراج قال أصحابنالاينبغي أن يقتدى بالفاسق الافی الجمعة لانه فی غيرهايجداماماغيره اه قال فی الفتح وعليه فيكره فی الجمعة اذاتعددت اقامتهافی المصرعلی قول محمدؒ المفتیٰ به لانه بسبيل الی التحول"

......(درمع ردالمحتار : ۴۱۴/۱)

"ويكره ان يكون الامام فاسقا، ويكره للرجال ان يصلوا خلفه اه"......

(التتارخانية : ۴۳۸/۱)

”وفیه اشارۃ الی انهم قدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لعدم اعتنائه بامور دینه وتساهله فی الاتیان بلوازمه اھ“

......(الحلبی: ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کا تکثیر جماعت یا کسی اور عذر سے جماعت میں تاخیر کرنا:

مسئلہ(۵۵۶): کیا فرماتے علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جماعت کا وقت ہونے پر امام کو مقتدی پاگلوں کی طرح آوازیں لگانا شروع کردیتے ہیں جماعت کا وقت ہوگیا ہے حالانکہ امام مسجد میں موجود ہوتا ہے اور وقت کی پابندی کا خیال بھی حتی الوسعت کرتا ہے اس کے باوجود لوگ امام کو آوازیں لگائیں تو آوازیں لگانا آداب مسجد کے خلاف ہے یا نہیں نیز یہ بھی تحریر کریں کہ امام جماعت کے وقت سے ایک یا آدھ منٹ پہلے یا دیر سے جماعت کرائے تو یہ کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مقتدی حضرات کا یہ طریقہ ٹھیک نہیں خصوصا جبکہ امام مسجد میں موجود ہوتا ہے تو بے صبری اور چیخ وپکار کی بجائے مقتدی صبر وتحمل سے کام لیں اور امام صاحب پر زبان درازی اور طعن سے اجتناب کریں امام وقت سے ایک منٹ یا آدھا منٹ پہلے جماعت نہ کرائے، کیونکہ تقلیل جماعت کا خطرہ ہے اور امام اگر تکثیر جماعت یا کسی عذر کی وجہ سے معمولی تاخیر کردے تو اس کو حق حاصل ہے۔

”وینتظر المؤذن الناس ویقیم للضعیف المستعجل ولا ینتظر رئیس المحلة وکبیرها کذا فی معراج الدرایة، ینبغی ان یؤذن فی اول الوقت ویقیم فی وسطه حتی یفرغ المتوضی من وضوئه والمصلی من صلوته والمعتصر من قضاء حاجته“......(الهندیة: ۱/۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد شرعی کے علاوہ دوسری جگہ جمعہ و جماعت ثانیہ کروانا:

مسئلہ(۵۵۷): آفس کی بلڈنگ میں ہم نے ایک کمرہ صرف نماز ظہر باجماعت کے لیے متعین کیا ہے، جبکہ مسجد کے لیے وقف نہیں ہے، یہاں ظہر کی نماز باجماعت پابندی سے ادا کی جاتی ہے نمازیوں کی تعداد تیس سے پچاس تک ہے تو کیا ہم لوگوں کی آسانی کے لیے یہاں جمعہ کی نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز اسی جگہ جماعت ثانیہ کروانے کی اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں مسجد کے علاوہ مارکیٹ میں مسجد کی جگہ (مصلی) میں نماز جمعہ ادا کرنا اگرچہ جائز ہے لیکن منشاء شریعت کے خلاف ہے کیونکہ شریعت کی منشاء جمعہ سے اظہار عظمت اسلام ہے اور یہ جامع مسجد میں بڑی تعداد میں ادائیگی سے حاصل ہوتی ہے اور اسی جگہ یعنی اسی مصلی میں جماعت ثانیہ جائز ہے۔

"وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا علی المذھب وعلیہ الفتوی"

......(الدر المختار: ۱/۵۹۵)(البحر الرائق: ۲/۲۵۰)

"ویکرہ تکرار الجماعۃ باذان واقامۃ فی مسجد محلۃ لافی مسجد طریق او مسجد لا امام لہ ولا مؤذن"......(الدر المختار علی الرد: ۱/۴۰۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

خواتین کے جماعت میں شریک ہونے کی ایک صورت:

مسئلہ(۵۵۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد کے دائیں بائیں برآمدے ہیں اور درمیان میں صحن بھی ہے امام صاحب صحن میں نماز پڑھاتے ہیں اور رمضان المبارک میں ہوتا یوں ہے کہ خواتین صلوۃ تراویح کے لیے تشریف لاتی ہیں تو ان کو دائیں جانب کا برآمدہ چھوڑ کر کھڑا کیا جاتا ہے اور درمیان امام صاحب ومقتدی اور عورتوں کے برآمدہ کا فاصلہ ہوتا ہے پوچھنا یہ ہے کہ آیا ان خواتین کی نماز ہوتی ہیں یا نہیں؟ نیز وہ جو عشاء کی نماز جماعت سے پڑھتی رہی ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟ دلائل کی روشنی میں خوب وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں چونکہ خواتین مسجد سے باہر راستے کے دوسری طرف باجماعت نماز ادا کر رہی ہیں اب

دیکھا جائے گا کہ راستہ اتنا بڑا ہے کہ بیل گاڑی وغیرہ آسانی سے گزر سکتی ہے تو بغیر اتصال کے نماز میں ان عورتوں کی امام مسجد کے پیچھے اقتداء جائز نہیں ہے اور اگر راستہ اس سے کم ہے تو اقتداء جائز ہے۔

"ویجوز اقتداء جار المسجد بامام المسجد وھو فی بیتہ اذالم یکن بینہ وبین المسجد طریق عام وان کان طریق عام ولکن سدتہ الصفوف جاز الاقتداء لمن فی بیتہ بامام المسجد. کذافی التتارخانیة ناقلاعن الحجة اھ"......(الھندیة ۱/۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

باپردہ عورتوں کی باجماعت نماز تراویح پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۵۵۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد کے نیچے ایک تہہ خانہ ہے اور بالائی منزل پر ایک کمرہ ہے جن کے دروازے اور سیڑھی مغرب کی جانب ایک چھوٹی سی گلی میں ہیں جہاں سے عورتیں باپردہ داخل ہوکر نماز تراویح ادا کرتی ہیں یہ گلی کوئی شارع عام نہیں ہے جس طرح دن کے وقت محلّہ کی عورتیں گھریلو کاموں کے لیے انہیں گلیوں میں پھرتی ہیں اسی طرح عشاء کے وقت تہہ خانے میں آ کر نماز تراویح ادا کرتی ہیں مسجد کا مین گیٹ بطرف شمال ان دروازوں سے دور ہے مردوں اور عورتوں کا آتے جاتے نہ تو کوئی ٹکراؤ ہے اور نہ ہی کوئی فتنہ کا خطرہ ہے، ہمارے امام صاحب کہتے ہیں کہ عورتوں کو مسجد میں آ کر نماز تراویح نہیں پڑھنا چاہیے کوئی ثواب نہیں ملتا، بلکہ خلاف شرع امر ہے آپ مہربانی فرما کر اس سلسلہ میں فتویٰ صادر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

عورتوں کا مسجد میں جا کر جماعت میں شریک ہونا مکروہ ہے چاہے وہ تراویح باجماعت کیوں نہ ہو خالص عورتوں کی جماعت بھی مکروہ ہے امام صاحب صحیح فرما رہے ہیں۔ عورتوں کی جماعت کے بارے میں تفصیلی فتویٰ پہلے (مسئلہ نمبر ۲۴۶ پر) گزر چکا ہے۔

"وکرہ لھن حضور الجماعة الاللعجوز فی الفجر والمغرب والعشاء والفتوی الیوم علی الکراھة فی کل الصلوات لظھور الفساد کذافی الکافی"......(الھندیة : ۱/۸۹)

”ویکرہ حضورھن الجماعۃ ولو لجمعۃ وعید ووعظ (مطلقا) ولو عجوزا لیلا“......(الدر علی ردالمحتار: ۱/۴۱۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ جماعت کروانا:

مسئلہ (۵۶۰): عرض یہ ہے کہ کچھ لوگ عشاء کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنے کے بجائے مدرسہ میں ادا کرتے ہیں اور مدرسہ ہی میں تراویح پڑھتے ہیں وجہ یہ ہے کہ بقول ان کے انتشار سے بچا جائے آیا ایسا کرنا درست ہے جو لوگ مدرسہ میں نماز پڑھ رہے ہیں وہ گنہگار تو نہیں ہو رہے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

فرض نماز باجماعت پڑھنا واجب ہے لیکن مسجد میں پڑھنا افضل ہے مسجد میں نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے مسجد کے ثواب سے محروم رہ گئے جو لوگ مدرسہ میں باجماعت نماز پڑھتے رہے وہ گنہگار نہیں ہوئے۔

”قال فی القنیۃ واختلف العلماء فی اقامتھا فی البیت والأصح انھا کاقامتھا فی المسجد الا فی الفضیلۃ“......(منحۃ الخالق علی البحر: ۱/۶۰۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فیکٹری میں جماعت ثانیہ کا حکم:

مسئلہ (۵۶۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے متعلق کہ کسی فیکٹری میں نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے ایک جگہ متعین ہے، جس کو مستقل مسجد کا حکم نہیں دیا گیا، چونکہ جگہ کم ہے اور نمازیوں کی تعداد زیادہ ہے اور جگہ میں توسیع کی گنجائش نہیں ہے، کیا اس جگہ دوسری جماعت کرانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اذان واقامت دوبارہ کہی جائے یا نہیں؟ اور دوسری جماعت کا امام پہلے امام کی جگہ پر کھڑا ہو سکتا ہے؟ برائے مہربانی مسئلہ واضح فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں اس جگہ جماعت ثانیہ ادا کرنا جائز ہے البتہ پہلی جماعت کی ہیئت پر نہ ہو یعنی دوبارہ اذان نہ کہی جائے صرف اقامت کہی جائے اور دوسرا امام پہلے امام کی جگہ سے ہٹ کر کھڑا ہو۔

"عن أبی حنیفةؒ لو کانت الجماعة الثانیة أکثر من ثلثة یکره التکرار والافلاوعن أبی یوسفؒ اذالم تکن علی الھیئة الاولی لایکره والایکره وھوالصحیح وبالعدول عن المحراب تختلف الھیئة کذافی البزازیة"......(شرح منیة المصلی المعروف بالحلبی الکبیری: ۵۳۰)

"فان دخل مع رفقائه فی مسجدقدصلی فیه باذان واقامة وصلی مع الجماعة لم یؤذن ولابأس بالاقامة بل ھوالافضل بناء علی ان تکرارالاذان فی وقت واحدمشوش والاقامة للحاضرین وھم فی الجماعة الثانیة غیرالاولین فینبغی لھم الاقامة"......(عمدة الرعایة علی شرح الوقایة : ۱/۵۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مستقل نمازیوں کے لیے جماعت ثانیہ کا حکم:

مسئلہ(۵۶۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عصر کی نماز اپنے وقت پانچ بجے امام صاحب نے مسجد میں پڑھائی ریگولر (مستقل) نمازی جن کے علم میں ہے کہ مسجد میں جماعت ۵ بجے ہوتی ہے وہ کسی وجہ سے نماز باجماعت نہیں پڑھ سکے وہ مسجد میں ۵ بجے کے بعد نماز باجماعت ادا کرسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اہل محلہ کے لیے اس مذکورہ مسجد میں دوسری جماعت مکروہ ہے،لہٰذا بعد میں آنے والے افراد انفرادی طور پر نماز پڑھیں۔

"ویکره تکرارالجماعة باذان واقامة فی مسجدمحلة وقال فی الشامی ولنا انه علیه الصلوة والسلام کان خرج لیصلح بین قوم فعادالی المسجدوقدصلی اھل المسجدفرجع الی منزله فجمع اھله وصلی .... ومقتضی ھذا الاستدلال کراھیة التکرارفی مسجدالمحلة ولوبدون اذان ویؤیده مافی الظھیریة لودخل جماعة المسجدبعدماصلی فیه اھله یصلون وحداناوھوظاھرالروایة اھ"......(الدرعلی ردالمحتار: ۱/۴۰۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

گرمی کی وجہ سے غیر مسجد میں جماعت کروانے کا حکم:

مسئلہ(۵۶۳): ہمارے محلہ میں ایک مسجد ہے جس کا ایک ہوادار برآمدہ ہے لیکن لوگ اس برآمدہ میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بجائے مسجد سے متصل ایسی جگہ پر جماعت سے نماز پڑھتے ہیں جس میں مسجد کی نیت نہیں کی گئی۔اور وہ لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ برآمدہ میں گرمی لگتی ہے(جبکہ برآمدہ ہوادار ہے) کیا ان کے اس عذر کا اعتبار ہوگا؟اور ان کا اس طرح سے غیر مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟اور اگر وہ اس طرح غیر مسجد میں جماعت کیساتھ نماز پڑھتے ہیں تو بندہ کے لیے کیا حکم ہے کیا بندہ ان کیساتھ نماز پڑھے یا مسجد کے اندر پڑھے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں جو جگہ وقف نہ ہو وہ مسجد نہیں،لہٰذا اس جگہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے سے نماز ہو جائے گی اور جماعت کا ثواب بھی مل جائے گا لیکن ان لوگوں کو مسجد کا ثواب نہیں ملے گا،لہٰذا اگر آپ بھی ان کے ساتھ نماز پڑھیں تو آپ کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

" وقد مر مني عن شرح المنية ان المصلي في البيت مع الجماعة لايعد تاركا لها نعم يفوت عنه فضل الجماعة قال الشيخ بنوري في حاشيته والصحيح يفوت عنه فضل المسجد"......(فيض الباري:۲/ ۷۱)

"حتى لو صلى في بيته بزوجته أو جاريته أو ولده فقد اتى بفضيلة الجماعة وفي(منحة الخالق على البحر الرائق) اختلف العلماء في اقامتها في البيت والاصح انها كاقامتها في المسجد الا في الفضيلة"...... (البحر الرائق: ۱/ ۶۰۴)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک معذور مقتدی کو جماعت کروانا:

مسئلہ(۵۶۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ پونے تیرہ سال کے لڑکے کے ساتھ

جماعت ہوسکتی ہے جماعت ہوچکی تھی میں نے ایک معذور لڑکا جو کہ سننے بولنے سے قاصر ہے ساتھ کھڑا کر کے نماز پڑھی نماز ہوگئی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں جماعت ہوسکتی ہے بشرطیکہ معذور لڑکا مقتدی کی حیثیت سے جماعت میں شریک ہوا ہو۔

"قال واذازادعلی واحدفھی جماعۃ فی غیر جمعۃ ولو کان معہ صبی یعقل الصلاۃ کانت جماعۃ ولوفاتتہ الجماعۃ جمع باھلہ فی منزلہ وفی(جامع الجوامع) وان کان واحداوفی(الفتاوی العتابیۃ) ینال ثواب الجماعۃ"......(التتارخانیۃ : ۱/۴۵۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کی چھت پر مستقل جماعت کروانا:

مسئلہ(۵۶۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں

۱۔چھت پر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ ۲۔امام مسجد کی کون سی اشیاء استعمال کرسکتا ہے؟

۳۔پینٹ شرٹ پہننا اور اس میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱)مسجد کی چھت پر مستقل جماعت کروانا مکروہ ہے البتہ اگر نچلی منزل تنگ ہوجائے تو زائد نمازی اوپر جاسکتے ہیں۔

"الصعود علی سطح کل مسجدمکروہ ولھذا اذا اشتدالحریکرہ ان یصلوابالجماعۃ فوقہ الا اذاضاق المسجدفحینئذلایکرہ الصعودعلی سطحہ للضرورۃ کذافی الغرائب"......(الھندیۃ :۵/۳۲۲)

"وقال العلامہ الشامیؒ تحت(قولہ وکرہ تحریما الوطئ فوقہ) أی الجماع خزائن اما الوطئ فوقہ بالقدم فغیرمکروہ الافی الکعبۃ لغیرعذرلقولھم بکراھۃ الصلاۃ فوقھاثم رأیت القھستانی نقل عن المفید کراھۃ الصعود علی سطح

المسجد اہ ویلزمہ کراہۃ الصلاۃ أیضا فوقہ فلیتأمل"

......(ردالمحتار : ۱/ ۶۸۵)

۲۔ مسجد کی اشیاء کو امام اپنے ذاتی استعمال میں نہیں لاسکتا، البتہ اگر مسجد کی انتظامیہ نے جو چیزیں خرید کر ذاتی استعمال کے لیے دی ہوئی ہیں مثلاً گھر یا اس کا کوئی سامان یا بجلی یا گیس وغیرہ تو ان اشیاء کو امام اپنے ذاتی استعمال میں لاسکتا ہے۔

"رجل بسط من مالہ حصیرا فی المسجدفخرب المسجدووقع الاستغناء عنہ،فان ذلک یکون لہ ان کان حیاولوارثہ ان کان میتا"......(الھندیة : ۴۵۸/۲)

۳۔ ایسی پینٹ شرٹ جائز نہیں جس سے جسم کی ساخت چھپتی نہیں، بلکہ ظاہر ہوتی ہے اور بلا عذر یہ لباس پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

"وعلی ھذالایحل النظرالی عورة غیرہ فوق ثوب ملتزق بھایصف حجمھا"......(ردالمحتار :۵/ ۲۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک مرد، ایک عورت کو جماعت کرانے کا طریقہ:

مسئلہ(۵۶۶): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام دریں مسئلہ کہ ایک آدمی جماعت کروانا چاہتا ہے گھر میں ایک عورت ہے اور ایک آدمی (امام کے علاوہ) امام اور دوسرا آدمی دونوں عورت کے محرم ہیں جماعت میں امام دوسرے آدمی اور عورت کو کیسے کھڑا کرے، یعنی کیا ترتیب قائم کی جائے؟

۲۔ اور اگر ایک ہی محرم عورت ہو تو اسے کہاں کھڑا کیا جائے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

امام صاحب کو چاہیے کہ مرد مقتدی کو اپنے دائیں طرف برابر کھڑا کرے اور عورت کو پیچھے کھڑا کرے۔

"وان کان معہ رجل وامرأة اقام الرجل عن یمینہ والمرأة خلفہ.اہ"

......(الھندیة : ۱/ ۸۸)

"فلو كان معه رجل أيضايقيمه والمرأة خلفهما اه"......(ردالمحتار : ۱/ ۹ ۱ ۳)

اگرایک محرم عورت کے ساتھ جماعت کروائی ہوتواس کو پیچھے ہی کھڑا کیا جائے۔

"اما الواحدة فتتأخر"......(الدر ردالمحتار : ۱/ ۹ ۱ ۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جماعت میں شریک بچوں کا پہلی صف میں کھڑا ہونا:

مسئلہ(۵۶۷): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نابالغ بچوں کانماز کی جماعت میں پہلی صف میں بڑوں کے ساتھ کھڑا ہونا کیسا ہے؟ مکروہ ہے یافاسد ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں افضل یہ ہے کہ بچے جماعت میں بڑوں کے بعد صف بنائیں اوراگر بالفرض کوئی بچہ بڑوں کے ساتھ پہلی صف میں بھی نماز پڑھ لے تو نماز بلا کراہت جائز ہے۔

"قال صاحب التنوير :(ويصف الرجال ثم الصبيان، ثم الخناثى ثم النساء) قال صاحب الدر المختار تحت قوله(ثم الصبيان) ظاهره تعددهم فلوواحداًدخل الصف وقال في الشامي (قوله فلوواحداًدخل الصف) ذكره في البحربحثاقال وكذالوكان المقتدى رجلاوصبيايصفهماخلفه لحديث أنس فصففتُ أناواليتيم وراءه والعجوزمن ورائنا) وهذابخلاف المرأة الواحدة فانهاتتأخرمطلقاكالمتعددات للحديث المذكور"......(درمع الردالمحتار : ۱/ ۲ ۲ ۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

صلوۃ التسبیح کا باجماعت پڑھنا:

مسئلہ(۵۶۸): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس بارے میں کہ صلوۃ التسبیح باجماعت پڑھنا جائز ہے یانہیں؟اورکیانوافل اورسنت بھی باجماعت پڑھنا جائز ہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

نوافل کی جماعت علی سبیل التداعی مکروہ ہے چاہے گھر میں ہو یا مسجد میں۔ہاں اگر بلا تداعی ایک یا دو آدمی ملکر نوافل کی جماعت کروالیں تو کوئی حرج نہیں لیکن چار آدمیوں کا جماعت کروانا تداعی کے حکم میں داخل ہے جو کہ مکروہ ہے۔

"قال صاحب الهندية :التطوع بالجماعة اذاكان على سبيل التداعي يكره وفي الاصل للصدر الشهيداما اذاصلوابجماعة بغير اذان واقامة في ناحية المسجدلايكره وقال شمس الأئمة الحلواني ان كان سوى الامام ثلاثة لايكره بالاتفاق وفي الأربع اختلف المشائخ،والاصح انه يكره، هكذافي الخلاصة.اھ"......(الهندية : ١/٨٣)

"(ولايصلي الوترولا التطوع بجماعة خارج رمضان) أي يكره ذلك لوعلى سبيل التداعي بان يقتدي أربعة بواحدكمافي الدرر"...... (الدرعلى الرد: ١/٥٢٢)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
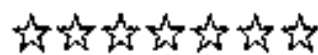
نوافل کی جماعت علی سبیل التداعی:

مسئلہ(۵۶۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حنفی فقہ میں صلوۃ التسبیح یا اس کے علاوہ کوئی اور نفل نماز باجماعت پڑھنے کی اجازت ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

احناف کے نزدیک نوافل کی جماعت سوائے تراویح کے تداعی کے ساتھ مکروہ تحریمی ہے بلکہ ہر ایک آدمی کو اپنی اپنی صلوۃ التسبیح پڑھنا چاہیے اور تداعی کہتے ہی کہ لوگوں کو نفلوں کی جماعت کے لیے بلانا اور جماعت کے لیے کم از کم چار افراد کا جمع ہو جانا اور اگر چار افراد سے کم ہوں تو تداعی نہیں ہے۔

"ولايصلي الوترولا التطوع بجماعة خارج رمضان أي يكره ذلك لوعلى

سبيل التداعي بان يقتدي أربعة بواحد كمافي الدرر ولاخلاف في صحة الاقتداء اذلامانع،نهر.وفي الاشباه عن البزازية "يكره الاقتداء في صلوة رغائب وبراءة وقدرالا اذاقال نذرت كذاركعة بهذا الامام جماعة الخ وقال في الشامي (قوله على سبيل التداعي) هوأن يدعوبعضهم بعضا كمافي المغرب وفسره الواني بالكثرة وهولازم معناه"......(الدرالمختارمع الرد: ۱/۵۲۴)

"(قوله اربعة بواحد) اما اقتداء واحدبواحدأواثنين بواحدفلايكره وثلاثة بواحدفيه خلاف بحرعن الكافي وهل يحصل بهذا الاقتداء فضيلة الجماعة فظاهرماقدمناه من ان الجماعة في التطوع ليست بسنة يفيدعدمه تأمل.بقي لواقتدأ به واحدأواثنان ثم جاء ت جماعة اقتدوابه،قال الرحمتي ينبغي ان تكون الكراهة على المتأخرين الخ.قلت وهذاكله لوكان الكل متنفلين امالواقتدى متنفلون بمفترض فلاكراهة كماذكره في الباب الآتي"......(ردالمحتار: ۱/۵۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
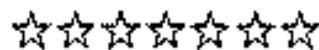
جماعت کی ایک صورت اوراسکاحکم:

مسئلہ(۵۷۰): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر مسجد میں لائٹ بندہواور باہر بارش ہورہی ہو یاکوئی اورعذرہےتواس صورت میں امام مسجد کےاور برآمدہ کے درمیان والےدروازے میں کھڑاہوسکتاہے یانہیں اگرکھڑاہوگاتومقتدیوں کی نمازکاکیابنے گا؟ آیاوہ درست ہے یامکروہ ہوگی امام کی نمازمکروہ ہونیکی وجہ سے مقتدیوں کی نمازمکروہ ہوگی یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں امام صاحب کامسجد کے برآمدےاورہال کے درمیانی دروازے میں کھڑاہونامکروہ ہے

جبکہ پاؤں کی ایڑھیاں اور ٹخنے باہر نہ ہوں البتہ ضرورت (مسجد کی تعمیر وغیرہ) کی وجہ سے جائز ہے لیکن ایڑھیان اور ٹخنے باہر رکھے، بارش اور جگہ کی تنگی کی وجہ سے امام کو بجائے درمیانی دروازہ کے محراب میں کھڑا ہونا چاہیے۔

باقی بجلی یا اندھیرے کا عذر کوئی شرعی عذر نہیں لہٰذا امام کو دروازے یا ستونوں کے درمیان کھڑا نہیں ہونا چاہیے۔

امام کی نماز مکروہ ہونے کی وجہ سے مقتدیوں کی نماز بھی مکروہ ہوگی۔

"والأصح ماروی عن أبی حنیفةؒ انہ قال أکرہ ان یقوم بین الساریتین"

......(ردالمحتار: ۱/ ۴۲۰)

"وأیضافی الدر :(وقیام الامام فی المحراب لاسجودفیہ) وقدماہ خارجہ لان العبرة للقدم(مطلقا) وان لم یشتبہ حال الامام ان علل بالتشبہ وقال العلامة الشامی(قولہ ان علل بالتشبہ الخ) قیدللکراھة وحاصلہ انہ صرح محمدؒ فی الجامع الصغیربالکراھة ولم یفصل فاختلف المشائخ فی سببہافقیل کونہ یصیر ممتازاعنھم فی المکان لان المحراب فی معنی بیت آخروذلک صنیع اھل الکتاب واقتصرعلیہ فی الھدایة واختارہ الامام السَرَخسِیؒ وقال انہ الاوجہ"......(الدرمع الرد: ۱/ ۴۷۷)

"وایضاً فیہ(وقولہ عندعدم العذر) کجمعة وعیدفلوقاموا علی الرفوف والامام علی الارض اوفی المحراب لضیق المکان لم یکرہ قال الشامی قولہ(فلوقاموا) تفریع علی عدم الکراھة عندالعذرفی جمعة وعید. قال فی المعراج وذکرالشیخ الاسلام انمایکرہ ھذا اذالم یکن من عذراما اذاکان فلایکرہ کمافی الجمعةاہ"......(الدرمع الرد: ۱/ ۴۷۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عورتوں کا تنہا تراویح یا نفل جماعت کروانا:

مسئلہ (۱۷۵): عورتوں کا تنہا تراویح یا نفل جماعت کروانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

عورتوں کا تراویح یا نفل میں اپنی جماعت کروانا مکروہ تحریمی ہے۔

"ویکرہ تحریماجماعة النسآء ولوفی التراویح (قوله ویکرہ تحریما)صرح به فی الفتح والبحر.وقال تحت قوله "ولوفی التراویح"افادان الکراھة فی کل ماتشرع فیه جماعة الرجال فرضا اونفلا"......(الدرمع الرد: ۱/۴۱۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فیکٹری کی مسجد میں جماعت ثانیہ:

مسئلہ(۵۷۴): ایک فیکٹری ہے جس میں۵۰۰،۶۰۰ لوگ کام کرتے ہیں۔فیکٹری کے اندر مسجد بھی ہے اور باقاعدہ نماز باجماعت ہوتی ہے چونکہ کام کی نوعیت اس طرح ہے کہ تمام افراد کا ایک جماعت میں شریک ہونا مشکل ہے،لہٰذا کیا فیکٹری میں دوسری جماعت کروانا درست ہے اور شرعا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مقیم حضرات کا مسجد میں دوسری جماعت کروانا مکروہ ہے مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہ جماعت ثانیہ کرواسکتے ہیں۔

"رجل دخل مسجداصلی فیه أھله فانه یصلی وحدہ من غیراذان ولا اقامة ویکرہ له ان یصلی بجماعة باذان واقامة.والاصل فی ذلک ان رسول اللہ ﷺ خرج لیصلح بین الأنصار واستخلف عبدالرحمن بن عوفؓ فرجع بعدماصلی عبدالرحمن فدخل بیته وجمع أصحابه وصلی بھم ولوکان یجوزاعادة الصلاة فی المسجدلماترک الصلاة فی المسجدمع ان الصلاة فی المسجدافضل.ولان فی ھذاتقلیل الجماعة لان الجماعة اذاکانت لاتفوتھم لایعجلون الی الحضورفان کل أحدیعتمدعلی جماعة وبه وقع الفرق بین ھذاوبین ما اذاصلی فیه قوم لیسوامن أھله حیث کان لأھله ان

یصلوافیہ بجماعۃ باذان واقامۃ لان تکرار الجماعۃ ھھنالایؤدی الی تقلیل الجماعۃ"......(المحیط البرھانی: ۲/۱۰۲)

"(قولہ وتکرار الجماعۃ) لماروی عبدالرحمن بن أبی بکرعن أبیہ ان رسول اللہ ﷺ خرج من بیتہ لیصلح بین الأنصارفرجع وقدصلی فی المسجدبجماعۃ فدخل رسول اللہ ﷺ فی منزل بعض أھلہ فجمع أھلہ فصلی بھم جماعۃ ولولم یکرہ تکرار الجماعۃ فی المسجدلصلی فیہ وروی عن أنسؓ أن أصحاب رسول اللہ ﷺ کانوا اذافاتتھم الجماعۃ فی المسجدصلوافی المسجدفرادی ولان التکراریؤدی الی تقلیل الجماعۃ لان الناس اذاعلموا انھم تفوتھم الجماعۃ یتعجلون فتکثروالاتأخروا"......(ردالمحتار: ۱/۲۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جماعت ثانیہ کی ایک صورت:

مسئلہ(۵۷۳): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک چھ منزلہ عمارت ہے اس کے تہہ خانہ میں ایک بڑے کمرے کو مسجد بنا کر باجماعت نماز ادا کی جاتی ہے، بیسمنٹ میں مسجد کے علاوہ چند دفاتر، راہداری، کینٹین، لفٹ اور باتھ روم وغیرہ ہیں نمازیوں کی تعداد مسجد کی گنجائش سے بڑھ جاتی ہے اس لیے نماز ظہر دو دفعہ ادا کی جاتی ہے ایک ۱:۳۰ اور دوسری ۲:۳۰ بجے نمازیوں کی کثرت کے باعث مسجد میں داخلہ کے راستے کے باہر لفٹ کے پاس اور کینٹین کے قریب بھی صفیں بچھا کر باجماعت نماز ادا کی جاتی ہے کچھ دنوں سے امام صاحب نے مسجد کے کمرے کے باہر نماز ادا کرنے سے منع کر دیا ہے کہ یہ راہداری ہے کینٹین اور لفٹ ہے اور باتھ روم کی طرف راستہ جاتا ہے اس لیے یہ جگہ پاک نہیں ہے، لہٰذا اس جگہ نماز ادا کرنا درست نہیں ہے اس کے خیال میں مسجد کے باہر لوگ جوتوں سمیت چلتے ہیں، لہٰذا فرش پاک نہیں ہے صفیں بچھانے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوسکتا قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں یہ جگہ چونکہ شرعی مسجد نہیں، لہٰذا اس میں کئی بار جماعت کرانا درست ہے کیونکہ شرعی مسجد کے لیے اوپر نیچے کی تمام منزلوں کا وقف ہونا ضروری ہے، امام صاحب کا کمرے کے باہر صفیں بچھا کر نماز پڑھنے سے منع کرنا درست نہیں ہے، البتہ جس جگہ صفیں بچھائی جاتی ہیں اس راستے پر ظاہری نجاست ہو یا نجس پانی ہو جو کہ باتھ روم سے جوتوں کو لگ کر وہاں آیا ہو اس جگہ کو خشک کیے بغیر اگر صفیں بچھائی گئی ہوں تو جگہ کے تر ہونے کی وجہ سے صفیں بھی ناپاک ہو جائیں گی، اور اگر جگہ خشک کر کے صفیں بچھائی جائیں تو اس جگہ نماز پڑھنا جائز ہے۔

"(وکرہ تحریما الوطؤ فوقه والبول والتغوط لانه مسجدالی عنان السماء) بفتح العین وکذا الی تحت الثری"......(الدرمع الرد: ۱/۴۸۵) "ولو بسط الثوب الطاهر علی الارض النجسة صلی علیه جاز"......(البحر: ۱/۲۶۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

گھر میں بغیر عذر کے نماز باجماعت پڑھنا:

مسئلہ (۵۷۴): ایک مسلمان ماہانہ محفل ذکر و نعت اپنے گھر یا دکان میں باقاعدگی سے کراتا ہے اور بعد اختتام محفل نماز عشاء وہاں باجماعت ادا کر لیتے ہیں، جبکہ دائیں بائیں مساجد اپنے مسلک کی چند قدموں پر واقع ہیں اور اذان بھی بخوبی و آلہ تشہیر کے بغیر ہر شریک محفل سنتا ہے تو کیا نماز باجماعت کا ماہانہ معمول از روئے شریعت اور فقہ حنفی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جب مسجد میں اذان ہو جائے تو فرض نماز کے لیے (اجابت بالقدم) واجب ہے اور فقہاء کرام نے (اجابت بالقدم) مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرنے کو بتایا ہے، لہٰذا جب تک مسجد میں جماعت نہ ہوئی ہو، اس وقت تک مسجد سے ہٹ کر دکان یا گھر وغیرہ میں باجماعت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اگر دکان یا گھر میں بغیر کسی عذر شرعی کے مسجد کی جماعت چھوڑ کر جماعت کیساتھ نماز پڑھی جائے تو جماعت کا ثواب اگرچہ مل جائے گا، لیکن مسجد کی جماعت ترک کرنے کا گناہ ضرور لازم آئے گا، جس سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اذان کے بعد محفل کو موقوف کر کے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں، نماز کے بعد بقایا محفل منعقد کریں۔

"قال فی البحر :وقال الحلوانی الاجابة بالقدم لاباللسان حتی لوأجاب باللسان ولم یمش الی المسجدلایکون مجیبا"......(البحر الرائق: ۱/۳۵۱)

" (قوله ولوفاتته ندب طلبها)......وان صلی فی مسجدحیه منفرداًفحسن وذکر القدوری یجمع بأهله ویصلی بهم یعنی وینال ثواب الجماعة.....وأجاب ح بأن الوجوب عندعدم الحرج وفی تتبعهافی الأماکن القاصية حرج لایخفیٰ مع مافی مجاوزة مسجدحیه من مخالفة قوله ﷺ لاصلوة لجارالمسجدالافی المسجدالخ"...... (ردالمحتار: ۱/۳۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عورتوں کا مسجد کے تہہ خانے میں جماعت میں شریک ہونے کی ایک صورت:

مسئلہ(۵۷۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسئلہ یوں ہے کہ ہم نے کچھ سال پہلے ایک چرچ خرید کر مسجد میں تبدیل کیا ہے۔منسلک نقشہ دیکھنے سے آپ کو یہ اندازہ ہوگا کہ مسجد کی بالائی منزل نچلی منزل کے مقابلے میں لمبی ہے اور لمبائی زیادہ ہے جو کہ مردوں کی نماز اور لڑکوں کے مدرسہ کے لیے استعمال ہوتی ہے جب کہ نیچے کی منزل میں لڑکیوں کا مدرسہ ہے اور خواتین کی نماز کے لیے استعمال ہوتی ہے بالائی منزل میں صفوں کی زیادہ گنجائش ہے اور تقریباً ایک سو پچاس آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں اور نیچے کی منزل میں غسل خانہ اور باورچی خانہ ہے اس لیے وہ خواتین کے لیے ہے اور صفوں کی گنجائش کم ہے جس میں قریبی خواتین نماز پڑھ سکتی ہیں، چند بھائیوں نے ایک کتاب کا حوالہ دیا جس کی فوٹو کاپی منسلک ہے اس فتویٰ کی رو سے ان تمام مردوں کی نماز نہیں ہوتی ، بالائی منزل کی وہ صفیں جو نیچے کی منزل میں عورتوں کی صفوں کے پیچھے ہیں جو کہ دو منزلیں ہیں اس میں سوچ بچار کی ضرورت ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں تمام لوگوں کی نماز درست ہے البتہ موجودہ دور فتنہ کا ہے،لہٰذا عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا جائے ، باقی تقدیم اور تاخیر کا اعتبار امام کی وجہ سے ہوگا ، اگر امام کے پیچھے مردوں کی صف ہے تو تمام مردوں کی نماز درست ہے اور اگر عورتوں کی صف ہے تو تمام مردوں کی نماز فاسد ہوجائے گی امام خواہ اوپر ہو یا نیچے ، اور محاذت کا مسئلہ یہاں نہیں ہے کیونکہ درمیان میں حائل موجود ہے۔

"ویمتنع من الاقتداء صف من النساء بلاحائل قدر ذراع أو ارتفاعهن قدر قامة الرجل مفتاح السعادة (قوله صف من النساء) المراد به مازاد علی ثلاث نسوة فانه یمنع اقتداء جمیع من خلفه"......(ردالمحتار: ۱/ ۳۳۲)

"(ویکره حضورهن الجماعة) ولو لجمعة وعید ووعظ (مطلقا) ولو عجوزا لیلا (علی المذهب) المفتی به لفساد الزمان"......(در علی الرد: ۱/ ۴۱۸)

"واذا حاذته امرأة مشتهاة ولا حائل بینهما"......(تنویر الابصار: ۱/ ۴۲۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد شرعی کے علاوہ کسی اور جگہ جماعت کرانے کا حکم:

مسئلہ(۵۷۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے ایک دینی مدرسہ بنوایا اس کی پہلی منزل حفظ کے لیے مختص کی گئی اور اس میں ایک کمرے میں جماعت کے ساتھ نماز بھی ادا کی جاتی ہے اور اس جگہ مسجد بنانے کی نیت نہیں اور عین اس کے اوپر دوسری درس گاہ ہے اور تیسری منزل پر قاری صاحب کی رہائش گاہ ہے نماز باجماعت کے لیے اذان لاؤڈ سپیکر پر باقاعدہ دی جاتی ہے، لہٰذا اس سلسلہ میں رہنمائی فرمائیں کہ اذان کے ساتھ نماز باجماعت گھر پر ہوتی ہے جو کہ اہل محلہ اور طلبہ کے لیے دی جاتی ہے اگر یہ نماز ہو سکتی ہے تو پھر مسجد جانے کی کیا ضرورت ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرطِ صحت سوال شرعی مسجد ہونے کے لیے اس زمین کا مسجد کے لیے وقف ہونا ضروری ہے، لہٰذا سوال میں مذکورہ جگہ میں مسجد کے لیے وقف نہ ہونیکی وجہ سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب تو ملے گا لیکن مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب جو احادیث میں مروی ہے وہ نہیں ملے گا فقط نماز کی اجازت دینے سے شرعی مسجد نہیں بنتی۔

"(لا) یکره ماذکر ای من الوطئی والبول والتغوط نهر (فوق بیت) جعل (فیه

مسجد)بل ولافیه لانه لیس بمسجدشرعا(قوله فوق بیت) ای فوق مسجدالبیت ای موضع اعدللسنن والنوافل بأن یتخذله محراب وینظف ویطیب کما امربه ﷺ(الی ان قال)به یفتی،نهایة) عبارة النهایة والمختارللفتوی انه مسجدفی حق جوازالاقتداء الخ لکن قال فی البحر ظاهره انه یجوزالوطء والبول والتخلی فیه ولایخفی مافیه فان البانی لم یعده لذلک فینبغی ان لایجوزوان حکمنابکونه غیرمسجدوانماتظهر فائدته فی حق بقیة الاحکام وحل دخوله للجنب والحائض اه"......(الدرمع الرد: ۱/۶۸۶)

اور یہ ایسا ہی ہے جیسے گھر میں نماز کے لیے کوئی جگہ بنالینا جو کہ شرعا مسجد نہیں۔

ولواتخذفی بیته موضعاللصلاة فلیس له حکم المسجداصلاً"......(حلبی کبیری: ۵۳۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جمعہ کی نماز میں اتصال صفوف کا مسئلہ:

مسئلہ(۵۷۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جامع مسجد بوہڑ والی چھوٹی سی مسجد ہے، جمعہ کے دن مسجد میں بہت رش ہوتا ہے مسجد چھوٹی ہونے کی وجہ سے لوگ باہر نماز پڑھتے ہیں، سلسلہ کچھ یوں ہے کہ مسجد کے ساتھ ایک تنگ سی گلی ہے گلی کے ساتھ مارکیٹ ہے، اس میں لوگ نماز جمعہ پڑھتے ہیں، میں مسجد کمیٹی کا صدر ہوں، مجھے کسی نے یہ کہا ہے کہ یہ جو آپ نماز پڑھتے ہیں ٹھیک نہیں ہے آپ لوگوں کی نماز نہیں ہوتی، مہربانی فرما کر اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں اگر راستہ اتنا کشادہ ہو کہ اس راستہ سے بیل گاڑی گزر سکتی ہو تو پھر مارکیٹ والوں کی اقتداء درست نہیں اور اگر راستہ تنگ ہو اور بیل گاڑی نہ گزر سکے تو پھر مارکیٹ والوں کی اقتداء درست ہوگی البتہ اگر راستہ میں صف بنانا ممکن ہو سکے تو راستہ میں بھی صف بنا لینی چاہیے تاکہ کوئی اشکال نہ رہے۔

"المانع من الاقتداء ثلاثة اشیاء(منها) طریق عام یمرفیه العجلة والاوقارهکذافی شرح الطحاوی اذاکان بین الامام وبین المقتدی طریق ان کان ضیقا لایمرفیه العجلة والاوقارلایمنع وان کان واسعایمرفیه العجلة والاوقاریمنع کذافی فتاوی قاضی خان"......(الهندية : ۱ /۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جماعت کی نماز میں امام کی پیروی ضروری ہے:

مسئلہ(۵۷۸): الفلاح مسجد کے امام صاحب ہیں جوکہ عمررسیدہ بھی ہیں اورگھٹنوں کے درد میں بھی مبتلا ہیں اورامامت کرواتے ہوئے رکوع سے فارغ ہوتے ہوئے قومہ سے سجدہ کی طرف جاتے ہیں توان کواپنی تکلیف کی وجہ سے سجدے میں جاتے وقت کافی دیرلگ جاتی ہے اتنے میں لوگ سجدے میں جاچکے ہوتے ہیں وہ ابھی تک سجدے میں سرنہیں رکھ پاتے ،دوسری بات یہ کہ سجدے سے جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بھی مقتدی ان کے کھڑے ہونے سے پہلے کھڑے ہوتے ہیں وہ ابھی رکوع کی پوزیشن میں ہی ہوتے ہیں، جماعت کی نماز میں امام کی پیروی ضروری ہے یانہیں؟اس ضرورت میں کیاحکم ہے؟ ہم امام صاحب کوتبدیل کریں یا ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہیں ہماری نماز پوری ہوجائے گی یانہیں پیروی کاحکم پوراہوجائے گایانہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

جماعت کی نماز میں امام کی پیروی ضروری ہے مذکورہ صورت میں پیروی کے حکم پرمکمل طور پرعمل نہیں ہورہا اس لیے مقتدیوں پرلازم ہے کہ اس امام کے مکمل طور پر ہررکن میں جانے کا انتظارکریں، ورنہ نمازفاسد ہوجائے گی،اوراس امام صاحب کواحسن طریقے سے رخصت کریں اورصحیح اورتندرست امام کومتعین کریں۔

"ویفسدهامسابقة المقتدی برکن لم یشارکه فیه امامه کمالورکع ورفع رأسه قبل الإمام ولم یعده معه أوبعده وسلم وإذالم یسلم مع الإمام وسابقه بالرکوع والسجودفی کل الرکعات قضی رکعة بلاقرأة لأنه مدرک أول صلاة الإمام لاحق"......(حاشية طحطاوی:۳۳۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بچے پر نماز کب فرض ہوتی ہے؟ بچوں کو صفوں میں کہاں کھڑا کرنا چاہیے؟

مسئلہ(۵۷۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں نماز کتنے سال کے بچے پر فرض ہے، جن پر نماز فرض نہیں ہوئی وہ اپنے بڑوں کے ساتھ مسجد میں فرض نماز کے لیے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ انہیں بڑوں کے ساتھ صف کے درمیان میں کھڑا کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جب بچہ بالغ ہوتا ہے تو نماز اس پر فرض ہوتی ہے، اگر بالغ ہونا کسی وجہ سے معلوم نہ ہوسکے تو شرع میں بلوغ کی عمر پندرہ قمری سال ہے، جو بالغ بچے نہیں ان کو پچھلی صف میں کھڑا کیا جائے، اگر پچھلی صف میں اکیلا ہو تو اس کو پہلی صف میں کھڑا کیا جائے یا بائیں طرف کھڑا کرنا ضروری ہے۔

”الصلاة فريضة مهمة لايسع تركها......الوجوب يتعلق عندنابآخر الوقت بمقدار التحريمة حتى أن الكافر إذا أسلم والصبي إذابلغ والمجنون إذافاق والحائض إذاطهرت ان بقي مقدار التحريمة يجب عليه الصلاة عندنا كذافي المضمرات“......(الهندية : ۱/۵۱)

”(بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال) والأصل هوالإنزال ......(فإن لم يوجدفيهما)شيء(فحتى تم لكل منهماخمس عشرة سنة به يفتى)“ ......(ردالمحتار:۵/۱۰۷)

”ولواجتمع الرجال والصبيان والخناثى والإناث والصبيات المراهقات يقوم الرجال أقصى مايلي الإمام ثم الصبيان ثم الخناثى ثم الإناث ثم الصبيات المراهقات كذافي شرح الطحاوي“......(الهندية : ۱/۷۹)

”وإذاكان معه اثنان قاماخلفه وكذلك إذاكان أحدهماصبيا الخ“...... (الهندية : ۱/۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس مسجد کے امام وخطیب متعین ہوں اس میں جماعت ثانیہ کا حکم:

مسئلہ(۵۸۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مین روڈ کے قریب ایک مسجد ہے جس میں امام وخطیب بھی متعین ہے، محلے والوں کو دوسری جماعت کروانے کا اور مسافروں کا بھی کیا حکم ہے؟

آیا کہ مسجد میں جماعت اول والے تشہد میں بیٹھے ہوں تو باہر دوسری جماعت کرواسکتے ہیں یا نہیں؟ باہر یا اندر دونوں صورتوں کی وضاحت کی ضرورت ہے۔

الجواب باسم الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں جب امام وخطیب متعین ہیں تو محلّہ والے جماعت ثانیہ نہیں کرواسکتے، مسافر اور غیر اہل محلّہ کے لیے جائز ہے۔

امام جب تشہد میں بیٹھا ہو تو اس کے ساتھ جماعت میں شریک ہونا ضروری ہے دوسری جماعت نہیں کرنی چاہیئے، جماعت اندر مسجد میں ہو رہی ہو یا صحن مسجد میں۔

"یکره تكرار الجماعة في مسجد محلة بأذان و اقامة الا اذا صلى بهما فيه اولا غير اهله او اهله لكن بمخافتة الاذان و كرر اهله بدونهما او كان مسجد طريق جاز اجماعا كما في مسجد ليس له امام ولا مؤذن ويصلي الناس فيه فوجا فوجا فان الافضل ان يصلي كل فريق بأذان و اقامة على حدة كما في امالي قاضي خان ونحوه في الدرر والمراد بمسجد المحلة ماله امام و جماعة معلومون كما في الدرر وغيرها"......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۰۸)

"و اذا دخل القوم مسجد قد صلى فيه اهله كرهت لهم ان يصلوا جماعة باذان واقامة ولكنهم يصلون واحدانا بغير اذان ولا اقامة لحديث الحسن قال كانت الصحابة اذا فاتتهم الجماعة فمنهم من اتبع الجماعات ومنهم من صلى في مسجده بعده بغير اذان ولا اقامة ......ولنا انا امرنا بتكثير الجماعة وفي تكرار الجماعة في مسجد واحد تقليلها لان الناس اذا عرفوا انهم تفوتهم الجماعة يعجلون للحضور فتكثر الجماعة ......فاما اذا صلى فيه اهلها او اكثر اهلها فليس لغيرهم حق الاعادة "......(مبسوط سرخسی : ۱/۲۸۰)

" اهل المسجد اذاصلوا باذان وجماعة يكره تكرار الاذان والجماعة فيه ......ولوصلى فيه غيراهله بالجماعة فلاباس لاهله ان يصلوافيه بالجماعة كذافي محيط السرخسي "......(فتاویٰ الهندية: ۱/۵۴)

" عن ابن ليلى وعن معاذبن جبل قالاقال رسول الله اذااتى احدكم الصلوة والامام على حال فليصنع كمايصنع الامام "......(جامع ترمذی: ۱/۲۳۶)

" والالمن صلى الظهر والعشاء وحده مرة فلايكره خروجه بل تركه للجماعة الاعند الشروع في الاقامة فيكره لمخالفته الجماعة بلاعذر "......(درمختارعلى ردالمحتار: ۱/۵۲۸)

"اصل المسئلة اذاادرک الامام يوم الجمعة في التشهد يصير مدركا للجمعة عندهما وعندمحمد لايصير مدركالها "......(فتاوىٰ التاتارخانية: ۱/۴۷۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
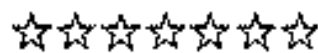
صلوۃ التسبیح باجماعت پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۵۸۱): محترم جناب حضرت مفتی صاحب

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ صلوۃ التسبیح باجماعت جائز ہے یانہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمادیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ نوافل جماعت کے ساتھ علی سبیل التداعی ممنوع ہیں۔

" واعلم ان النفل بالجماعة على سبيل التداعي مكروه على ماتقدم ماعداالتراويح وصلوة الكسوف والاستسقاء "......(شرح الكبير: ۱/۴۳۲)

" اى يكره ذلک لوعلى سبيل التداعي بان يقتدى اربعة بواحد كمافي الدرر(قوله اربعة بواحد)امااقتداء واحد بواحد اواثنين بواحدفلايكره وثلاثة

بواحد فیہ خلاف بحر عن الکافی وھل یحصل بھذا الاقتداء فضیلۃ الجماعۃ ظاھر ماقدمناہ من ان الجماعۃ فی التطوع لیست بسنۃ یفید عدمہ تأمل“.....

(درمع الرد: ۱/۵۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کے ملحقہ حصہ میں جماعت ثانیہ کروانا:

مسئلہ(۵۸۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا مسجد سے ملحق حصہ میں جو کہ مسجد سے باہر ہو جماعت ثانیہ کرانا جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جو حصہ مسجد سے باہر ہو اس میں جماعت ثانی جائز ہے۔

”عن ابی بکرۃ ان رسول اللہ ﷺ اقبل من نواحی المدینۃ یرید الصلاۃ فوجدالناس قدصلوا فمال الی منزلہ فجمع اھلہ فصلی بھم رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجالہ ثقات“.....(اعلاء السنن: ۴/۲۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تکرار جماعت کا حکم:

مسئلہ(۵۸۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کس مسجد کے اندر تکرار جماعت جائز ہے اور کس مسجد میں جائز نہیں ہے؟

عدم جواز کی صورت میں اگر مسافر ایسی مسجد میں دوبارہ جماعت کروائیں تو کیا جائز ہے؟

اسی طرح تراویح کے بارے میں بھی وضاحت فرمادیں کہ ایک ہی مسجد میں ایک سے زائد جماعتیں ہو سکتی ہیں یا نہیں؟

برائے مہربانی ایسی تفصیل فرمائیں کہ بستی، گاؤں، شہر، اڈہ اور راستے پر واقع تمام مسجدوں کا مسئلہ حل ہو جائے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں محلہ کی مسجد میں اہل محلہ کے لیے جماعت ثانیہ کروانا ہیئت اولیٰ پر مکروہ تحریمی ہے، اور مسجد محلّہ کی تعریف یہ ہے کہ جس کے امام اور مؤذن متعین ہوں اور نماز باجماعت ہوتی ہو، اور مسجد محلّہ میں غیر اہل محلّہ کے لیے جماعت ثانیہ کروانا جائز ہے، حضرت علامہ انور شاہ الکشمیری کا یہ ارشاد ہے، اور بدائع وغیرہ کی اس تعلیل سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ تکرار جماعت تقلیل جماعت کا باعث ہے، جب کہ غیر اہل محلّہ اور بیرونی مسافر حضرات میں یہ علت نہیں پائی جاتی۔

"وعن ابی یوسف فی الکبیری انھاتجوز بدون الاذان والاقامة اذالم تکن فی موضع الامام ولعل ترک الاذان والاقامة مع ترک موضع الامام لتغییر ھاعن ھیئته الجماعة الاولی وفی ظاھر الروایة انھامکروھة ثم ان روایة ابی یوسف محلھا فیمن فاتتھم الجماعة انھم تعمدوا ذالک اوتعودوہ اماالثرانس رضی اللہ عنه فلادلیل فیه لمافی مصنف ابن ابی شیبة انه جمع بھم وقام وسطھم ولم یتقدم علیھم فدل ان قصدتغییرالشاکلة کمافعله ابویوسف غیران ابایوسف غیرھا بترک الاذانین وموضع الامام وانسا رضی اللہ عنه بترک التقدم علیھم علی انه لم یجمع فی مسجد محلته وانماجاء الی مسجد بن زریق وجمع بھم فیه ومسألة الجماعة الثانیة فیمااذا جمع اھل تلک المحلة فی مسجدھم ثانیا"......(فیض الباری: ۲/۱۹۳)

"قوله وتکرارالجماعة لماروی عبدالرحمن بن ابی بکر عن ابیه ان رسول اللہ ﷺ خرج من بیته لیصلح بین الانصار فرجع وقدصلی فی المسجد بجماعة فدخل رسول اللہ ﷺ فی منزل بعض اھله فجمع اھله فصلی بھم جماعة ولولم یکرہ تکرارالجماعة فی المسجد لصلی فیه وروی عن انس ان اصحاب رسول اللہ ﷺ کانوا اذافاتتھم الجماعة فی المسجد صلوافی المسجد فرادیٰ ولان التکراریؤدی الی تقلیل الجماعة لان الناس اذاعلموا انھم تفوتھم الجماعة یتعجلون فتکثروا لاتاخرواہ بدائع وحینئذ فلودخل

جماعة المسجد بعدماصلی اهله فیه فانهم یصلون وحدانا وهو ظاهر الروایة ظهیریة ،وفی آخر شرح المنیة وعن ابی حنیفة لو کانت الجماعة اکثر من ثلاثة یکره التکرار والافلا وعن ابی یوسف اذالم تکن علی الهیئة الاولی لاتکره والاتکره وهوالصحیح وبالعدول عن المحراب تختلف الهیئة کذافی البزازیة اه...... (قوله الافی مسجدعلی طریق) وهومالیس له امام ومؤذن راتب فلایکره التکرار فیه باذان واقامة بل هوالافضل خانیة "......(فتاویٰ شامی : ۱/۲۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا مسافر جماعت ثانیہ کے لیے اذان واقامت کہیں گے؟

مسئلہ(۵۸۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تبلیغی جماعت والے کسی بستی میں تبلیغ کی غرض سے جاتے ہیں اور ایسے وقت میں پہنچتے ہیں کہ نماز ہو چکی ہوتی ہے ،تو کیا وہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں یا بغیر جماعت کے ،اور اگر جماعت کے ساتھ پڑھیں تو اذان واقامت کے ساتھ یا بغیر اذان واقامت کے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں اہل محلہ کے لیے تو محلہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے،البتہ اہل محلہ کے علاوہ کے لیے جماعت ثانیہ کی گنجائش ہے،وہ بھی امام صاحب کی جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ پر ہو۔

" واذادخل القوم مسجداقدصلی فیه اهله کرهت لهم ان یصلوا جماعة باذان واقامة ولکنهم یصلون وحدانا بغیراذان ولااقامة لحدیث الحسن قال کانت الصحابة اذافاتتهم الجماعة فمنهم من صلی فی مسجده بغیر اذان ولااقامة "

......(مبسوط : ۱/۲۸۰)

"قوله باذان واقامة عبارته فی الخزائن اجمع مماهناونصبها یکره تکرار الجماعة فی مسجدمحلة باذان واقامة الااذاصلی بهمافیه اولاغیراهله اواهله لکن بمخافتة الاذان"......(فتاویٰ شامی : ۱/۳۰۸)

”ومقتضی هذا الاستدلال کراهة التکرار فی مسجد المحلة ولو بدون اذان ویؤیده مافی الظهیریة لودخل جماعة المسجد بعدماصلی فیه اهله یصلون وحدانا وهوظاهر الروایة “......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۰۹)

”قوله وجاء انس بن مالک الی مسجد قدصلی فیه اهله فاذن واقام وصلی بجماعة واستدل به من اختار الجماعة الثانیة ووسع فیهااحمد وذهب الشافعی ومالک الی التضییق کماصرح به الترمذی وعن ابی یوسف فی الکبیر انهاتجوزبدون الاذان والاقامة اذالم تکن فی موضع الامام ولعل ترک الاذان والاقامة مع ترک موضع الامام لتغیرها عن هیئة الجماعة الاولی وفی ظاهرالروایة انهامکروهة ثم ان روایة ابی یوسف محلهافیمن فاتتهم الجماعة لاانهم تعمدوا ذالک اوتعودوه“......(فیض الباری : ۲/۱۹۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جماعت سے الگ نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۵۸۵): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگرکوئی شخص اپنی ذاتی ضداورعناد کی وجہ سے ایک مسجد کے امام کے پیچھے نمازنہیں پڑھتا اور جب مسجد میں جماعت کھڑی ہوجائے تووہ شخص الگ اپنی نمازمسجد کے ایک کونے میں الگ پڑھناشروع کرتاہے،پہلے آکرانتظارکرتاہے،جب امام جماعت شروع کرتاہے تووہ الگ اپنی نمازشروع کردیتاہےاوراعتراض بھی کرتاہے کہ جس امام سےاس کے مقتدی ناراض ہوں اس کے لیے وعیدہےاورامام کوبدنام کرتاہے،اب اس شخص کی نمازہوتی ہے یانہیں؟اورامام اس وعیدمیں داخل ہوگایانہیں؟مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

جب امام سےشرعی وجوہات کی بناءپراس کے مقتدی ناراض ہوں تواس کی امامت مکروہ تحریمی ہے،ہاں اگر امام میں ظاہری فسق وفجوربھی نہ ہوتواس کی امامت جائزہے،اورجوشخص اپنی ذاتی بغض وعنادکی وجہ سےاس کے پیچھے نمازنہیں پڑھتاتووہ شخص غلطی پرہےتواس کوسمجھایاجائےگاوہ نہ مانےتواس سےلڑنےکی ضرورت نہیں ہے۔

"ولو ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه او لانهم احق بالامامة منه كره له ذلك تحريما لحديث ابي داؤد لايقبل الله صلاة من تقدم قوما وهم له كارهون وان هو احق لا والكراهة عليهم "......(درعلی هامش الرد:۴۱۳/۱)

"وفيه لو ام قوما وهم له كارهون فهو على ثلاثة اوجه ان كانت الكراهة لفساد فيه او كانوا احق بالامامة منه يكره وان كان هو احق بها منهم ولا فساد فيه ومع هذا يكرهونه لايكره له التقدم لان الجاهل والفاسق يكره العالم والصالح وقال ﷺ ان سركم ان تقبل صلاتكم فليؤمكم علماء كم فانهم وفد كم فيما بينكم وبين ربكم"......(حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۳۰۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کی بجائے خانقاہ میں نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۵۸۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اس عاجز کو حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ سے اجازت خلافت ملی ہوئی ہے اور گھر میں خانقاہ کا قیام بھی ہے۔

(۱) ہر اتوار خانقاہ میں نماز عصر با جماعت ہوتی ہے۔

(۲) ختم خواجگان اور دعا ہوتی ہے۔

(۳) اصلاحی بیان ہوتا ہے۔

(۴) مراقبہ اور دعا پھر مغرب کی نماز با جماعت۔

کیا ہمارا خانقاہ میں نماز (اذان دینے کے بعد) با جماعت پڑھنا درست ہے؟

جب کہ مرد حضرات جماعت سے نماز پڑھتے ہیں۔

مستورات الگ باپردہ اپنی اپنی نماز پڑھتی ہیں۔

مسجد خانقاہ سے ۸۰۰ میٹر دور ہے، جس میں پیدل آنے جانے میں تقریباً دس بارہ منٹ لگتے ہیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مذکورہ میں غیر معذور کے لیے مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنا ضروری ہے مسجد کی جماعت کو بغیر عذر شرعی کے چھوڑ کر گھر میں باجماعت ادا کرنا اور ہر اتوار کو معمول بنانا ممنوع ہے، واضح رہے کہ جب بادوباران یا بدنی تکلیف یا بیماری یا زیادہ بڑھاپا نہ ہو تو مذکورہ فی السوال اعمال شرعی عذر نہیں ہیں، البتہ اگر کوئی شخص ایسے وقت مسجد میں حاضر ہوا جس وقت مسجد میں جماعت ہو چکی تھی ، وہ اپنے گھر والوں کو جمع کر کے باجماعت نماز پڑھتا ہے تو اس کو جماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے گی لیکن مسجد کی فضیلت حاصل نہ ہوگی۔

علامہ شامی رحمہ اللہ صورت مسئولہ میں جواز کے قائل ہیں لیکن علامہ ظفر احمد عثمانی عدم جواز کی طرف گئے ہیں، لہذا اس شدید اختلاف کی بناء پر احتیاط اسی میں ہے کہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کو ترجیح دی جائے دونوں حضرات کی عبارات درج ذیل ہیں۔

"ان الراجح عنداهل المذهب وجوب الجماعة وانه يائم بتفويتها اتفاقا وحينئذ يجب السعي بالقدم لالاجل الاداء في اول الوقت اوفي المسجد بل لاجل اقامة الجماعة والا لزم فوتها اصلا اوتكرارهافي مسجدان وجدجماعة اخرى وكل منهما مكروه فلذا قال بوجوب الاجابة بالقدم لايقال يمكنه ان يجمع باهله في بيته فلايلزم شئ من المحذورين لانانقول ان مذهب الامام الحلواني انه بذالك لاينال ثواب الجماعة وانه يكون بدعة ومكروها بلاعذر نعم قدعلمت ان الصحيح انه لايكره تكرار الجماعة اذالم تكن على الهيئة الاولىٰ وسيأتي في الامامة ان الاصح انه لوجمع باهله لايكره وينال فضيلة الجماعة لكن جماعة المسجد افضل فاغتنم هذا التحرير الفريدوياتي له قريبا بعض مزيد"......(فتاویٰ شامی : ۲۹۲/۱)

"قوله في مسجداوغيره قال في القنية واختلف العلماء في اقامتها في البيت والاصح انها كاقامتها في المسجد الافي الافضلية "......(فتاویٰ شامی: ۳۰۹/۱)

"قلت دل کلامه علی ان وجوب اتیان مسجده کوجوب الجماعة لان شرط التعارض مساواة الطرفین ولهذا قدتترک الجماعة لمراعاة المسجد...... قلت وهذاصریح فی ان وجوب الجماعة انمایتادی بجماعة المسجد لابجماعة البیوت ونحوها فماذکره صاحب القنیة اختلف العلماء فی اقامتها فی البیت والاصح انها کاقامتها فی المسجد الافی الافضلیة وهوظاهر مذهب الشافعی اه کذافی حاشیة البحر لابن عابدین لایصح مالم ینقل نقلاصریحا عن اصحاب المذهب ویرده ماذکرنا من الاحادیث فی المتن، فالصحیح ان الجماعة واجبة مع وجوب اتیانها فی المسجدومن اقامتها فی البیت وهویسمع النداء فقداساء واثم والله سبحانه وتعالیٰ اعلم " ......(اعلاء السنن :۴/۱۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ماہانہ محفل ذکر کی وجہ سے مسجد کی جماعت چھوڑنا:

مسئلہ(۵۸۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسلمان ماہانہ محفل ذکر ونعت اپنے گھر یا دوکان میں باقاعدگی سے کراتا ہے اور بعد اختتام محفل نماز عشاء وہاں باجماعت ادا کر لیتے ہیں جب کہ دائیں بائیں اپنے مسلک کی مساجد چند قدموں پر واقع ہیں اور اذان بھی بخوبی آلہ تشہیر کے بغیر ہر شریک محفل سنتا ہے تو کیا نماز باجماعت کا ماہانہ معمول از روئے شریعت اور فقہ حنفی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ محفل ذکر ونعت گھر یا دوکان میں کرانیکی وجہ سے مسجد کی جماعت نہیں چھوڑنی چاہیے ،خاص طور پر جب کہ مسجد بھی قریب ہو،البتہ اگر گھر یا دوکان میں جماعت کر لی تو جماعت کا ثواب مل جائے گا مگر مسجد کا ثواب نہ ملے گا۔

"قوله فی مسجد اوغیره قال فی القنیة واختلف العلماء فی اقامتها فی البیت

والاصح انها کاقامتها فی المسجد الافی الافضیلة "......(ردالمحتار : ۱/۴۰۹)

"ومامنکم من احد الاوله مسجدفی بیته ولوصلیتم فی بیوتکم وترکتم مساجدکم ترکتم سنة نبیکم ولوترکتهم سنةنبیکم لکفرتم ای لضللتم"......(بذل المجهود فی حل ابی داؤد: ۱/۳۱۱)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دوآدمیوں کی جماعت میں اگر تیسرا شخص آجائے تو کیا کیا جائے؟

مسئلہ(۵۸۸): کیافرماتے ہیں علماء کرام اورمفتیان دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

اگر دوآدمی جماعت کرارہے ہوں اسی دوران ایک آدمی اور گیا،اب ان میں امام کوآگے ہونا ہوگا یامقتدی کو پیچھے ہٹنا ہوگا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں مناسب یہ ہے کہ مقتدی پیچھے ہٹے ہاں اگر امام آگے ہوجائے تواس کی بھی گنجائش ہے۔

"اذااقتدی بامام فجاء آخر یتقدم الامام موضع سجوده کذافی مختارات النوازل وفی القهستانی عن الجلابی ان المقتدی یتاخرعن الیمین الی خلف اذاجاء آخراه، وفی الفتح ولواقتدیٰ واحدبآخر فجاء ثالث یجذب المقتدی بعدالتکبیر ولوجذبه قبل التکبیر لایحضره وقیل یتقدم الامام اه ومقتضاه ان الثالث یقتدی متاخرا ومقتضی القول بتقدم الامام انه یقوم بجنب المقتدی والذی یظهر انه ینبغی للمقتدی التاخر اذاجاء ثالث فان تاخروالاجذبه الثالث ان لم یخش افسادصلاته فان اقتدیٰ عن یسار الامام یشیر الیهما بالتاخر وهواولی من تقدمه لانه متبوع ولان الاصطفاف خلف الامام من فعل المقتدین لاالامام فالاولی ثباته فی مکانه وتاخر المقتدی ویؤیده مافی الفتح

عن صحیح مسلم قال جابر سرت مع النبی ﷺ فی غزوہ فقام یصلی فجئت حتی قمت عن یسارہ فاخذبیدی فادارنی عن یمینہ فجاء ابن صخر حتی قام عن یسارہ فاخذ بیدیہ جمیعا فدفعنا حتی اقامنا خلفہ "......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۲۰)

"رجلان صلیافی الصحراء وائتم احدھما بالآخر وقام علی یمین الامام فجاء ثالث وجذب المؤتم الی نفسہ قبل ان یکبر للافتتاح حکی عن الشیخ الامام ابی بکر طرخان انہ لاتفسد صلاۃ المؤتم جذبہ الثالث الی نفسہ قبل التکبیر اوبعدہ وفی الفتاویٰ العتابیۃ ھوالصحیح وقال غیرہ من المشائخ اذاجاء ثالث لاینبغی لہ ان یجذب المؤتم الی نفسہ لکن یتقدم الامام ویقوم فی موضع سجودہ فیصیر الثالث مع من کان علی یمین الامام خلف الامام"......(فتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۴۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیاواجب الاعادہ نماز میں نیا مقتدی شریک ہوسکتا ہے؟

مسئلہ(۵۸۹): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام صاحب سے نماز میں واجب چھوٹ گیا اوراس نے سجدہ سہو بھی نہیں کیا جس کی وجہ سے امام واجب الاعادہ نماز کی دوبارہ جماعت کروارہا ہے، کیااس جماعت کی نماز میں وہ لوگ بھی شریک ہوسکتے ہیں یانہیں جوپہلی جماعت میں شریک نہیں ہوئے تھے،اگرنہیں ہوسکتے توان کے منع کا طریقہ کیا ہے؟جب کہ وہ حضرات ایسے وقت میں تشریف لائے ہوں جب امام نماز میں شروع ہوچکا ہو،اگریہ حضرات امام کے ساتھ نماز باجماعت پڑھ لیں توپھران کی نماز کا کیا حکم ہے؟ اوراس امام کے پیچھے مسبوق کی نماز کا کیا حکم ہے؟

براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں ترک واجب کی وجہ سے دوبارہ کروائی جانے والی جماعت میں نووارد مقتدی شریک نہیں ہوسکتے،اور مسبوق کی نماز کا حکم وہی ہے جوابتداء سے شریک مقتدیوں کا ہے۔

" والمختار ان المعادة لترک واجب نفل جابر والفرض سقط بالاولیٰ لان الفرض لایتکرر کمافی الدروغیرہ"......(حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی : ۲۴۸)

"وان لایکون الامام ادنی حالا من المأموم کافتراضہ وتنفل الامام "......(حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی : ۲۹۰)

"قولہ والمختار انہ ای الفعل الثانی جابر للاول بمنزلۃ الجبر بسجود السھو وبالاول یخرج عن العھدۃ وان کان علی وجہ الکراھۃ علی الاصح کذافی شرح الاکمل علی اصول البزدوی ومقابلہ مانقلوہ عن ابی الیسر من ان الفرض ھو الثانی واختار ابن الھمام الاول قال لان الفرض لایتکرر"......(فتاویٰ شامی:۱/۳۳۷)

"عن ابی امامۃ باھلی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ الامام ضامن وفیہ دلالۃعلی فساد صلاۃ المفترض خلف المتنفل وتقریر الدلالۃ ماذکرہ العزیزی عن العلقمی ان حقیقۃ الضمان فی اللغۃ والشرعیۃ ھو الالتزام ویاتی بمعنی الوعاء لان کل شیء جعلتہ فی شیء فقد ضمنتہ ایاہ فاذاعرف معنی الضمان فان ضمان الامام لصلاۃ الماموم ھو التزام شروطھا وحفظ صلاتہ فی نفسہ لان صلاۃ الماموم تبنی علیھافان افسد صلاتہ فسدت صلاۃ من ائتم بہ فکان غارمالھا وان قلنا بمعنی الوعاء فقدخلت صلاۃ الماموم فی صلاۃ الامام لتحمل القراءۃ عنہ والقیام الی حین الرکوع ای فی حق المسبوق والسھو ولذلک لم تجزصلاۃ المفترض خلف المتنفل لان ضمان الواجب بمالیس واجبامحال"......(اعلاء السنن : ۳/۲۸۸)

"عن الحسن والمغیرۃ عن ابراھیم انھما قالافی الرجل تفوتہ من صلاۃ الامام وقدسھا فیھاالامام فانہ یسجد مع الامام سجدتی السھوثم یقضی رکعۃ بعدذلک قلت فیہ دلالۃ علی وجوب السجود علی المسبوق بسھو امامہ

وانه يتابع امامه في ذالک...... قال ابن قدامة في المغني واذاكان المأموم مسبوقا فسهاالامام فيمالم يدركه فيه فعليه متابعته في السجود سواء كان قبل السلام اوبعده ''......(اعلاء السنن: ۱۹۲/۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سردی کی وجہ سے مسجد کی جماعت چھوڑ کر ساتھ والے کمرے میں جماعت کروانا:

مسئلہ(۵۹۰): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد کے متصل ایک کمرہ ہے جس کوامام ومؤذن کی رہائش کے لیے اوراس طرح بچوں کے پڑھنے کے لیے تعمیر کیا گیا ہے موسم سرما میں چونکہ سردی کافی ہوتی ہے تولوگ ۳ یا ۴ ماہ تک مسجد میں کوئی نماز نہیں پڑھتے بلکہ اسی کمرہ میں نماز باجماعت پڑھتے رہتے ہیں اور یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اندر مسجد میں سردی زیادہ ہوتی ہے حالانکہ پرانے زمانے سے علاقہ میں ہی رواج ہے کہ اندر مسجد میں آگ جلانے کا پروگرام ہوتا ہے کوئی مشکلات نہیں ہوتی، اب بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ باہر کمرہ میں نماز باجماعت صحیح ہے اور ثواب بھی ملے گا، جب کہ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ باہر پڑھنا درست تو ہے لیکن جماعت کا ثواب نہیں ملے گا اور مسجد کو غیر آباد کرنے کا گناہ بھی ہوگا، آپ ہماری راہنمائی فرمائیں

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں کمرے میں نماز پڑھنا مسجد کو ویران اور غیر آباد کرنا ہے جو کہ گناہ ہے اور مسجد کا ویران کرنا بغیر ضرورت شرعیہ کے جائز نہیں ہے۔

''والخانية بل في الخانية لولم يكن لمسجد منزله مؤذن فانه يذهب اليه ويؤذن فيه ويصلي ولوكان وحده لان له حقاعليه فيؤديه ''......(فتاویٰ شامی: ۱/۵۲۱)

''ومن اظلم اى لااحداظلم ممن منع مسجد الله ان يذكر فيهااسمه بالصلوة والتسبيح وسعىٰ في خرابها بالهدم اوالتعطيل''......(تفسير جلالين: ۱۷)

''ومن اظلم ممن منع مسجدالله ان يذكر فيهااسمه مفعول ثان لمنع اومفعول من اجله بمعنى منعها كراهية ان يذكر اوبدل اشتمال من مساجد والمفعول

الثاني اذن مقدار اى عمارتها او العبادة فيها او نحوه او الناس مساجد الله تعالىٰ او لاتقدير والفعل متعد لواحد وكى بذكر اسم الله تعالىٰ عمايوقع في المساجد من الصلوات والتقربات الى الله تعالىٰ بالافعال القلبية والقالبية الماذون بفعلها فيها وسعى في خرابها اى هدمها وتعطيلها وقال الواحدى انه عطف تفسير لان عمارتها بالعبادة فيها"......(روح المعانی : ۱/۳۶۴)

"فان قلت فكيف قيل مساجد الله وانما وقع المنع والتخريب على مسجد واحد هو بيت المقدس او المسجد الحرام قلت لا بأس ان يجيء الحكم عاما وان السبب خاصا...... وسعىٰ في خرابها بانقطاع الذكر او بتخريب البنيان "......(تفسير الكشاف : ۱/۲۰۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
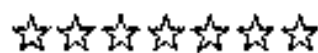
جماعت میں بڑوں اور بچوں کی صف بندی کا طریقہ:

مسئلہ(۵۹۱): مکرم ومحترم مفتی صاحب! درج ذیل مسائل کا حل مطلوب ہے۔

(۱) باجماعت نماز کی صف بندی کس طرح کرنی چاہیے؟

(۲) بچوں کی صف بندی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور ان کی صف بندی کے بارے میں بتائیں؟

(۳) بچوں کی صف بندی میں عمر کا تعین کیا ہے؟

(۴) اگر امام صف بندی کے بعد ایک رکعت مکمل کر لیتا ہے، اور پیچھے سے آنے والی نمازی بچے کو صف سے نکال کر پیچھے خالی صف پر دھکیل کر اس جگہ پر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) سب سے پہلے مرد، ان کے بعد والی صف میں بچے اور ان کے بعد عورتوں کی صف ہونی چاہیے۔

(۲) مردوں کے بعد والی صف میں بچوں کی صف بندی کی جائے۔

(۳) بچوں کی صف بندی میں عمر کا کوئی تعین نہیں ہے، تاہم نابالغ ہونا ضروری ہے۔

(۴) بچے کو صف سے نکالنا نہیں چاہیے۔

"قال فی الدر ویصف الرجال ظاهرہ یعم العبد ثم الصبیان ظاهرہ تعددهم فلوواحدا دخل الصف ثم الخنائی ثم النساء قال الشامی تحت (قوله فلوواحدا دخل الصف) ذکرہ فی البحر بحثا قال وکذا لوکان المقتدی رجلاوصبیا یصفهما خلفه لحدیث انس فصففت اناوالیتیم وراءہ الخ ،وفی تقریرات الرافعی ،قوله ذکرہ فی البحر بحثا قال الرحمتی ربمایتعین فی زماننا ادخال الصبیان فی صفوف الرجال لان المعهود منهم اذااجتمع صبیان فاکثر تبطل صلاۃ بعضهم ببعض وربما تعدی ضررهم الی افساد صلاۃ الرجال انتهیٰ اہ سندی(تقریرات رافعی،۷۳،۱)".....(ردالمحتار: ۴۴۲/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اکیلے فرض پڑھنے والے کے سامنے اگر جماعت شروع ہوجائے تو وہ کیا کرے؟

مسئلہ(۵۹۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی فرض نماز پڑھ رہا تھا کہ کچھ آدمیوں نے آکر وہاں جماعت شروع کردی، اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے کہ اپنی نماز توڑ کر جماعت کے ساتھ شریک ہوجائے یا اپنی نماز پوری کرے؟ نیز امام اگر نماز میں سجدہ سہو کرے تو کیا مسبوق بھی سلام پھیر کر سجدہ سہو کرے گا یا بغیر سلام پھیرے سجدہ کرے گا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں اگر منفرد نے پہلی رکعت کا سجدہ نہیں کیا تو نماز توڑ کر جماعت کے ساتھ شریک ہوجائے اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ کرلیا ہے تو دو رکعت پر سلام پھیر لے، اور اگر اکثر نماز ادا نہیں کی یعنی تیسری رکعت کا سجدہ نہیں کیا تو بھی سلام پھیر کر جماعت کے ساتھ شریک ہوجائے اور اگر تیسری رکعت پڑھ لی ہے تو پھر اپنی نماز پوری کرے، اور مسبوق سلام پھیرے بغیر امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے گا۔

"ومن صلی رکعة من الظهر ثم اقیمت یصلی رکعة ثم یدخل مع الامام وان لم یقید الاولیٰ بالسجدة یقطع ویشرع مع الامام هوالصحیح کذافی الهدایة

...... ولو صلی ثلاثا من الظهر یتم ویقتدی متطوعا بخلاف مااذاکان فی الثالثة بعدولم یقیدها بالسجدة حیث یقطعها"......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۱۱۹)

"قوله وسهوالامام یوجب علی المؤتم السجود وان کان مسبوقا لم یدرک محل السهو معه الاانه لایسلم بل ینتظره بعدسلامه حتی یسجد فیسجد معه ثم یقوم الی القضاء"......(فتح القدیر: ۱/۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کے امام اگر فاسق ہوں تو دفتر میں جماعت کروانے کا حکم:

مسئلہ(۵۹۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے اردگرد تین مساجد ہیں ان تینوں کے امام ڈاڑھی کٹواتے ہیں، تینوں کی ڈاڑھی ایک مشت سے کم ہے، اس لیے ہم اپنے دفتر میں جماعت کرواتے ہیں، یہاں ہمارے امام باشرع اور بزرگ ہیں اور اجازت یافتہ ہیں، کیا ہمارا جماعت کروانا درست ہے؟ اور کیا ہمیں جماعت کا ثواب ملے گا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں دفتر کے اندر باشرع امام کے پیچھے جماعت سے نماز ادا کرنا غیر متشرع امام کے پیچھے ادا کرنے سے افضل ہے، اور جماعت کا ثواب ملے گا۔

"ویکره تنزیها امامة عبدوفاسق واعمی......الی قوله وفاسق واعمیٰ قال ابن عابدین فی قوله ویکره تنزیها لقوله فی الاصل امامة غیرهم احب الی بحرعن المجتبیٰ والمعراج ثم قال فیکره لهم التقدم ویکره الاقتداء بهم تنزیها فان امکن الصلاة خلفه غیرهم فهوافضل والافالاقتداء اولی من الانفراد"

......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴،۴۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عورتوں کا باجماعت نماز پڑھنا:

مسئلہ(۵۹۴): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت اگر عورتوں کی امامت کرے تو یہ مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی؟

الجواب باسم الملک الوھاب

"ویکرہ تحریما جماعۃ النساء ولوفی التراویح"......(الدرعلی الرد ۱/۴۱۸:)

"قولہ ویکرہ تحریما صرح بہ فی الفتح والبحر"......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۸)

"قولہ وجماعۃ النساء ای وکرہ جماعۃ النساء لانہالاتخلواعن ارتکاب محرم وھوقیام الامام وسط الصف فیکرہ کالعراۃ کذافی الھدایۃ وھویدل علی انہاکراھۃ تحریم لان التقدم واجب علی الامام للمواظبۃ من النبی ﷺ علیہ وترک الواجب موجب لکراھۃ التحریم المقتضیۃ للاثم ویدل علی کراھۃ التحریم فی جماعۃ العراۃ بالاولی"......(البحرالرائق:۱/۶۱۴)

"والمشھور من مذھب اصحابنا ان جماعۃ النساء وحدھن مکروھۃ وھوالمذکور فی کثیرمن الکتب الفقھیۃ لاصحابنا الحنفیۃ وعللوا الکراھۃ بتعلیلات متفرقۃ"......(مجموعہ رسائل لکھنوی : ۵/۴۱۸)

مذکورہ بالاعبارات فقہاء کرام سے عورتوں کی امامت مکروہ تحریمی معلوم ہوتی ہے، جب کہ بذل المجہود میں یوں ذکر ہے۔

"وکان رسول اللہ ﷺ یزورھا ای ام ورقۃ فی بیتھا وجعل ای امر رسول اللہ ﷺ ام ورقۃ ان تؤم اھل داریا ای نساء المحلۃ قال عبدالرحمن فانارأیت مؤذنھا شیخا کبیرا وھذاالحدیث یدل علی جواز امامۃ المرأۃ للنساء" ......(بذل المجھود : ۱/۳۳۱)

"بسند خلاد الانصاری عن عبدالرحمن بن خلاد عن ابیه ان رسول اللہ ﷺ اذن لام ورقة ان تؤم اهل دارها وکان لها مؤذن"......(۸/۱۴۴)

لہٰذا ان روایات سے جماعت نساء کا ثبوت ملتا ہے جب کہ دوسری طرف وہ روایات جن میں عورتوں کی جماعت کی نفی کی گئی ہے۔

"عن عائشة ان رسول اللہ ﷺ قال لا خیر فی جماعة النساء الا فی المسجد او فی جنازة قتیل رواہ احمد والطبرانی فی الاوسط الا انه قال لا خیر فی جماعة النساء الا فی مسجد جماعة وفیه ابن لهیعة وفیه کلام "......(مجمع الزوائد : ۱/۱۵۵)

"قوله عن عائشة الخ قلت وجه دلالة علی معنی الباب انه ﷺ قد نفی الخیریة عن جماعة النساء خارج مسجد الجماعة ولا یخفی ان جماعتهن فی مسجد الجماعة لا تکون الا مع الرجال لانه لم یقل احد بجواز جماعتهن فی مسجد الجماعة منفردات عن الرجال فعلم ان جماعتهن وحدهن مکروهة "......(اعلاء السنن: ۴/۲۴۲)

"عن علی ابن ابی طالب انه قال لا تؤم المرءة "......(اعلاء السنن: ۴/۲۴۳)

صاحب اعلاء السنن اور بھی بہت سی ایسی روایات لائے ہیں جن میں عورتوں کی نماز کی نفی کی گئی ہے۔

اور حدیث ام ورقہ سے جو جماعۃ النساء کا جواز ثابت ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ابتداء اسلام کی بات ہے۔

"لکن تلک کانت فی ابتداء الاسلام ثم نسخت بعد ذلک انتهی"......(بذل المجهود: ۱/۳۳۱)

یہی وجہ ہے کہ ام ورقہ کی حدیث کو امت نے کبھی بھی عام نہیں سمجھا، بلکہ ام ورقہ کی خصوصیت ہونے کی بناء پر امت نے اپنے طرز عمل سے اس حدیث کو متروک سمجھا ہے، جب کہ دوسری طرف جن احادیث سے عورت کی امامت ناجائز ثابت ہوتی ہے ان کے مضامین پر امت کا اجماع ہے، اور جب امت بالاتفاق کسی حدیث کو بطور عمل کے قبول کر لیتی ہے تو وہ حجت قطعیہ بن جاتی ہے اور اسے تواتر معنوی کا درجہ حاصل ہوتا ہے، خواہ وہ حدیث خبر واحد کیوں نہ ہو، امام ابوبکر جصاص احکام القرآن میں لکھتے ہیں۔

”وقداستعملت الامة هذين الحديثين في نقصان العدة وان كان وروده من طريق الآحاد فصارفي حيزالتواتر لان ماتلقاه الناس بالقبول من اخبار الآحاد فهوعندنا في معنى المتواترلمابيناه في مواضع“......(احكام القرآن للجصاص: ١/٥٢٦)

لہٰذامذکورہ بالا سارے اقوال اورروایات کاموازنہ کرنے کے بعدحق بات یہ ہے کہ جماعت النساءمکروہ ہے،نہ یہ کہ اسے مکروہ تحریمی کہاجائے ،جیسا کہ مجموعہ رسائل اللکھنوی والے بھی اسی طرف گئے ہیں،اوربذل المجہود والے نے کہاہے کہ نسخ سنیت کراہت تحریمی کومستلزم نہیں ہے۔

”ولايخفى مافيه وبتقدير التسليم فان مايفيد نسخ السنية وهو لايستلزم كراهة التحريم في الفعل بل التنزيه “......(بذل المجهود : ١/٣٣١)

”اقول اشاربآخر كلامه الى ان كراهة التحريم ليس بحق واتباع الحق حيث ماكان احق كيف لاوقد دلت آثار واخبار على المشروعية ولم يتعين ناسخ لها ولايصح حملها على ابتداء الاسلام والعلل التي ذكرها لكراهة كلها معلولة ......والذى يظهر ان الحكم بالكراهة لاسيما بالتحريمية من تخريجات المشائخ على حسب افهامهم ومزعوماتهم لامن كلام ائمتهم“......(رسائل اللكهنوى: ٥/٢٣٣)

”وليس على النساء اذان ولااقامة لانهماسنة الصلاة بالجماعة وجماعتهن منسوخة لمافي اجتماعهن من الفتنة وكذلك ان صلين بالجماعة صلين بغيراذان واقامة ...... لمخالفة السنة والتعرض للفتنة“......(مبسوط السرخسى : ١/٢٧٧)

”وامت ام سلمة نساء وقامت وسطهن ولان مبنى حالهن على الستر وهذا استر لهاالاان جماعتهن مكروهة عندنا “......(بدائع الصنائع : ١/٣٨٨)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد میں دوسری جماعت کے لیے اقامت کہنا:

مسئلہ(۵۹۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد میں دوسری جماعت کے لیے اقامت پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مسجد محلہ میں اہل محلہ کے لیے جماعت ثانیہ مکروہ ہے لہذا بغیر اذان واقامت کے علیحدہ علیحدہ نماز پڑھیں یا مسجد سے باہر دوسری جماعت کرالیں۔

"اذادخل القوم مسجد اقدصلی فیه اهله کره جماعة باذان واقامة ولکنهم یصلون وحدانا بغیر اذان ولااقامة لان النبی ﷺ خرج لیصلح بین الانصار فاستخلف عبدالرحمن بن عوف رضی الله عنه فرجع بعدماصلی فدخل رسول الله بیته وجمع اهله فصلی بهم باذان واقامة فلوکان یجوز اعادة الجماعة فی المسجد لماترک الصلوة فیه والصلوة فیه افضل"......(منحة الخالق علی البحر الرائق: ۱/۳۵۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عورت کا ادائیگی نماز کے لیے مسجد میں جانا:

مسئلہ(۵۹۶): محترم ومکرم حضرت مفتی صاحب مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے خاندان کی ایک خاتون کئی سال سے رمضان المبارک میں عشاء کی نماز کے لیے اپنے خاوند کے ساتھ جامعہ اشرفیہ آتی تھیں، جس دوران ابتداء میں تو رہائش رحمان پورہ اچھرہ کے قریب تھی جو بعدازاں کافی دور اسلام پورہ منتقل ہوگئی، اور وہاں سے بھی کئی سال تک یہ سلسلہ جاری رہا اور رمضان کے علاوہ نماز جمعہ کے لیے بھی گاہے بگاہے آنا ہوتا تھا، ایک عرصے تک دونوں میاں بیوی کو باوجود نماز کے اس اہتمام کے، پردے کا اہتمام نہیں تھا، جس کے لیے چند سال قبل خاوند نے بیوی سے اہتمام پردہ کی تاکید کی، مگر مذکورہ خاتون مناسب پردہ یا برقعہ کے لیے آمادہ نہیں ہوئی تھی، اور سر پر چادر یا بڑے دوپٹہ کو بطور پردہ کافی قرار دیتی تھیں، پورا چہرہ ڈھانپنے کو غیر ضروری خیال کرتی تھی، مگر میاں مصر تھے کہ شرعی پردہ اختیار کیا جائے، اس

ذہنی اور فکری تضاد کے باوجود مذکورہ صاحب اپنی اہلیہ کو چند سال لاتے رہے، مگر جب رمضان کا مہینہ اور تراویح سردی کے موسم میں آنا شروع ہوا تو انہوں نے رات کے وقت سردی میں آنے جانے سے معذوری کا اظہار کیا، (کیونکہ سواری سکوٹر تھی) جس وجہ سے بیوی نے اکیلے آنا شروع کیا، کبھی ویگن میں جو جامعہ اشرفیہ آنے کے لیے دو بدلنی پڑتی ہیں، اور کبھی اپنے ایک عزیز کی گاڑی میں جس میں ڈرائیور کے علاوہ مذکورہ خاتون کے ساتھ ۱۰ سال کی بچی ہوتی تھی، اور دونوں صورتوں میں پردے کی وہی حالت تھی جو اوپر بیان کی گئی، بقول خاتون کے چھوٹی بچی کو اس لیے ساتھ لیتی ہیں کہ ڈرائیور کے ساتھ گاڑی میں اکیلی نہ ہوں، خاتون کو اس کے خاوند اور جوان بیٹیوں نے کئی بار سمجھایا ہے کہ عورت پر مسجد میں جا کر نماز پڑھنا فرض نہیں ہے، اور پھر وہ بھی ۷ کلومیٹر کے فاصلے سے، اور بغیر کسی معقول سواری کے، مگر وہ یہ عذر کرتی ہیں کہ رمضان میں مجھ سے گھر میں نماز پڑھی نہیں جاتی (صرف عشاء اور جمعہ کی) اور پھر شرعی پردہ بھی نہیں کرتیں، اور ہر سال اس مذکورہ ہیئت میں آتی جاتی ہیں آپ سے درخواست ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوال کا جواب دیں، تا کہ صحیح رخ پر راہنمائی ہو۔

(۱) عورت کا ادائیگی نماز کے علاوہ مسجد جانا اولیٰ ہے یا گھر میں نماز ادا کرنا؟

(۲) اگر خاوند اجازت نہ دے تو اپنی مرضی سے مسجد میں جا کر نماز ادا کر سکتی ہے؟

(۳) مسئلہ میں بیان کردہ احوال کی روشنی میں جو غیر شرعی طریقہ نظر آتا ہے، آیا اس کی بناء پر مسجد میں پہنچ کر پڑھی جانے والی نمازیں ہو بھی جاتی ہیں یا نہیں؟

(۴) مختلف سواریوں (ویگن یا گاڑی میں) بے پردہ بیٹھنے سے خود کو تو گناہ ہونا ظاہر ہے، دوسرے غیر محرموں کے گناہ گار ہونے کا گناہ تو اس عورت پر نہیں آتا یا ان کو گناہ گار کرنے کا وبال بھی اس پر آتا ہے؟

(۵) بیان کردہ مسئلہ اور مذکورہ بالا سوالات کے جوابات کے پیش نظر اگر خاتون کی طرف سے بے اعتدالی کا ارتکاب نظر آتا ہے، اور اگر انہیں یعنی خاتون کو اس کا احساس ہو جاتا ہے تو اس کی تلافی اور وبال سے بچنے کے لیے آئندہ کیا کیا جائے، برائے مہربانی جوابات مرحمت فرمادیں، تا کہ صحیح رخ پر راہنمائی ہو۔

الجواب باسم الملک الوھاب

عورت کے لیے جماعت میں شریک ہونا مکروہ تحریمی ہے اگرچہ خاوند اجازت بھی دے، لہذا عورت کے لیے گھر میں ہی نماز پڑھنا اولیٰ وافضل ہے اور اسی میں عورت کی خیر خواہی ہے، البتہ جو نمازیں پڑھی گئی ہیں وہ واجب الاعادہ نہیں ہیں۔

"ولایحضرن الجماعات لقوله تعالی وقرن فی بیوتکن ،وقال صلاتها فی قعربیتهاافضل من صلاتها فی صحن دارها وصلاتهافی صحن دارها افضل من صلاتها فی مسجدها وبیوتهن خیرلهن ،ولانه لایؤمن الفتنة من خروجهن اطلقه فشمل الشابة والعجوز والصلوة النهارية والیلة قال المصنف فی الکافی والفتویٰ الیوم علی الکراهة فی الصلاة کلها لظهور الفساد ومتی کره حضورالمسجد للصلاة فلان یکره حضورمجالس الوعظ خصوصاعندهؤلاء الجهال الذین تحلوا بحلیة العلماء اولی،ذکره فخرالاسلام اه وفی فتح القدیر المعتمد منع الکل فی الکل الاالعجائز المتفانية فیمایظهر لی دون العجائز المتبرجات وذوات الرمق اه وقدیقال هذه الفتوی التی اعتمدها المتاخرون مخالفة لمذهب الامام وصاحبیه فانهم نقلوا ان الشابة تمنع مطلقا اتفاقا واماالعجوز فلهاحضورالجماعت عندابی حنیفة فی الصلاة الافی الظهر والعصروالجمعة ،وقالا یخرج العجائز فی الصلاة کلهاکمافی الهدایة والمجمع وغیرهمافالافتاء بمنع العجوز فی الکل مخالف للکل فالاعتماد علی مذهب الامام وفی الخلاصة من کتاب النکاح یجوزللزوج ان یاذن لها بالخروج الی سبعة مواضع زیارة الوالدین وعیادتهما وتعزیتهما اواحدهما وزیادة المحارم فان کانت قابلة اوغسالة اوکان لهاعلی آخرحق تخرج بالاذن وبغیرالاذن والحج علی هذا وفیما عداذلک من زیارة غیرالمحارم وعیادتهم والولیمة لایاذن لها ولاتخرج ولواذن وخرجت کاناعاصیین وسیاتی تمامه ان شاء الله تعالی"......(البحرالرائق:۱/۶۲۷)

"بشرعن ابی یوسف قال سالت اباحنیفة عن النساء هل یرخص لهن فی حضورالمساجد ؟فقال العجوزتخرج للعشاء والفجر ولاتخرج لغیرهما والشابة لاتخرج فی شیء من ذلک وقال ابویوسف والعجوز تخرج فی الصلوات کلها وفی الکافی واختلفت الروایات فی المغرب فجازان یکون

فیہ روایتان والفتوی الیوم علی الکراھۃ فی کل الصلوات لظھور الفساد"......(فتاوی التاتارخانیۃ :۴۵۷/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بریلوی امام کی وجہ سے جماعت کی نماز چھوڑنا:

مسئلہ(۵۹۷):　محترمی ومکرمی جناب مفتی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ بخیریت ہوں گے اور دین عالی کی محنت میں کوشاں ہوں گے، اللہ رب العزت آپ حضرات کی محنت کو انتہائی طور پر قبول فرمائے۔

میں ناچیز ایک مسئلہ کی تحقیق کے لیے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں، مسئلہ یہ ہے کہ میرا گھر جس محلہ میں واقع ہے وہاں پر کل چھ مساجد ہیں، دو صحیح العقیدہ اور باقی دوسرے حضرات کے زیر کنٹرول ہیں، میرے گھر کے بالکل قریب دو مساجد ہیں لیکن دونوں دوسرے (بریلوی) عقیدے سے ہیں، پہلے نماز کے لیے جس مسجد میں میں جایا کرتا تھا وہ بالکل ہمارے گھر کے سامنے ہے وہاں پر جو امام صاحب مقرر تھے وہ حافظ اور عمر رسیدہ تھے، الحمدللہ اس مسجد میں تعلیم (فضائل اعمال) کا سلسلہ بھی جاری تھا اور وہ امام صاحب کبھی کبھار تعلیم میں بیٹھ بھی جایا کرتے تھے، اب ان امام صاحب نے امامت سے (عمر کی وجہ) سے معذوری کر لی ہے اور نئے امام صاحب مقرر ہوئے ہیں وہ بھی حافظ ہیں، اور (بریلویوں کے) مدرسہ میں زیر تعلیم ہیں، بظاہر مسائل سے اتنے واقف نہیں ہیں بس صلوٰۃ وسلام پر زور ہے، قرأت ٹھیک ہی ہے، ڈاڑھی پوری ہے، سر پر بھی سفید عمامہ بھی پہنتے ہیں، سنت کے مطابق لباس کا اہتمام نہیں ہے، شلوار ٹخنوں سے نیچے ہوتی ہے، نماز کے وقت اوپر کرتے ہیں، تعلق دعوت اسلامی سے ہے، ان کے آنے سے تعلیم کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے اور اپنے ساتھی ان کے پیچھے نماز ادا نہیں کرتے، بعد میں اکیلے (بغیر جماعت کے) پڑھ لیتے ہیں دوسری دو مساجد جو صحیح العقیدہ ہیں وہ رہائش سے اتنی دور ہیں کہ پانچ وقت نماز کے لیے ان مساجد میں جانے کے لیے مشقت زیادہ ہے، اب آپ ہی فرمائیں کہ نماز کے لیے کیا صورت اختیار کی جائے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مفتی بہ قول کے مطابق نماز کا باجماعت ادا کرنا واجب ہے، اور اس کا چھوڑنا گناہ ہے، بنابریں اگر آپ کو

امام رکھنے یا ہٹانے کا اختیار ہے یا قریب میں صحیح العقیدہ امام مل سکتا ہے تو اس بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اور اگر یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہوں تو باجماعت پڑھنا ہی افضل ہوگا محض کراہت کی وجہ سے ترک جماعت درست نہیں ہے۔

”والجماعة سنة مؤكدة للرجال قال الزاهدى ارادوابالتاكيد الوجوب الافى جمعة وعيد فشرط وفى التراويح سنة كفاية وفى وترمضان مستحبة على قول وفى وترغيره وتطوع على السبيل التداعى مكروهة“......(درعلى هامش الرد:۱/۳۰۸)

”والسنة المؤكدة التى تقرب منه المواظبة اه ويردعليه مامر عن النهر الاان يجاب بان قول العراقيين ياثم بتركها مرة مبنى على القول بانها فرض عين عندبعض مشايخنا كمانقله الزيلعى وغيره اوعلى القول بانها فرض كفاية كمانقله فى القنية عن الطحاوى والكرخى وجماعة فاذاتركها الكل مرة بلاعذر اثموا فتامل“......(ردالمحتار:۱/۳۰۸)

”الجماعة سنة مؤكدة كذافى المتون والخلاصة والمحيط ومحيط السرخسى وفى الغاية قال عامة مشايخنا انهاواجبة وفى المفيد وتسميتها سنة لوجوبهابالسنة“......(فتاوىٰ الهندية:۱/۸۲)

”ومن صلى خلف فاسق اومبتدع يكون محرزا ثواب الجماعة امالاينال ثواب من يصلى خلف التقى“......(فتاوىٰ التتارخانية: ۱/۳۳۹)

”وقال ابويوسف اكره ان يكون الامام صاحب البدعة ويكره للرجل ان يصلى خلفه“......(التتارخانية:۱/۴۳۷)

”قال المرغينانى تجوزالصلاة خلف صاحب هوى وبدعة ولاتجوز خلف الرافضى والجهمى والقدرى والمشبهة ومن يقول بخلق القرآن وحاصله ان كان هوى لايكفربه صاحبه تجوزالصلاة خلفه مع الكراهة والافلا هكذافى التبيين والخلاصة وهوالصحيح هكذافى البدائع ،ومن انكرالمعراج ينظران

انکر الاسراء من مکۃ الی البیت المقدس فھو کافر وان انکر المعراج من بیت المقدس لایکفر ولو صلی خلف مبتدع او فاسق فھو محرز ثواب الجماعۃ لکن لاینال مثل ماینال خلف تقی کذافی الخلاصۃ" ......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اکیلا آنے والا شخص کس جگہ کھڑا ہوگا؟

مسئلہ(۵۹۸): (۱) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام صاحب نماز پڑھا رہے ہیں اور ان کے پیچھے والی صف مکمل پر ہو چکی ہے اب اگر اس کے بعد کوئی آدمی تنہا آتا ہے تو وہ کہاں کھڑا ہوگا؟ دوسری صف کے درمیان میں اکیلا کھڑا ہوگا یا پہلی صف کے درمیان سے کسی آدمی کو کھینچ کر اپنے ساتھ کھڑا کردے گا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس آدمی کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟

(۲) اسی طرح اگر چند آدمی پہلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود دوسری صف بنالیں، یا مسجد کے ہال میں جگہ ہونے کے باوجود دوسری منزل میں صف بندی کرلیں تو اب آیا ایسے نمازیوں کے لیے کیا حکم ہے؟ شرعاً ان کی نماز ہوگی یا کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں صف اول مکمل ہونے کے بعد اگر کوئی شخص تنہا آئے تو وہ دوسری صف میں اکیلا کھڑا ہوجائے تو اس کی نماز درست ہوجائے گی، لیکن اس شخص کے لیے بہتر یہ ہے کہ اگلی صف سے کسی ایسے آدمی کو کھینچ کر اپنے ساتھ کھڑا کرلے جو اس مسئلہ سے واقف ہو ورنہ اکیلا کھڑا ہو۔

"ویکرہ للمنفرد ان یقوم فی خلال صفوف الجماعۃ فیخالفھم فی القیام والقعود وکذا للمقتدی ان یقوم خلف الصفوف وحدہ اذا وجد فرجۃ فی الصفوف وان لم یجد فرجۃ فی الصفوف روی محمد بن شجاع وحسن بن زیاد عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ انہ لایکرہ فان جر احدمن الصف الی نفسہ وقام معہ فذلک اولی کذافی المحیط وینبغی ان یکون عالما حتی

لاتفسد الصلوۃ علی نفسہ کذافی خزانۃ الفتاویٰ“......فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۱۰۷)

”وکذلک یکرہ للمقتدی ان یقوم خلف الصفوف وحدہ اذاوجدفرجۃ فی الصفوف وان لم یجدفرجۃ فی الصفوف روی محمدبن شجاع والحسن بن زیاد عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی انہ لایکرہ وان جر احدا من الصف الی نفسہ وقام معہ فذلک اولی“......(المحیط البرھانی: ۲/۱۳۵)

(۲) اگرصف اول میں جگہ ہونے کے باوجودکوئی آدمی یاچندآدمی دوسری صف بنالیں توان کی نماز ہوجائے گی لیکن مکروہ ہے،اگرمسجد کے ہال میں جگہ ہونے کے باوجوددوسری منزل میں صف بندی کرلیں اگران پرامام کاحال مشتبہ نہ ہورہاہوتوان کی نمازدرست ہوجائے گی،لیکن پسندیدہ نہیں،اگردوسری منزل والوں پرامام کاحال مشتبہ ہورہاہےتوان کی نمازدرست نہیں ہوگی۔

”وفناء المسجدلہ حکم المسجد حتی لوقام فی فناء المسجد واقتدی بالامام صح اقتداءہ وان لم تکن الصفوف متصلۃ ولاالمسجد ملآن الیہ اشار محمدرحمہ اللہ تعالی فی باب الجمعۃ فقال یصح الاقتداء فی الطاقات والسددوان لم تکن الصفوف متصلۃ“......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۱۰۹)

”ان فناء المسجد لہ حکم المسجد ثم قال وبہ علم ان الاقتداء من صحن الخانقاہ الشیخونیۃ بالامام فی المحراب صحیح وان لم تتصل الصفوف لان الصحن فناء المسجد“......(فتاویٰ شامی :۱/۳۳۳)

”ولوقام علی سطح المسجد واقتدی بامام فی المسجد ان کان للسطح باب فی المسجد ولایشتبہ علیہ حال الامام یصح الاقتداء وان اشتبہ علیہ حال الامام لایصح کذافی فتاویٰ قاضی خان“......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۸۸)

”ولوقام علی سطح المسجد واقتدی بالامام وفی المئذنۃ مقتدیا بالامام فی المسجد فان کان لھما باب فی المسجد ولایشتبہ یجوزفی قولھم فان کان

مــن خــارج الــمسـجـد ولایشتبــه فـعــلــی الــخــلاف"

......(البحر الرائق: ۶۳۴، ۱/۶۳۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

محلّہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم:

مسئلہ(۵۹۹): (۱) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام دریں مسئلہ کہ محلّہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ کا کیا حکم ہے؟ ناجائز ہونے کی صورت میں جماعت ثانیہ پڑھنے والوں کو منع کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اسٹیشنوں اور راستوں کی مساجد میں جس کا مستقل امام مقرر ہو یا جس کا امام مقرر نہ ہو جماعت ثانیہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

محلہ کی مسجد میں اسی محلّہ والوں کا دوسری جماعت کرنا مسجد میں مکروہ تحریمی ہے محلّہ سے باہر والوں کا دوسری جماعت مسجد میں کرنا مکروہ نہیں۔

"قوله وجاء انس بن مالک الی مسجدقدصلی فیه فاذن واقام وصلی بجماعة واستدل بـه مـن اختـار الـجـمـاعة الثانية ووسـع فيهااحمد رحمه الله تعالیٰ وذهـب الشـافـعی رحـمـه الـلـه تعالی ومالک رحمه الله تعالی الی التضیيق كـمـاصـرح بـه التـرمـذی وعـن ابی يـوسف رحـمـه الـلـه تعالی فی الكبيری انهـاتـجـوز بـدون الاذان والاقامة اذالـم تـكـن فی موضع الامام ولعل ترک الاذان والاقامة مع ترک موضع الامام لتغيير هاعن هيئة الجماعة الاولی وفی ظـاهـر الـروایة انهـامـكـروهة ثـم ان روایة ابی یوسف رحمه الله تعالی محلها فيـمـن فـاتتهـم الجماعة لانهم تعمدوا ذلک اوتعودوه اماأثرانس رضی الله عـنـه فـلادلـیـل فيه لمافی مصنف ابن ابی شيبة انه جمع بهم وقام وسطهم ولم يتـقـدم عليهم فدل انه قصدتغيير الشاكلة كمافعله ابويوسف رحمه الله تعالی

غیر ان ابایوسف رحمہ اللہ تعالی غیرھابترک الاذانین وموضع الامام وانسار ضی اللہ عنہ بترک التقدم علیھم علی انہ لم یجمع فی مسجدمحلتہ وانماجاء الی مسجدبنی زریق وجمع بھم فیہ ومسئلۃ الجماعۃ الثانیۃ فیما اذاجمع اھل تلک المحلۃ فی مسجدھم ثانیا"......(فیض الباری : ۲/۱۹۳)

"اھل المسجد اذاصلوا باذان وجماعۃ یکرہ تکرار الاذان والجماعۃ فیہ "

......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۵۴)

"رجل دخل مسجدا صلی فیہ اھلہ فانہ یصلی وحدہ من غیر اذان واقامۃ ویکرہ لہ ان یصلی بجماعۃ اذان واقامۃ"......(فتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۳۸۵)

مذکورہ اوپر کی عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ راستوں اور اسٹیشنوں کی مساجد میں اگر امام مقرر ہو یا نہ ہو اس میں باہر سے آنے والے افراد کے لیے دوسری جماعت کروانا درست ہے، کیونکہ اس سے جماعت اولیٰ پر اثر نہیں پڑتا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فجر کی جماعت کھڑی ہو تو سنتیں پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۶۰۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر فجر کی نماز میں جماعت کھڑی ہو جائے تو سنتیں پڑھنا ٹھیک ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر یہ یقین ہو کہ سنت پڑھ کر کم از کم آخری تشہد پا سکتا ہوں تو سنت پڑھے پھر جماعت میں شریک ہو اور اگر یہ خیال ہو کہ سنت پڑھنے کی صورت میں آخری تشہد بھی نہیں ملے گا تو سنت ترک کر دے اور جماعت میں شریک ہو جائے۔

"ومن انتھیٰ الی الامام فی صلوۃ الفجر وھولم یصل رکعتی الفجر ان خشی ان یفوتہ رکعۃ ویدرک الاخریٰ یصلی رکعتی الفجر عندباب المسجد ثم

یدخل وان خشی فوتهما دخل مع الامام کذافی الهدایة ولم یذکر فی الکتاب انه ان کان یرجوا ادراک القعدة کیف یفعل فظاهر ماذکرفی الکتاب انه ان خاف ان تفوته الرکعتان یدل علی انه یدخل مع الامام "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۱۲۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام رکعات میں مقدار مسنون کا خیال کرے:

مسئلہ(۶۰۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام مسجد کو نماز میں چھوٹی رکعتیں رکھنی چاہئیں یا لمبی؟

الجواب باسم الملک الوهاب

امام مسجد کو مقدار مسنون کا خیال رکھتے ہوئے نماز پڑھانی چاہیئے کہ لوگوں پر بار نہ ہو۔

"وینبغی للامام ان لایطول بهم الصلوة بعدالقدر المسنون وینبغی له ان یراعی حال الجماعة هکذافی الجوهرة النیرة "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۸۷)

"وذکرابوبکر رحمه الله تعالیٰ الافضل ان یطول القراءة اذاکان وحده واذاکان بجماعة لاتیسیراعلی الناس "......(فتاویٰ التاتارخانیة: ۱/۳۳۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

معذور شخص بیوی کے ساتھ جماعت کرواسکتا ہے:

مسئلہ(۶۰۲): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص بیماری کے باعث مسجد میں نہیں جاسکتا اب آیا کہ وہ گھر میں اپنی بیوی کے ساتھ باجماعت نماز کرواسکتا ہے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اجازت ہے،اس کا طریقہ یہ ہے کہ عورت کے قدم شوہر کے قدموں سے پیچھے ہوں تو دونوں کی باجماعت نماز پڑھنا درست ہے اور اگر عورت کے قدم مرد کے قدموں کے برابر ہوں تو نماز نہیں ہوتی۔

"وقال المرء ۃ اذاصلت مع زوجھا فی البیت ان کان قدمھا بحذاء قدم الزوج لاتجوز صلاتھما بالجماعۃ وان کان قدماھاخلف قدم الزوج الاانھا طویلۃ تقع رأس المرأۃ فی السجود قبل رأس الزوج جازت صلاتھما لان العبرۃ للقدم الاتری ان صیدالحرم اذاکان رجلاہ خارج الحرم ورأسہ فی الحرم یحل اخذہ وان کان علی العکس لایحل انتھیٰ کلام النھایۃ"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۲۴)

"المرء ۃ اذاصلت مع زوجھا فی البیت ان کان قدمھا بحذاء قدم الزوج لاتجوز صلاتھما بالجماعۃ "......(البحرالرائق: ۱/۶۲۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سرکاری جامع مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم:

مسئلہ(۶۰۳): کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام کہ ایک سرکاری جامع مسجد جس کی انتظامیہ بھی سرکاری افسران پر مشتمل ہے،اس میں فقہ حنفیہ اہل سنت والجماعت سے مطابقت رکھنے والے لوگ جمعہ اورتمام پانچوں وقت کی نمازیں متعین اوقات میں متعین امام صاحب کے پیچھے تقریباایک سال سے اداکررہے ہیں،اب گذشتہ دس یوم سے فقہ جعفریہ سے تعلق رکھنے والے اہل تشیع لوگ ظہرکی نمازکی جماعت کرارہے ہیں جس کے بارے میں نمازی حضرات بہت اضطراب کی کیفیت میں ہیں،جماعت اولیٰ فقہ حنفیہ اہل سنت والجماعت کے متعین وقت میں ہونے کے بعد جماعت ثانی وثلاثہ وغیرہ کی گنجائش اورترتیب شرعی حوالہ جات کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں۔

(۲) کچھ لوگ مسلکاً متعین وقت نمازظہر سے قبل ازجماعت اولیٰ اپنی جماعت کروانے کاعزم کررہے ہیں اس کی کیاحیثیت ہے؟واضح فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

جس مسجد میں امام اوراکثرنمازی متعین ہوں اس میں جماعت ثانیہ مکروہ تحریمی ہے،اگرحضورﷺ یاصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کبھی فوت ہوجاتی توتنہانمازپڑھتے مسجدمیں جماعت ثانیہ نہیں کرواتے تھے،بلکہ نبی کریم

ﷺ ایک دفعہ کہیں مصالحت کے لیے تشریف لے گئے، واپس تشریف لائے تو مسجد نبوی میں جماعت ہو چکی تھی تو گھر تشریف لے گئے اور اہل خانہ کو جمع کر کے گھر میں جماعت کروائی، اگر مسجد میں جائز ہوتی تو آپ گھر نہ جاتے، چنانچہ فقہ حنفی کی معتبر کتاب فتاویٰ شامی میں ہے۔

”روی عبدالرحمن بن ابی بکر عن ابیه ان رسول الله ﷺ خرج من بیته لیصلح بین الانصار فرجع وقدصلی فی المسجد بجماعة فدخل رسول الله ﷺ فی منزل بعض اهله فجمع اهله فصلی بهم جماعة ولولم یکره تکرارالجماعة فی المسجدلصلی فیه ،وروی عن انس ان اصحاب رسول الله ﷺ کانوا اذافاتتهم الجماعه فی المسجد صلوافی المسجدفرادیٰ ولان التکرار یؤدی الی تقلیل الجماعة “......

لہٰذا اصل جماعت وہی ہے جو متعین امام کرائے گا اس کے علاوہ جو لوگ محض شرارت اور انتشار پھیلانے کے لیے اس معین جماعت کے آگے پیچھے جماعت کا پروگرام بنا رہے ہیں یا کراتے ہیں ان کو روکنا ذمہ دار لوگوں پر لازم ہے اور ان کو سختی سے روکنا چاہیے، تا کہ مسجد جو محض عبادت کی جگہ ہے انتشار اور سر پھٹوں کی جگہ نہ بن جائے، ورنہ ذمہ دار افسران مجرم ہوں گے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

محلہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ کروانے کا حکم:

مسئلہ(۶۰۴): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ محلے کی ایک مسجد ہے جس میں پانچ وقت جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جاتی ہے، کیا اس میں دوسری جماعت کروانا جائز ہے؟ شریعت کی روشنی میں مسئلہ کو واضح فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں محلے کی مسجد جس میں امام متعین ہو اور اذان واقامت کے ساتھ باجماعت نماز ادا کی جاتی ہو اہل محلہ کے لیے جماعت ثانیہ مکروہ تحریمی ہے، البتہ چند صورتوں میں جائز ہے۔

(۲،۱) محلے کی مسجد میں محلے والوں سے پہلے دوسرے لوگ یا محلے والوں میں سے چند لوگ مخفی طور پر اذان پڑھ کر یا بغیر اذان کے نماز ادا کرلیں تو اہل محلّہ کے لیے صورت اولیٰ میں بغیر اذان و اقامت اور صورت ثانیہ اذان و اقامت کے ساتھ جماعت ثانیہ کروانا جائز ہے۔

(۳) محلے کی مسجد نہ ہو راستے کی مسجد ہو تو بھی تکرار جماعت جائز ہے۔

(۴) جس مسجد کا امام اور مؤذن مقرر نہ ہو لوگ الگ الگ آکر نماز ادا کرتے ہوں تو بھی جماعت ثانیہ محلے والوں کے لیے جائز ہے

”المسجد اذا کان له امام معلوم و جماعة معلومة فی محلة فصلی اهله فیه بالجماعة لایباح تکرارها باذان ثان امااذاصلوابغیر اذان یباح اجماعا و کذافی مسجدقارعة الطریق “......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۸۳)

”ویکره تکرارالجماعة فی مسجدمحلة باذان و اقامة الااذاصلی بهمافیه اولا غیر اهله اواهله لکن بمخافتة الاذان ولو کرراهله بدونهما اوکان مسجد طریق جازاجماعا کمافی مسجد لیس له امام ولامؤذن اویصلی الناس فیه فوجافوجا فان الافضل ان یصلی کل فریق باذان و اقامة علی حدة کمافی امالی قاضی خان ونحوه فی الدر والمرادبمسجدالمحلة ماله امام وجماعة معلومون کمافی الدروغیره قال فی المنبع وتقیید بالمسجد المختص بالمحلة احترازا من الشارع وبالاذان الثانی احترازا عمااذاصلی فی مسجدالمحلة جماعة بغیراذان حیث یباح اجماعا“......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۰۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کن صورتوں میں جماعت ثانیہ کروانے کی اجازت ہے؟

مسئلہ(۶۰۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں

(۱) اگر ایک مسجد میں امام مقررہ وقت میں جماعت کرائے پھر اس کے بعد دوسری جماعت کوئی اور کرا سکتا ہے یا کہ نہیں؟

(۲) کیا دوسری جماعت کرانے کے لیے کچھ شرائط بھی ہیں؟

(۳) کون کونسی صورتیں ہیں جس میں دوسری جماعت کروانا جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) اگر کسی مسجد میں امام ومؤذن مقرر ہو تو وہاں پر اہل محلّہ کے لیے دوسری جماعت کروانا مکروہ ہے۔

(۲) دوسری جماعت کی عدم کراہت کے لیے تین شرطیں ہیں (۱) راستے کی مسجد ہو (۲) وہاں کا امام اور مؤذن مقرر نہ ہو (۳) اہل محلّہ نہ ہوں، ان تین صورتوں میں دوسری جماعت کروا سکتے ہیں۔

"المسجد اذا کان له امام معلوم و جماعة معلومة فی محلة فصلی اهله فیه بالجماعة لایباح تکرارها فیه باذان ثان "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۸۳)

"اما اثر انس رضی الله عنه فلادلیل فیه لمامصنف ابن ابی شیبة انه جمع بهم وقام وسطهم ولم یتقدم علیهم فدل انه قصدتغییر الشاکلة کمافعله ابویوسف رحمه الله تعالیٰ غیران ابایوسف رحمه الله تعالی غیرهابترک الاذانین وموضع الامام وانسارضی الله عنهما بترک التقدم علیهم علی انه لم یجمع فی مسجدمحلته وانماجاء الی مسجدبنی زریق وجمع بهم فیه ومسئلة الجماعة الثانیة فیما اذاجمع اهل تلک المحلة فی مسجدهم ثانیا"......(فیض الباری:۲/۱۹۳)

"الافی مسجدعلی طریق هومالیس له امام ومؤذن راتب فلایکره التکرارفیه باذان واقامة بل هو الافضل خانیة"......(فتاویٰ شامی: ۱/۲۹۱)

"مسجدلیس له امام ولامؤذن ویصلی الناس فیه فوجافوجافالافضل ان یصلی کل فریق باذان واقامة علی حدة "......(البحر الرائق: ۱/۶۰۵)

"وهذا اذاکان صلی فیه اهله فان صلی فیه قوم من الغرباء بالجماعة فلاهل المسجد ان یصلوا بعدهم بجماعة باذان واقامة لان اقامة الجماعة فی هذاالمسجد حقهم"......(منحة الخالق: ۱/۶۰۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

صف مکمل ہوتو اکیلا آدمی کہاں کھڑا ہو؟

مسئلہ(۶۰۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر نماز باجماعت کی صورت میں کوئی شخص بعد میں آئے اور اگلی صف مکمل ہو وہ کسی شخص کو کھینچے یا تنہا کھڑا ہو جائے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، اگر کوئی شخص بعد میں آئے اور اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو رکوع تک اس کو دوسرے شخص کے آنے کا انتظار کرنا چاہیے، اگر کوئی نہ آئے تو اس صورت میں اگر چہ اگلی صف میں سے کسی کو کھینچ لینا بہتر ہے، تاہم موجودہ زمانے میں دین کے احکام سے ناواقفیت زیادہ ہے اور ایسا کرنے میں خطرہ ہے کہ وہ شخص اپنی نماز خراب کرلے اس لیے بعد میں آنے والا شخص تنہا کھڑا ہو جائے اور کسی نہ کھینچے۔

”والاصح انه ینتظر الی الرکوع والقیام وحده اولی فی زماننا لغلبة الجهلة“

......(حاشیة الطحطاوی علی المراقی الفلاح:۱۹۲)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

موسم گرما میں مسجد کی چھت پر جماعت کروانے کا حکم:

مسئلہ(۶۰۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں واقع جامعہ مسجد عثمانیہ رقبہ کے لحاظ سے ایک چھوٹی مسجد ہے اور چاروں طرف سے بند ہے اور اس کا صحن نہیں ہے، گرمیوں میں مسجد کے اندر نماز ادا کرنا مشکل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے مسجد کی انتظامیہ مسجد کی چھت کو صحن کے طور پر استعمال کرتی ہے اور چھت پر باجماعت نماز ادا کی جاتی ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس مجبوری کی وجہ سے گرمیوں میں چھت پر نماز ادا کرنا درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں محض گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر باجماعت نماز ادا کرنا مکروہ ہے البتہ اگر مسجد میں جگہ تنگ ہو نمازی پورے نہ آتے ہوں تو وہاں سے زائد بقیہ نمازی اسی امام کی اقتداء میں چھت پر بلا کراہت نماز ادا کر سکتے ہیں۔

"الصعود علی سطح کل مسجدمکروہ ولھذا اذااشتد الحریکرہ ان یصلوا بالجماعۃ فوقہ الااذاضاق المسجد فحینئذ لایکرہ الصعود علی سطحہ للضرورۃ کذافی الغرائب "......(فتاویٰ الھندیۃ: ۵/۳۲۲)

"ثم رأیت القھستانی نقل عن المفید کراھۃ الصعود علی سطح المسجد ویلزمہ کراھۃ الصلوۃ ایضافوقہ"......(ردالمحتار: ۱/۳۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام مسجد اگر لیٹ ہوجائے تو ان کا انتظار کیا جائے:

مسئلہ(۶۰۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ اگر امام صاحب جماعت کراتے ہیں اور وہ مقررہ وقت پر نہ پہنچ سکیں جیسے مثال کے طور پر ظہر کا وقت ڈیڑھ بجے ہے تو کیا امام صاحب کا انتظار کرنا دو یا تین منٹ تک ،کیا اس کی شرعاً گنجائش ہے؟ یا اگر امام صاحب نے سنتیں پڑھنی ہوں تو پانچ منٹ تک مقتدی انتظار کریں پھر امام صاحب ہی نماز پڑھائے یا مقتدی حضرات کسی اور مقتدی کو امام بنا کر نماز پڑھ لیں ؟کیا حکم ہے؟ اگر مقتدی حضرات دوچار منٹ صبر کرلیں اور امام صاحب ہی جماعت کرائے اس کے بارے میں ضرور ارشاد فرمائیں، اللہ آپ کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اہل محلہ کے لیے ضروری ہے کہ اگر امام صاحب وقت مقررہ سے کبھی تھوڑا سا لیٹ ہوجائیں تو ان کا انتظار کریں اگر امام صاحب موجود ہوں اور وضو کررہے ہوں تب تو بطریق اولی امام صاحب کا انتظار اہل محلہ کے لیے ضروری ہے کیونکہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم حضور ﷺ کا انتظار فرماتے تھے حتی کہ ہم کو اونگھ آنے لگتی تھی، نیز امام صاحب کی موجودگی میں کسی دوسرے شخص کو امام مقرر کرنا امام صاحب کی اجازت کے بغیر یہ شرعاً جائز نہیں ہے، انتظامیہ کے لیے امام صاحب پر دباؤ ڈالنا شرعاً جائز نہیں تاہم فساد زمانہ کی وجہ سے مسجد کو شور وغوغا سے بچانے کے لیے امام کو محتاط رہتے ہوئے وقت کی پابندی کرنی چاہیے۔

"فالحاصل ان التاخیر القلیل لاعانۃ اھل الخیر غیرمکروہ "......(۱/۳۶۲)

"والحاصل ان التاخیر الیسیر للاعانة علی الخیر غیر مکروہ ولا بأس ان ینظر الامام انتظارا وسطا کما فی المضمرات"......(طحطاوی علی المراقی: ۱۰۷)

"واولی الناس بالامامة اعلمهم بالسنة"......(الھدایة: ۱۲۴/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عورتوں کا نماز عشاء کی جماعت کے لیے گھر سے باہر نکلنا:

مسئلہ(۶۰۹): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورتوں کا نماز عشاء باجماعت ادا کرنے کے لیے گھر سے نکلنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

عورتوں کا مطلقاً مسجد میں نکلنا مکروہ ہے، خواہ کوئی بھی نماز ہو، لہذا صورت مسئولہ میں عشاء میں عورتوں کا نکلنا درست نہیں ہے۔

"ولا یحضرن الجماعات لقوله تعالیٰ (وقرن فی بیوتکن) (الاحزاب: ۳۳) وقال ﷺ صلاتها فی قعر بیوتها افضل من صلاتها فی صحن دارها وصلاتها فی صحن دارها افضل من صلاتها فی مسجدها وبیوتهن خیر لهن ولانه لایؤمن الفتنة من خروجهن اطلقه فشمل الشابة والعجوز والصلاة النهاریه واللیلیة قال المصنف فی الکافی والفتویٰ الیوم علی الکراهیة فی الصلاة کلها لظهور الفساد"......(البحر الرائق: ۶۲۷، ۶۲۸/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز عشاء اور تراویح مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہ پڑھنا:

مسئلہ(۶۱۰): (۱) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ محلّہ کی مسجد چھوڑ کر ایک ایسی جگہ عشاء

اور تراویح ادا کرنا جہاں عشاء اور تراویح کے علاوہ جماعت نہیں ہوتی اور یاد رہے کہ یہ جگہ مسجد نہیں ہے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) صلوۃ مکتوبہ کی جماعت مسجد محلہ میں ادا کرنا سنت ہے، مسجد کے علاوہ گھر وغیرہ میں جماعت کرانے سے جماعت کا ثواب مل جائے گا، لیکن مسجد کی فضیلت نہیں ملے گی، جماعت اور مسجد کا الگ الگ ثواب ہے۔

"قال الصدر الشهيد انما الاساءة فيما اذا ترك اهل المسجد كلهم الجماعة فحينئذ اساؤا وتركوا السنة وان صلوا بالجماعة في البيت اختلف المشائخ فيه والصحيح ان الجماعة فضيلة والجماعة في المسجد فضيلة اخرىٰ فهو قد اتي باحدى الفضيلتين وترك الاخرىٰ وهكذا الجواب في المكتوبات"......(خلاصه الفتاوى: ۱/۱۶۳)

"قوله سنة كفاية اى على كل اهل محلة لما في منية المصلي من بحث التراويح من ان اقامتها بالجماعة سنة على سبيل الكفاية حتى لو ترك اهل محلة كلهم الجماعة فقد تركوا السنة واساؤا في ذالك وان تخلف من افراد الناس وصلىٰ في بيته فقد ترك الفضيلة"......(فتاوىٰ شامي: ۱/۴۰۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

صف ثانی کی ابتداء کہاں سے کی جائے گی؟

مسئلہ(۶۱۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ صف اول کے تام ہونے کے بعد نماز میں دوسری صف کی ابتداء کہاں سے کی جائے؟ دائیں سے یا بائیں سے یا درمیان سے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امام کا صف کے درمیان میں کھڑا ہونا ضروری ہے لہذا ہر صف کو درمیان سے شروع کر دینا چاہیے، جہاں امام کھڑا ہو اس کے سیدھ دائیں بائیں نمازی کھڑے ہوتے چلے جائیں، اور ہر صف کو اسی ترتیب سے رکھنا چاہیے۔

"والزائد يقف خلفه ......وكيفيته ان يقف احدهما بحذائه والاخر بيمينه اذاكان الزائد اثنين ولوجاء ثالث وقف عن يسار الاول والرابع عن يمين الثاني والخامس عن يسار الثالث وهكذا"......(ردالمحتار : ۱/۴۳۰)

"قوله ويقف الاكثر من واحد صادق بالاثنين وكيفيته ان يقف واحدبحذائه والاخرعن يمينه ولوجاء واحد وقف عن يسار الاول الذى هوبحذاء الامام فيصير الامام متوسطا ويقف الرابع عن يمين الواقف الذى هو عن يمين من بحذاء الامام والخامس عن يسار الثالث وهكذا فاذااستوى الجانبان يقوم الجائى عن جهة اليمين وان ترجح اليمين يقوم عن يسار قهستانى وفى العتابية لوقام الامام وسط القوم وقاموا هم عن يمينه اوعن يساره اساؤا"......(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح : ۳۰۵)

"واذااستوىٰ جانبا الامام فانه يقوم الجائيى عن يمينه وان ترجح اليمين فانه يقوم عن يساره"......(البحرالرائق : ۱/۶۱۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کے پاؤں اگر محراب میں ہوں تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ(۶۱۲): حضرات علماء دین سے ایک سوال ہے کہ امام محراب مسجد میں ایسے کھڑا ہو کہ اس کی ایڑھیاں بھی محراب میں ہوں تو یہ منع ہے یا نہیں؟ اسی طرح امام مسجد کے برآمدہ میں ایسے کھڑا ہو کہ ذرا بھی مسجد کے صحن میں نہ ہو اور مقتدی مسجد کے صحن میں ہوں تو یہ بھی منع ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مذکورہ میں امام صاحب کا محراب میں اس طرح کھڑا ہونا کہ دونوں قدم پورے کے پورے محراب کے اندر ہوں تو مکروہ ہے اور اگر قدم محراب سے باہر ہوں تو جائز ہے، اور اگر امام برآمدہ میں ہو اور مقتدی صحن میں ہوں تو مکروہ ہے، البتہ نمازیوں کے ازدحام اور جگہ کی تنگی کے سبب اگر محراب میں قیام کی نوبت آجائے تو مکروہ نہیں ہے۔

"ویکرہ قیام الامام بجملته فی المحراب لاقیامه خارجه وسجوده فیه سمی محرابا لانه یحارب النفس والشیطان بالقیام الیه والکراهة لاشتباه الحال علی القوم واذاضاق المکان فلاکراهة "......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳٦۰،۳٦۱)

"ویکرہ قیام الامام وحده فی الطاق وهوالمحراب ولایکره سجوده فیه اذاکان قائما خارج المحراب هکذافی التبیین واذاضاق المسجد بمن خلف الامام فلاباس بان یقوم فی الطاق کذافی الفتاوی البرهانية"......(فتاویٰ الهندية:۱/۱۰۸)

"فحینئذ وقوفه فی المحراب تشبه باهل الکتاب لغیرحاجة فکره مطلقا ولهذا قال الولوالجی فی فتاواه وصاحب التجنیس اذاضاق المسجد بمن خلف الامام علی القوم لاباس بان یقوم الامام فی الطاق لانه تعذر الامر علیه وان لم یضیق المسجدبمن خلف الامام لاینبغی للامام ان یقوم فی الطاق لانه یشبه تباین المکانین"......(البحرالرائق: ۲/۳٦)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مقررہ وقت کے بعد جماعت میں تاخیر کرنے کا حکم:

مسئلہ(٦١٣): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز کاوقت پوراہوجانے کے بعد تاخیر جماعت کاشرعی حکم کیاہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ مقررہ وقت پرہی نمازشروع کردی جائے البتہ کوئی شریر یامفسد آدمی ہوتواس کے شروفساد سے بچنے کے لیےتھوڑی سی تاخیرکی جاسکتی ہے۔

"ولوانتظر الامامة لیدرک الناس الجماعة یجوزولواحدبعدالاجماع لا الااذاکان داعرا شریرا"......(فتاویٰ الشامی : ۱/۴۲۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عورتوں کا فرض نماز کے لیے مسجد میں آنا:

مسئلہ(۶۱۴): حضرت مفتی صاحب ایک مسئلہ درپیش ہے

یہ نقشہ جامع مسجد بلال راوی بلاک علامہ اقبال ٹاؤن کا ہے، اس مسجد میں جو چھوٹا ہال ہے اس کے اوپر گیلری ہے جو کہ مسجد کا حصہ ہے، اس گیلری میں جانے کے لیے سیڑھیاں استعمال کی جاتی ہیں، رمضان المبارک میں اس گیلری میں مستورات کے لیے تراویح کا باقاعدگی سے اہتمام کیا جاتا ہے، اور ان کے لیے گیٹ نمبر۳ کھولا جاتا ہے، اور صحن میں ایک چادر لگادی جاتی ہے، اور مستورات وہاں سے گزر کر گیلری میں جاتی ہیں، کیا ان کا گیلری میں نماز پڑھنا ٹھیک ہے؟ جب کہ مرد حضرات کا بیت الخلاء میں آنا جانا لگا رہتا ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

عورتوں کا مسجد کی جماعات میں شریک ہونا مطلقاً مکروہ ہے، عورتوں کو اپنے اپنے گھروں ہی میں انفراداً نماز پڑھنا چاہیے، فرائض ونوافل اور تراویح سب کا یہی حکم ہے۔

"(ولایحضرن الجماعات) لقوله تعالیٰ (وقرن فی بیوتکن، سورة الاحزاب:۳۳) وقال رسول الله ﷺ صلاتها فی قعر بیتها افضل من صلاتها فی صحن دارها وصلاتها فی صحن دارها افضل من صلاتها فی مسجدها وبیوتهن خیرلهن ولانه لایومن الفتنة من خروجهن اطلقه فشمل الشابة والعجوز والصلوة النهارية واليلية قال المصنف فی الکافی والفتویٰ اليوم علی الکراهة فی الصلوة کلها لظهور الفساد "......(البحرالرائق: ۱/۶۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

صلوۃ التسبیح باجماعت پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۶۱۵): بخدمت جناب حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا فقہ حنفیہ میں نفل نماز صلوۃ التسبیح باجماعت پڑھنے کی اجازت ہے؟

(۲) کیا یہ ہی نماز نفل امام بآواز بلند مقتدی حضرات کو پڑھا سکتا ہے؟ ۷۵ مرتبہ کلمہ امام بلند آواز سے پڑھ سکتا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مسئلہ مذکورہ میں بطور تداعی کے باجماعت صلوۃ التسبیح پڑھنا مکروہ ہے، لہذا اکیلے اکیلے صلوۃ التسبیح پڑھنی چاہیئے۔

"(ولایصلی الوتر و)لا(التطوع بجماعة خارج)رمضان ای یکرہ ذلک لوعلی سبیل التداعی "......(الدرالمختار مع تنویر الابصار علی ھامش ردالمحتار: ۱/۵۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک مسجد میں دو جماعتیں کروانے کا حکم:

مسئلہ(۶۱۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ایک مسجد میں دو جماعتیں ہو سکتی ہیں جب کہ مسجد میں امام اور مؤذن بھی ہو، دو الگ الگ جماعتیں ایک مسجد میں جائز ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ایک مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے خصوصا جب مسجد میں نماز ہو رہی ہو تو آنے والے لوگوں کو اسی جماعت میں شامل ہونا ضروری ہے الگ جماعت کروانا مکروہ ہے لیکن اگر مسجد ایسی ہے جو راستہ پر ہے اور لوگ اس میں گروہ در گروہ آتے ہیں ان کے لیے تکرار جماعت جائز ہے اور ایسی مسجد میں بھی تکرار جماعت جائز ہے جس کا امام اور مؤذن نہ ہو۔

"(او)مصل (فی مسجد بعد صلوۃ جماعة فیه) بل یکرہ فعلھما وتکرار الجماعة(قوله وتکرار الجماعة) لماروی عبدالرحمن بن ابی بکر عن ابیه ان رسول اللہ ﷺ خرج من بیته لیصلح بین الانصار وقدصلی فی المسجد بجماعة فدخل رسول اللہ ﷺ فی منزل بعض اھله فصلی بھم جماعة ولولم یکرہ تکرار الجماعة فی المسجد یصلی فیه وروی عن انس ان اصحاب رسول اللہ ﷺ کانوا اذافاتتھم الجماعة فی المسجد صلوا فی المسجد فرادیٰ ولان التکرار یؤدی الی تقلیل الجماعة لان الناس اذاعلموا

انهم تفوتهم الجماعة يتعجلون فتكثروا لاتاخروا اه بدائع وحينئذ فلودخل جماعة المسجد بعدما صلى اهله فيه فانهم يصلون وحدانا ......(قوله الا في مسجد على طريق) هومالیس له امام ومؤذن راتب فلايكره التكرار فيه باذان واقامة بل هوالافضل خانية"......(الدرمع الرد: ۱/۲۹۱)

"ويكره تكرار الجماعة باذان واقامة في مسجدمحلة لافي مسجدطريق اومسجدلاامام له ولامؤذن......قوله ويكره اى تحريما لقول الكافي لايجوز والمجمع لايباح وشرح الجامع الصغير انه بدعة كمافي رسالة السندى قوله باذان واقامة عبارته في الخزائن اجمع مماهناونصبها يكره تكرار الجماعة في مسجدمحلة باذان واقامة الااذاصلى بهمافيه اولاغيراهله واهله لكن بمخافتة الاذان ولوكرراهله بدونهما اوكان مسجدطريق جازاجماعا كمافي مسجد ليس له امام ولامؤذن ويصلى الناس فيه فوجافوجا فان الافضل ان يصلى كل فريق باذان واقامة على حدة كمافي امالي قاضي خان......ومقتضى هذاالاستدلال كراهة التكرار في مسجدالمحلة ولوبدون اذان ويؤيده مافي الظهيرية لودخل جماعة المسجد بعدماصلى فيه اهله يصلون وحدانا وهوظاهر الرواية "......(الدرمع الرد: ۱/۲۰۸،۲۰۹)

"اهل المسجد اذاصلوا باذان وجماعة يكره تكرارالاذان والجماعة فيه" ......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۵۴)

"وان اذن في مسجدجماعة وصلوايكره لغيرهم ان يؤذنوا ويعيد والجماعة ولكن يصلوا وحدانا وان كان المسجدعلى الطريق فلاباس ان يؤذنوا فيه ويقيموا اه "......(البحرالرائق: ۱/۳۶۲)

"المسجد اذاكان له امام معلوم وجماعة معلومة في محلة فصلى اهله فيه بالجماعة لايباح تكرارها فيه باذان ثان اماذاصلوا بغيراذان يباح اجماعا

وکذا فی مسجدقارعة الطریق کذافی شرح المجمع المصنف“......(فتاویٰ الهندیة:۱/۸۳)

”عن ابی بکرة ان رسول اللہ ﷺ أقبل من نواحی المدینة یریدالصلاة فوجدالناس قدصلوافمال الی منزله فجمع اهله فصلی بهم رواه الطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجاله ثقات (مجمع الزوائد)“......(اعلاء السنن : ۴/۲۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(مسبوق)

صف پوری ہونے پر مسبوق کیا کرے؟

مسئلہ(۶۱۷): محترم جناب مفتی حمید اللہ جان صاحب! بندہ کو مندرجہ ذیل مسئلہ کی وضاحت درکار ہے جب نماز باجماعت ہو رہی ہو اور پہلی صف مکمل ہو چکی ہو تو اب ایک مقتدی نماز میں شامل ہونا چاہتا ہے آیا اگلی صف میں کسی ایک کو پیچھے لے آئے یا اکیلا ہی کھڑا ہو جائے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

پہلی صف مکمل ہونے کے بعد مقتدی کا دوسری صف میں اکیلے کھڑا ہونا مکروہ ہے، لہٰذا اگلی صف سے کسی ایسے آدمی کو پیچھے کھینچ لے جو اس مسئلہ کو جانتا ہو، اصل حکم یہ ہے، البتہ جہالت عامہ کی وجہ سے اگر آگے والی صف سے آدمی کے کھینچنے کی صورت میں اسکی نماز فاسد ہونے کا خطرہ ہو یا جھگڑے کا خدشہ ہو تو پیچھے اکیلا ہی کھڑا ہو کر نماز شروع کردے۔

"وكذلك يكره للمقتدى ان يقوم خلف الصفوف وحده اذا وجد فرجة في الصفوف وان لم يجد فرجة في الصفوف روى محمد بن شجاع والحسن بن زياد عن أبي حنيفة انه لا يكره وان جر أحدا من الصف الى نفسه وقام معه فذلك اولى"......(المحيط البرهاني: ۱۴۵/۲)

" وينبغي ان يكون عالما حتى لا تفسد الصلوة على نفسه كذا في خزانة الفتاوى"......(الهندية: ۱۰۷/۱)

" صلى خلف الصفوف منفردا مختارا بلا ضرورة كره وينبغي ان يجذب واحدا من الصف في المسجد أو في الصحراء ثم يكبر ولو كبر خلف الصف ثم لحق به كره. قال الفقيه أبو جعفر هذا اذا كان في الصف فرجة والا فلا كراهة الخ"......(البزازية: ۵۷/۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسبوق آخری قعدہ میں صرف تشہد پڑھے گا:

مسئلہ(٦١٨): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی امام صاحب کے ساتھ آخری التحیات میں ملتا ہے یا چار رکعت میں سے دو ہو چکی تھیں تو آخری التحیات میں تشہد اور درود پاک پڑھنے کا کیا حکم ہے صرف تشہد ہی پڑھے گا یا درود شریف بھی؟

الجواب باسم الملک الوہاب

صورت مرقومہ میں مسبوق کے لیے آخری التحیات کا حکم یہ ہے کہ وہ آخری قعدہ میں صرف تشہد پڑھے گا باقی ادعیہ نہیں پڑھے گا مسبوق کو چاہیے کہ تشہد آہستہ آہستہ پڑھے یہاں تک کہ امام سلام سے فارغ ہو جائے۔

"ان المسبوق ببعض الركعات يتابع الامام فى تشهدالأخير واذا أتم التشهدلايشتغل بمابعده من الدعوات ثم ماذايفعل تكلموافيه وعن ابن شجاع انه يكرر التشهدأى قوله اشهدان لا اله الا الله وهوالمختار"......

(الهندية : ١/ ٩١)

"والصحيح ان المسبوق يترسل فى التشهدحتى يفرغ عندسلام الامام كذافى الوجيزللكردرى وقاضى خان هكذافى الخلاصة وفتح القدير"......(الهندية : ١/ ٩١)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
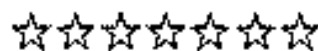
مسبوق کے تشہد کا حکم:

مسئلہ(٦١٩): مفتی صاحب سوال یہ ہے کہ ایک آدمی امام کیساتھ اس وقت ملتا ہے جب وہ سلام پھیرنے کے قریب تھا مقتدی کے التحیات میں بیٹھتے ہی امام نے سلام پھیر دیا کیا مقتدی تشہد پڑھے گا یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

صورت مرقومہ میں اولی یہ ہے کہ تشہد پوری کر کے اٹھے لیکن اگر تشہد پورا کیے بغیر اٹھ گیا تب بھی نماز درست ہو جائیگی۔

"وشمل باطلاقه مالو اقتدى به فی أثناء التشهد الاول أو الاخير فحين قعد قام امامه أو سلم ومقتضاه انه يتم التشهد ثم يقوم ولم أره صريحا ثم رأيته فی الذخيرة ناقلا عن أبی الليث المختار عندی انه يتم التشهد وان لم يفعل أجزأه .الخ"......(ردالمحتار : ۳۶۶/۱)

"اذا أدرک الامام فی التشهد وقام الامام قبل ان يتم المقتدی أو سلم الامام فی آخر الصلاة قبل ان يتم المقتدی التشهد فالمختار ان يتم التشهد كذا فی الغياثية وان لم يتم أجزأه كذا فی الغياثية"......(الهندية : ۹۰/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسبوق تشہد پورا پڑھے گا:

مسئلہ(۶۶۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر مقتدی نے دوسری رکعت کے قعدے میں تشہد مکمل نہ کیا ہو اور امام تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو مقتدی کو تشہد مکمل کرنا چاہیے یا امام کے ساتھ کھڑا ہو جانا چاہیے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں مقتدی تشہد پورا کر کے بعد میں کھڑا ہو۔

"(بخلاف سلامه)أو قيامه لثالثة (قبل تمام المؤتم التشهد)فانه لايتابعه بل يتمه لوجوبه"

"(قوله فانه لايتابعه)أی ولو خاف ان تفوته الركعة الثالثة مع الامام كما صرح به فی الظهيرية"......(درمع ردالمحتار : ۳۶۶/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قومہ میں تسمیع وتحمید کون کہے گا؟

مسئلہ(۶۶۱): کیا فرماتے مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں نماز میں امام کے "سمع الله لمن حمده" کے بعد "ربنالک الحمد" صرف مقتدی کہے گا یا امام بھی کہے گا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امام صرف "سمع الله لمن حمده" کہے گا اور مقتدی "ربنالک الحمد" کہے گا لیکن اگر امام سمیع کیساتھ تحمید بھی کہے تو کوئی حرج نہیں۔

"(واکتفی الامام بالتسمیع والمؤتم والمنفردبالتحمید) لحدیث الصحیحین اذاقال الامام سمع الله لمن حمده فقولواربنالک الحمدفقسم بینهماوالقسمة تنافی الشرکة"...... (البحر الرائق: ۱/۵۵۲)

" وفی ظاهر الروایة عنه أی عن أبی حنیفة رحمه الله انه(أی الامام) یأتی بالتسمیع لابالتحمیدلمامرمن قوله علیه السلام اذاقال الامام سمع الله لمن حمده فقولوا اللهم ربنالک الحمدفانه قسم والقسمة تنافی الشرکة"......(حلبی کبیری:۲۷۷،خلاصة الفتاوی: ۱/۵۳)

"(التسمیع للامام والتحمیدلغیره) قال صاحب ردالمحتار فی شرحه(لغیره) ای مؤتم ومنفردلکن سیأتی ان المعتمدان المنفردیجمع بین التسمیع والتحمیدوکذا الامام عندهماوهوروایة عن الامام جزم بها الشرنبلالی فی مقدمته"......(در مع ردالمحتار: ۱/۳۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مطاف میں نمازیوں کے آگے سے گزرنا جائز ہے:

مسئلہ(۶۲۲): کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کے حرم شریف میں نمازوں کے فوراً بعد طواف شروع ہوجاتا ہے اور مطاف میں نماز پڑھنا ممکن نہیں ہوتا، ایسی صورت میں مسبوق اپنی بقایا رکعتیں کیسے ادا کرے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں مسبوق کے لیے حکم یہ ہے کہ بغیر عذر کے امام کے سلام پھیرنے سے پہلے اٹھنا نہیں کیونکہ مسبوق کے لیے امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے، مطاف میں نمازیوں کے آگے سے گزرنے کی اجازت ہے۔

"قال الطحاوی فی مشکلہ انہ لاباس بمرور الطائفین امام المصلی عندالبیت لان الطواف بالبیت صلاۃ ولاتوجدتلک المسئلۃ فی المذاھب الاربعۃ الاعندالطحاوی"......(فیض الباری شرح صحیح البخاری : ۲/۸۱)

"ویجوزالمرور للطائف امام المصلی فان الطائف فی حکم المصلی قال ابن عابدین فی ردالمحتار ذکر فی حاشیۃ المدنی لایمنع المارداخل الکعبۃ وخلف المقام وحاشیۃ المطاف لماروی احمدوابوداؤد عن المطلب بن ابی وداعۃ ......انہ رای النبی ﷺ یصلی ممایلی باب بنی سھم والناس یمرون بین یدیہ ولیس بینھما سترۃ وھومحمول علی الطائفین فیمایظھر لان الطواف صلاۃ فصار کمن بین یدیہ صفوف من المصلین انتھی"......(معارف السنن: ۳/۳۵۳)

"قال العلامۃ قطب الدین فی منسکہ رأیت بخط بعض تلامذۃ الکمال بن الھمام فی حاشیۃ الفتح اذاصلی فی المسجد الحرام ینبغی ان لایمنع المارلھذاالحدیث وھومحمول علی الطائفین لان الطواف صلاۃ فصارکمن بین یدیہ صفوف من المصلین اہ وقال ثم رأیت فی البحر العمیق حکی عزالدین بن جماعۃ عن مشکلات الآثار للطحاوی ان المرور بین یدی المصلی بحضرۃ الکعبۃ یجوز"......(فتاویٰ شامی: ۲/۱۸۶)

" ومن احکامہ انہ لایقوم المسبوق قبل السلام بعدقدرالتشھد الافی مواضع اذاخاف وھوماسح تمام المدۃ لوانتظر سلام الامام اوخاف المسبوق فی الجمعۃ والعیدین والفجراوالمعذورخروج الوقت اوخاف ان یبتدرہ الحدث اوتمرالناس بین یدیہ ولوقام فی غیرھا بعدقدرالتشھد صح ویکرہ تحریما لان المتابعۃ واجبۃ بالنص قال علیہ السلام انماالامام لیؤتم بہ فلاتختلفوا علیہ "......(البحرالرائق: ۱/۶۶۲)

"ان قبل قعودالامام قدرالتشھد لاوان بعدہ نعم وکرہ تحریما الالعذر کخوف

حدث وخروج وقت فجر وجمعة وعيد ومعذور وتمام مدة مسح ومرورمار بين يديه (قوله وكره تحريما) اى قيامه بعدقعود امامه قدر التشهد لوجوب متابعته في السلام (قوله كخوف حدث) اى خوف سبق الحدث (قوله وخروج)عطف على حدث (قوله وجمعة وعيدومعذور)"......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۴۲)

"المسبوق اذاقعد مع الامام كيف يفعل اختلفوا فيه والصحيح انه يترسل في التشهد حتى يفرغ من التشهد عندسلام الامام واذاخاف انه لو انتظر سلام الامام يمر الناس بين يديه كان له ان يقوم بقضاء ماسبق ولاينتظر سلام الامام "

......(فتاویٰ قاضی خان علیٰ هامش الهندية:۱۰۳،۱۰۴/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
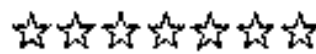
مسبوق آدمی امام کوجس حالت میں بھی پائے اس کے ساتھ شریک ہوجائے:

مسئلہ(۶۲۳): ایک آدمی نماز میں اس حالت میں شریک ہوتا ہے کہ امام یا تو سجدہ میں ہوتا ہے یا پھر رکوع میں کھڑا ہوتا ہے تو یہ کیا کرے؟ آیا اس کے ساتھ اسی حالت میں شریک ہوجائے جس میں وہ ہے یا پھر دوسری رکعت میں حالت قیام میں یا پھر تشہد میں شریک ہو، نیز اگر وہ سجدہ میں شریک ہوجائے یا رکوع کے بعد قومہ میں شریک ہوجائے تو اس کی یہ رکعت شمار ہوگی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اس آدمی (مسبوق) کے لیے مناسب یہی ہے کہ وہ امام کو جس حالت میں پائے اسی حالت میں اس کے ساتھ شریک ہوجائے انتظار میں نہ کھڑا رہے پھر اگر یہ امام کے ساتھ اس حالت میں شریک ہوا کہ امام رکوع میں یا رکوع سے قبل قیام میں تھا تو مقتدی کی یہ رکعت شمار ہوجائیگی اور اگر رکوع کے بعد کسی بھی حالت میں شریک ہوا تو شرکت صحیح ہوگی لیکن اس کی یہ رکعت شمار نہیں ہوگی بلکہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس کی قضاء ضروری ہوگی۔

"وينبغي للمسبوق أن يشرع مع الإمام في أى جزء أدركه فيكبر قائماثم

یشارکه فی الفعل الذی هو فیه من غیر أن یقضی مابین القیام وبین ذلک الفعل ولایعتدبالرکعة إلابإدراک الإمام فی رکوعها لقوله علیه الصلوۃ والسلام إذاجئتم إلی الصلوۃ ونحن سجود فاسجدوا ولاتعدوها شیأ ومن أدرک الرکوع فقدأدرک الرکعة رواه أبوداؤد وقال علیه الصلوۃ والسلام إذا أتی أحدکم والإمام علی حال فلیصنع کمایصنع الإمام.رواه الترمذی"......(حلبی کبیری:۴۴۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
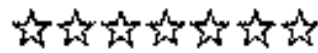
تمت المجلدالثالث بحمدالله تعالیٰ وعونه